دینی مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
ہزاروں مستند فتاویٰ جات کا پہلا مجموعہ

پاسبان حق

جامع الفتاویٰ

۵

تقاریظ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ
فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ
مورخ اسلام حضرت مولانا قاضی اطہر مبارک پوری رحمہ اللہ
ودیگر مشاہیر امت

مرتب اول
حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب رحمہ اللہ

جدید ترتیب
اشرفیہ مجلس علم وتحقیق

مقدمہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ
(مرتب "خیر الفتاویٰ" جامعہ خیر المدارس ملتان)

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

دینی مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
ہزاروں مستند فتاویٰ جات کا پہلا مجموعہ

جامع الفتاویٰ

۵

مرتب
حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحب رحمہ اللہ

پسند فرمودہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ
فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ
فقیہ الاسلام حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری رحمہ اللہ

مقدمہ
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ
(مرتب "خیر الفتاویٰ" جامعہ خیر المدارس ملتان)

جدید ترتیب و اضافہ
اشرفیہ مجلس علم وتحقیق

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

جامع الفتاویٰ

تاریخ اشاعت............. ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

ناشر.............ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت..............سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ۔ چوک فوارہ ملتان — مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
ادارہ اسلامیات ......انارکلی ......لاہور — یونیورسٹی بک ایجنسی۔ خیبر بازار پشاور
مکتبہ سید احمد شہید ......اردو بازار......لاہور — ادارۃ الانور ......نیو ٹاؤن...... کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ اردو بازار ...... لاہور — مکتبہ المنظور الاسلامیہ ...جامعہ حسینیہ ...علی پور
مکتبہ المنظور الاسلامیہ ...... بلاک نمبر...... مدینہ ٹاؤن ...... بنک موڑ ...... فیصل آباد

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K — 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE — BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

فہرست عنوانات

محرم اور تعزیے

بدعات محرم اور کتاب جواہر نفیس کا حکم

سوال...... دس محرم کو قبروں پر پانی چھڑکنا' جیسا کہ پشاور کے علاقے میں مروج ہے کہ ہر شخص اس روز اپنے مردوں کی قبور پر پانی چھڑکتا ہے اور اس کو باعث ثواب جانتا ہے۔ اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ یا بدعت ہے؟ اس باب میں جواہر نفیس ایک کتاب ہے جس میں امام ابوحنیفہؒ کا مذہب منقول ہے اور ابن عباسؓ سے ایک روایت اس میں منقول ہے۔ یہ اندراج معتبر ہے یا نہیں؟ اور اس دن روزے کے علاوہ نوافل واطعام طعام کی کوئی تخصیص ہے یا نہیں؟

جواب...... اس دن روزے اور عیال پر کھانے کی وسعت کے علاوہ کوئی دوسری چیز وارد نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے سوا جو کچھ بھی کیا جائے گا وہ بدعت ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۸۹)

محرم میں خاک ڈالنا سینہ پیٹنا وغیرہ

سوال...... ترمذی شریف حدیث باب مناقب حسین بن علیؓ حدثنی سلمیٰ قالت دخلت علی ام سلمة و هی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم تعنی فی المنام و علی راسه ولحیته التراب فقلت مالک یا رسول الله قال شهدت قتل الحسین آنفا سے ظاہر ہوا کہ عشرہ کے دن ہم بھی روئیں پیٹیں' سیاہ کپڑے پہنیں تو جائز ہے؟

جواب...... اول تو خواب میں ضروری نہیں کہ ہر واقعہ اپنی حقیقت پر نظر آئے اکثر صورت مثالیہ میں متمثل ہوتا ہے۔ اسی لئے اس میں حاجت تعبیر کی ہوتی ہے پس راس ولحیہ پر مٹی کا نظر آنا یہ صورت مثالیہ حزن کی تھی تو اس سے خاک ڈالنے کا جواز کہاں سے نکلا' دوسرے خاک کا پڑ جانا اور بات ہے اور خاک ڈالنا اور بات ہے' سو خواب میں تو خاک پڑی ہوئی نظر آئی جو مسافر کے بدن پر مسافت بعیدہ کے قطع کرنے سے پڑ جاتی ہے اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ آپ نے خاک ڈالی تھی' تیسرے جب دلائل شرعیہ سے ان افعال کی حرمت ثابت ہے تو خواب سے وہ دلائل منسوخ یا متروک نہیں' پس مستدل کا استدلال سراسر باطل ہے اور شرع کی تحریف ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۹۳)

مجالس محرم میں شرکت کا حکم

سوال..... بعض لوگ شیعی مجالس میں محرم میں اپنی بیوی بھیجتے ہیں تا کہ ذکر حسین میں شرکت ہو سکے تو کیا وہ شرعاً مجرم ہیں؟

جواب..... ایسی مجالس میں شرکت کرنا اور بیوی کو بھیجنا جائز نہیں اول تو یہ مجالس خود جائز نہیں' مزید برآں یہ کہ ان مجالس میں بہت سے محرمات شرعیہ کا ارتکاب ہوتا ہے۔ کما لا یخفی علی العاقل " (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۳۶)

محرم میں سبیل لگانا بدعت ہے

سوال..... ایک مرد ہر سال محرم میں سبیل لگاتا ہے قابل دریافت یہ ہے کہ اس کا یہ عمل کیسا ہے؟

جواب..... پانی پلانا کار ثواب اور نیکی کا کام ہے لیکن صرف محرم کے دس دنوں کو متعین کرنا شیعوں کے ساتھ تشبہ اور ترجیح بلا مرجح ہے اس لئے یہ عمل بدعت اور قابل رد ہوگا۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۶۹)

محرم میں قرآن کو سجا کر نکالنا

سوال..... عشرۂ محرم میں قرآن مجید کو سجا کر نکالتے ہیں اور اس کے نیچے ہو کر نکلتے ہیں اور چومتے ہیں اور سر سے لگاتے ہیں اور آگے تاشا بجا جاتا ہے۔ آیا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... بالکل بے اصل ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۴۹)

دسویں محرم کی بدعات

سوال..... دسویں محرم کو شربت بنانا اور پینا اور کھچڑا پکانا اور کھانا درست ہے یا نہ؟ اور تعزیہ کو برا بھلا کہنا مثلاً یہ کہ تعزیہ پیشاب کر دینے کے قابل ہے' درست ہے یا نہ؟

جواب..... محرم کی یہ رسوم جو درج ہیں بدعت ہیں' تعزیہ بنانا گناہ ہے کیونکہ یہ عوام کے بہت سے افعال شرکیہ کا سبب بنتا ہے' لوگ اس سے مرادیں مانگتے ہیں' چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور اس کے لئے منتیں مانگتے ہیں اور ان افعال کی قباحت شرعاً جائز ہے' شیعوں کے محقق علماء بھی اسے ناجائز قرار دیتے ہیں' چنانچہ شیعہ مفتی فقیر محمد تقی لکھتے ہیں۔

''تعزیہ دلدل نکالنے اور امام باڑہ بنانے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں' جن کتابوں میں ایسی باتیں درج ہیں وہ یار لوگوں کی تصنیف ہیں''۔

اور اشتعال انگیزی سے بچنا چاہئے' سوال میں مذکور فقرہ تقریباً تہذیب سے گرا ہوا ہے۔

(خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۵۵)

دس محرم کو مٹھائی تقسیم کرنا

سوال...... بعض ملکوں میں رواج ہے کہ دس محرم میں مٹھائی وغیرہ کھانے کی چیزیں مسجد میں لاکر یا گھر میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ کوئی شرعی چیز اور قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اس کو شرعی چیز سمجھنا غلط ہے۔ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دس محرم کو روزہ رکھنا بہت ثواب ہے اور اس دن کھانے میں کچھ وسعت کر لینا باعث برکت ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۴۱۳)

محرم الحرام میں شادی کرنے کا حکم

سوال...... بعض لوگ محرم الحرام میں شادی بیاہ کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں اور اس ماہ کو غم اور مصائب کا مہینہ کہتے ہیں تو کیا محرم الحرام میں شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... محرم الحرام بھی سال کے دوسرے مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے جس طرح سال کے دوسرے مہینوں میں شادی بیاہ کرنا جائز ہے اسی طرح محرم میں بھی جائز ہے۔ کسی بھی دلیل شرعی سے حرمت و ممانعت ثابت نہیں۔ روافض اور شیعوں نے اس قبیح اور بے بنیاد مسئلہ کو لوگوں میں رائج کر رکھا ہے مسلمانوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اس بدعت کو ترک کر دیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۹۶۔

یوم عاشورہ کو عید کی طرح تزئین کرنا

سوال...... عاشورہ کو ایام عید کی طرح زینت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... بدعت ہے اور بعض حضرات جواز کے قائل ہیں اور تائید میں حدیث پیش کرتے ہیں' مگر جواز پر دلالت کرنے والی تمام احادیث موضوع ہیں۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ۵۰۹)

یوم عاشورہ میں مسلمان کیا کریں؟

سوال...... یوم عاشوراء کے متعلق شرع نے کیا حکم فرمایا ہے اس دن مسلمان کیا کریں؟

جواب...... اس دن کے متعلق شریعت نے خاص دو چیزیں بتلائی ہیں۔ ۱۔ روزہ رکھنا۔ ۲۔ اہل و عیال پر کھانے پینے میں وسعت کرنا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے یوم عاشوراء کو اپنے بال بچوں پر کھانے پینے کی وسعت کی تو خدائے تعالیٰ پورے سال روزی میں اضافہ کریں گے نیز

مصیبت کے وقت استرجاع کا حکم ہے اور مذکورہ تاریخ میں ایک الم انگیز واقعہ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا پیش آیا اس کی یاد سے صدمہ ضرور ہوگا۔ لہٰذا انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتا رہے اس کے علاوہ اس دن کے لئے اور کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ص ۳۸۰)

صوم عاشوراء کی فضیلت کیا ہے؟

سوال......دسویں محرم یعنی صوم عاشورا کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے خداوند تعالیٰ سے امید ہے کہ پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا تو کیا کبیرہ بھی معاف ہو جائیں گے یا صرف صغیرہ؟

جواب...... یہ ارشاد گرامی تو صغائر کے بارے میں امید اور یقین دلاتا ہے باقی گناہ کبیرہ کی معافی کی بھی امید رکھنی چاہئے' مگر ان احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ ان بھروسہ پر گناہ کرنے لگے بلکہ اپنے گناہوں پر نادم ہوں اور پاکباز بننے کی کوشش کریں تو یہ چیزیں مددگار ہوں گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ص ۳۸۰)

کیا یوم عاشوراء کا روزہ شہادت کی وجہ سے ہے؟

سوال......بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ یوم عاشوراء کی فضیلت اور روزہ رکھنے کی ہدایت صرف شہادت حسین کے باعث ہے' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب...... یہ بالکل غلط ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد یوم عاشوراء افضل و معظم ہوا اور روزہ رکھا جاتا ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ خدائے پاک نے سیدنا امام کی شہادت کے لئے ایسا مبارک و معظم دن پسند فرمایا جس کی وجہ سے آپ کی شہادت کے درجات میں زیادتی فرمائی دسویں محرم کو اسلام اور اسلام سے پہلے اگلی امتوں ''یہودیوں'' میں بھی بڑی عزت و وقار کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ص ۳۸۱)

تعزیے کا مفہوم اور اس کا حکم

سوال......عشرۂ محرم میں تعزیے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور قبور و علم وغیرہ کی صورت بنانے کا کیا حکم ہے؟

جواب......تعزیہ داری جو عشرہ محرم میں معمول ہے اور قبور وغیرہ کی صورت بنانا درست نہیں۔ اس واسطے کہ تعزیہ داری سے مراد یہ ہے کہ ترک لذت و زینت کرے اور اپنی صورت غمگین بنائے یعنی سوگ کرنے والی عورت کے مانند بیٹھے۔ حالانکہ مرد کے لئے یہ کسی حالت میں شرعاً ثابت نہیں۔

البتہ عورت کے حق میں ثابت ہے کہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد چار مہینے دس دن سوگ کرے اور اگر شوہر کے سوا کوئی دوسرا اس کے اقارب میں سے فوت ہو تو صرف تین دن تک اگر وہ ترک زینت وغیرہ کرے تو جائز ہے اور تین دن کے بعد درست نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی اردو ج ا ص ۱۸۱)

تعزیہ، مرثیہ اور درود وغیرہ کا حکم

سوال...... تعزیہ داری کی مجلس میں گریہ وزاری کی نیت سے حاضر ہونا اور وہاں جا کر مرثیہ اور کتاب سننا اور فاتحہ و درود پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اس مجلس میں گریہ وزاری کی نیت سے حاضر ہونا ناجائز ہے۔ اس واسطے کہ اس جگہ کوئی زیارت نہیں کہ اس کی زیارت کے لئے جائے اور وہاں چند لکڑی جو تعزیہ دار کی بنائی ہوتی ہیں وہ زیارت کے قابل نہیں بلکہ مٹانے کے قابل ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ جب تم خلاف شرع کسی امر کو دیکھو تو اس کو مٹا دو اپنے ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے اس کو برا جانے۔

اور مرثیہ وغیرہ سننے کا حکم یہ ہے کہ اگر مرثیے اور کتاب میں احوال واقعی نہ ہوں بلکہ جھوٹ اور بہتان ہو اور اس میں ایسا ذکر ہو جس سے بزرگوں کی تحقیر ہوتی ہو تو ایسا مرثیہ اور کتاب سننا درست نہیں بلکہ ایسی مجلس میں جانا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ اسی طرح کا مرثیہ سننے کے بارے میں حدیث شریف میں منع وارد ہے۔ **عن ابی اوفی قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن المراثی . رواه ابن ماجه**

اور اگر مرثیے میں احوال واقعی ہوں تو ایسے مرثیے اور کتاب کے فی نفسہ سننے میں مضائقہ نہیں۔ لیکن اس مجلس کی ہیئت بدعتیوں کی مجلس کی طرح نہ کرنی چاہئے کہ اس میں بدعتی گروہ سے مشابہت ہوگی اور بدعتیوں کی مشابہت سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

اور فاتحہ و درود وغیرہ پڑھنا فی نفسہ درست ہے لیکن تعزیے کی مجلس میں پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی ہوتی ہے اس واسطے کہ ایسی مجلس اس قابل ہے کہ مٹائی جائے اور ایسی مجلس میں نجاست معنوی ہوتی ہے اور فاتحہ درود ایسی جگہ پڑھنا چاہئے جو جگہ ظاہر و باطنی نجاست سے پاک ہو پس جو شخص پاخانے میں تلاوت قرآن کرے اور درود شریف پڑھے وہ ملامت وطعن کا مستحق ہوگا۔ ایسا ہی جس جگہ نجاست باطنی ہو اور قابل دور کرنے کے ہو تو وہاں بھی پڑھنا باعث ملامت وطعن ہوگا۔ اس واسطے کہ وہ بے محل پڑھنا ہوگا۔ (فتاویٰ عزیزی ج ا ص ۱۸۳)

تعزیہ سازی‘ سبیل لگانا‘ تعزیہ کو جلانا وغیرہ کا حکم

سوال..... کیا تعزیہ بنانا جائز ہے؟ اس کی کیا وعیدیں ہیں؟

جواب..... تعزیہ بنانا بدعت ہے اور اس میں کئی قسم کے گناہ ہیں۔ (تعزیہ سازی وغیرہ بدعات محرم سے متعلق مزید تفصیل کے لئے دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ ص:۵۷ امداد الفتاویٰ ج:۵ ص ۲۸۶‘ ۲۸۷ امداد الاحکام ج:ا ص ۱۸۱‘ ۱۸۶ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند امداد المفتیین ص ۱۵۴)

سوال..... سبیل کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب..... لوگوں کے لئے پانی کا انتظام کرنے کے واسطے راستوں پر سبیل لگانا بڑے ثواب کا کام ہے‘ لیکن اس ثواب کے کام کو صرف محرم کے مہینے کے ساتھ خاص کرنا اور اس مہینے کے اندر سبیل لگانے کو زیادہ اجر و ثواب کا موجب سمجھنا بدعت اور ناجائز ہے۔

سوال..... لوگ عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ امام حسینؓ کو سات محرم کے بعد پانی نہیں ملا تھا کیا یہ صحیح ہے یا نہیں آخر تک پانی میسر تھا؟

جواب..... سات تاریخ کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دریائے فرات سے پانی لانے سے روک دیا گیا تھا‘ یہ بات تاریخی روایات سے ثابت ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا رسالہ ''شہید کربلا'' ص:٦٨۔ (زحمد زبیر)

سوال..... ایک صاحب نے زیر تعمیر تعزیہ کو موقع پا کر جلا دیا‘ اس فعل پر آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب..... کسی شخص کو برائی سے روکنے کا یہ طریقہ درست نہیں‘ نرمی سے سمجھانا چاہئے اگر وہ نہ مانیں تو ان کے حق میں دعا کریں۔ واللہ سبحانہ اعلم فتاویٰ عثمانی ج ا۔

تعزیے کی ایجاد اور تعزیے داروں کیلئے شفاعت کا حکم

سوال..... تعزیہ داری و مرثیہ خوانی کس کی رسم ہے؟ اس کے عامل ناری ہوں گے یا جنتی؟ اور شفاعت سے محروم ہوں گے یا نہیں؟

جواب..... تعزیہ داری و مرثیہ خوانی یہ تو تحقیق نہیں کہ ایجاد کس کی ہے؟ اگرچہ تیمور کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ (اس رواج کی ابتداء ۹۰۰ھ میں امیر تیمور لنگ کے زمانے سے ہوئی امیر تیمور عراق جایا کرتا تھا اور نجف اشرف کی زیارت کیا کرتا تھا۔ دسویں صدی ہجری میں امیر تیمور لنگ کے بعد جب ہمایوں بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تو اس کے وزیر بیرم خاں نے کربلا جا کر ہمایوں کے

واسطے زمرد تر شوا کر حضرت حسینؓ کی ضریح (قبر) بنوائی اور ۱۰۰۰ھ میں ہندوستان میں سب سے پہلا تعزیہ آیا' جو وزن میں ۴۶ تولہ تھا' چونکہ میسور' سندھ' بنگال' اور اودھ میں شیعوں کی حکومت ایک عرصہ دراز تک رہی ہے اس لئے فطری طور پر یہاں کے سنیوں کے تمدن و معاشرت میں شیعہ مذہب کے اجزا کثرت سے شامل ہوئے اور تعزیہ داری کا رواج بھی اہل سنت میں بہت زیادہ پھیل گیا۔ پہلے چالیس دن تک تعزیہ داری ہوتی تھی لیکن نصیر الدین حیدر شاہ بادشاہ اودھ نے ۸ ربیع الاول تک تعزیہ داری کو رواج دیا۔ (عزاداری کی تاریخ ص ۳۸ م ع) مگر رسم شیعوں کی ہے اور بدعات قبیحہ سے ہے اور امثال بدعات میں وارد ہے: **کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار** اور خلود سوائے کفار کے کسی کے لئے نہیں۔ **لقوله علیه السلام من قال لا اله الا الله دخل الجنة** سوسزا پانے کے بعد نکلیں گے اور شفاعت سے محروم بھی کفار ہوں گے۔ اہل اسلام کے لئے خواہ سنی ہو یا بدعتی شفاعت ہوگی۔ جب تک کہ وہ بدعت حد کفر تک نہ پہنچے۔ **لقوله علیه السلام فهی نائلة ان شاء الله تعالیٰ من مات من امتی لایشرک بالله شیئاً** تعزیہ داری کی ممانعت اور اس کی تعظیم اس آیت سے مستنبط ہو سکتی ہے۔ **اتعبدون ماتنحتون والله خلقکم و ما تعملون** ز اور حدیث مشہور ہے **من زار قبرا بلامقبور فهو ملعون** اور نہی مرثیے سے اس حدیث میں مصرح ہے۔ **نهی رسول الله صلی علیه وسلم عن المراثی رواه ابن ماجة والله اعلم.** (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۹۴)

مجلس تعزیہ کی ایک صورت اور اس کا حکم

سوال...... اس بارے میں شرعاً کیا حکم ہے کہ قبریں وغیرہ نہ بنائی جائیں بلکہ کسی مکان میں کہ وہاں کوئی صحیح تبرک مثلاً موئے مبارک رکھا جائے یا نہ رکھا جائے۔ مجلس گریہ ترتیب دی جائے اور احادیث صحیحہ کا ذکر کیا جائے جو حضرت حسینؓ کی شہادت کے بیان میں وارد ہیں اور گریہ کیا جائے اور ختم کلام اللہ کیا جائے اور پانچ آیات پڑھی جائیں اور ثواب رسانی کی جائے تو کیسا ہے؟

جواب...... جب ضرائح (تعزیے) وغیرہ نہ بنائے جائیں اور صرف مکان میں کہ تبرک صحیح وہاں رکھا جائے یا نہ رکھا جائے' مجلس گریہ وزاری کی ترتیب دی جائے تو یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ یہ سب بدعت سیئہ ہے۔ البتہ اس میں مضائقہ نہیں کہ ختم کلام اللہ کیا جائے۔

اور تبرک صحیح مثلاً موئے مبارک اس کی صحت ثابت نہیں ہوئی اس کی بنا صرف عوام کالانعام کے وہم پر ہے۔ جب تک کوئی تبرک صحیح طور پر ثابت نہ ہو جائے اس کی صحت کا اعتقاد نہ کرنا چاہئے۔ باقی رہا یہ امر کہ صرف مجلس گریہ وزاری کی منعقد کرنا کیسا ہے؟ تو ایسی مجلس بھی منعقد کرنا

سلف سے ثابت نہیں البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ تبرک صحیح ہے تو اس کی زیارت کے لئے جانے میں مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۸۵)

مساجد میں تعزیہ لانے کا حکم

سوال...... ہمارے محلے میں بریلوی حضرات کی ایک مسجد ہے محرم الحرام میں یہ لوگ تعزیہ بنا کر مسجد میں لاتے ہیں اور وہاں حضرت امام حسینؓ کی یاد میں مرثیہ خوانی کرتے ہیں اور وعظ و نصیحت کی مجالس منعقد کرتے ہیں اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مسجد میں تعزیہ لانا اور مرثیہ خوانی وغیرہ کی مجالس قائم کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... اولاً تو اسلام میں کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ احادیث میں اس پر کافی وعیدیں آئی ہیں البتہ عورت اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ کر سکتی ہے۔ ثانیاً اسلام میں تعزیہ سازی کا کوئی وجود نہیں چہ جائیکہ اسے مسجد میں لایا جائے' بلکہ ایسا کرنا خلاف شرع اور بدعت ہے۔

لماقال العلامة مفتی عزیز الرحمنؒ: تعزیہ داری اور مجالس مرثیہ خوانی وغیرہ ہر جگہ اور ہر وقت حرام اور گناہ کبیرہ ہے' اور بالخصوص مساجد میں یہ کام سخت ظلم اور معصیت اور موجب عتاب الٰہی ہے' مسلمانوں کو ایسی حرکات سے توبہ کرنا چاہئے یہ امور حرام اور گناہ کبیرہ ہیں کفر نہیں ہیں' اصرار کرنے والا ان امور پر فاسق ہے اور تعزیر کا مستحق ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۰۳ کتاب السنۃ والبدعۃ)

تعزیے میں قرابت داری کی وجہ سے جانا

سوال...... اس مسئلے میں کیا حکم ہے؟ یعنی کوشش اور مدد کرنا امور تعزیہ داری وغیرہ میں خود اپنے خیال سے یا بپاس قرابت' یا بہ سبب ہمسائیگی و ہم خانگی ہونے کے' اور اپنا اسباب عاریتاً دینا؟

جواب...... یہ بھی جائز نہیں اس واسطے کہ اس سے معصیت میں اعانت کرنا لازم آتا ہے اور معصیت میں اعانت کرنا بھی ناجائز ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۸۶)

تعزیے داری کو روکنے کی ایک تدبیر کا حکم

سوال...... یہاں پہلے سے چار یاری جھنڈا اٹھایا جاتا ہے۔ زید اس کو روکتا ہے اور ناجائز بتلاتا ہے۔ عمر نے زید سے کہا کہ اس کے بند کر دینے سے اہل تشیع خوشیاں منائیں گے۔ یہ دینی رسم ہے

اس کو نہ روکو۔ زید نے جواب دیا کہ شیعوں کو رنجیدہ کرنے کے لئے ناجائز کام نہیں کیا جا سکتا۔

۱۔ کیا زید کا قول صحیح ہے؟ ۲۔ شرعاً چار یاری جھنڈا اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ ۳۔ یہ جھنڈا اٹھانا موجب خیر و برکت ہے یا نہیں؟ ۴۔ رسم و رواج کو شریعت سے تعلق ہے یا نہیں؟ ۵۔ دین کے کسی فعل کو رسم و رواج کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... زید کا قول صحیح اور حق ہے۔ لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق.

۲۔ یہ شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے اور اس کے مرتکب سخت گنہگار اور فاسق ہیں اس کو ترک کرنا لازم ہے۔

۳۔ موجب خسران و وبال ہے۔

۴۔ شریعت مطہرہ کے مقابلے میں رسم و رواج کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔

۵۔ دینی کام کو حکم شریعت کہنا چاہئے رسم و رواج سے اس کو تعبیر کرنا مناسب نہیں۔ (امداد المفتین ص ۱۵۶)

تعزیہ داری کے مراسم کا حکم

سوال...... تعزیہ نکالنا' سیاہ پوش ہونا' ننگے سر ہونا' سر میں خاک ڈالنا' سر کو پیٹنا' سر میں تیل نہ ڈالنا' ماتم کرنا' واویلا کرنا' مرثیے جو عموماً کذب اور توہین بزرگان دین پر شامل ہوتے ہیں پڑھنا' علم نکالنا' بچوں کو قیدی فقیر بنانا' تعزیہ گاہ میں تمام شب مٹھائی اور پھل رکھ کر صبح تبرک جان کر تقسیم کرنا اور کھانا' تعزیہ گاہ میں تلاوت کلام پاک کرنا' منتیں ماننا دلدل کو منت کا دودھ اور جلیبی کھلانا' ڈھول اور تاشے بجانا' ان رسوم کی کیا اصلیت ہے؟

جواب...... یہ امور ناجائز ہیں' ما ثبت بالسنۃ میں ہے کہ ہندوستان میں خلاف شرع رسوم جو روافض سے رواج پائی ہیں شرعاً سب ممنوع ہیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۷۰)

تعزیے کی تعظیم کرنا اور اس پر چڑھاوا چڑھانا

سوال...... تعزیہ بنانا' یا اپنے مکان میں رکھنا اور اس پر منت اور چڑھاوا چڑھانا کیسا ہے؟ اور کس درجے کا گناہ ہے؟ اور جس مسجد میں تعزیہ رکھا جاتا ہے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ باوجود جاننے کے اس کے معاون اور مددگار رہوں گے ان سے کس قسم کا برتاؤ کیا جائے؟

جواب...... تعزیہ بنانا اور اس کو اپنے مکان میں رکھنا بدعت ضلالہ اور بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی تعظیم و تکریم کرنا شرک ہے۔ اسی طرح اس پر منت اور چڑھاوا چڑھانا حرام اور شرک ہے اور مسجد میں تعزیہ رکھنا ہرگز جائز نہیں اور جس مسجد میں تعزیہ رکھا ہو اس میں تعزیے کی جانب منہ کر کے نماز

پڑھنا مکروہ ہے اور اہل مسجد کے ذمے تعزیے کا نکال دینا واجب ہے اور جولوگ تعزیے کو مسجد میں رکھنا چاہتے ہوں اور جو ان کے معاون ہوں وہ عنداللہ سخت گنہ گار ہیں' ان سے ملنا جلنا' سلام وکلام کرنا ترک کردینا چاہئے۔ جب تک وہ اس گناہ خالص سے توبہ نہ کریں۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۸۸)

۱:۔تعزیہ کے بوسے کو حجر اسود کے بوسے پر قیاس کرنا

۲:۔مختلف مقامات میں قمری تقویم مختلف ہونے کی بناء پر لیلۃ القدر ہر مقام پر اپنے مطلع کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

سوال...... ابھی ابھی لکھنو سے آئے ہوئے ایک شیعہ عالم جناب ڈاکٹر کلب صادق صاحب کا خطاب سننے کا اتفاق ہوا۔ دوران خطاب انہوں نے تعزیہ' علم' مزار اور اسی طرح دیگر مراسم کے جواز کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ۔

نماز اگر چہار دیواری والے کعبہ کی سمت منہ کر کے پڑھی جائے تو یہ بھی غیر خدا کی تعظیم ہو گئی؟ حجر اسود کو اگر بوسہ دیا جائے قرآن مجید کی تعظیم وتوقیر ہو تو یہ بھی عین خدا نہیں ہیں' مگر ان کا ادب واحترام بوسہ وتعظیم عین عبادت اور دین کا حصہ ہے' صرف اس لئے کہ ان کی نسبت خدا کے ساتھ ہے۔ اسی طرح اگر تعزیہ' علم' ضریح اور اسی قبیل کی دوسری چیزوں کا ادب واحترام کیا جاتا ہے تو یہ بھی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور ان کے تعلق سے کیا جاتا ہے تو پھر یہ شرک اور گناہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ یہ بھی عین دین ہے اور عبادت ہے۔

ان کی اس توجیہ نے دین میں ایک اشکال پیدا کر دیا ہے' اس سلسلے میں آپ رہنمائی فرمائیں۔

دوسری گزارش لیلۃ القدر کے حوالے سے ہے۔ پاکستان میں قمری تقویم کی رو سے لیلۃ القدر کی رات دوسری ہوگی' سعودی عرب میں دوسری ہوگی اور یورپ وامریکہ میں یہ رات مختلف ہوگی' تو کیا سال میں مختلف لیلۃ القدر ہو سکتی ہیں؟ اس حوالے سے بھی اپنا نقطہ نظر بیان فرمائیں۔

جواب:۔ محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا' لفافے پر میرا پتہ اور نام تھا لیکن اندر خط جاوید الغامدی صاحب کے نام تھا' شاید آپ نے سوال دونوں کو بھیجا اور خطوط بدل گئے۔

بہرصورت! جواب درج ذیل ہے۔

تعزیہ' علم اور ضریح کو بیت اللہ اور حجر اسود پر قیاس کرنا اس لئے بداہۃً غلط ہے کہ بیت اللہ کی طرف رخ کرنے اور حجر اسود کی تقبیل کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً عطا فرمایا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کعبہ کے کسی اور پتھر کو چومنا جائز نہیں تعزیہ علم اور ضریح کے بارے میں کون سی نص ہے؟

بالفاظ دیگر نماز میں رخ کرنا یا بوسہ دینا اور کوئی تعظیمی عمل جو عبادت کے مشابہ ہو انجام دینا اصلاً غیر اللہ کے لئے حرام ہے البتہ جہاں نصوص سے کسی غیر اللہ کے لئے ثابت ہو صرف اسی حد تک اجازت ہوگی۔ جہاں نص نہیں وہاں اصل حرمت کا حکم لوٹ آئے گا۔

لیلۃ القدر کی فضیلت ہر مقام پر اس کے اپنے مطلع کے لحاظ سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا الگ الگ راتوں میں اس فضیلت کا حصول ممکن ہے۔ (واللہ اعلم) فتاویٰ عثمانی ج ا ص ۱۲۴'

تعزیے کے جواز پر ایک استدلال کا جواب

سوال...... ایک شخص از روئے حدیث اکرموا اصحابی اور ویضع من لانفس لہ تعزیہ بنانے کو جائز بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تعزیے کو بروز محرم صرف اس اعتقاد سے دیکھنا کہ یہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے کا نقشہ ہے نہ اس میں کوئی تصویر ہے اور نہ ہی اس کو معبود سمجھے جائز ہے۔ جیسے روضہ نبوی کا نقشہ اور بیت اللہ کا نقشہ دیکھنا جائز ہے۔ ایسے ہی اس کا دیکھنا جائز ہے۔

ایک عالم نے شخص مذکور کے بارے میں فتویٰ دیا ہے کہ ایسا شخص رافضی ہو جاتا ہے اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور وہ فاسق و فاجر ہے' کیا یہ فتویٰ صحیح ہے؟ اور اس اعتقاد سے تعزیہ بنانا اور دیکھنا کیسا ہے؟

جواب...... تعزیہ بنانا اور تعزیے کے ساتھ شریک ہونا اور بنظر تعظیم اس کو دیکھنا روافض کے شعار میں سے ہے اور روافض کے ساتھ مشابہت ہے اور جو شخص شعار روافض ادا کرے وہ بحکم ظاہر شرع روافض میں شمار ہے۔ دیکھو زنار پہننا اور ذی کفار اختیار کرنا بروئے شرع کفر لکھا ہے حالانکہ بظاہر وہ شخص اپنے اعتقاد میں مسلمانی ظاہر کرتا ہے لہٰذا جو شعار اختیار کیا جائے گا اسی کا حکم ہوگا۔ پس ایسے شخص پر جو تعزیہ بناتا ہے گو کسی تاویل سے بنائے اور فیما بینہ و بین اللہ اس کی کچھ ہی نیت ہو۔ لیکن بحکم ظاہر شرع اس کو رفض سے تعبیر کیا جائے گا۔ اور مستفتی نے جس حدیث سے تعزیے کا جواز ثابت کرنا چاہا ہے وہ بھی غلط ہے اور نہ اس سے یہ مدعا ثابت ہوتا ہے پس جس عالم نے رفض کا فتویٰ شخص مذکور پر دیا وہ صحیح ہے (فتاویٰ مظاہر علوم ج ا ص ۲۶۱)

غیر ذی روح کا تعزیہ بنانا

سوال تعزیہ بے جان تصویر اور نقشہ ہے۔ جیسے کہ کعبۃ اللہ کا نقشہ' مدینہ منورہ' روضۂ اطہر' بیت المقدس وغیرہ کا نقشہ تو پھر نا جائز ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب...... بے جان تصویروں اور نقشوں کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کی عبادت اور خلاف شرع تعظیم نہ کی جاتی ہو۔ (درمختار)

مگر تعزیہ داری اور تعزیہ سازی اعتقادی اور اصل خرابیوں سے پاک نہیں۔ تعزیے کو سجدہ کیا جاتا ہے' اس کا طواف کیا جاتا ہے' نذر و نیاز چڑھائے جاتے ہیں اس کے پاس مرادیں مانگی جاتی ہیں' اس پر عرضیاں چسپاں کی جاتی ہیں۔ اس لئے اس کا بنانا اور گھر میں لٹکانا ناجائز ہے۔ اگر کعبۃ اللہ وغیرہ کی تصاویر اور نقشوں کے ساتھ بھی حرکت مذکورہ کی جائیں گی تو وہ بھی ناجائز ٹھہرے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۷۶)

تعزیہ کے طور پر براق کی صورت بنانے کا حکم

سوال...... ماہ محرم الحرام میں بعض لوگ براق کی صورت بنا کر بطور تعزیہ پیش کرتے ہیں اور اس کو کار خیر اور موجب ثواب سمجھتے ہیں' شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... اسلام نے ہر موڑ پر بت سازی کی نفی کی ہے اور لوگوں کو اس قبیح فعل سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے چونکہ براق بھی ایک جاندار مخلوق ہے اس لئے کسی بھی عنوان سے اس کی مورتی بنانا شرعاً ممنوع ہے اور اسی طرح تعزیہ بنانا چاہے محرم میں ہو یا دوسرے مہینوں میں حرام اور بدعت ہے۔

لما ورد فی الحدیث عن سعید بن الحسن قال کنت عند ابن عباس اذجاءہ رجل فقال یا ابن عباس انی رجل انما معیشتی من صنعة یدی وانی اصنع ھذہ التصاویر فقال ابن عباسؓ الا احدثک ماسمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ یقول من صور صورة فان اللہ معذبہ حتی ینفخ فیہ الروح و لیس بنافخ فیھا ابداً فربا الرجل ربوة شدیداً واصفروجھہ فقال و یحک ان ابیت الا ان تصنع فعلیک بھذہ الشجرة و کل شئی فیہ روح

(مشکوٰة ص ۳۸۶ باب التصاویر' الفصل الثالث)(وعن ابی طلحة قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتدخل الملئکة بیتاً فیہ کلب ولاتصاویر' متفق علیہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۸۱ باب من کرہ القعود علی الصور' کتاب اللباس) ومثلہ فی امداد الفتاوی ج ۵ ص ۳۳۲ الفصل المحرم فی فصل المحرم۔ فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۸۲۔

کیا تعزیہ نہ بنانے سے انکار نبوت لازم آتا ہے؟

سوال...... بستی والے کہتے ہیں کہ جو تعزیہ نہیں بناتا اور اسے نہیں مانتا وہ رسول اللہ کو نہیں مانتا۔ کیا تعزیے کے نہ بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار لازم آتا ہے؟

۲۔ ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب...... یہ لوگ غلط کہتے ہیں۔ یہ ان کو شیطان نے سکھایا ہے۔

۲۔ پروانہ کیجئے۔ حق پر قائم رہیے۔ البتہ ان لوگوں کی اصلاح کی فکر ضرور کرتے رہئے۔ علمائے حق کا وعظ کرائیے۔ انفرادی طور پر ان کو سمجھائیے دوسری جگہ اہل حق کے پاس وعظ میں لے جائیے۔ امید ہے اللہ تعالیٰ اصلاح فرمادیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج اص ۲۰۸)

تعزیہ کے جلوس میں شرکت کرنا حرام ہے

سوال...... جناب مفتی صاحب! ہر سال دس محرم الحرام کو اہل تشیع تعزیہ بناتے اور جلوس نکالتے ہیں جس میں بعض اہلسنت بھی بڑے جوش وجذبے کے ساتھ اجر وثواب کی نیت سے شریک ہوتے ہیں تو کیا اس قسم کے جلوسوں میں شرکت کرنا ازروئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... دس محرم کو تعزیہ بنانا اور اس کا جلوس نکالنا سب مخترعات اور بے اصل امور ہیں' اس قسم کے اعمال خلاف شرع اور بدعت کے حکم میں ہیں' اس لئے اس قسم کے جلسوں اور جلوسوں میں شرکت کرنا ناجائز وحرام ہے۔

لما قال العلامۃ شاہ عبدالعزیزؒ تعزیہ داری در عشرۂ محرم وساختن ضرائح وصورت قبور وغیرہ درست نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اص ۶۸)

ایضاً قال:۔ درا مجلس بہ نیت زیارت وگریہ وزاری حاضر شدن ہم جائز نیست زیرا کہ آنجا زیارت نیست کہ برائے او حاضر شود وایں جو بہا کہ ساختہ اوست قابل زیارت عیستند بلکہ قابل ازالہ اند (فتاویٰ عزیزی جلد اص ۶۹)

الجواب

الحمد لله و كفى و سلام علىٰ عباده الذين اصطفى. اما بعد!

یہ کہنا غلط ہے کہ حنفیہ کے علاوہ دوسرے ائمہ غیر عربی میں خطبہ کے جواز کے قائل ہیں' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ دوسرے ائمہ کا مذہب اس معاملے میں اور زیادہ سخت ہے

جہاں تک مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا تعلق ہے وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ جائز نہیں اور اگر عربی زبان میں خطبہ پر قدرت ہوتے ہوئے غیر عربی زبان میں خطبہ دیا گیا تو وہ صحیح نہیں ہوگا، نہ جمعہ صحیح ہوگا، بلکہ مالکیہ کا کہنا تو یہ ہے کہ اگر مجمع میں کوئی بھی شخص عربی خطبہ پر قادر نہ ہو تو جمعہ ساقط ہو جائے گا۔ اس کی بجائے ظہر پڑھنی ہوگی۔ لیکن شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں یہ گنجائش ہے کہ اگر مجمع میں کوئی بھی شخص عربی میں خطبہ دینے پر قادر نہ ہو اور نہ اتنا وقت ہو کہ کوئی عربی خطبہ سیکھ سکے تو ایسی صورت میں دوسری زبان کا خطبہ جائز اور معتبر ہوگا اور اس کے بعد جمعہ کی نماز بھی درست ہو جائے گی۔

ان تینوں مذاہب کی کتابوں سے مندرجہ ذیل اقتباسات یہ بات ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔

مالکی مذہب

علامہ دسوقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

قوله وكونها عربية) اى ولوكان الجماعة عجما لايعرفون العربية ' فلوكان ليس فيهم من يحسن الاتيان بالخطبة عربية لم يلزمهم جمعة (حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر:۱/۳۷۸)

"اور خطبہ کا عربی زبان میں ہونا بھی شرط ہے، خواہ مجمع ایسے عجمی لوگوں کا ہو جو عربی نہیں جانتے، چنانچہ اگر ان میں کوئی بھی شخص ایسا نہ ہو جو عربی زبان میں خطبہ دے سکے تو ان پر جمعہ ہی واجب نہ ہوگا"۔

علامہ علیش مالکی تحریر فرماتے ہیں:۔

وبخطبتين قبل الصلاة...... وكونهما عربيتين والجهر بهما ولوكان الجماعة عجما لايعرفون اللغة العربية اوصمافان لم يوجد فيهم من يحسنهما عربيتين فلا تجب الجمعة عليهم ولوكانوا كلهم بكمافلاتجب عليهم الجمعة ' فالقدرة على الخطبتين من شروط وجوب الجمعة (شرح منح الجلیل علی مختصر العلامۃ خلیل:۱/۲۶۰)

"اور نماز سے پہلے دو خطبے بھی جمعہ کی صحت کے لئے شرط ہیں، اور دونوں کا عربی زبان میں ہونا، اور ان کا بلند آواز سے ادا کرنا بھی واجب ہے، خواہ مجمع عجمیوں پر مشتمل ہو جو عربی نہ جانتے ہوں، یا بہرے افراد پر مشتمل ہو، چنانچہ اگر مجمع میں کوئی شخص ایسا نہ ہو جو دونوں خطبے عربی میں دے سکے تو ایسے لوگوں پر جمعہ واجب ہی نہیں، اسی طرح اگر سب کے سب گونگے ہوں تب بھی جمعہ

واجب نہیں لہذا دو خطبوں پر قدرت ہونا' جمعہ واجب ہونے کی شرائط میں سے ہے''۔

یہی تفصیل تقریباً تمام مالکی کتابوں میں موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو: جواہر الاکلیل للخطاب: ۱/ ۹۵۔ والخرشی علی مختصر خلیل: ۲/ ۲۸۔ وشرح الزرقانی علی مختصر خلیل: ۲/ ۵۶۔ والفواکۃ الدوانی علی رسالۃ ابن ابی زید القیر وانی: ۱/ ۲۶۷)

ان تمام عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مالکیہ کے نزدیک خطبہ کا ہر حال میں عربی میں ہونا ضروری ہے' یہاں تک کہ اگر عربی پر قدرت نہ ہو' تب بھی غیر عربی میں خطبہ دینا جائز نہیں' بلکہ جمعہ کے بجائے ظہر کی نماز پڑھی جائے گی۔

شافعی مسلک

علامہ رملی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔ **(ویشترط کونها) ای الخطبة (عربیة) لاتباع السلف والخلف' ولانها ذکر مفروض فاشترط فیه ذلک کتکبیرة الاحرام** (نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج: ۲/ ۳۰۴)

''اور خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے' سلف وخلف کی اتباع کی وجہ سے' اور اس لئے کہ یہ فرض ذکر ہے لہذا اس میں عربیت شرط ہے' جیسے نماز کی تکبیر تحریمہ کے لئے عربی زبان میں ہونا ضروری ہے''۔

اور علامہ شروانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

(ویشترط کونها) ای الارکان دون ما عداها (عربیة) للاتباع . نعم' ان لم یکن فیهم من یحسنها ولم یکن تعلمها قبل ضیق الوقت خطب منهم واحد بلسانهم ' و ان امکن تعلمها وجب علی کل منهم' فان مضت مدة امکان تعلم واحد منهم' ولم یتعلموا عصوا کلهم' ولا جمعة لهم بل یصلون الظهر (حواشی الشروانی علی تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج: ۲/ ۴۵)

''اور خطبہ کے ارکان کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے تاکہ سلف کی اتباع ہو' ہاں اگر مجمع میں کوئی شخص عربی میں ٹھیک خطبہ نہ دے سکتا ہو' اور وقت کے تنگ ہونے سے پہلے عربی خطبہ سیکھنا بھی ممکن نہ ہو تو مجمع کا کوئی شخص اپنی زبان میں خطبہ دے سکتا ہے اور اگر سیکھنا ممکن ہو تو سب پر سیکھنا واجب ہے' یہاں تک کہ اگر اتنی مدت گزر گئی جن میں کوئی ایک آدمی خطبہ سیکھ سکتا اور کسی نے نہ سیکھا تو سب گنہگار ہوئے اور ان کا جمعہ صحیح نہیں ہوگا بلکہ وہ ظہر پڑھیں گے''۔

یہی تفصیل شافعیہ کی دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔ (ملاحظہ ہو: زاد المحتاج بشرح المنہاج ۱/ ۳۲۷۔ ۳۲۸ واعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین: ۲/ ۹۸۔ والغایۃ القصوی فی درایۃ الفتویٰ: ۱/ ۳۴۰)

حنبلی مسلک

علامہ بھوتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:(ولا تصح الخطبة بغير العربية مع القدرة) عليها بالعربية (كقراة) فانها لاتجزى بغير العربية وتقدم (وتصح) الخطبة بغير العربية (مع العجز) عنها بالعربية' لان المقصود بها الوعظ والتذكير' وحمدالله والصلاة على رسوله صلى الله عليه وسلم' بخلاف لفظ القرآن فانه دليل النبوة وعلامة الرسالة ولا يحصل بالعجمية (غير القراة) فلا تجزى بغير العربية لما تقدم (فان عجزعنها) اى عن القراة (وجب بدلها ذكر) قياسا على الصلاة (كشف القناع عن مقن الاقناع: ۳۶/۳۶، ۳۷)

''اور عربی زبان پر قدرت کے باوجود کسی اور زبان میں خطبہ دینا صحیح نہیں' جیسا کہ نماز میں قرأت کسی اور زبان میں درست نہیں' البتہ اگر عربی زبان پر قدرت نہ ہو تو غیر عربی زبان میں خطبہ صحیح ہو جاتا ہے' کیونکہ اس کا مقصد وعظ و تذکیر اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ہے' بخلاف قرآن کریم کے لفظ کے' کیونکہ وہ نبوت کی دلیل اور رسالت کی علامت ہے' کہ وہ عجمی زبان میں حاصل نہیں ہوتی' لہٰذا قرأت کسی بھی حالت میں عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں جائز نہیں' چنانچہ اگر کوئی شخص عربی زبان میں نماز پر قادر نہ ہو تو قرأت کے بدلے ذکر واجب ہوگا''۔

تقریباً یہی مسئلہ علامہ ابن المفلح کی کتاب الفروع: ۲/۱۱۳، ۱۱۴ میں بھی موجود ہے۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ کے مذہب میں عربی خطبہ پر قدرت ہوتے ہوئے کسی دوسری زبان میں خطبہ دینا نہ صرف یہ کہ جائز نہیں بلکہ ایسا خطبہ معتبر بھی نہیں اور اس کے بعد پڑھا ہوا جمعہ صحیح نہیں ہوگا' تاہم شافعیہ اور حنابلہ یہ کہتے ہیں کہ اگر مجمع میں کوئی بھی شخص عربی زبان میں خطبہ دینے پر قادر نہ ہو اور سیکھنے کا بھی وقت نہ ہو تو کسی اور زبان میں دیا ہوا خطبہ جمعہ کی شرط پوری کر دے گا اور اس کے بعد جمعہ پڑھنا جائز ہوگا۔ یہی قول امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا بھی ہے جیسا کہ اس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی تحقیق

جہاں تک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے' ان کے موقف کو سمجھنے کیلئے کچھ تفصیل درکار ہے۔

عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جس طرح شروع میں نماز کی قرأت غیر عربی زبان میں جائز سمجھتے تھے اسی طرح جمعہ کا خطبہ بھی غیر عربی میں جائز سمجھتے تھے بعد میں جس طرح انہوں نے فارسی میں قرأت کے جواز سے رجوع کرلیا' اسی طرح خطبہ کے غیر عربی میں ہونے سے بھی رجوع فرمالیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں اور دونوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف مختلف ہے۔

ایک مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں قرآن کریم کی قرأت غیر عربی زبان میں معتبر ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں امام صاحب کا قول پہلے یہ تھا کہ اگر کوئی شخص عربی پر قدرت ہونے کے باوجود کسی اور زبان میں قرأت کرے تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ لیکن نماز کا فرض ادا ہو جائے گا۔ جب کہ امام ابو یوسف اور امام محمد اور جمہور فقہاء یہ کہتے تھے کہ ایسی صورت میں نماز ہی نہیں ہوتی' بعد میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین اور جمہور فقہاء کے قول کی طرف رجوع فرمالیا' اب ان کا قول یہی ہے کہ اگر عربی پر قدرت کے باوجود غیر عربی میں قرأت کی تو نماز ہی نہیں ہوگی گویا کہ اس مسئلہ میں ان کے اور صاحبین اور جمہور فقہاء کے درمیان اب کوئی اختلاف باقی نہیں رہا اور اب اس پر اجماع ہے کہ نماز میں قرأت صرف عربی زبان میں ہی ہو سکتی ہے اور کسی دوسری زبان میں قرأت کرنے سے نماز نہیں ہوگی۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ نماز کی قرأت کے علاوہ دوسرے اذکار مثلاً: تکبیر تحریمہ یا رکوع اور سجدہ کی تسبیحات' تشہد اور خطبہ جمعہ غیر عربی میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟

اس مسئلہ میں بھی امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے درمیان اختلاف تھا' صاحبین کا قول یہ تھا کہ جب تک عربی زبان پر قدرت ہو ان تمام اذکار کا عربی میں ہونا شرط ہے لہٰذا اگر کوئی شخص عربی پر قدرت ہوتے ہوئے یہ اذکار کسی اور زبان میں ادا کرے تو وہ معتبر نہیں ہوں گے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ عربی زبان پر قدرت ہوتے ہوئے ان اذکار کو کسی اور زبان میں ادا کرنا اگرچہ مکروہ ہے' لیکن غیر عربی میں بھی یہ اذکار معتبر ہیں' بعض حضرات مثلاً علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوسرے مسئلہ میں بھی صاحبین رحمہما اللہ کے قول کی طرف رجوع فرمالیا تھا' چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واما الشروع بالفارسیة او القرأة بہافہو جائز عندابی حنیفة رحمه الله مطلقا و قالا: لا یجوز الاعندالعجز' و به قالت الثلاثة و علیه الفتوی و صح رجوع ابی حنیفة الی قولهما (شرح العینی علی الکنز :۱/۳۲)

''جہاں تک فارسی زبان میں نماز شروع کرنے (یعنی فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنے) یا فارسی میں قرأت کرنے کا تعلق ہے' تو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ سوائے عجز کی حالت کے جائز نہیں' یہی قول ائمہ ثلاثہ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے''۔

اس عبارت میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے دونوں مسئلوں یعنی فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنے اور فارسی میں قرأت کرنے کو ایک ساتھ ذکر کر کے یہ فرمایا ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا' جس کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ دونوں مسئلوں میں رجوع کر لیا تھا' امداد الاحکام' جواہر الفقہ اور احسن الفتاویٰ میں جمعہ کے خطبہ کے سلسلہ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ اس بارے میں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا وہ شاید علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول پر مبنی ہے۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ اول تو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت اس مفہوم پر صریح نہیں ہے' بلکہ اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ رجوع کا تعلق صرف قرأت کے مسئلے سے ہو اور اگر بالفرض ان کا مقصد یہی ہے کہ امام صاحبؒ نے دونوں مسئلوں میں اپنے سابق قول سے رجوع کر لیا تو علامہ عینیؒ سے اس معاملہ میں تسامح ہوا ہے واقعہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے صرف پہلے مسئلے یعنی ''قرأت بالفارسیۃ'' میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا' لیکن دوسرے مسئلے یعنی غیر عربی میں تکبیر تحریمہ یا دوسرے اذکار ادا کرنے یا خطبہ جمعہ غیر عربی زبان میں دینے کے بارے میں اپنے قول سے رجوع نہیں فرمایا' بلکہ بعض علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس مسئلہ میں صاحبین نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کیا' جس کا حاصل یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کسی اور زبان میں ادا کی جائے' یا تشہد کسی اور زبان میں پڑھا جائے' یا خطبہ جمعہ کسی اور زبان میں دیا جائے' تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ اب بھی معتبر ہے' چنانچہ علامہ عینیؒ کے سوا دوسرے بیشتر فقہاء حنفیہ نے اس بات کی صراحت کی ہے اور علامہ عینیؒ کی تردید کی ہے۔ علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ ''درمختار'' میں تحریر فرماتے ہیں:

وجعل العینی الشروع کالقراۃ لاسلف له فیه ولاسندله یقویه' بل جعله فی التارخانیة کالتلبیة یجوز اتفاقا' فظاهره کالمتن رجوعهما الیه لاهو الیهما فاحفظه' فقد اشتبه علی کثیر من القاصرین حتی الشرنبلالی فی کل کتبه فتنبه) (الدر المختار: ۱/ ۳۵۷'۳۵۸_۱/۴۸۴'۴۸۵ طبع ایچ ایم سعید کراچی)

''اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے جو نماز شروع کرنے (فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنے) کو (فارسی

میں) قرأۃ کی طرح قرار دیا ہے اس میں ان سے پہلے ان کا کوئی ہم نوا نہیں اور نہ ان کی کوئی سند ہے جو اس بات کو قوی قرار دے بلکہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں تکبیر تحریمہ کو تلبیہ کی طرح قرار دیا ہے جو دوسری زبانوں میں بالاتفاق جائز ہے لہٰذا اس کا ظاہری مقتضیٰ تنویر الابصار کے متن کی طرح یہ ہے کہ اس مسئلہ میں صاحبین نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی طرف رجوع کیا نہ کہ امام ابوحنیفہ نے صاحبین کے قول کی طرف یہ بات یاد رکھنی چاہئے کیونکہ اس مسئلے میں بہت سے کم علم لوگوں کو اشتباہ ہو گیا ہے یہاں تک کہ علامہ شرنبلالی کو بھی ان کی تمام کتابوں میں یہی اشتباہ پیش آیا''۔

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس پر تحریر فرماتے ہیں۔

(قوله لاسلف له فيه) اى لم يقل به احد قبله' و انما المنقول انه رجع الى قولهما فى اشتراط القرأة بالعربية الاعند العجز' واما مسئلة الشروع فالمذكور فى عامة الكتب حكاية الخلاف فيها بلاذكر رجوع اصلا. و عبارة المتن كالكنز وغيره كالصريحة فى ذلك' حيث اعتبر العجز فيه اى فى القرأة فقط (قوله ولا مسندله يقويه) اى ليس له دليل يقوى مدعاه' لان الامام رجع الى قولهما فى اشتراط القرأة بالعربية' لان المامور به قرأة القرآن' وهواسم للمنزل باللفظ العربى المنظوم بهذا النظم الخاص' المكتوب فى المصاحف' المنقول الينا نقلامتواترا' والاعجمى انما يسمى قرانا مجازا' ولذا يصح نفى اسم القران عنه' فلقوة دليل قولهما رجع اليه' اما الشروع بالفارسية فالدليل فيه للامام اقوى وهو كون المطلوب فى الشروع الذكر والتعظيم' و ذلك' حاصل باى لفظ كان واى لسان كان' نعم لفظ الله اكبر واجب للمواظبة عليه لافرض (الدرالمختار:۱/۳۵۷'۳۵۸)

''درمختار میں جو کہا گیا ہے کہ اس معاملہ میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ہم نوا نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کہی بلکہ منقول یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ نے صاحبین کے قول کی طرف اس مسئلہ میں رجوع کیا ہے کہ حالت عجز کے سوا عام حالات میں عربی زبان میں قرأت شرط ہے لیکن جہاں تک غیر عربی زبان میں نماز شروع کرنے کے مسئلے کا تعلق ہے تو اس مسئلہ میں تقریباً اکثر کتابوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف ذکر کیا گیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کا کوئی ذکر نہیں۔ چنانچہ تنویر الابصار کا متن اور کنز الدقائق

وغیرہ کی عبارتیں اس بارے میں تقریباً صریح ہیں کہ انہوں نے حالت عجز کی قید صرف قرأۃ میں لگائی ہے اور صاحب درمختار نے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے بارے میں جو یہ کہا کہ اس کی کوئی سند نہیں جو اسے قوی قرار دے' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو ان کے مدعا کو قوی قرار دے۔ کیونکہ قرأت کے مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین کے قول کی طرف اس لئے رجوع فرمایا کہ فرض' قرأت قرآن ہے اور قرآن اس کلام کا نام ہے جو عربی الفاظ میں اس خاص نظم کے ساتھ نازل ہوا اور جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے' اور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے اور کسی عجمی ترجمہ کو قرآن مجازاً ہی کہا جا سکتا ہے چنانچہ اس سے قرآن کے لفظ کی نفی درست ہے لہٰذا چونکہ صاحبین کی دلیل قوی تھی اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف رجوع کر لیا تھا' لیکن جہاں تک فارسی زبان میں نماز شروع کرنے کا تعلق ہے تو اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل زیادہ قوی ہے اور وہ یہ کہ نماز شروع کرنے میں مطلوب اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی تعظیم ہے جو کسی بھی لفظ سے اور کسی بھی زبان میں حاصل ہو سکتی ہے' ہاں اللہ اکبر کا لفظ اس لئے واجب ہے کہ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین نے مداومت فرمائی۔ لیکن وہ فرض نہیں"۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً یہی بات البحر الرائق کے حاشیہ پر بھی تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائی ہے۔ (منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۱/ ۳۰۷)

علامہ ابوالسعود حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ملا مسکین کی شرح میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے کہ نماز شروع کرنے اور دوسرے اذکار کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع نہیں فرمایا' بلکہ اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ ہی کا قول معتمد ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

وقول العینی الفتوی علی قول الصاحبین انه لایصح الشروع بالفارسية اذاکان یحسن العربیة ' فیه نظر' بل المعتمد فیه قول الامام' ان الشروع کنظائره مما اتفقوا علیه' و لهذا نقل فی الدرعن التاتار خانیة ان الشروع بالفارسیة کالتلبیة یجوز اتفاقا. (فتح المعین علی شرح الکنز لملامسکین: ۱/ ۱۸۲)

"اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا محل نظر ہے کہ اس مسئلے میں صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے کہ جب کوئی شخص عربی میں تکبیر تحریمہ کہہ سکتا ہو تو فارسی میں تکبیر تحریمہ صحیح نہیں ہوتی' بلکہ درحقیقت اس مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول معتبر ہے' اور تکبیر تحریمہ اور اس کے نظائر میں امام ابوحنیفہ

رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمہما اللہ کا اتفاق ہے' اسی لئے درمختار میں تاتارخانیہ سے نقل کیا ہے کہ فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا تلبیہ کی طرح ہے' جو دوسری زبانوں میں بالاتفاق ادا ہوسکتا ہے"۔

نیز مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

وذكر العينى فى شرح الكنزثم الطرابلسى ثم الشرنبلالى رجوعه فى مسئلة التكبير ايضا الى قولهما وهو خلاف ما عليه عامة الكتب من بقاء الخلاف فى مسئلة التكبير والتلبية والتسمية و غيرها و هذا المبحث طويل الذيل' كم زلت فيه الاقدام و تحيرت فيه الافهام (السعایہ:۲/۱۵۴٬۱۵۵)

"علامہ عینی رحمۃ اللہ نے شرح الکنز میں پھر علامہ طرابلسی نے پھر شرنبلالی نے یہ ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تکبیر کے مسئلے میں بھی صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرلیا تھا' حالانکہ یہ بات عام کتابوں کے خلاف ہے' جن کی رو سے تکبیر' تلبیہ' اور تسمیہ وغیرہ میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف برقرار ہے اور یہ بحث بڑی طویل الذیل ہے' اور اس میں نہ جانے کتنے قدم ڈگمگائے ہیں' اور کتنے ذہن حیران ہوئے ہیں"۔

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے' جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل تفصیل کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔اس رسالہ کا نام "آکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس" ہے۔

اس رسالے میں وہ تحریر فرماتے ہیں: **والحق انه لم يرو رجوعه فى مسئلة الشروع بل هى على الخلاف ' فان اجلة الفقهاء منهم صاحب الهداية و شراحها العينى والسغناقى والبابرتى' والمحبوبى وغيرهم و صاحب المجمع و شراحه و صاحب البزازية والمحيط والذخيرة وغيرهم ذكروا رجوعه فى مسئلة القراة فقط' واكتفوا فى مسئلة الشروع بحكاية الخلاف.**

(دیکھئے آکام النفائس:۳۰۷ـ مطبوعہ در مجموعۃ الرسائل الخمس 'مطبع یوسفی ۱۳۲۷ ہجری)

"صحیح بات یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع مروی نہیں' بلکہ اس میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف اب بھی موجود ہے' اس لئے کہ جلیل القدر فقہاء مثلاً: صاحب ہدایہ اور اس کے شراح میں سے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سغناقی اور علامہ بابرتی اور علامہ محبوبی وغیرہ' اور صاحب مجمع اور اس کے شراح اور صاحب بزازیہ ومحیط وذخیرہ

سب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کا ذکر صرف قرأت کے مسئلے میں کیا ہے اور نماز شروع کرنے کے مسئلے میں انہوں نے اختلاف نقل کرنے پر اکتفا کیا"۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی بجا طور پر فرمایا ہے کہ خود علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اس بات پر صریح نہیں ہے کہ امام صاحب نے دونوں مسئلوں میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا' بلکہ اس میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ رجوع کا تعلق صرف قرأت سے ہو لہٰذا ان کے بارے میں حتمی طور سے یہ کہنا درست نہیں کہ انہوں نے دونوں مسئلوں میں رجوع نقل کر کے غلطی کی ہے۔ نیز انہوں نے علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کی بھی تائید کی ہے کہ تاتارخانیہ کی ایک عبارت سے جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار والے مسئلے میں صاحبین نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کیا' یہ بات بھی صحیح نہیں' کیونکہ تاتارخانیہ میں فارسی زبان میں تکبیر کہنے کو متفق علیہ طور پر جو معتبر قرار دیا گیا ہے اس سے مراد تکبیر تحریمہ نہیں بلکہ تکبیر ذبح ہے' لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار صلوٰۃ اور خطبہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا اختلاف برقرار ہے' نہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا' اور نہ صاحبین نے امام صاحب کے قول کی طرف۔

(دیکھئے آکام النفائس: صفحہ ۳۷ تا ۴۷ مطبوعہ در مجموعۃ الرسائل الخمس' مطبع یوسفی ۱۳۲۷ ہجری)

علامہ علاء الدین حصکفی' علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابوالسعود اور حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہم اللہ کی ان تصریحات سے یہ بات واضح ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف قرأت کے مسئلے میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا تھا' تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار کے بارے میں رجوع نہیں فرمایا' یہی وجہ ہے کہ حنفیہ کے متون معتبرہ مثلاً: کنز' وقایہ' تنویر الابصار وغیرہ تکبیر تحریمہ کے مسئلے میں یہی لکھتے ہیں کہ غیر عربی زبان میں صحیح ہو جاتی ہے۔

کنز کی عبارت یہ ہے:

ولوشرع بالتسبیح اوبالتھلیل او بالفارسیة صح کما لوقرء بھا عاجزا (البحرالرائق شرح کنزالدقائق : ۱/۳۰۷)

وقایہ کی عبارت یہ ہے۔ فان ابدل التکبیر بالله اجل واعظم والرحمن اکبر اولااله الا الله اوبالفارسیة اوقرابھابعذر او ذبح و سمی بھاجاز (وقایة: ۱/۱۶۵)

تنویر الابصار کی عبارت یہ ہے: وصح شروعه بتسبيح و تهليل كما صح لو شرع بغير عربية او آمن اولبى او سلم او سمى عند ذبح او قرابها عاجزا. (تنوير الابصار: ۱/۱۵۸)

ان تینوں متون میں قرأت کے مسئلے میں تو صاحبینؒ کے قول کو اختیار کیا گیا ہے کہ قرأت بالفارسیہ صرف حالت عجز میں معتبر ہے' لیکن تکبیر تحریمہ وغیرہ کے مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق علی الاطلاق صحت کا حکم لگایا گیا ہے اور اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کا کوئی ذکر نہیں' نیز علامہ فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تکبیر تحریمہ کے مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے رجوع کا ذکر نہیں فرمایا' جب کہ قرأت کے مسئلے میں رجوع کی روایت نقل فرمائی ہے۔ (تبیین الحقائق للزیلعی شرح کنز: ۱/۱۱۰)

اس سے یقیناً علامہ ابن عابدین وغیرہ کی تحقیق کی تائید ہوتی ہے' اور یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام صاحب کا رجوع صرف قرأت کے مسئلے میں ثابت ہے' تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار کے بارے میں انہوں نے اپنے قول سے رجوع نہیں فرمایا' بلکہ ان کا مذہب اب بھی یہی ہے کہ غیر عربی زبان میں یہ اذکار معتبر ہیں۔

دوسری طرف یہ بات واضح ہے کہ خطبہ جمعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرأت نماز کے حکم میں نہیں بلکہ تکبیر تحریمہ اور دوسرے اذکار کے حکم میں ہے' چنانچہ تمام فقہاء کرام نے خطبہ کا ذکر انہی اذکار کے ساتھ فرمایا ہے' مثلاً: علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ تکبیر تحریمہ وغیرہ کا مسئلہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ـوعلى هذا الخلاف الخطبة و القنوت و التشهد (البحر الرائق: ۱/۳۰۷)

''خطبہ' دعاء قنوت اور تشہد کے بارے میں بھی امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین کے درمیان اختلاف ہے (کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر عربی زبان میں معتبر ہیں' اور صاحبین کے نزدیک نہیں''۔

نیز علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ بھی تکبیر تحریمہ کے مسئلے کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وعلى هذا الخلاف الخطبة و جميع اذكار الصلوة (الدر المختار: ۱/۱۵۷)

''اور خطبہ اور نماز کے دوسرے تمام اذکار کے بارے میں بھی یہی اختلاف ہے''۔

نیز علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ تکبیر تحریمہ کا مسئلہ ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

وعلى هذا الخلاف الخطبة والقنوت والتشهد (تبيين الحقائق

للزیلعی شرح کنز : ۱/۱۱۰)

''یہی اختلاف خطبہ' قنوت اور تشہد میں بھی ہے''۔ نیز فتاویٰ تا تار خانیہ میں قرأت کے مسئلے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے رجوع کا ذکر کر کے اس کو قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ تا تار خانیہ : ۱/۴۵۷)

لیکن خطبہ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

ولو خطب بالفارسية جاز عند ابی حنيفة رحمه الله على كل حال

(فتاویٰ تا تار خانیہ کتاب الصلوٰۃ شرائط الجمعہ : ۲/۶۰)

''اور اگر فارسی زبان میں خطبہ دیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر حال میں صحیح ہو گیا''۔

نیز فارسی زبان میں تکبیر تحریمہ کہنے کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا اختلاف نقل کرنے کے بعد انہوں نے بھی یہ فرمایا: **والتشهد والخطبة على هذا الاختلاف**

(فتاویٰ تا تار خانیہ : ۱/۴۴۰)

''یعنی یہی اختلاف خطبہ اور تشہد کے بارے میں بھی ہے''۔

اور حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

و فی الهداية و جامع المضمرات والمجتبى وغيرها ان الخطبة على الاختلاف' يعنی انه يجوز عند ابی حنيفة بغير العربية للقادر والعاجز كليهما وعندهما لاحدهما (آکام النفائس : ۹۱)

''اور ہدایہ اور جامع مضمرات اور مجتبیٰ وغیرہ میں لکھا ہے کہ خطبہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا اختلاف ہے' یعنی وہ غیر عربی زبان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اس شخص کے لئے بھی جو عربی زبان میں خطبہ دینے پر قادر ہو اور اس شخص کے لئے بھی جو عربی پر قادر نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک ان میں سے صرف اس شخص کے لئے جائز ہے جو عربی پر قادر نہ ہو''۔

اس ساری بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خطبہ جمعہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اب بھی یہی ہے کہ وہ غیر عربی زبان میں درست ہو جاتا ہے' اور اس سے امام صاحب نے رجوع نہیں فرمایا' اور محققین حنفیہ نے اسی پر فتویٰ بھی دیا ہے۔

لیکن یہاں یہ بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر عربی زبان میں خطبہ جمعہ کے درست ہونے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس سے خطبے کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور وہ خطبہ اس لحاظ سے شرعاً معتبر ہوتا ہے کہ صحت جمعہ کی شرط پوری ہو جائے اور اس کے

بعد جمعہ کی نماز درست ہو جائے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غیر عربی زبان میں جمعہ کا خطبہ دینا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ نماز اور اس کے متعلقات میں جن جن اذکار کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ غیر عربی زبان میں معتبر ہیں' ان سب میں اس بات کی صراحت ہے کہ ان کا غیر عربی زبان میں ادا کرنا مکروہ تحریمی یعنی ناجائز ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں ان اذکار کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر کے غیر عربی میں صحیح اور معتبر قرار دیا گیا ہے وہاں مکروہ تحریمی ہونے کی صراحت بھی کی گئی ہے۔

مثلاً در مختار میں ہے: **وصح شروعه مع كراهة التحريم بتسبيح وتهليل...... كما صح لوشرع بغير عربية (الدرالمختار:۱/۳۵۶'۳۵۷)**

''نماز کو سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ سے شروع کرنے سے کراہت تحریمی کے ساتھ نماز ہو جاتی ہے' جیسے کہ عربی کے علاوہ کسی اور زبان کے لفظ سے شروع کرنے سے''۔

اور علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں: **فعلى هذا ماذكره فى التحفة والذخيرة والنهاية من ان الاصح انه يكره الافتتاح بغير الله اكبر عند ابى حنيفة فالمراد كراهة التحريم...... فعلى هذا يضعف ما صححه السرخسى من الاصح لايكره (البحر الرائق : ۱/۳۰۶)**

''لہٰذا تحفہ' ذخیرہ اور نہایہ میں جو کہا گیا ہے کہ اصح قول کے مطابق اللہ اکبر کے سوا کسی اور لفظ سے نماز شروع کرنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے تو اس سے مراد کراہت تحریمی ہے...... لہٰذا علامہ سرخسیؒ نے جو یہ کہا ہے کہ اصح قول کی بناء پر یہ عمل مکروہ نہیں' وہ بات کمزور ہے''۔

اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔ **ولو كبر بالفارسية بان قال: ''خدا بزرگ است''...... جاز عندابى حنيفة سواء كان يحسن العربية اولا يحسن العربية الا انه اذا كان يحسن العربية لايخلو من الكراهة (فتاوىٰ تاتارخانية : ۱/۴۴۰)**

''اور اگر فارسی زبان میں تکبیر تحریمہ کہی یعنی یہ کہا: ''خدا بزرگ است''...... تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز ہو گئی' چاہے عربی اچھی طرح جانتا ہو یا نہ جانتا ہو' البتہ اگر عربی میں کہنے پر اچھی طرح قادر ہو تو کراہت ضرور ہو گی''۔

یہیں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ غیر عربی زبان میں خطبہ جمعہ کے بارے میں فتاویٰ تاتارخانیہ کی جو عبارت پیچھے گزری ہے' اس میں ''جاز'' سے مراد یہ ہے کہ خطبہ کراہت کے ساتھ ادا ہو

گیا۔ یہ مطلب نہیں کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ اور حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والظاهران الصحة فى هذه المسائل عند ابى حنيفة لاتنتفى الكراهة وقد صرحوا به فى مسئلة التكبير (السعاية: ۱۵۵/۲)

''اور ظاہر یہ ہے کہ ان مسائل میں (فارسی میں اذکار کی ادائیگی کے باوجود نماز کا) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح ہو جانا کراہت کی نفی نہیں کرتا' اور تکبیرات کے مسئلہ میں فقہاء کرام نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے''۔

اور مکروہ جب مطلق بولا جائے تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔ لہذا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہوا کہ ان اذکار کو غیر عربی زبان میں ادا کرنا مکروہ تحریمی یعنی نا جائز ہوا لیکن اگر کسی شخص نے اس نا جائز کام کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ اذکار غیر عربی زبان میں ادا کر لئے' تو وہ اس معنی میں شرعاً معتبر ہوں گے کہ اگر وہ ذکر فرض ہے تو فریضہ ساقط ہو جائے گا۔ لیکن ''اللہ اکبر'' کے الفاظ چونکہ واجب ہیں' اس لئے ترک واجب کا ارتکاب لازم آئے گا' جس کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ اور اگر وہ ذکر واجب ہے۔ مثلاً تشہد اور قنوت' ان کو غیر عربی میں ادا کرنے سے واجب ساقط ہو جائے گا اگر چہ ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ لہٰذا خطبہ جمعہ کے بارے میں بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف یہ ہے کہ غیر عربی زبان میں خطبہ دینا مکروہ تحریمی یعنی نا جائز ہے لہذا لوگوں کو اس سے منع کیا جائے گا لیکن اگر کسی نے اس مکروہ تحریمی کا ارتکاب کر لیا تو کراہت کے باوجود صحت جمعہ کی شرط پوری ہو جائے گی اور اس کے بعد ادا کیا ہوا جمعہ صحیح ہو جائے گا چنانچہ حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

وقد سئلت مرة بعد مرة عن هذه المسئلة ' فاجبت بانه يجوز عنده مطلقا' لكن لايخلو عن الكراهة فعارضنى بعض الاعزة بان الخطبة انما هى لافهام الحاضرين و تعليم السامعين وهو مفقود فى العربية فى الديار العجمية بالنسبة الى اكثر الحاضرين فينبغى ان يجوز مطلقا من غير كراهة' فقلت: الكراهة انما هى لمخالفةالسنة' لان النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه قد خطبوادائما بالعربية...... وبالجملة فالاحتياج الى الخطبة بغير العربية لتفهيم اصحاب العجمية كان موجودا فى قرون الثلثة فلم يروذلك من احد فى تلك الازمنة وهذا ادل دليل على الكراهة...... وهو لايخلواماان يكون

لعدم الحاجة اليه اولوجود مانع يمنع منه اولعدم التبه له او للتكاسل عنه او لكراهته و علم مشروعيته والاولان منتفيان لانا قد ذكرنا ان الحاجة فى تلك الازمنة ايضا اليه كانت موجودة ...... ولم يكن مانع يمنع عنه بالكلية لانهم كانوا مقتدرين على الالسنة العجمية وكذاالثالث والرابع ايضا مفقودان لانه بعيد فى الامور الشرعية من النبى صلى الله عليه وسلم و اصحابه و من تبعهم بل مثله لايظن به لعلماء الشريعة فكيف بهم واذاانتفت الوجوه الخمسة تعينت الكراهة...... فان قلت فما معنى قولهم يجوز كذا وكذا قلت نفس الجواز امر آخروالجواز بلاكراهة امر آخر واحدهما لايستلزم ثانيهما...... و تحقيقه ان فى الخطبة جهتين الاولى كونها شرطا لصلاة الجمعة والثانية : كونها فى نفسها عبادة' ولكل منهما و صف على جدة ' فمعنى قولهم يجوز الخطبة بالفارسية انها تكفى لتادية الشرط و صحة صلاة الجمعة وهو لايستلزم ان يخلومن البدعة والكراهة من حيث الجهة الثانية .(آكام النفائس: ۹۱' ۹۴)

''اس مسئلے کے بارے میں مجھ سے بار بار سوال ہوا (کہ غیر عربی میں خطبہ جائز ہے کہ نہیں؟) تو میں نے جواب دیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے' لیکن کراہت سے خالی نہیں بعض عزیزوں نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ خطبے کا مقصد حاضرین کو سمجھانا اور سامعین کو تعلیم دینا ہے اور عجمی ملکوں میں اگر عربی میں خطبہ دیا جائے تو اکثر حاضرین کے اعتبار سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا' لہٰذا ان ملکوں میں عجمی زبان کا خطبہ مطلقاً بغیر کراہت کے جائز ہونا چاہئے۔ تو میں نے کہا: کہ کراہت سنت کی مخالفت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے ہمیشہ عربی زبان ہی میں خطبہ دیا...... خلاصہ یہ کہ قرون ثلثہ میں بھی عجمی لوگوں کو سمجھانے کے لئے غیر عربی میں خطبہ دینے کی حاجت موجود تھی' اس کے باوجود کسی سے مروی نہیں ہے کہ اس زمانہ میں کسی عجمی زبان میں خطبہ دیا گیا ہو' اور یہ کراہت کی بہت بڑی دلیل ہے...... اور اس زمانہ میں غیر عربی میں خطبہ نہ دینے کی وجہ یا تو یہ ہوسکتی ہے کہ اس کی حاجت نہ ہو' یا یہ کہ کوئی رکاوٹ پائی جاتی ہو' یہ کہ اس کی طرف کسی کا خیال نہ گیا ہو' یا یہ کہ لوگوں نے سستی کا مظاہرہ کیا ہو' یا یہ کہ ایسا کرنا مکروہ اور غیر مشروع ہو۔ پہلے دو احتمال اس لئے نہیں ہوسکتے کہ ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ اس

زمانے میں بھی غیر عربی زبان میں خطبہ کی حاجت موجود تھی۔ اور کوئی مانع بھی ایسا موجود نہیں تھا جو اس بات میں رکاوٹ ڈالے' کیونکہ وہ لوگ عجمی زبانوں پر قادر تھے' اسی طرح تیسرا اور چوتھا احتمال بھی ممکن نہیں' کیونکہ شرعی امور میں یہ بات بعید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور تابعین کو کسی دینی ضرورت کا خیال نہ آئے' یا وہ اس میں سستی کریں' یہ گمان تو عام علماء سے بھی نہیں ہوسکتا' چہ جائیکہ ان حضرات سے' اور جب یہ سب احتمالات ختم ہو گئے تو ان حضرات کے غیر عربی میں خطبہ نہ دینے کی کوئی وجہ سوائے کراہت کے باقی نہ رہی۔ اگر تم یہ اعتراض کرو کہ اگر غیر عربی میں خطبہ مکروہ ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول ''یجوز'' (جائز ہے) کا کیا مطلب ہوگا؟

میرا جواب یہ ہے کہ جائز ہونا ایک بات ہے اور بلا کراہت جائز ہونا دوسری بات ہے۔ ان میں سے ایک بات کے ثبوت سے دوسری بات لازم نہیں آتی۔ اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ خطبہ میں دو پہلو ہیں' ایک پہلو یہ ہے کہ وہ نماز جمعہ کے لئے شرط ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ فی نفسہ عبادت ہے' ان دونوں پہلوؤں کے اوصاف الگ الگ ہیں لہٰذا جب فقہاء حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ فارسی میں خطبہ جائز ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے خطبے سے نماز جمعہ کی شرط پوری ہو جاتی ہے اور اس کے بعد نماز جمعہ صحیح ہو جاتی ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے پہلو کے اعتبار سے یہ عمل بدعت اور مکروہ ہونے سے بھی خالی ہو''۔

حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں مسئلے کے تمام پہلوؤں کو خوب اچھی طرح روشن کر دیا گیا ہے اور اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے غیر عربی خطبہ کو جو معتبر مانا ہے' اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس سے نماز جمعہ کی شرط پوری ہو جاتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسا کرنا اور اس کو معمول بنانا جائز ہے۔ فقہی مسائل۔

انسداد تعزیہ کیلئے کوشش کرنا

سوال...... تعزیہ کی انسداد کی بابت محکمہ بالا سے فریاد کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

۲۔ منظور شدہ تعزیہ الحسین جانب سرکار کو روکنا درست ہے یا نہیں؟

جواب...... انسداد تعزیہ کے لئے آئینی کوشش کرنا ضروری ہے جب کہ اس میں کامیابی کی قوی امید ہو۔

۲۔ قانون شکنی درست نہیں البتہ آئین کی حدود میں جتنا احتجاج ہو سکے کریں اس میں کوتاہی نہ ہو۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۶۹) ''ہاں اشتعال نہ ہو' انتشار نہ ہو'' م' ع

تعزیہ رکھنے' کا چبوترہ اور اس کا حکم

سوال...... زید تعزیہ داری کا شد و مد سے اہتمام کرتا ہے اور چوک یعنی تعزیہ رکھنے کے چبوترہ

کو مسجد کے حکم میں جانتا ہے اس کا بنانا بگاڑنا اور موقوفہ ملکیت فی سبیل اللہ جاننا' خلاصہ یہ کہ بعینہ مسجد کے حکم میں سمجھتا ہے' اس کی امامت نیز اس کے چوک کا حکم کیا ہے؟

جواب...... چونکہ تعزیہ داری گناہ کبیرہ اور اشد فسق و فجور ہے لہٰذا اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور تعزیہ داری کے لئے چوک بنانا حرام ہے پس اس کا وقف صحیح نہیں بلکہ قطعاً باطل ہے۔

(فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ص ۱۱۹)

توبہ کے بعد تعزیہ کے سامان اور امام باڑہ کا حکم

سوال...... ایک شخص تعزیہ داری کرتا تھا مگر انتقال کے وقت تائب ہو کر مرا اور تعزیہ کا سامان بیکار پڑا ہے اور امام باڑہ سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے تو اس سامان اور امام باڑہ کو کسی مسجد' مدرسہ میں صرف کر سکتے ہیں' میت کا کوئی وارث نہیں ہے؟

جواب...... دالان امام باڑہ کی آمدنی مدرسہ یا مسجد یا دیگر کار خیر میں صرف کی جا سکتی ہے۔

(فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ص ۱۳۸)

تعزیہ داری سے خیرات کا نیک عمل داری رہنا

سوال...... ریاست گوالیار میں والی ریاست اور سرداران ماہ محرم میں تعزیہ داری کرتے ہیں اور چالیس روز تک بڑی خیر خیرات کرتے ہیں اور اس سبب سے جملہ غرباء و فقراء کو مدد پہنچتی ہے اگر اس تعزیہ داری کو چھوڑ دیا جائے تو یقیناً غرباء کو مدد ملنی بند ہو جائے گی؟

جواب...... رزق حلال طرح سے حاصل ہونا ضروری ہے اور تلوث معصیت بہر حال حرام' پس معرکہ تعزیہ داری حرام ہے اور ایسی خیر خیرات بھی حرام ہے کہ یہ خیر خیرات نہیں بلکہ رسم ہے اور اگر خیرات بھی ہو تو حلال و حرام سے مرکب ہے اور جہاں یہ واہیات نہیں ہوتی وہاں فقیر بھوکے نہیں مر گئے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۱۳۹)

روافض کو سنیوں کی مسجد میں نہ آنے دیا جائے

سوال...... اہل سنت کی مسجد میں شیعہ اپنی اذان و اقامت کے ساتھ دوسری جماعت کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ حضرات شیعہ کہتے ہیں کہ ہم نے چندہ دیا ہے اس لئے حق بنتا ہے۔

جواب...... امداد المفتیین ج ۱ص ۷۴ میں ہے کہ روافض کو اہل سنت کی مساجد میں آنے سے روکنا جائز ہے۔ نیز ان کو اجازت دینے میں فسادات کا دروازہ کھولنا ہے کیونکہ اہل سنت کے پیشواؤں کو برا کہنا ان کے مذہب کا جزو ہے اس بنا پر شریعت و انتظام کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کو سنیوں کی مسجد میں آنے سے روکا جائے۔ چندہ دینے سے استحقاق ثابت نہیں ہوتا۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۴۳۹)

شیعہ کے سوال کا جواب اہل سنت کے مسلک کے مطابق ہو؟ یا ان ہی کے مسلک کے موافق؟

سوال..... اگر کوئی حنفی سنی مفتی شیعوں کے مسائل میراث سے واقف ہو تو مورث شیعہ کے ترکہ و حصے کو اصول تشیع کے موافق لکھے یا ہر اصل میں اپنے اصول کے موافق لکھے؟

جواب..... شیعوں کا جو فرقہ کافر ہے اس کی رعایت کرتے ہوئے جواب دینا شرعاً درست نہیں بلکہ جو اسباب میراث اہل اسلام کے نزدیک معتبر ہیں انہیں اسباب کے ماتحت ان کو بھی جواب دیا جائے گا اور جو فرقہ کافر نہیں بلکہ مسلم ہے اس کو بھی حنفی سنی اپنے اصول کے مطابق جواب دے گا جیسا کہ اگر کوئی شافعی المذہب کسی مفتی حنفی سے امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق کوئی مسئلہ دریافت کرے تو حنفی مفتی اپنے ہی مسلک کے مطابق جواب دے گا۔ شوافع کے مطابق نہیں پس مذہب شیعہ کے مطابق سوال کرنے سے مفتی سنی کو بطریق اولیٰ مذہب اہل سنت کے مطابق جواب دینا چاہئے۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ص۴۳۹)

نمازوں کے بعد مصافحہ شیعوں کا شعار ہے

سوال..... نماز عید سے پہلے یا بعد میں مصافحہ یا معانقہ کی کیا حیثیت ہے؟

دراں حالیکہ اس کو باعث قربت اور مسقط گناہ خیال کیا جاتا ہے؟

جواب..... عیدین یا دوسری نمازوں کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرنا بدعت ہے' مصافحہ یا معانقہ کی سنیت صرف ملاقات اور رخصتی کے وقت ہے اور اسی ملاقات ہی کے مصافحہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موجب تکفیر ذنوب ہے اور نمازوں کے بعد ہر حال مکروہ ہے' نیز یہ روافض کا طریقہ ہے اس سے اجتناب لازم ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ص۵۷۲)

رجب کونڈے بغض صحابہ کی دلیل ہیں

سوال..... ہر سال ۲۲ رجب کو کچھ لوگ اپنے گھروں میں حضرت امام جعفرؒ کو ایصال ثواب کے لئے کونڈوں کا ختم دلواتے ہیں۔ ۲۲ رجب حضرت جعفر کا یوم پیدائش ہے یا یوم وفات؟

جواب..... ۲۲ رجب نہ حضرت جعفر رحمہ اللہ کا یوم ولادت نہ یوم وفات ہے بلکہ یہ دن حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم وفات ہے اور یہ رسم رافضیوں کی ایجاد ہے' پہلے تو اس رسم کو علانیہ خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ جب سنیوں کا غلبہ ہوا تو عام تقسیم بند کردی اور گھر میں پکا کر رکھ دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو پکا کر کھلاتے ہیں۔ سنیوں کو ہرگز اس میں شرکت نہیں کرنی چاہئے' جس عمل کی بنیاد ہی صحابی رسول کی توہین

ہو اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہو' اس میں شرکت کیوں کر گوارا کی جا سکتی ہے"۔

باغ فدک کا قصہ اور صدیق اکبرؓ کی کمال نیاز مندی

سوال...... باغ فدک کے متعلق صدیق اکبرؓ کے انکار اور حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی کی کیا واقعیت ہے؟

جواب...... اصل میں باغ فدک مال فئی تھا جو حاجتمندوں کے لئے مخصوص تھا' حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے باغ فدک کا مطالبہ بطور میراث کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو ایک حدیث سنائی جس میں نبی کریمؐ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے ترکہ میں میراث نہیں ہوتی اور پھر فرمایا کہ خدا کی قسم رسول اللہ کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے مگر اس واقعہ میراث میں حق وہی ہے جو میں نے عرض کیا' حضرت صدیق اکبرؓ نے ایسی نرمی اور ملاطفت سے جواب دیا کہ اس وقت حضرت فاطمہؓ راضی ہو کر اٹھیں۔

شیعوں کی معتبر کتاب اصول کافی میں امام جعفر سے روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے سارا مال پیش کیا کہ سیدہ یہ میرا مال ہے اس میں جس طرح آپ چاہیں تصرف فرمائیں لیکن مال فئی کے بارے میں آپ کے والد ماجد کا ارشاد گرامی یہ ہے جو میں نے عرض کیا' حقیقت فقط اتنی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو راضی کر لیا تھا یہ ان کی کمال نیاز مندی تھی۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۳۹)

مرثیوں کی کتابوں کا جلانا

سوال...... مرثیے جو تعزیہ وغیرہ میں شہیدان کربلا کے پڑھتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس ہوں ان کو جلانا مناسب ہے یا فروخت کرنا؟

جواب...... ان کو جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷۷)

"تا کہ یہ مرض کہیں اور نہ جائے" م۔ع

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہلم کیا؟

سوال...... ہدیۃ الحرمین میں ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات کے بعد سوم' دہم' چہلم وغیرہ کیا چھوارے پر فاتحہ دی اور صحابہ کو کھلایا اور موجودہ زمانے کے علماء پھول پان وغیرہ اور دسواں چہلم وغیرہ سے منع کرتے ہیں تو ان کا منع کرنا صحیح ہے یا غلط؟

جواب...... ہدیۃ الحرمین میں لکھا ہوا قصہ بالکل غلط ہے کتب معتبرہ میں اس کا نشان تک نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحئی ۵۴۳)

حدیث قرطاس کی اصل حقیقت

سوال......مرض الوفات میں حضرت علی نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں کوئی وصیت فرمائیں تو حضورؐ نے فرمایا قلم دوات لاؤ جب حضرت علی لانے گئے تو حضرات شیخین نے ان کو روک دیا اس قصہ کی اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب......روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں وفات سے چار روز قبل اپنے پاس موجود حضرات سے کہا کہ کاغذ لاؤ میں ایک تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے حضرت عمر نے فرمایا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف زیادہ ہے لہٰذا آپ کو تکلیف نہ دینا چاہئے۔ ضروری احکام کے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے' بعض لوگوں نے کہا لکھوالینا چاہئے اسی میں بلند آواز آئی تو آنحضرت نے ان سب کو اپنے پاس سے اٹھ جانے کا حکم دیا اس کے بعد چار روز تک دنیا میں تشریف فرمارہے' پھر خالق حقیقی سے جاملے۔ قصہ تو صرف اس قدر ہے اگر نگاہوں پر بغض وتعصب کی عینک نہ لگی ہوتی تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جو کچھ کیا محض آپ کی محبت وآرام کی خاطر کیا۔ یہ بات تو حضرت عمرؓ کے مناقب وفضائل میں شمار کے قابل ہے نہ کہ اس کو باعث اعتراض بنانے کے۔

اتنا تو ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو لکھوانا چاہتے تھے یا تو اس کا تعلق دین کی انہیں باتوں سے ہوگا جنہیں آپ بار بار پہلے ارشاد فرماچکے ہوں گے۔ اور انہیں کی طرف اب خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتے ہوں گے اور اگر یہ کوئی نئی بات تھی جس کو آپ نے اب تک بیان نہیں فرمایا تھا اور امت کی ہدایت کا دارومدار اسی پر تھا تو پھر دین کے مکمل ہونے کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا' اگر اتنی اہم بات باقی رہ گئی تھی تو پھر معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیس سال تک کیا بیان فرماتے رہے؟

اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ کوئی نئی بات لکھوانا چاہتے تھے تو پھر آپ کا لکھوانے سے رکنا منشاء الٰہی کے مطابق تھا' اگر یہ بات نہ تھی تو آپ اس واقعہ کے چار روز تک اس دنیائے فانی میں رہے آپ پھر کسی وقت لکھوادیتے "جب کہ وصال کے دن آپ کو افاقہ بھی ہوگیا تھا" یا اسی وقت قطعی حکم دیدیتے کہ نہیں ضرور لکھو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو اللہ کی طرف سے کسی بات کے لکھوانے کا حکم ہو اور پھر آپؐ حضرت عمر کے کہنے سے رک جائیں۔ جسے پیغام حق پہنچانے سے عرب کی کوئی طاقت نہیں روک سکی۔ جس نے پتھر کھا کر اللہ کا حکم سنایا وہ صرف حضرت عمرؓ کے کہنے پر اللہ کا حکم پہنچانے سے رک جائے اسے عقل ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرتی' پھر تو نبی کی نبوت ہی سے اعتماد اٹھ جائے گا۔ (خیر الفتاویٰ ج۱ص ۵۲۸)

حضرت حسینؓ کے نام مبارک کو بگاڑ کر کہنا

سوال۔حضرت حسینؓ کو "حسے" کہہ کر پکارنا۔

جواب...... کسی شخص کو آدھے نام سے پکارنا معیوب ہے مثلاً "خدابخش" کو "خدے" کہہ کر بلانا' یہ ٹھیک نہیں بلکہ ایسے پکارنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ پکارنے والے کے دل میں جس کو پکار رہا ہے اس کی بالکل وقعت وعزت نہیں۔جو لوگ "حسے" کہہ کر پکارتے ہیں ان کے دل میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی احترام نہیں ہوتا لہٰذا پورے نام سے پکارنا چاہئے "حسے" کہنا ٹھیک نہیں۔(خیرالفتاویٰ ج ۱ص ۳۷۵)

منگنی کے وقت کی بعض رسموں کا حکم

سوال...... نکاح سے پہلے لڑکی والوں کا لڑکے والوں سے مٹھائی وغیرہ لینا شرط کر کے یا بلاشرط عرف کی بناء پر' اور لڑکے والوں کا دینا بخوشی یا بجبوری کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب...... یہ رشوت ہے۔اگر شرط نہ کی جائے اور لڑکے والے خوشی سے مگر معروف ہونے کی بنا پر دیتے ہیں۔تب بھی بقاعدہ المعروف کالمشروط ناجائز ہے۔

اگر شرط کر لی جائے اور بجبوری دیں تو اس کا ناجائز ہونا بالکل اظہر ہے۔ہاں اگر کہیں عرف نہ ہو اور بلا طلب و بلاشرط بخوشی دیں تو یہ ہدیہ ہوگا اس کا لینا درست ہے۔

سوال...... ڈالی مقرری کا جواز ہے یا نہیں؟ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب جانبین سے لڑکا اور لڑکی والے راضی ہو جاتے ہیں تو ایک دن مقرر کیا جاتا ہے اور اس دن لڑکے والے چند اشخاص کچھ مٹھائی وغیرہ اور لڑکی کے لئے کپڑے اور پان چھالیاں لے کر لڑکی والے کے یہاں پہنچتے ہیں۔اور وہاں لڑکی والے کے برادری کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔سب سے پہلے ایک ڈالی میں کچھ پان چھالیاں اور کچھ نقدر کھ کر لڑکی کی والدہ یا دادی وغیرہ کے پاس بھیجی جاتی ہے۔وہ سب چیزیں لے لی جاتی ہیں اور چند پان اور چند چھالیاں واپس کر دی جاتی ہیں۔باقی پان چھالیاں تقسیم کر دئے جاتے ہیں اور بعض جگہ کا رواج یہ ہے کہ اس ڈالی کو لیکر عورتیں مسجد میں جاتی ہیں اور کہیں تو مزارات بلکہ ہندوؤں کے معبد میں سلام وغیرہ کرنے کو جاتی ہیں۔اب ان صورتوں میں کیا ایک ہی حکم ہوگا؟ یا کیا صورت ہوگی؟ کیا جواز کی بھی کوئی صورت نکل سکتی ہے؟

جواب...... اس ڈالی میں دو امر قابل غور ہیں۔اول ان اشیاء کا حکم جو لڑکے والے لڑکی

والوں کو دیتے ہیں۔ دوم اس ہیئت مخصوصہ کا حکم۔ سو اول میں تو وہی تفصیل ہے جو کہ جواب نمبرا میں گزری۔ دوم کا حکم یہ ہے کہ یہ شرعاً بے اصل ہے کہ محض ایک رسم ہے۔ جس کا التزام کر رکھا ہے اور التزام مالا یلزم ناجائز ہے۔ نیز اس میں فخر اور ریا ہے اور اسی وجہ سے یہ رسم کی جاتی ہے۔ لہٰذا شرعاً ممنوع ہے۔ اس قسم کے رسوم کے مفاسد کو اصلاح الرسوم میں نہایت بسط سے بیان کیا ہے۔

سوال...... جبر کر کے ڈالی مقرری کے دن' یا بارات کے دن حمام وغیرہ دیگر اخراجات کے لئے روپیوں کا لڑکے والوں سے لینا کیسا ہے؟

جواب...... قطعاً ناجائز ہے۔

سوال...... عقد سے پہلے ڈالی مقرری کے دن لڑکے والوں سے کپڑے لیکر لڑکی والوں کو پہنانا کیسا ہے؟

جواب...... اس کا جواب نمبرا میں گزرا۔ اس میں اتنی وسعت اور ہے کہ اگر ان کپڑوں کو مہر میں شمار کر لیا جائے تو شرعاً درست ہے۔ لیکن اس مخصوص رسم کا عدم جواز جواب ۲ میں گزر چکا۔

سوال...... اگر مذکورہ بالا امور کا ارتکاب کئے بغیر کہیں شادی نہ ہوتی ہو یا بڑی مشکل ہوتی ہو تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ کیا کوئی جواز کی صورت نکل سکتی ہے؟ ایسے موقعوں پر مقتدیان قوم کو کیا کرنا چاہئے؟ جب کہ رسوم کی پابندی کئے بغیر شادی ناممکن اور عادتاً محال ہوتی ہے؟

جواب...... جو امور شرعاً ناجائز ہیں وہ شادی کی رعایت میں جائز نہیں ہو سکتے انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اپنے دین اور شرعی احکام پر پختہ رہے انشاء اللہ کوئی مجبوری پیش نہ آئے گی۔ ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه اور مقتدا کو تو ایسے مواقع میں خصوصاً احکام شرعیہ پر نہایت سختی سے جمارہنا چاہئے کیونکہ اس کی شرکت سے عوام کی طبیعتوں میں ان برے امور کے اچھا ہونے کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۳۱۸)

منگنی میں کپڑا بدلتے وقت کی بعض رسمیں

سوال...... منگنی میں جب لڑکے کو کپڑا پہنایا جاتا ہے تو عورتیں گھر بلا کر لے جاتی ہیں اور چراغ' چاول' پان کا پتا' گھاس' چھالی وغیرہ لڑکے کو چباتی ہیں جس میں محرم وغیر محرم سب عورتیں ہوتی ہیں۔

جواب...... یہ رسم خلاف شرع ہے اس کو بند کرنا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۴۳۵)

شادی میں گھر کو لیپنا اور انگلیوں کے نشانات لگانا

سوال...... شادی سے دو چار دن پہلے گھر کو لیپنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور انگلیوں کے

نشانات اور رنگ کے چھینٹے وغیرہ دیواروں پر دیئے جاتے ہیں؟

جواب...... صفائی کے لئے گھر کو لیپنے میں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر انگلیوں کے نشانات وغیرہ لگانا غلط رسم ہے۔ اس کو بند کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۴۳۴) ''اور اگر کوئی فاسد عقیدہ بھی شامل ہے تو قباحت وشناعت اشد ہو جائے گی'' (م۔ع)

سہرا باندھنا رسم کفر ہے

سوال...... زید نے اپنی دختر کا عقد کرنے کے لئے بکر کو اپنے مکان پر بلایا' بکر اپنے ماتھے پر سہرا باندھا ہوا ہے کیا اس صورت میں مسلمان شرکت عقد کر سکتے ہیں؟

جواب...... سہرا باندھنا ہندوانہ رسم ہے انہیں سے لی گئی ہے اور قابل ترک ہے۔ جس شخص کو یہ علم ہے کہ یہ ہندوانہ رسم ہے اور پھر اسے دیدہ ودانستہ ایسا کرتا ہے اس کی تقریب میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۶۷) ''تا کہ وہ اس رسم کو ترک کر دے'' (م۔ع)

شادی کے موقعہ پر ایک بیہودہ رسم

سوال:...... نکاح کے بعد کچھ عورتیں نوشہ کو اندر لے جا کر کچھ گانے کے ساتھ لڑکے کی تین انگلیوں سے لڑکی کی مانگ میں سیندور لگواتی ہیں اور عقیدہ یہ ہے کہ اس کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا کیا اس کی کوئی اصل ہے؟

جواب...... حرکت شنیعہ و مذکورہ جائز نہیں ایسا کرنے والے اور عقیدہ رکھنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں ان کو توبہ کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۵۸)

''دیندار حضرات ایسے لوگوں کو سمجھائیں'' م۔ع

سندور اور مہندی لگانا

سوال...... سندور لگانا۔ جو عورتیں شادی کے وقت دولہا کو لگاتی ہیں یا اس کے علاوہ مہندی وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... سندور لگانا اسی حکم میں شامل ہے۔ بلکہ کچھ بڑھ کر ہے۔ عورتوں کو مہندی لگانا درست ہے بلکہ ان کے لئے مخصوص ہے کہ ہاتھ پیر کو لگائیں۔ مردوں کو ان کی مشابہت اختیار کرنا درست نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۵۵)

ساڑی کا کور ڈال کر دولہے کو نہلانا

سوال......لڑکے کو سسرال جاتے وقت نہلانے کے لئے خاص انتظام کرتے ہیں۔ گڑھا کھود کر اوپر سے تختہ ڈال کر لڑکے کو بٹھاتے ہیں اور اس کے سر پر ایک محرم عورت اپنی ساڑی یا دوپٹے کا کور ڈالے ہوئے ہوتی ہے اور کپڑے پہننے تک ڈالے رہتی ہے پھر لڑکے کو مسجد میں لے جاتے ہیں۔ ساتھ میں عورتیں گیت گاتی جاتی ہیں۔ اس میں اکثر حصہ فحش کلام ہوتا ہے۔

جواب......اس رسم کو بالکل بند کر دیا جائے۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۷ ص ۴۳۵) ''متعدد ناجائز امور شامل ہیں'' (م۔ع)

سسرال میں دولہے کو شربت وغیرہ پلانا

سوال......سسرال جانے پر لڑکے کو لڑکی کے گھر لے جاتے ہیں اور وہاں بھی چومنا ہوتا ہے اور لڑکے کو اس کی سالیاں شربت وغیرہ پلاتی ہیں جس میں جونک وغیرہ کے پانی کا ظن غالب ہوتا ہے اور عورتیں گیت گاتی ہیں جس میں لڑکے کے ماں باپ' دادادادی وغیرہ کو گالیوں سے نوازا جاتا ہے اور تمام لوگوں کے سامنے لڑکے کو گھر والے کپڑے نکال کر سسرال کا کپڑا پہنایا جاتا ہے جس میں نظریہ سحر وغیرہ کا غلبہ ظن ہوتا ہے۔

جواب......اس کو بھی بند کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ا ص ۴۳۵)

دولہا سے چھالی خاص طریقہ سے تڑوانا

سوال......لڑکے کو کھلاتے وقت جب کچھ بچتا ہے تو لڑکے کے سامنے سے پلیٹ اٹھا لیتے ہیں اور لڑکی کو تبرک سمجھ کر کھلاتے ہیں اور لڑکے کو گھر بلایا جاتا ہے اور لڑکے کے سامنے لڑکی کا چہرہ کھول کر بٹھا دیتے ہیں اس کے سر پر سیندور وغیرہ ڈالنے کو کہتے ہیں اور ایک سبیل پر چھالی رکھ کر (جو تیل میں بھگوئی ہوئی ہوتی ہے) سل کے پتھر سے توڑنے کو کہتے ہیں وہ اڑ جاتا ہے تو لڑکے کو بہت گالیاں دیتی ہیں اور دوباپ کا کہا جاتا ہے اور کچھ لڑکیاں پان کے پتے گراتی جاتی ہیں اور لڑکے سے ان کو اٹھانے کے لئے کہا جاتا ہے۔

جواب......اس کو بھی بند کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۴۳۵)

شادی میں بٹنا وغیرہ ملنا

سوال......شادی میں ڈھیرہ وغیرہ بجانا' لڑکے اور لڑکی کو بٹنا ملنا اور چوکی وغیرہ پر لڑکے کو

کھڑا کر کے اس کی خدمت کرنا اور شادی میں جوتی وغیرہ کا نکالنا اور لڑکی جوتی اس واسطے نکلواتی ہیں تا کہ ان کو روپیہ ملے اگر بغیر نکلوائے پیسہ دے دے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر لڑکا لڑکی خود بٹنا ملیں اور ہلدی وغیرہ ملیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جب لڑکا رخصتی کے بعد سسرال سے گھر آتا ہے تو بہن انعام کی بنا پر دروازے سے کھڑی ہو کر اندر نہیں جانے دیتی' تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب......رسومات مذکورہ تمام کے تمام خلاف شرع اور ناجائز ہیں۔ البتہ دولہا دلہن خود بٹنا مل سکتے ہیں' مگر دوسروں کے سامنے نہیں۔ آج کل دف بجانا بھی قدیم طرز کے خلاف ہو جانے کے سبب مستقل باجا بن گیا ہے اس لئے اب علمائے محققین اس کی بھی ممانعت کرتے ہیں۔

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

شادی میں چور وغیرہ مقرر کرنا

سوال......لوگوں نے چار چور اپنے خیال سے قرار دے رکھے ہیں ان کے لئے یہ بات طے کر رکھی ہے کہ جب بارات کے مہمان کھانے کے لئے بیٹھتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ چار چور بند' پنچوں کا کھانا شروع کرو' کیا اس طرح کہنا یا اعلان کرنا جائز ہے؟

جواب...... یہ سب جاہلانہ اور خلاف شرع اور ناحق ہے' جابرانہ اور ظالمانہ تسلط ہے' بالکل ناجائز ہے۔ (فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

سلامی اور رونمائی کا حکم

سوال...... دولہا کو سلامی اور دلہن کو رونمائی دینا انوار ساطعہ ص ۲۳۲ میں جائز لکھا ہے۔ اور صاحب براہین قاطعہ نے "تہادوا تحابوا" اس روایت کو پیش کر کے اصل موجود ہونے پر تسلیم کر لیا۔ کیا مسئلہ ایسا ہی ہے؟ حالانکہ سلام عبادت ہے اور رونمائی فحاشی کا دروازہ کھولنے کے مرادف ہے۔

جواب...... رونمائی کا مقصد اگر یہ ہو کہ نامحرموں کو دلہن اپنا چہرہ دکھائے تو یہ فحش کا باب کھولنے کے مرادف ہوگا۔ لیکن اگر دلہن کی ساس وغیرہ اپنی لائی ہوئی دلہن کو خوش ہو کر ہدیہ دیں کہ وہ تازہ تازہ میکا چھوڑ کر آئی ہے۔ اس کی دل جوئی ہو جائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟

اسی طرح اگر دولہا کو ہدیہ دیں اور اس کا نام سلامی رکھ دیں تو کیا حرج ہے؟ یہ تو صرف ہدیہ دینے کا ایک اعنوان ہوا۔ تاہم اگر اس عنوان میں کوئی فتنہ اور خرابی ہو تو اس کو چھوڑ دیا جائے جیسا کہ بعض جگہ کے حالات سے معلوم ہوا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۴۰)

دلہن کے ختم قرآن کی رسم

سوال...... یہاں رسم ہے کہ دلہن کی رخصتی کے وقت سب عورتیں دلہن کا قرآن ختم کراتی ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ملانی جس نے لڑکی کو قرآن پڑھایا ہے آتی ہے اور لڑکی دلہن بنی قرآن پڑھنا شروع کرتی ہے' گھر میں شور وغل مچا رہتا ہے اور لڑکے کے والوں کا رخصتی کا تقاضا ہوتا رہتا ہے مگر لڑکی جب تک ختم قرآن نہ کرے ڈولے میں نہیں بٹھاتے ختم کرنے پر ملانی کو نقد' دوپٹے وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ کوئی ختم نہ کرائے تو لعن طعن ہوتا ہے۔ پس اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... اہل علم کے سمجھنے کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ غیر لازم کو لازم سمجھنا بدعت ہے اور اس کے تارک یا مانع پر ملامت کرنا اس کے بدعت ہونے کو اور زیادہ مؤکد کر دیتا ہے۔

اور غیر اہل علم کے لئے اتنا اور اضافہ کیا جاتا ہے کہ اگر دلہن کی سسرال والے بھی انہیں مصالح کی بنا پر جس کے سبب میکے میں اس رسم پر عمل کیا جاتا ہے اس کا التزام کریں کہ رخصت کے بعد جب تک پورا ختم نہ پڑھالیں (کیونکہ وہ مصالح پورے قرآن میں زیادہ ہوں گے) میکے نہ بھیجیں تو کیا میکے والے اس کو پسند کریں گے۔ اگر پسند نہ کریں تو دونوں میں کیا فرق ہے؟ اگر مابہ الفرق کچھ مصالح دنیویہ ہیں تو تعجب ہے کہ مصالح دنیویہ میں خلل آنا موجب منع ہو سکے اور حدود شرعیہ میں خلل آنا موجب منع نہ ہو سکے جن کو علماء محققین جانتے ہیں۔ اگر طبیعت میں سلامتی ہو تو اب ماننے میں کوئی عذر نہیں۔ باقی جمود کا کوئی علاج نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۴۰)

شادی میں بعض تاریخ متعین نہ کرنا

سوال...... عام رواج ہے کہ شادی بیاہ کے موقعہ پر کہتے ہیں کہ مہینے کی ۳/۱۳/۲۳ تاریخ نہ ہونا چاہئے باقی کوئی بھی رکھی جائے۔ اگر کبھی ۲ تاریخ وغیرہ مقرر ہو گئی تو یہ ہوتا ہے کہ نکاح دن میں ہو جائے ۳ نہ ہونے پائے اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب...... یہ رواج شرعاً بے اصل ہے اس کی پابندی لازم نہیں (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۹۱)
''اوہام ہندیہ سے مستفاد ہے'' (م ع)

شادی یا ختنہ میں لڑکے کو سجانا

سوال...... شادی یا ختنے کے موقعہ پر لڑکے کو سجاتے ہیں یعنی پھولوں کے ہار گلے میں یا سر پر سجاتے ہیں اور نقاب ڈالتے ہیں اور کمر میں پٹکا ڈالتے ہیں تو یہ سب جائز ہے یا نہیں۔

۲۔قدرتی پھولوں کا ہار دولہا کے گلے میں ڈالنا کیسا ہے؟

جواب......ا۔شادی یا ختنہ کی خوشی کے موقع پر اچھے عمدہ کپڑے پہنانا حدود شرع میں رہتے ہوئے درست ہے' ہار گلے میں نہ ڈالیں' سہرا بھی نہ باندھیں' نقاب بھی چہرے پر نہ ڈالیں۔ پنکا جو کہ ہندوانہ رسم ہے اس سے بھی پرہیز کریں۔

۲۔وہ بھی گلے میں نہ ڈالیں خوشبو کے لئے اس کو دیدینے میں مضائقہ نہیں۔(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ص ۴۶۳)"ترک رسم کے پختہ ہونے تک اس سے بھی احتیاط رکھیں تو زیادہ اچھا ہے۔"(م'ع)

شادی میں تالا وغیرہ دینے کو منحوس سمجھنا

سوال......جہیز میں تالا' قینچی' بر وطا دینے کو منحوس سمجھتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب......ان چیزوں کا دینا نہ منحوس ہے نہ لازم ہے۔ حسب ضرورت دینا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ص ۴۵۹)"صورت مسئولہ میں فساد عقیدہ (دل میں علی قطع الحبت) ہے۔م۔ع"

بچے کو چالیسویں دن مسجد میں لانے کی رسم

سوال......چالیس دن کا ہو جانے کے بعد بعض لوگ اسے مسجد میں لا کر لٹاتے ہیں اور کچھ شیرینی تقسیم کرتے ہیں یہ فعل کیسا ہے؟

جواب......یہ رسم بے اصل اور لغو ہے اس کا چھوڑنا ضروری ہے۔(فتاویٰ محمودیہ ج اص ۴۷۸)"رسومات خلاف شرع ہونے کے ساتھ خلاف عقل بھی ہوتی ہے' بچہ مسجد میں پیشاب وغیرہ کرسکتا ہے"م۔ع

سالگرہ کی شرعی حیثیت

سوال......آج کل خوشی منانے کی ایک عجیب رسم کا رواج ہے وہ یہ کہ جب کسی کی پیدائش کی تاریخ یا دن آجاتا ہے تو عزیز واقارب کو کھانے کی دعوت دی جاتی ہے اور پھر بڑی دھوم دھام سے موم بتیاں جلا کر مخصوص قسم کا کیک کاٹا جاتا ہے' معاشرے میں اس کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے لوگ اس خوشی میں ایک دوسرے کو گرانقدر تحفے تحائف دیتے ہیں اور اس سب کچھ کو سالگرہ کہا جاتا ہے۔ تو کیا شرعاً اس کا کوئی ثبوت ہے' اور اس قسم کی دعوت میں شرکت کرنا' تحفہ وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب......اسلام میں اس قسم کے رسم ورواج کا کوئی ثبوت نہیں ہے' خیر القرون میں کسی صحابی' تابعی' تبع تابعین یا ائمہ اربعہ میں سے کسی سے مروجہ طریقہ پر سالگرہ منانا ثابت نہیں' یہ رسم بد انگریزوں کی ایجاد کردہ ہے ان کی دیکھا دیکھی کچھ مسلمانوں میں بھی یہ رسم سرایت کر چکی ہے۔ اس

لئے اس رسم کو ضروری سمجھنا' ایسی دعوت میں شرکت کرنا' تحائف دینا فضول ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۴۷)

شادی کا تحقیقی دستورالعمل

سوال...... میں اپنا خیال ظاہر کرتا ہوں اس میں کوئی امر بے جا ہو مطلع فرمائیں پرہیز کروں گا۔

۱۔ میں لڑکیوں کو جہیز دینا چاہتا ہوں اس میں پچیس جوڑے ہوں گے' گوٹا ٹھپا بھی ہوگا نیم زری اطلس بھی ہوگا مگر جوڑے کھول کر برادری کو نہیں دکھلائیں گے۔ صندوق' پلنگ' پیڑھا' چوکی' برتن' ڈولہ یہ سب سامان بھی ہوگا۔ اب مجھ کو مفصل معلوم ہونا چاہئے کہ ان میں سے کیا ہو کیا نہ ہو۔

۲۔ برات نہیں ہوگی۔ دو' دو تین تین بیلیاں ضرور ہوں گی۔ یعنی لڑکا چند اہل برادری کے ساتھ ضرور آئے گا۔ شاید تینوں جگہ سے دس بیلیاں آئیں۔ یہ میری کوشش ہے۔

۳۔ زیور بقدر حیثیت کے لڑکیوں کو دوں گا۔ اس میں کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی۔

۴۔ رخصت کے دو روز بعد لڑکیاں واپس آئیں گی۔ یہ وہ چیز ہے جس کا نام چوتھی اور بہوڑا ہے۔ میرے نزدیک باپ کے گھر سے لڑکی کا ایک دم چلا جانا کسی عرصہ دراز کے لئے مناسب نہیں ہے۔ رخصت کے دو روز بعد آ کر پھر چلی جائے گی اور میں مع متعلقین بریلی چلا جاؤں گا۔ پس روز کی آمد و رفت موقوف۔ یہ میری رائے ہے۔ لیکن جو چیز قابل اصلاح ہو فرما دیجئے۔ اصلاح سے جو کچھ میری مراد تھی وہ یہ تھی کہ یہ کمین لوگ ہم کو بے وقوف بنا کر ٹھگتے ہیں یہ نہیں ہونا چاہئے۔

جواب...... عزیز من! میرے خیالات میں اختلاف عظیم ہے آں عزیز نے صرف رسوم متعلقہ کمینوں میں اصلاح ضروری قرار دی ہے اور میرے نزدیک جو ہیئت مجموعی اس وقت تقریبات کی ہو رہی ہے اس کے ہر جز کی قریب قریب اصلاح ضروری ہے بلکہ رسوم کمینان سے بھی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ کمینوں کو جو کچھ پہنچتا ہے وہ ان کا حق الخدمت یا اپنے خادم کو انعام یا ایک متوقع کی امید براری قرار دی جا سکتی ہے اور اس میں اپنا دینے کا ایک مطلب بھی ہے کہ آئندہ اچھی طرح اپنا کام کریں گے۔ گو اس میں بھی تین امر نہایت قبیح ہیں ایک اپنا حق لازم سمجھ کر ایک گونہ مجبور کر کے لینا اور کمی میں شرمندہ کرنا۔ دوسرے دینے والوں کی نیت میں تفاخر و نمائش کا ہونا جو جس قطعی حرام ہے۔ تیسرے اس کے دینے کی ایک خاص صورت اور وضع مقرر کر لینا۔ اس کے خلاف کو نہایت قبیح و مذموم سمجھتے ہیں ورنہ کسی خاص طریقے کی پابندی کے جس طرح موقع ہوتا ان کو دیدیا جایا کرتا۔ ان قیود کی کیا ضرورت تھی۔

غرض اس میں یہ تین امر نہایت قبیح ہیں۔ بخلاف اور تمام رسوم کے کہ اتلاف مال‘ ارتکاب معاصی (مثل ریا و تفاخر‘ اسراف‘ اور دوسروں کے لئے موجب تکلیف ہو جانا اور مقتدائے معاصی بن جانا) کوئی دنیا کا بھی معتدبہ نفع ان میں نہیں۔ اس لئے میرے نزدیک ان کی قباحت بہ نسبت تمام کمینان کے بڑھی ہوئی ہے۔ میرے تمام خیالات کا خلاصہ مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ ہیئت متعارفہ کے قریب قریب تمام اجزاء بدلنے کی ضرورت ہے۔ گو اکثر اجزا اگر تنہا تنہا دیکھے جائیں تو مباح نکلیں گے مگر یہ قاعدہ شرعی بھی ہے اور عقلی بھی ہے کہ جو مباح معصیت کا ذریعہ اور جرم کا معین بن جائے وہ بھی معصیت، اور جرم ہو جاتا ہے۔ ان تقریبات کی بدولت کیا مسلمان، مقروض نہیں ہوتے؟ کیا مہاجنوں کو سود نہیں دیتے؟ کیا ان کی جائیداد و مکان نیلام نہیں ہو جاتے۔ کیا اہل تقریب کی نیت میں اظہار تفاخر و نمائش نہیں ہوتا؟ اگر عام مجمع میں اظہار نہ ہو تو کیا خاص مجمع کے خیال سے (کہ گھر پہنچ کر سب زیور و اسباب دیکھا جائے گا اس کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا) سامان نہیں کیا جاتا۔ پھر کچھ ان رسوم میں تسلسل و ترتب اس قسم کا ہے کہ ایک کو کر کے پھر سب ہی آہستہ آہستہ کرنا پڑتا ہے۔ کیا ان قیود و پابندیوں کو قیود شرعیہ سے زیادہ ضروری عملاً نہیں سمجھا جاتا؟ نماز باجماعت فوت ہونے سے کیا کبھی شرمندگی ایسی ہوتی ہے جیسی جہیز میں چوکی پلنگ کے نہ دینے سے ہوتی ہے گو اس کی ضرورت نہ ہو۔ جہیز میں ضروری سامان کا لحاظ شرعاً و عقلاً مضائقہ نہ تھا مگر یقینی امر ہے کہ ضروریات کی فہرست ہر جگہ جدا بنے گی۔ لیکن جہیز کی ایک ہی فہرست ہر جگہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پابندی رواج اس کی علت ہے۔ ضرورت پر اس کی بنا نہیں تو اس درجے کی پابندی نہ عقلاً جائز نہ شرعاً درست۔ پس جب ان میں اس قدر مفاسد ہیں تو عقل یا نقل اس کی کب اجازت دے سکتی ہے؟

اگر یہ کہا جائے کہ کسی کو اگر گنجائش ہو تو مذکورہ دنیوی مضرتوں سے بھی محفوظ رہے۔ اور درستی نیت اختیاری امر ہے ہم نہ ان امور کو ضروری سمجھتے ہیں نہ تفاخر و نمائش کا ہم کو خیال ہے۔ پس ایسے شخص کو تو یہ سب امور جائز ہونے چاہئیں۔ سو اول تو اس کا ذرا تسلیم کرنا مشکل ہے تجربہ اس کو تسلیم نہ کرنے دے گا۔ کیسا ہی گنجائش والا ہو کچھ نہ کچھ گرانی اس پر ضرور ہو گی اور نیت میں بھی فساد ضرور ہوتا ہے لیکن اگر اس میں منازعت و مزاحمت نہ بھی کی جائے تو سو میں ایک دو شخص ایسا نکل سکتا ہے ورنہ اکثر ضرور ان خرابیوں سے ضرر اٹھا رہے ہیں جب یہ حالت ہے تو یہ قاعدہ سننے کے قابل ہے کہ کسی شخص کے فعل مباح سے جو حد ضرورت سے ادھر نہ ہو دوسرے شخص کو ضرر پہنچنے کا غالب گمان یا یقین ہو تو وہ فعل اس کے حق میں بھی مباح نہیں رہتا تو اس قاعدے سے یہ اعمال و افعال اس محفوظ شخص

کے حق میں بھی بوجہ اس کے کہ دوسرے تقلید کر کے خراب ہوں گے' ناجائز ہو جائیں گے۔

اس شرعی قاعدے کا حاصل وہ ہے جس کو عقلی قانون میں قومی ہمدردی کہتے ہیں یعنی ہمدردی کا مقتضا یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو دوسروں کو نقصان تو نہ پہنچائیں۔ کیا کوئی باپ جس کے بچے کو حلوا نقصان کرتا ہے اس کے سامنے بیٹھ کر حلوا کھانا محض مزے کے لئے پسند کرے گا؟ کیا ہر مسلمان کی ہمدردی اسی طرح ضروری نہیں۔ اس سے عقلاً و نقلاً سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ کسی کے لئے بھی ان رسوم کی اجازت نہیں۔

اس کے بعد آں عزیز نے دستور العمل دریافت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ایسا اتفاق مجھ کو پڑتا تو اس وقت خیال یہ ہے کہ میں یوں کرتا کہ اس کام کے لئے وطن آنے کی ضرورت نہ سمجھتا۔ وطن نہ آتا اور مصارف سفر میں اتنا روپیہ ضائع نہ کرتا۔ لڑکے والوں کو لکھ دیتا کہ لڑکا اور ایک اس کا کوئی مخدوم سرپرست' اور دو اس کے خادم کل چار آدمی یہاں آ جائیں اور اسی مکان میں یا کوئی اور اچھا وسیع مکان ایک یا مختصر دو تین مکان ہر ایک کے لئے جدا جدا اور یہی بہتر تھا کہ کرائے پر لے کر ان کا قیام کراتا اور لڑکیوں کو اپنے گھر کا جوڑا پہناتا اور لڑکوں کو مجبور کرتا کہ اپنا جوڑا پہن کر آؤ اور مجلس نکاح میں کسی کو اہتمام کر کے نہ بلاتا محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سب کو لے جاتا اور نماز کے بعد کہہ دیا جاتا کہ سب ذرا ٹھہر جائیں۔ وہی مجمع اعلان و شہادت کے لئے کافی ہوتا اور خود یا کسی عالم سے نکاح پڑھوا دیتا اور روپے دو روپے کے خرما تقسیم کرتا۔ اس میں مسجد میں نکاح پڑھنے کی بھی تعمیل ہو جاتی۔ وہاں سے مکان پر آ کر اسی وقت یا جس وقت موقع ہوتا لڑکیوں کو بلا جہیز ان مکان کرایا میں رخصت کر دیتا اور ایک ایک معتبر خادمہ کو ان کے ساتھ بھیجتا پھر اگلے روز اپنے مکان سکونت پر بلاتا اور ایک دو روز رکھ کر پھر اس مکان کرایے میں بھیج دیا جاتا۔ جب دیکھتا کہ لڑکیاں مانوس ہو چلی ہیں لڑکوں کے ہمراہ ان کے وطن روانہ کر دیتا۔ جہیز میں پانچ جوڑے پچاس پچاس روپے کے زیور اور پانسو پانسو روپے کی جائیداد صراحی' دیتا برتن' پلنگ' خوان پوش' بٹوے' گوٹے' ٹھپے اور مٹھائی وغیرہ کچھ نہ دیتا اور دولہا دلہن کے کسی عزیز و قریب کو ایک پارچا نہ دیتا۔ وہاں کے کمینوں کو پانچ پانچ روپے صرف ان کے توقع پورا کرنے کے لئے اور وطن کے کمینوں کو دس دس روپے دیدیتا۔ اور تمام عمر متفرق طور پر لڑکیوں کو وقتاً فوقتاً جو چیز دینے کو میرا دل چاہتا نہ کہ برادری و کنبہ و اہل عرف کی خواہش کے مطابق ان کو دیتا رہتا اور جائیداد ان کی بستیوں میں ہوتی ان کو انتظام سپرد کرتا اور اگر اپنے وطن میں ہوتی خود انتظام کرتا اور ان کو ان کے محاصل ششماہی یا

سالانہ مع حساب کے دیتا رہتا۔ باقی میں اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔

من نگویم کہ ایں مکن آں کن ۔ مصلحت بیں و کار آساں کن

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ زور ڈالنا چاہتا ہوں نہ دخل دینا پسند کرتا ہوں صرف اپنے خیالات کا اظہار کر دیا۔ دوسروں کو مجبور و تنگ نہیں کرتا البتہ میری منصبی مصلحت اس کو مقتضی ہے کہ اگر کوئی شخص درجہ مباح تک وسعت کرے تو اس کو دل میں برا نہ سمجھوں گنہگار نہ کہوں۔ شرعاً قابل ملامت نہ جانوں۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۷۷)

افتتاحی تقریب میں قرآن خوانی کی رسم

سوال...... کسی دکان یا مکان کے افتتاح یا میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی جاتی ہے اس میں محلے کے لڑکوں اور لڑکیوں کو جمع کیا جاتا ہے اور جب تک مٹھائی یا دعوت نہ کھالیں یہاں سے جانے کی اجازت نہیں ہوتی اور اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... فی نفسہ قرآن کریم کی تلاوت ایصال ثواب کے لئے یا خیر و برکت کے لئے بلاشبہ بہت اہمیت رکھتی ہے مگر آج کل لوگوں نے اسے رسم بنا لیا ہے قرآن کریم کی تلاوت کے لئے اجتماع کا اہتمام اور اسے ضروری سمجھنا اسی طرح دعوت وغیرہ کا التزام یہ سب بدعت اور ناجائز ہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۱)

کونڈوں کی حقیقت

سوال...... بائیس رجب کو کونڈا کرنے کی رسم کا کیا حکم ہے؟ اور شریعت میں اس کی کیا اصل ہے؟

جواب...... کونڈوں کی مروجہ رسم دشمنان صحابہؓ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہار مسرت کے لئے ایجاد کی ہے۔ ۲۲ رجب حضرت معاویہؓ کی تاریخ وفات ہے۔ (طبری، استیعاب) ۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ وفات۔ حضرت جعفر رحمہ اللہ کی ولادت ۸ رمضان ۸۰ھ یا ۸۳ھ کی ہے اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی اہل سنت کا غلبہ تھا اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی علانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو بلکہ دشمنان حضرت معاویہؓ ایک دوسرے کے یہاں جا کر اسی جگہ

شیرینی کھالیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی ومسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ جب اس کا چرچا ہوا تو اس کو حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ میں اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۸)

چیلوں کو گوشت پھینکنا

سوال...... کسی بیمار کی طرف سے بکرا صدقہ کرنا اور اس کا گوشت چیلوں کو پھینکنا کہ جلد آسانی سے روح نکل جائے۔ یا خدا صدقہ کی برکت سے شفا عطا فرمائے جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ جہال کی خرافات میں سے ہے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس قسم کے ٹونے ٹوٹکے ہندوؤں سے لئے گئے ہیں۔ اس کا بہت سخت گناہ ہے البتہ مطلق صدقے سے آفت ٹلتی ہے۔ صدقہ بطور نقد زیادہ افضل ہے یعنی کچھ رقم کسی مسکین کو دے دی جائے یا کسی کار خیر میں لگادی جائے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۶)

عید کے دن گلے ملنا

سوال...... نماز عید کے بعد معانقہ کرنا رسماً ہو یا سنت سمجھ کر کیا جائے جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز یا بدعت ہے تو اگر روکنے سے حرج عظیم کا خطرہ ہو تو روکے یا نہیں؟ اور اگر اس خیال سے کرے کہ دلوں میں سینہ بسینہ مل کر محبت پیدا ہوگی کینہ وحسد دور ہوگا۔ آپس میں میل جول ہوگا تو کیا حکم ہے؟

عید کا دن ہے گلے آج تو مل لے ظالم
رسم دنیا بھی ہے موقع بھی ہے دستور بھی ہے۔

جواب...... عیدین کا معانقہ روافض کا شعار ہے اس سے پورا پرہیز کیا جائے۔ دل میں کینہ اور حسد رکھتے ہوئے محض عید کو معانقہ کر لینے سے ہرگز سینہ صاف نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۹۰) ''جیسا زنگ ویسا صیقل' صفائی قلب کے لئے محض معانقہ کافی نہیں'' م'ع

جمعہ وعیدین کی نماز کے بعد مروجہ مصافحے کا حکم

سوال...... آج کل نماز جمعہ وعیدین کے بعد مساجد کے اندر جو مصافحہ مروج ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب...... عیدین اور جمعہ کی نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے' حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور دیگر محققین علماء کرام نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے اور بعض دیگر حضرات نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ لہٰذا اگر مصافحہ کرنے میں التزام مالا یلزم ہو تو ممنوع ہے ورنہ نہیں تاہم نہ کرنا بہتر ہے۔

قال العلامة ابن عابدینؒ: ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انه' تکره المصافحة بعد اداء الصلوٰة بکل حال لان الصحابة رضی الله عنهم ماصافحوا بعد اداء الصلوة ولانها من سنن الروافض ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعیة انه بدعة مکروهة لااصل لها فی الشرع و انه' فاعلها اولاً و یعزرثانیاً ثم قال ابن الحاج من المالکیة فی المدخل انها من البدع و موضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخیه لافی ادبار الصلوٰة فحیث وضعها الشرع یضعها فینهیٰ عن ذٰلک ویزجرفاعله' لما اتیٰ به خلاف السنة. (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۵۲) و ایضاً فی النسخة الاخریٰ (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۷۰) کتاب الحظر والاباحة)(قال العلامة الحصکفیؒ......مانقله عنه شارح المجمع من انها بعد الفجر والعصر لیس بشئی . (الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار ج ۵ ص ۲۷۰ کتاب الحظر والاباحة) و مثله فی مائة مسائل ص ۱۸۵ سوال چهل و پنجم. (فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۳۵)

عید کے دن مبارکباد دینا

سوال...... کیا عید الفطر کے دن مبارکباد دینا کہیں ثابت ہے؟

جواب...... مبارکباد ضروری نہیں اور ضروری سمجھنا بھی جائز نہیں اس عقیدے کے بغیر اگر کسی کو روزے مکمل ہونے کی مبارکباد دی جائے تو کوئی حرج بھی نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۵۳)

عید مبارک کہنے کا حکم

سوال...... آپ نے "عید مبارک" کہنے کو مکروہ لکھا ہے اور مولانا سید اصغر حسین صاحب نے اپنی کتاب ہدیۃ المتقین میں لکھا ہے کہ جائز اور باعث ثواب (طبرانی فی الکبیر)

جواب...... حدیث کا صحیح مطلب تو تبھی معلوم ہو سکتا ہے کہ پوری حدیث سامنے ہو اور وہ سرسری تلاش کرانے سے نہیں ملی۔ اس لئے اب اصولی جواب لکھے جاتے ہیں۔

ا۔احادیث سے مسائل نکالنا حضرات فقہاء کا کام ہے لہٰذا مسائل میں انہی کا فیصلہ واجب الاتباع ہے۔

۲۔جب کسی کام کے سنت یا بدعت ہونے میں دلائل متعارض ہوں تو ایسے کام سے احتراز واجب ہوتا ہے۔

۳۔حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے یوم عید کی سنتیں اور مستحبات کی تفصیل بیان فرمائی ہے اگر "عید مبارک" کہنا مستحب ہوتا تو اسے بھی ضرور ذکر فرماتے۔

۴۔اگر یہ کہنا مستحب ہوتا تو علماء وصلحاء کا اس پر تعامل ہوتا حالانکہ ایسا نہیں صرف عوام میں یہ رسم ہے۔

۵۔اگر واقعتاً حدیث سے اس کا ثبوت مل جائے تو تطبیق کی صورت یہ ہے کہ مطلقاً دعائے برکت مستحب ہے اور الفاظ مخصوصہ کا التزام بدعت ہے مثلاً مزاج پرسی کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں خیریت ہے؟ مزاج بخیر ہیں؟ وغیرہ یا دعائیہ کلمات "سلامت رہو" اللہ تعالیٰ اپنی رضا عنایت فرمائیں۔ حفاظت فرمائیں۔ وغیرہ مختلف طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر عید کے روز دعا کو مقصود سمجھ کر کچھ کہہ دیا جائے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ عید کی برکات عطا فرمائیں" "مبارک فرمائیں"۔ "برکت دیں" وغیرہ تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہمیشہ ہر موقع پر لفظ "عید مبارک" ہی کا استعمال اس کی دلیل ہے کہ ان الفاظ ہی کو مقصود سمجھا جانے لگا ہے لہٰذا یہ دین پر زیادتی ہونے کی وجہ سے مکروہ اور بدعت ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ا ص ۳۸۴)

ایک دوسرے کو "عید مبارک" کہنے کی شرعی حیثیت

سوال...... آج کل عیدین کے موقع پر اکثر لوگ ایک دوسرے کو "عید مبارک" کے الفاظ کہتے ہیں جبکہ بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... عیدین کے موقع پر اسلام میں کئی افعال اور اعمال سنت ہیں جو ہر مسلمان کے لئے خوشی کے مواقع (عیدین وغیرہ) پر جائز قرار دیئے گئے ہیں جیسا کہ احادیث و آثار سلف صالحین میں وارد ہے البتہ رسومات قبیحہ اور بدعات مروجہ سے بچنا بھی نہایت ہی ضروری ہے۔

صورت مسئولہ کے مطابق عیدین کی خوشی پر اگر ایک مومن دوسرے مومن سے یہ کہہ دے کہ عید مبارک ہو اللہ تعالیٰ آپ کے روزے نمازیں اور تراویح قبول فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کی قربانی قبول فرمائے تو یہ ایک عبادت کے کرنے پر شاباش و ترغیب ہے اور اعمال صالح کی عنداللہ قبولیت کے لئے دعا ہے۔ ایسا کہنے میں بظاہر کوئی حرج نہیں البتہ اس طرح کے الفاظ کہنے کو لازم سمجھنا اور نہ

کہنے والے سے ناراض ہونا یا اس کا اتنا اہتمام کرنا اور عید کی مبارکباد دینے کے لئے گلی گلی اور گھر گھر پھرنا یقیناً ایک مکروہ عمل ہے اور ثواب کی نیت وارادہ سے کرنا احداث فی الدین ہے۔

الدرالمختار میں ہے والتھنئة بتقبل الله منا و منکم لاتنکر الخ اور ردالمحتار میں ہے کہ قوله والتھنئة وانما قال ذلک لانه' لم یحفظ فیھا شئی عن ابی حنیفةؒ و اصحابه و ذکر فی القنیة انه لم ینقل عن اصحابنا کراھة و عن مالکؒ انه کرھھا و عن الاوزاعیؒ انھا بدعة و قال المحقق ابن امیر الحاج بل الأشبه انھا جائزة مستحبة فی الجملة ثم ساق آثاراً باسانید صحیحة عن الصحابة فی فعل ذلک ثم ذلک والمتعامل فی البلاد الشامیة والمصریة عید مبارک علیک و نحوه وقال یمکن ان یلحق بذلک فی المشروعیة والاستحباب لما بینھا من التلازم فان قبلت طاعته فی زمان کان ذلک الزمان علیه مباکاً علیٰ انه قدوردالدعاء بالبرکة بھا ھنا ایضاً اھ (ردالمحتار علی الدرالمحتار ج ۱ ص ۵۵۷) (قال ابن الحاجؒ فی المدخل : قد اختلف علماء نارحمة الله علیھم فی قول الرجل لاخیه یوم العید تقبل الله منا و منک و غفرلنا و لک علیٰ اربعة اقوال جائز لانه قول حسن' مکروه لانه' من فعل الیھود مندوب الیه لانه' دعا و دعاء المومن لاخیه مستحب الرابع لایبتدیٔ به فان قال له احدرد علیه مثله و اذاکان اختلافھم فی ھذاالدعاء الحسن مع تقدم حدوثه فما بالک بقول القائل عید مبارک مجرداً عن تلک الالفاظ مع انه متاخر الحدوث فمن باب اولیٰ ان یکرھوه و ھو مثل قولھم یوم مبارک و لیلة مبارکة و صحبک الله بالخیر و مساک بالخیر (المدخل لابن الحاج المالکی ج۲ ص ۲۸۲ فصل فی سلام العید)(فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۷۰)

عیدین میں خطبے کے پہلے دعا مانگنا

سوال......عیدین میں خطبے سے پہلے یا بعد میں دعا مانگنا چاہئے یا نہیں؟ یا بالکل نہ چاہئے؟

جواب......خطبے سے اول وآخر دعا کرنا کہیں ثابت نہیں لہٰذا نہ کرنا چاہئے۔ البتہ عید کی نماز

کے سلام کے بعد دعا کریں۔ پھر ممبر پر کھڑا ہو کر دعا ثابت نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۸)

خطبہ جمعہ وعیدین میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال...... اگر خطیب جمعہ یا عیدین کے خطبہ ثانیہ میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور مقتدی بھی ہاتھ اٹھا کر آمین کہیں تو شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... عیدین وجمعہ کے خطبوں میں جو دعا کی جاتی ہے اس میں امام کا ہاتھ اٹھانا اور مقتدیوں کا آمین کہنا کہیں ثابت نہیں۔ عجب بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بریلوی حضرات کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

لما قال العلامة مفتی عبدالرحیم

سوال...... عیدین وجمعہ کے خطبہ ثانی میں بعض خطیب دعا کرتے ہیں اس وقت حاضرین ہاتھ اٹھا کر آمین کہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... اس وقت ہاتھ اٹھانا آمین کہنا منع ہے اس میں دیوبندی رضاخانی کا اختلاف نہیں ہے مولوی احمد رضا خان کی مصدقہ کتاب میں ہے کہ خطیب نے مسلمانوں کے لئے دعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے ایسا کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ خطبہ میں درود شریف پڑھتے وقت خطیب کا داہنے بائیں منہ کرنا بدعت ہے۔ (فتویٰ رحیمیہ جلد ۲ ص ۳۰۲ باب رد بدعات) (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۹۱)

بوقت وداع خدا حافظ کہنے کی رسم

سوال...... اس دور ترقی میں رخصت کے وقت السلام علیکم کی بجائے ''خدا حافظ'' کہنے کا عام دستور ہو گیا ہے۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب...... یہ رسم ناجائز ہے۔ اگر السلام علیکم کی بجائے ''خدا حافظ'' کہا تو شریعت کی تحریف ہے اور اگر السلام علیکم کے بعد کہا تو یہ شریعت پر زیادتی ہے۔ اگر السلام علیکم کے بعد مطلقاً کبھی کچھ دعائیہ کلمات کہہ دیئے جائیں تو ان کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ مگر انہی الفاظ کے التزام سے واضح ہے کہ موقعہ وداع کے لئے اپنی طرف سے مخصوص الفاظ متعین کئے جا رہے ہیں جس کا دین میں زیادتی ہونا ظاہر ہے اور اگر یہ اصطلاح کسی غیر قوم سے لی گئی ہے تو اور بھی زیادہ اقبح ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۸۵) ''بوقت وداع رخصت ہونے والے کو یہ دعاء دی جائے۔ استودع الله دینک و امانتک و خواتیم عملک. ترمذی ابوداؤد' نسائی' م۔ع

نئے چاند کو دیکھ کر سلام کرنا

سوال...... نئے چاند کو دیکھ کر سلام کرنا کیسا ہے؟

جواب...... نئے چاند کو دیکھ کر سلام کرنا ثابت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۹۱) "ناخواندہ عورتوں کی ایجاد اور معمول ہے نئے چاند کی یہ دعا ہے۔ اللھم اھله علینا بالامن و الایمان والاسلامة والاسلام و التوفیق لما تحب و ترضی ربی و ربک الله' حصن حصین " م۔ع

ختنہ کے موقع پر اناج دینے کی رسم کا حکم

سوال...... ختنہ کے وقت کچھ اناج لوٹے میں بھر کر مسجد میں لاتے ہیں وہ کس کا حق ہے؟ اور بھی اسی قسم کی چیزیں آتی ہیں ان کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب...... ختنہ وغیرہ کے وقت اگر رسم کے طور پر لازم سمجھ کر کچھ دیا جائے تو نہ لیا جائے۔ اگر خوشی کے طور پر امام یا موذن کو کچھ دیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ جس کو دیا جائے اسی کا حق ہے اگر مسجد کے لئے کوئی چیز دی جائے تو وہ مسجد کا حق ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۴۰۱)

بارش نہ ہونے پر بکرے وغیرہ کا تصدق

سوال...... ہمارے گاؤں میں بارش نہیں ہے لوگوں نے چندہ کر کے اناج اور بکرا خریدا' اس کو کاٹ کر گوشت اور اناج کو غرباء میں تقسیم کر دیا تو یہ اناج اور گوشت غیر مسلم کو بھی دے سکتے ہیں؟

جواب...... ایسے موقعہ پر چندہ کر کے بکرا خرید کر اس کے گوشت کو واجب التصدق سمجھنا غلط ہے' اس وقت جس کے پاس جو کچھ ہو حسب حیثیت محض لوجہ اللہ مستحق کو دیدے' بکرا کاٹنے کی رسم غلط ہے۔ صدقات نافلہ غیر مسلم کو بھی دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۰۴)

شب برات کی رسمیں اور ان کا حکم

سوال...... شب برات کا حلوا پکانا' گھروں کی صفائی کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟ اس رات گھروں اور قبرستان کو چراغاں کرنا' عود اور اگربتی سے معطر کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ جب کہ ایک طبقہ ان کاموں کو سنت سمجھ کر کرتا ہے اور گھروں کی صفائی اس عقیدے کی بنا پر کرتا ہے کہ بزرگوں کی روحیں زیارت کو آتی ہیں۔

جواب...... امور مذکورہ کو سنت کہنا بے دلیل ہے اور بزرگوں کی ارواح آنے پر کوئی قوی دلیل نہیں جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۸۲)

پندرہ شعبان یا معراج کے موقع پر مسجد میں چراغاں کا حکم

سوال...... پندرہ شعبان کے دوران یا معراج کے موقع پر مساجد پر چراغاں کرنے کا کیا حکم ہے؟
۲۔ بعض مساجد میں پندرہ شعبان یا معراج کے موقع پر کمیٹی چراغاں نہیں کرتی ہے' بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص اگر انفرادی طور پر چراغاں کر دے تو ہمیں اعتراض نہیں ہے' کیا ایسا چراغاں کرنا جائز ہے؟

جواب......ا:۔ جتنی روشنی کی مسجد میں فی الواقعہ ضرورت ہے اس سے زائد چراغاں کرنا درست نہیں۔
۲:۔ کوئی شخص اگر اپنے مال سے چراغاں کرا دے تو اس سے مسجد کا مال غیر مصرف میں خرچ کرنے کا گناہ تو نہ ہوگا' لیکن اسراف اور تشبہ بالکفار کا گناہ پھر بھی ہوگا لہٰذا یہ ناجائز ہے۔ فتاویٰ عثمانی ج ا ص ۱۲۵۔ واللہ اعلم۔

شب برات کا حلوا

سوال...... شب برات میں حلوا وغیرہ اور عیدین میں سویاں اگرچہ قرض لے کر ہی کیوں نہ ہو ضروری سمجھ کر پکانا کیسا ہے؟ اور بغیر رسم کے لحاظ کئے ہوئے محض اس خیال سے کہ پڑوس میں پکنے کی وجہ سے اپنے بچے روئیں گے اور ان کو رنج ہوگا یا خود اپنے شوق کی وجہ سے ان چیزوں کا پکانا کیسا ہے؟
جواب...... اس بارے میں کوئی نص اثبات یا نفی کی صورت میں وارد نہیں۔
حکم شرعی یہ ہے کہ اگر پابندی رسم ضروری سمجھے گا تو کراہت لازمی ہوگی۔ ورنہ کوئی حرج نہیں اور یہ ایک قاعدہ کلیہ تمام مباحات' مندوبہ اور بدعات مباحہ میں ہے۔
طیبی شرح مشکوٰۃ میں ہے جو شخص امر مستحب پر اتنا پابند ہو کہ اس کو عزیمت اور واجب سمجھنے لگے اور رخصت پر عمل نہ کرے تو اس پر شیطان کا اثر ہو گیا پس کیا حال ہوگا ایسے آدمی کا جو کسی بدعت اور مذموم کام پر مصر ہو۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۱۰۱) ''مقتدیٰ کو مزید احتیاط کی ضرورت ہے'' (م۔ع)

شب برات کی بعض نمازیں

سوال...... بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ شب برات میں عبادت کی نیت سے غسل کرے دو رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے اور مغرب ہی کے وقت سے عبادت میں مشغول ہو جائے تاکہ نامہ اعمال کی ابتداء اچھے کاموں سے ہو۔ بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟

جواب...... غسل تحیۃ الوضو تو اچھی چیز ہے تمام رات شام ہی سے عبادت میں مشغول ہونا بھی خوش قسمتی ہے۔ مگر اس کا اہتمام والتزام ثابت نہیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسیؔ سورۂ اخلاص پڑھنا ثابت نہیں غیر ثابت چیز کی پابندی کرنا اور اس کو لازم سمجھنا دین میں مداخلت ہے۔ اس کی اجازت نہیں۔ ہر چیز کو اس کی اصل پر رکھنا چاہئے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۴۴۵)

شب برات میں لاحول کا ورد کرنا

سوال...... بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ غروب آفتاب کے بعد چالیس بار لاحول ولا قوۃ الخ پڑھیں۔ یہ کیسا ہے۔

جواب...... لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بہت اعلیٰ ذکر ہے۔ جو جنت وعرش کے مخصوص خزانے سے عطا ہوا ہے۔ اس کی کثرت کرنا بہت مفید ہے۔ کسی وقت بھی پڑھا جائے نافع ہے غروب آفتاب کے بعد چالیس مرتبہ کی قید احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۴۴۵)

شب برات میں ایک مخصوص نماز پڑھنے کا حکم

سوال...... آٹھ رکعت نفل ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچاس بار پڑھنا کیسا ہے؟

جواب...... یہ احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۴۴۵)

''اس لئے طریق مذکور کو اختیار نہ کیا جائے'' م۔ ع

صفر کے آخری بدھ کو کچھ تقسیم کرنا

سوال...... یہاں صفر کے آخری بدھ کو کارخانے والوں کی طرف سے کاریگروں کو شیرینی تقسیم ہوتی ہے۔ یہ بلا مبالغہ ہزار ہا روپے کا خرچ ہے۔ مشہور یہ کر رکھا ہے کہ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت کیا تھا۔ حالانکہ ثابت یہ ہے کہ اس دن مرض وفات میں غیر معمولی شدت تھی۔ اور اس پر یہودیوں نے خوشی منائی تھی۔ جاہل کاریگروں کو کتنا ہی سمجھایا جائے مگر ہرگز نہیں مانتے اور چونکہ کارخانوں کی کامیابی کا دارومدار کاریگروں پر ہے تو اگر کوئی کارخانے دار ہمت کر کے شیرینی تقسیم نہ کرے تو جاہل کاریگر بہت نقصان پہنچائیں گے۔ کام کرنا چھوڑ دیں گے۔

۱۔ اس تقسیم شیرینی کا شمار افعال کفریہ میں سے ہونا ظاہر ہے تو بلا عذر شرعی اس کے مرتکب پر کفر کا فتویٰ لگتا ہے یا نہیں؟ اگر چہ وہ مذکورہ حقیقت سے ناواقف ہی کیوں نہ ہو؟

۲۔ جاہل کاریگروں کی ایذا رسانی سے حفاظت کے لئے کیا کارخانہ داروں کو معذور مانا جا سکتا ہے؟

جواب...... یہ فعل تقسیم شرعاً بے دلیل ہے۔ اس تاریخ میں غسل صحت ثابت نہیں۔ البتہ شدت مرض کی روایت مدارج النبوت میں ہے۔ یہود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت مرض سے خوشی ہونا بالکل ظاہر اوران کی عداوت وشقاوت کا تقاضا ہے۔

مسلمانوں کا اس دن مٹھائی تقسیم کرنا نہ شدت مرض کی خوشی میں ہے نہ یہود کی موافقت میں ہے نہ ان کو اس روایت کی خبر ہے۔ نہ یہ فی نفسہ کفر ہے۔ اس لئے ان حالات میں کفر وشرکت کا حکم نہ ہوگا۔ ہاں یہ کہا جائے گا کہ یہ غلط طریقہ ہے۔ اس سے بچنا لازم ہے حضور اکرم کا اس روز غسل صحت ثابت نہیں۔ کوئی غلط بات منسوب کرنا سخت معصیت ہے۔ بغیر نیت موافقت بھی یہود کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔

نرمی سے کارخانے دار کاریگروں کو سمجھائے اور اصل حقیقت ان کے ذہن میں اتار دے ان کا مٹھائی کا مطالبہ کسی دوسری تاریخ میں پورا کردے۔ مثلاً رمضان' عید' بقرعید کے موقع پر دے دیا کرے جس سے ان کے ذہن میں یہ نہ آئے کہ یہ بخل کی وجہ سے انکار کرتا ہے۔ بہرحال کارخانے دار بڑی حد تک معذور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۴۱۰)

صفر کے آخری بدھ میں عمدہ کھانا پکانا

سوال...... ماہ صفر کے آخری بدھ کو بہترین کھانا پکانا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض سے شفا ہوئی تھی۔ اس خوشی میں کھانا پکانا چاہئے۔ یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ غلط اور من گھڑت عقیدہ ہے اس لئے ناجائز اور گناہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۰)

صفر المظفر میں چوری کی رسم کی شرعی حیثیت

سوال...... عوام میں مشہور ہے کہ صفر کے مہینے میں آسمان سے بلائیں نازل ہوتی ہیں اور پھر اس ماہ کے آخری بدھ کو گھر وغیرہ صاف کر کے مٹھائی اور چوری وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے' کیا چوری کی یہ رسم شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ سب خرافات اور جاہلیت کی باتیں ہیں' اس ماہ مبارک میں آسمان سے کوئی بلا نازل نہیں ہوتی' اور یہ مٹھائی و چوری وغیرہ کی تقسیم کا اہتمام والتزام کرنا بدعت ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاعدویٰ ولاصفر ولاغول اخرجہ مسلم (ماثبت بالسنۃ

للشیخ عبدالحق محدث دھلوی ص ۲۶۶) (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۴۶)

کفن سے بچا کر امام کیلئے مصلّٰی بنانے کی رسم

سوال..... جنازہ پڑھانے والے امام کے نیچے مصلّٰی جو کہ کفن سے بچا کر رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... کفن سے کپڑا بچا کر امام کے لئے مصلّٰی بنانا غلط رسم اور ناجائز ہے۔ یہ کفن کے مصارف میں داخل نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷۹)

انتقال کے بعد کھانا مسجد میں دینا

سوال..... اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو یہ رسم ہے کہ اس کی خوراک کا کھانا مسجد میں پہنچاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

جواب..... مرنے کے بعد اس کی خوراک کا سوال ختم ہو گیا۔ جو کچھ اس نے چھوڑا ہے ترکہ ہے۔ جو کہ ورثہ کا حق ہے۔ بالغ ورثہ حسب توفیق جو کچھ مشروع طریقے پر ثواب پہنچائیں وہ مفید اور نافع ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۴۰۱) ''نابالغ کے حق کو شامل نہ کیا جائے'' م۔ع

کھانا کھلانے سے پہلے ثواب پہنچانا

سوال..... مردوں کے لئے جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو قرآن پڑھ کر ثواب بخش دیتے ہیں۔ دوسرے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر اس کا ثواب بخشتے ہیں۔ پہلی صورت تو بہت صاف ہے مگر کھانا کھا کر جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس کا طریقہ عموماً یہ ہے کہ ایک شخص کھانا لے کر بیٹھتا ہے اور کچھ آیات قرآنی پڑھ کر ان آیات اور کھانے کا ثواب مردے کو بخش دیتا ہے اس کے بعد وہ کھانا کسی کو دیدیا جاتا ہے تو وہ کھانا محتاجوں کو دینے اور کھلانے سے قبل کون سے ثواب کو لوگ مردوں کو بخشتے ہیں؟ یہ صورت جائز ہے یا ناجائز؟

جواب..... یہ رسم محض نادانوں کی ہے۔ کھلانے سے پہلے کھانے کا ثواب پہنچانے کے کوئی معنی نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۲۶۱ ج ۵) ''نیت ایصال بعد اکل طعام کو بخشنے سے تعبیر کرتے ہیں تب بھی یہ رسم قابل ترک ہے'' م۔ع

میت کے لئے قرآن بخشنے کی رسم

سوال..... نماز جنازہ کے بعد ملا قرآن اٹھا کر مروج طریقے سے جو دعائیں وغیرہ پڑھتا

ہے جسے سندھ کے عرف میں قرآن بخشا کہتے ہیں شرعاً کیسا ہے؟

جواب...... یہ مروجہ طریقہ ناجائز اور بدعت ہے۔ قرآن' حدیث اور فقہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہی قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا کوئی وجود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و ایضاً لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

جو فعل حضور ﷺ نے نہیں کیا ہم اسے ثواب سمجھ کر کرنے لگیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ نے دین کو پوری طرح نہیں سمجھا۔ ہم دین کے مسائل کو حضورؐ سے زیادہ سمجھ رہے ہیں۔ اور معاذ اللہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم بھی غلط ہے۔ غرض یہ کہ اپنی طرف سے دین میں زیادتی کرنا سخت گناہ ہے۔ قال النبی علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ جیسے رکعات فرائض میں اپنی طرف سے زیادتی حرام ہے نیز اس اسقاط کی قبیح رسم سے لوگوں کی جرات معاصی پر بڑھتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۴۸)

طعام میت سے متعلق بعض عبارات کا جواب

سوال۔ میت کے گھر تین ایام تک کھانا وغیرہ کھانے کے ممنوع ہونے پر فقہاء نے حضرت جریرؓ کی روایت کنا نعد الاجتماع عند اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ اور دوسری روایت لاعق فی الاسلام تیسری دلیل لانہ شرع فی السرور لافی الشرور چوتھی دلیل یہ زمانہ جاہلیت کی رسم تھی۔ اسلام نے اس سے منع فرمادیا۔ پانچویں دلیل یہ کہ مذاہب اربعہ میں اس طعام کو ناجائز قرار دیا گیا ہے لہٰذا کسی مقلد کو اس میں بحث کرنے کا حق حاصل نہیں وغیرہ پیش کی ہیں۔

ان دلائل کی عمومیت کا تقاضا یہ ہے کہ کھانا بنانا چاہے فقراء کے لئے ہو یا غیر فقراء کے لئے جائز نہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے اسی پر زور دیا ہے لیکن صاحب بزازیہ نے کتاب الاستحسان میں لکھا ہے۔ وان اتخذ للفقراء کان حسناً اسی طرح قاضی خاں کا بھی ایک قول ہے۔ صاحب بریقہ نے قاضی خاں کے اس قول کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ فقراء کو ان کے گھر پہنچا دیں۔ اس تاویل کی یہ ضرورت بتائی ہے کہ یہ قول روایت بالا کے مخالف ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ بزازیہ اور قاضی خان نے کس بنا پر فقراء کے لئے جواز کا قول نقل کیا ہے؟ اور اس کا کیا جواب ہے؟ نیز اس دور کے مفتی صاحبان عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اگر فقراء کے لئے کھانا کا انتظام کیا تو موجب اجر ہے۔ یہ فرمانا کس بنا پر ہے؟ اور کہاں تک صحیح ہے؟ حالانکہ اگر فقراء کے لئے جواز کا فتویٰ دیا تو عام حرمت کی صورتیں عمل

میں لائی جائیں گی۔ نیز اصل مسئلے میں علامہ حلبی شرح منیہ جواز کے قائل ہیں اور علامہ طحطاوی نے بھی جواز کا یہ قول نقل فرمایا ہے اس کا کیا جواب ہوگا؟

جواب...... بزازیہ میں و یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ کے بعد و ان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسناً کو ذکر کرنا واضح دلیل ہے کہ اس سے مراد فقراء کے گھر پہنچانا ہے حلبی نے ابوداؤد کی جس حدیث سے جواز پر استدلال کیا ہے اس میں ''امرأتہ'' ناسخ کی غلطی ہے۔ ابوداؤد میں ''امرأۃ'' ہے لہٰذا اس سے استدلال صحیح نہیں۔ اگر دعوت فقراء کا جواز فی نفسہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی مروج رسم کے التزام اور دوسرے فسادات وقبائح کے پیش نظر اس کے جواز کی گنجائش نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۹)

بعض بدعات

نذر اللہ کا نام توشہ حق رکھنا

سوال...... علمائے متقدمین نے نذر اللہ کا نام توشہ حق نہیں رکھا۔ جو ایک فرقے نے حال میں توشہ حق نام رکھا ہے۔ اگر جائز ہے تو نیا امر ایجاد کرنا مثل اس بدعت کے ہے یا نہیں؟

جواب...... نذر کا نام توشہ حق رکھنا بدعت ہے ایسا لفظ موہم کہنا بے جا ہے۔ توشہ سامان کو کہتے ہیں حق تعالیٰ کی ذات پاک سامان سے پاک ہے۔ اولیاء کا توشہ تو یہ معنی رکھ سکتا ہے کہ ان کو ثواب پہنچے گا۔ ان کے توشہ آخرت میں معین ہو جائے گا اور جو کوئی معنی صحیح توشہ حق کے ہوں بھی۔ تاہم موہم لفظ بولنا نہیں چاہئے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۰)

موجودہ مدارس و مساجد کی صورت

سوال...... اس صورت کی مساجد اور مدارس اور طرز تعلیم قرون ثلاثہ میں نہیں تھا۔ بلکہ یہ محض نئی صورت ہے تو اس کا بدعت نہ ہونا کیا سبب ہے؟

جواب...... مسجد کی کوئی صورت شرع میں مقرر نہیں جیسی چاہے بنائے مگر ہاں مشابہت کنیسہ و بیعہ وغیرہ سے نہ ہو۔ علیٰ ہذا مدارس کی کوئی صورت معین نہیں۔ مکان۔ ہو اس کا ثبوت حدیث سے ہے اور کسی صورت خاصہ کو ضروری جاننا بدعت ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۷)

مصافحہ اور نوافل کے التزام میں فرق

سوال...... صبح کو بعد نماز مصافحہ کرنے کو بدعت کہتے ہیں اور نماز چاشت واوابین وتحیۃ المسجد واورادو غیرہ کی مداومت کو تمام حسنات میں شمار کرتے ہیں۔ فرق سمجھ میں نہیں آیا۔؟

جواب...... اگر اس مصافحے کو جائز رکھ کر اس کے دوام کو بدعت کہتے تو یہ شبہ صحیح تھا۔ خود اس مصافحے کو بدعت کہتے ہیں۔ اس لئے کہ غیر محل مشروع میں ہے۔ کیوں کہ اس کا محل اول لقاء ہے اتفاقاً یا وداع بھی ہے اختلافاً اور یہاں صرف صلوٰۃ کی وجہ سے کیا جاتا ہے جو کہ غیر ہے محل مشروع کا۔ اس لئے بدعت ہے بخلاف مقیس علیہ کے کہ جس وقت ان کو ادا کیا جاتا ہے وہ ان کا محل مشروع ہے۔ البتہ اگر مصافحہ بعد نماز ثابت ہوتا اور پھر اس کے دوام کو منع کیا جاتا۔ تو وجہ فرق پوچھنا صحیح ہوتا ہے اور اگر مصافحے کے علاوہ یہی فرق ایسے اعمال میں پوچھا جائے جن کی اصل ثابت ہے تو وہاں یہ جواب ہوگا کہ دوام کو منع نہیں کیا جاتا بلکہ التزام اعتقادی یا عملی کو منع کیا جاتا ہے۔ التزام اعتقادی یہ کہ اس کو ضروری سمجھے اور التزام عملی یہ کہ اس کے ترک پر ملامت کریں اور مقیس علیہ میں ایسا التزام نہیں ہے اور دوام جائز ہے۔ (امدادالفتاویٰ ج ۵ ص ۳۰۷)

رسالہ ہفت مسئلہ سے تائید اہل بدعت کا جواب

سوال...... رسالہ ہفت مسئلہ حضرت حاجی صاحب سے منسوب ہو کر شائع ہوا ہے یہ نسبت غلط ہے یا نہیں؟ کیونکہ اس میں اہل بدعت کی تائید اور اہل حق علمائے محققین کی مخالفت ہے۔

جواب...... رسالہ ہفت مسئلہ میں مسئلہ امکان کذب و امکان نظیر میں تو کوئی ایسا امر نہیں دیکھا کہ کسی کے خلاف ہو بلکہ اس کے امکان کا اقرار اور اس کی بحث سے احتراز لکھا ہے تو اس میں کسی اہل حق کی مخالفت نہیں۔

اور مسئلہ تکرار جماعت میں روایات فقہ کے اختلاف کے سبب فریقین کو نزاع سے منع کیا کہ مسئلہ مختلفہ میں مخالفت کرنا مناسب نہیں؟

اور مسئلہ نداو غیرہ میں صاف حق لکھا ہے کہ نداء غیر اگر حاضر و عالم غیب جان کر کرے گا تو شرک کرے گا اور جو بے اس کے شوق میں کہا ہے تو معذور ہے۔ گنہگار نہیں اور جو بدون عقیدۂ شرکیہ کے یہ سمجھ کر کہے کہ شاید حق تعالیٰ ان کو خبر کر دے تو خلاف محل نص میں خطا و گناہ ہے۔ مگر شرک نہیں اور جو نص سے ثبوت ہو جیسا صلوٰۃ وسلام فخر عالم علیہ السلام کی خدمت میں ملائکہ کا پہنچانا تو وہ

خود ثابت ہے۔ سو یہ سب حق ہے اس میں کوئی اہل حق اس کے مخالف نہیں کہتا۔

اب رہے تین قیود مجلس مولود کے اور قیود ایصال ثواب کے اور عرس بزرگان دین کا کرنا سو اس میں وہ خود لکھتے ہیں کہ دراصل یہ مباح ہیں۔ اگر ان کو سنت یا ضروری جانے بدعت وتعدی حدود اللہ تعالیٰ اور گناہ ہے اور بدون اس کے کرنے میں وہ اباحت لکھتے ہیں ہم لوگ منع کرتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ ان کو رسوم اہل زمانہ سے خبر نہیں کہ یہ لوگ ان قیود کو ضروری جانتے ہیں۔ لہٰذا باعتبار اصل کے مباح لکھتے ہیں اور ہم لوگوں کو عادت عوام سے محقق ہو گیا ہے کہ یہ لوگ ضروری اور سنت جانتے ہیں۔ لہٰذا ہم بدعت کہتے ہیں۔ پس فی الحقیقت مخالفت اصل مسائل میں نہیں ہوئی۔ بلکہ اہل زمانہ کے حال سے بے خبری کے سبب یہ امر واقع ہوا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا امام صاحبؒ نے صابی کو ایک حکم دیا اور صاحبین نے دوسرا حکم۔ یہ بسبب اختلاف صابی کے ہوا ہے کہ امام صاحبؒ کے وقت میں ان کا حال اہل کتاب جیسا تھا اور صاحبین کے وقت مجوس جیسا۔ پس اختلاف اصل مسئلے کا نہیں بلکہ اہل زمانہ کے حال کی وجہ سے ہے۔ ایسا ہی دیگر مسائل میں ہے۔ پس ایسا ہی ان تین مسائل ہفت مسئلہ بھی سمجھ لو۔ ورنہ حضرت سلمہ کے عقائد ہرگز بدعت کے نہیں ہیں کہ اہل فہم و دانش خود عبارت رسالہ سے سمجھ سکتا ہے۔ مع ہذا لکھتا ہوں کہ یہ رسالہ ان کا لکھا ہوا نہیں۔ کسی نے لکھا ان کو سنا دیا انہوں نے اصل مطلب کو دیکھ کر اباحت کی تصحیح کر دی اور حال اہل زمانہ سے خبر نہ ہوئی۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۹)

کیا بدعت حسن بدعت کی کوئی قسم ہے

سوال......کوئی قسم بدعت کی حسن بھی ہوتی ہے؟

جواب...... بدعت کوئی حسنہ نہیں اور جس کو بدعت حسن کہتے ہیں وہ سنت ہی ہے مگر یہ اصطلاح کا فرق ہے۔ مطلب سب کا واحد ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۶)

بدعت غیر مقبولہ کی قسمیں

سوال......احادیث میں جو وعیدیں مرتکب بدعات کی وارد ہوئی ہیں کہ فرائض ونوافل و صوم و حج و عمرہ و جہاد وغیرہ اس کا مقبول نہیں ہے وہ کون سی بدعات ہیں؟

اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو محبت رکھتا ہے اہل بدعت سے ضائع کرتا ہے اللہ تعالیٰ عمل اس کے اور نکال لیتا ہے نور ایمان اس کے دل سے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اہل بدعت تمام خلقت سے بدتر ہیں اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ اہل بدعت جہنم کے کتے ہیں۔ وہ کون سی اور

کس درجے کی بدعات ہیں؟ ادنیٰ درجے کی کون سی بدعت ہے؟ اور اعلیٰ درجے کی کون سی؟

جواب...... جس بدعت میں ایسی شدید وعید ہیں وہ بدعت فی العقائد ہیں جیسا روافض و خوارج کی بدعت ہے اور دیگر بدعات جو اعمال میں ہیں اس کو بھی بعض نے کتب مجالس الابرار میں کبیرہ لکھا ہے کہ کوئی بدعت صغیرہ نہیں مگر حق یہ ہے کہ بدعت علی قدر المفسدہ (فساد کی کمی بیشی کی وجہ سے) چھوٹی بڑی ہوتی ہے۔ تشکیک اس میں بھی حاصل ہے۔ پس بدعت سے بچنا سب سے ضروری ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۶)

گیارہویں کی بدعت اہل ہنود سے لی گئی ہے

سوال۔ گیارہویں شریف کی کیا حیثیت ہے؟

جواب۔ مروج گیارہویں بدعت ہے زمانہ سلف میں اس کا وجود نہیں تھا بلکہ مسلمانوں نے یہ رسم اہل ہنود سے لی ہے' چنانچہ مشہور مؤرخ علامہ بیرونی لکھتے ہیں کہ "اہل ہنود کے نزدیک جو حقوق میت کے وارث پر عائد ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ کھانا کھلانا اور گیارہویں اور پندرھویں روز کھانا کھلانا' اسی طرح اختتام سال پر کھانا کھلانا ضروری ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۵۶)

گیارہ ربیع الآخر میں مہندی لگانا

سوال...... اس مسئلے میں کیا حکم ہے کہ گیارہ ربیع الآخر میں منہدی روشن کرتے ہیں اور اس کو سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اور نذر و نیاز اور فاتحہ کرتے ہیں؟

جواب...... یہ بھی بدعت سیئہ ہے۔ اس واسطے کہ جو قباحت تعزیے داری میں ہے وہی قباحت مہندی میں بھی ہے اور فاتحہ پڑھنا اور ثواب اس کا ارواح طیبہ کو پہنچانا فی نفسہ جائز ہے لیکن مہندی پر فاتحہ اور درود پڑھنے میں بے ادبی وغیرہ ہے اور نذر غیر خدا کی اپنے اوپر لازم کر لینا یہ بھی درست نہیں۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۸۷)

فتاویٰ عزیزیہ اور فتاویٰ رشیدیہ کے دو فتوؤں میں تطبیق

سوال...... فتاویٰ رشیدیہ کے ہر حصے میں و دیگر فتاویٰ میں بھی کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا بدعت اور فتاویٰ عزیزیہ کے حصہ اول ص ۱۸۸ میں لکھا ہے کہ جس کھانے کا ثواب حضرات امامین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ و قل و درود پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا بہت خوب ہے یہ اختلاف کیسا ہے؟

جواب...... صحیح وہی ہے جو فتویٰ رشیدیہ وغیرہ میں ہے قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ اور فقہاء کی

تصریحات اسی کے موافق ہیں۔فتاویٰ عزیزی کی عبارت میں تاویل کی جائے گی۔(امداد المفتیین ص ۱۶۹)

بیماری میں بکرا ذبح کرنا بدعت ہے

سوال زید سخت بیمار ہوا اس وقت اس کے اقارب نے ایک بکرا لاکر زید کی جانب سے ذبح کر کے اس کا گوشت للہ فقراء کو صدقہ کر دیا اور یہ عام رواج ہو گیا ہے اور اس کا نام دم رکھا ہے۔ طریقہ شرعاً کیسا ہے؟ اور اس کا ثبوت کہیں ہے یا نہیں؟

جواب...... چونکہ مقصود فدا ہوتا ہے اور ذبح کی یہ غرض صرف عقیقے میں ثابت ہے اور جگہ ثابت نہیں اس لئے یہ طریقہ بدعت ہے۔(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۰۶)

بیماری سے شفا کے بعد قرآن خوانی کرانا

سوال...... بیماری سے صحت پانے کے بعد اس خوشی میں کہ اللہ نے مجھے شفا دی ہے کچھ آدمیوں کو بلا کر قرآن خوانی کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اور قرآن کے ختم کرنے پر کھانا کھلانا یا مٹھائی تقسیم کرنا اور پھر دعاء خیر کرانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... شریعت میں ادائے شکر کے صرف دو طریقے ہیں۔

۱۔خود عبادت کرنا اور سب سے بڑی عبادت ترک گناہ ہے۔دوسرے درجے پر نفل عبادت مثلاً تلاوت' نوافل' صدقہ وغیرہ۔

۲۔اظہار مسرت کے لئے دعوت کرنا' یا بچوں میں مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا۔

ایسے موقع پر قرآن خوانی کرانا بدعت ہے اس سے پرہیز ضروری ہے۔(احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۱)

پیر یا استاد کی برسی کرنا

سوال...... ہر سال اپنے پیر یا استاد کی برسی کرے یعنی جب سال بھر انتقال کو ہو جائے تو ایک دن مقرر کرے۔اس روز کا نام عرس رکھے اور اس دن کھانا پکا کر تقسیم کرے اور کچھ آیات قرآنی کا ختم کرے تو اس کا صوفیاء کرام کے یہاں اور شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب......کھانا تاریخ معین پر کھلانا کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے اگرچہ ثواب پہنچے گا اور مروج عرس کا طریقہ سنت کے خلاف ہے۔لہٰذا بدعت ہے اور بلا تعیین کر دینا درست ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۶۶)

مجالس بدعت میں شریک ہونا

سوال...... وقد نزل علیکم فی الکتاب الی قوله انکم اذا مثلهم سے تمام

ممنوعہ مجلسوں (یعنی بدعت وغیرہ) ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ مجالس کفر واستہزا کو فرمایا ہے دیگر امور کو اس کے تحت داخل کرنا کلام اللہ شریف کی تحریف ہے اور تفسیر معالم میں اس آیت کے تحت حضرت ضحاک کا جو قول منقول ہے۔ دخل فی هذه الاية كل محدث فی الدين و كل مبتدع الى يوم القيمة کہ اس آیت کے تحت ہر وہ شخص داخل ہوگیا جو دین میں نئی بات نکالے اور قیامت تک ہر بدعتی اس میں شامل ہوگیا۔ یہ زید کے قول کے منافی ہے یا نہیں؟

جواب..... اس آیت سے غیر مشروع مجلسوں کی عدم شرکت ثابت ہوتی ہے اس طرح کہ استہزا بکتاب اللہ حرام ہے۔ علیٰ ہذا بدعات خلاف حکم شرع حرام ہیں جیسا کہ ان کی شرکت کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ایسے ہی دیگر معاصی کی بھی۔ معنی تفسیر ضحاک کے یہ ہیں کہ کل مبتدع کے ساتھ بیٹھنا اور ہر بدعت کا شریک ہونا حرام ہے آپ کا فہم درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۷)

لوگوں کے ڈر سے ان الله و ملئكته الخ پڑھنا

سوال...... امام لوگوں کے ڈر سے ان الله و ملئكته الخ پڑھتا ہے کہ اگر نہ پڑھوں گا تو مقتدی امامت سے نکال دیں گے۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ شرعاً گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب...... ومن يتق الله يجعل له مخرجاً. و يرزقه من حيث لايحتسب و من يتق الله يجعل له من امره يسراً و من يتوكل على الله فهو حسبه و من يهاجر فی سبيل الله يجد فی الارض مراغماً كثيراً وسعة الا ان نفسا لن تموت حتى تستكمل رزقها الا فاتقوا الله واجملوا فی الطلب و توكلوا عليه.

ان نصوص کے ہوتے ہوئے یہ خطرہ کہ اگر بدعت کا ارتکاب نہ کرے گا تو اس کی امامت جاتی رہے گی اور پھر بھوکا مرے گا۔ انتہائی ضعف ایمان کی دلیل ہے اور کسب معاش کا یہ ذلیل ترین طریق ہے حکم شرعی کے علاوہ غیرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایسی امامت سے فوراً استعفیٰ دیدے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۸۲)

مروج صلوٰۃ وسلام کا حکم

سوال...... پاکستان کے اکثر علاقوں میں نماز جمعہ کے بعد اور دیگر اوقات میں بھی کھڑے ہو کر سلام پڑھنا مروج ہے جس کی وجہ سے جھگڑا بھی ہوتا ہے لہٰذا ازراہ کرم اس مسئلے کو قرآن و حدیث سے واضح فرمائیں؟

جواب...... قلنا یا رسول اللہ کیف الصلاۃ علیکم اہل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک قال قولوا اللھم صل علی محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید (متفق علیہ) الا ان مسلمالم یذکر علی ابراھیم فی الموضعین

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سلام علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ معلوم تھا۔ یعنی التحیات للہ الخ مگر درود کا طریقہ معلوم نہیں تھا۔ سوانہوں نے دریافت کیا اور قولوا سے بیان کیا گیا ہے یہ مقام ہے تعلیم کا پس جس طرح تعلیم دیا گیا اس میں اور مروجہ سلام پڑھنے میں کوئی تعلق نہیں اگر یہی مروج طریقہ سلام وصلوۃ کا ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح پر تعلیم دیتے۔ معلوم ہوا کہ یہ مروجہ طریقہ من گھڑت ہے اور من گھڑت چیزوں کو دین سمجھنا اور ثواب کی امید رکھنا بدعت ہے اس مروجہ طریقے کا ثبوت نہ تو صحابہؓ اور نہ تابعینؒ اور نہ تبع تابعین اور نہ بزرگان سلف صالحین سے پایا جاتا ہے۔

مپندار سعدی کہ راہ صفا　　　　تواں یافت جز در پے مصطفا

مسجد میں جمع ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بدعتی قرار دیا ہے۔

وعن ابن مسعودؓ سمع قوماً اجتمعوا فی المسجد یھللون و یصلون علی النبیؐ جھراً فراح الیھم فقال ما عھدنا ذالک فی عھدہ صلی اللہ علیہ وسلم وما اراکم الا مبتدعین (البحرالرائق) (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۲)

بریلوی فتنہ کا علاج

سوال...... بریلویوں کی طرف سے اشتہار شائع ہوتا رہتا ہے جس سے عوام میں بے چینی ہو جاتی ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے مناسب صورت حال سے مطلع فرمائیں؟

جواب...... اس فرقے کی تردید میں ''عقائد علمائے دیوبند'' چھوٹا سا رسالہ ہے جو کہ اصل عربی میں تھا اس کو اردو میں شائع کیا گیا ہے۔ جس پر ہندوستان اور عرب کے علماء کے دستخط ہیں اس کو آپ چھپوا کر شائع کر دیں۔ نیز ''الشہاب الثاقب'' میں بھی پوری تفصیل ہے۔

عوام کو سدھارنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسجد میں دینی کتاب سنانے کا انتظام کیا جائے ان کے بچوں کو علم دین پڑھایا جائے۔ تبلیغی جماعت میں منسلک کرا دیا جائے۔ متبع سنت بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کرا دیا جائے۔ اہل دل علمائے حق کے وعظ کرائے جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۲۰۰)

تبرک یا بدعت

سوال...... رجب کے مہینے میں جمعہ کے دن لوگ کچھ میٹھی روٹی پکواتے ہیں۔ اکتالیس بار سورۂ ملک پڑھواتے ہیں اس کو تبرک کہتے ہیں سب جانتے ہیں کہ یہ روٹی میت کی جانب سے فدیے یا صدقے یا خیرات کی ہے۔ پھر بھی پڑھنے والے اس روٹی کو حاصل کرنے کے لئے سبقت کرتے ہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ صاحب خانہ مسجد میں بھیج دیتا ہے اور سب پر تقسیم کر دیتا ہے۔ اس کو بھی تبرک سمجھ کر کھاتے ہیں تو یہ کیسا ہے؟

جواب...... ایصال ثواب کی یہ صورت من گھڑت اور بدعت ہے اس کا ترک کرنا واجب ہے۔ قرآن کریم یا اس کی کوئی سورت پڑھ کر اجرت لینا جائز نہیں۔ پڑھنے والے کے حق میں ممانعت کی پھر مستقل یہ وجہ موجود ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۴۲۹)

متفرقات

ماہ ذیقعدہ کو منحوس سمجھنا کیسا ہے؟

سوال...... ماہ ذی قعدہ کو "خالی ماہ" کہا جاتا ہے اور اس کو منحوس جان کر رشتہ و نکاح نہیں کرتے اس کو منحوس سمجھنا کیسا ہے؟

جواب...... اس کو منحوس سمجھنا اور رشتہ و نکاح نہ کرنا جہالت اور مشرکانہ ذہنیت ہے۔ ماہ ذیقعدہ بڑا ہی مبارک مہینہ ہے حرمت اور عدل کا مہینہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے چار عمرے کئے اور وہ سب ذیقعدہ میں کئے بجز اس عمرہ کے جو حج کے ساتھ کیا تھا جو ماہ بنظر قرآن عدل و عزت کا مہینہ ہو اور اشہر حج کا ایک ماہ مبارک ہو وہ منحوس کیسے ہو سکتا ہے اس سے توبہ و استغفار لازم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۳۸۳)

نیاز کا کھانا خود کھانا

سوال...... اگر کوئی نبی یا کسی ولی کو کھانا یا شیرینی نیاز کرے تو اسے خود کھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب...... جو شخص کھانے کا ثواب کسی نبی یا کسی ولی کی روح طیبہ کو پہنچائے تو وہ کھانا خود اسے نہیں کھانا چاہئے بلکہ محتاجوں کو کھلانا چاہئے۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۴۸)

"اور عقیدہ کی خرابی سے بچنا چاہئے" م۔ ع

التزام مالا یلزم کی ممانعت کی دلیل

سوال...... امور دنیاوی کے التزام مالا یلزم کے ممنوعیت کی عبارت جناب سے التماس کیا

تھا مگر اب تک محروم ہوں۔

جواب......التزام سے مراد مطلق التزام نہیں بلکہ وہ مراد ہے جس کے ترک کو عیب سمجھا جائے اور موجب طعن ولعن سمجھا جائے اور اس کا حد شرعی سے تجاوز ہونا ظاہر ہے اور اس تجاوز کا منہی عنہ ہونا لاتعتدوا میں منصوص ہے اور یہ التزام اس تجاوز کا سبب معین ہے اس لئے یہ بھی منع ہے جس طرح فقہاء نے اس سائل کو دینا حرام لکھا ہے جس کو سوال کرنا حرام ہے نیز منشا اس تجاوز کا کبر وریا ہے جس کی حرمت منصوص ہے جس طرح ثوب شہرت سے نہی آئی ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۳۰)

التزام مالا یلزم پر ایک سوال کا جواب

سوال......اگر کوئی مستحب پر دواماً عمل کرے اور وہ عوام کے اعتقاد فاسد ہونے کا سبب بن جائے تو علماء اس سے منع کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے کہ عوام کے فساد اعتقاد کی نسبت دوام عمل کی طرف کی جاتی ہے؟ اور ترک واجب کی طرف نہیں کی جاتی؟

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ اس کے اوپر جمیع فرائض و واجبات کا جاننا واجب تھا۔ اگر جانتا تو دوسرے کے مستحب پر دوام کرنے سے اس کو واجب نہ سمجھتا کیونکہ اس کو جمیع واجبات معلوم نہیں اور یہ ان میں سے ہے نہیں۔

اور حدیث دیگر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے **کما قال خیر العمل مادیم و ان قل.** اور اصرار اور دوام میں فرق نہیں۔ تو فقہاء کا یہ کہنا کہ مستحب پر اصرار کرنا مکروہ ہے درست نہ ہوگا اور حدیث ابن مسعودؓ سے ان کا استدلال جس میں ہے کہ جو شخص یہ سمجھ لے کہ مجھ پر حق ہے کہ نماز پڑھ کر داہنی طرف پھروں تو اس میں شیطان نے دخل پالیا درست نہیں کیونکہ ان سے دوسری روایت میں ہے کہ بائیں طرف پھر بیٹھنا مستحب ہے تو اس حدیث میں نہی غیر مستحب کو واجب العمل سمجھ لینے سے ہے نہ کہ مستحب پر التزام کر لینے سے۔ نیز اگر ثابت ہوتا ہے تو مستحب کے واجب سمجھنے کا منہی عنہ ہونا ثابت ہوتا نہ کہ اس پر التزام کا منع ہونا۔

جواب......قولہ اس کی کیا وجہ ہے کہ فساد اعتقاد الخ اقول یہ شبہ تو جب ہو کہ جب صرف دوام عمل کی طرف نسبت کی جائے۔ مگر ایسا نہیں بلکہ دونوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اسی لئے ایسے دوام سے بھی منع کرتے ہیں اور ترک واجب سے منع کرتے ہیں۔ یعنی تحصیل علم کو بھی فرض کہتے ہیں۔

قولہ اصرار اور دوام الخ اقول فرق کیوں نہیں وہ فرق یہ ہے کہ اگر ترک پر ملامت وشناعت ہو تو یہ اصرار ہے ورنہ دوام مشروع۔

قولہ دوسری روایت الخ وہ روایت کہاں ہے؟
قولہ غیر مستحب کو واجب العمل الخ اقول کیا اس میں غیر مستحب کی تخصیص ہے اگر کوئی غیر واجب سمجھ لے تو کیا منہی عنہ نہیں ہے۔ اگر منہی عنہ نہیں تو غیر مستحب کو واجب سمجھنے کے منہی عنہ ہونے کی علت صرف تغییر مشروع تھی اور وہ مشترک ہے پھر حکم میں تفاوت کیوں ہے؟ اور اگر منہی عنہ ہے تو مطلب حاصل ہے۔
قولہ نہ اس التزام کا منع ہونا اقول التزام بمعنی دوام یا اصرار او پر دونوں کا حکم مع دلیل مذکور ہو چکا۔
(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۱۵)

ختم قرآن وختم بخاری پر اجرت میں فرق

سوال...... المنہاج الوہاج (ص ۲۴۵) میں ہے فالحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراه القرآن لاجل الاكل يكره (بزازیہ)
سوال یہ ہے کہ کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی؟ اور بزازیہ کی رائے کلی ہے یا جزئی؟ کیونکہ قرآن اور بخاری کا ختم علی وجہ اللہ تعالیٰ جب اجرت پر جائز ہے تو ضیافت مکروہ کیوں؟ نیز وہ ضیافت جس میں ختم کرنے والے اصلاً اور اقارب اور پڑوسی تبعاً مدعو ہوں یا برعکس ہو تو وہ مکروہ ہوگی یا نہیں؟
جواب...... ختم بخاری شریف بطور رقیہ اور علاج کے لئے ہے جس پر اجرت لینا درست ہے اور ختم قرآن ایصال ثواب کے لئے ہے اور جب اجرت مقصود ہو تو تلاوت محضہ پر ثواب نہیں ملتا۔ یہ فارق ہے تفصیل شامی کتاب الاجارۃ نیز شرح عقود رسم المفتی میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۷۴)

مصیبت کے وقت ختم بخاری شریف

سوال...... کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور بدعت ہے یا نہیں؟
جواب...... قرون ثلثہ میں بخاری شریف تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے۔ کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۶۶)

آسیب وغیرہ کو حاضرات کرنے کا حکم

سوال...... ایک شخص بذریعہ حاضرات بھوت جن وغیرہ دور کرتا ہے بایں طور کہ دو چراغ گھی کے جلا کر سامنے رکھتا ہے اور پھر چراغوں کے سامنے قریب ہی دو انگارے رکھ کر اس پر گھی جلاتا ہے اور چھوٹی عمر کے بچے کو پاس بٹھا کر ان چراغوں کی لو کے اندر دیکھنے کی ہدایت کرتا ہے اور وہ بچہ اس

میں دیکھتا ہے اور سوال وجواب ہو کر بھوت وغیرہ اتر جاتا ہے اور چند پیسوں کی شیرینی اور ایک مرغ، مرغ نہ ہو تو بکری کی کلیجی پکوا کر فاتحہ دیتا ہے اور فاتحہ کا ثواب واسطے اللہ کے سلیمان پیغمبرؑ اور بالا شہید، سلطان شہید، اور برہان شہید کی روح کو پہنچاتا ہے اور شیرینی غربا کو تقسیم کر دیتا ہے مرغ یا کلیجی خود کھاتا ہے اور کسی مہادیو یا کالی وغیرہ کا نام بالکل نہیں لیتا اور نہ کسی قسم کی پوجا پاٹ کرتا ہے کہ منتر میں بھی کسی قسم کے الفاظ شرک نہیں ہیں تو کیا یہ صورت خلاف شرع ہے؟ اس سے مخلوق کو فائدہ پہنچتا ہے اور اس شخص کو کوئی لالچ بھی نہیں محض انسانی ہمدردی میں ایسا کرتا ہے۔

جواب..... میں نے جہاں تک تحقیق کیا اس عمل میں چند اور تحقیق ہوئی۔

اول جو کچھ اس میں بچے کو مشاہدہ ہوتا ہے وہ کوئی واقعی شی نہیں ہوتی محض خیالی اور وہمی اشیاء ہوتی ہیں جو عامل کی قوت خیالیہ کی وجہ سے اس بچے معمول کے خیال سے صورت خارجیہ کی شکل میں متمثل ہو جاتی ہیں گو عامل خود بھی اس راز کو نہ جانتا ہو اور یہی وجہ ہے کہ بچوں ہی پر یا بڑی عمر کے بیوقوف آدمی پر یہ عمل ہو سکتا ہے اور عاقل پر خصوصاً جو اس کا قائل نہ ہو ہرگز نہیں ہوتا۔ پس اس تقدیر پر یہ ایک قسم کا دھوکا اور جھوٹ ہے۔

دوسرے فاتحہ کا ثواب جو ان بزرگوں کو پہنچایا جاتا ہے بعض تو فرضی نام معلوم ہوتے ہیں اور جو واقعی ہیں یا کل کے کل واقعی ہیں تب بھی وجہ تخصیص کی سمجھنا چاہئے سو عوام وعاملین کی حالت تفتیش کرنے سے یہ متعین ہوا کہ وہ دفع آسیب میں ان بزرگوں کو دخیل اور فاعل سمجھتے ہیں پس لامحالہ ان کو ان واقعات پر اطلاع پانے والے پھر ان کو دفع کر دینے والے یعنی صاحب علم غیب وصاحب قدرت متعلقہ سمجھتے ہیں اور یہ خود شرک ہے اور اگر علم وقدرت میں غیر مستقل سمجھا جائے، لیکن عدم استقلال کی صورت میں احیاناً تخلف بھی ہو سکتا ہے مگر تخلف احتمال وخیال بھی نہیں ہوتا یہی اعتقاد شعبہ شرک کا ہے۔

تیسرے ایسے اکثر عملیات میں کلمات شرکیہ مثل نداء غیر اللہ واستغاثہ واستعانت بغیر اللہ ضرور ہوتا ہے اور عامل کا یہ کہنا کہ منتر میں کسی قسم کے الفاظ شرک کے نہیں ہیں یہ اس لئے قابل اعتماد نہیں کہ اکثر عامل کم علمی کی وجہ سے شرک کی حقیقت ہی نہیں جانتے۔

چوتھے مرغ وغیرہ کے ذبح کرنے میں زیادہ نیت وہی ہوتی ہے جو کہ شیخ سدو کے بکرے میں عوام کی ہوتی ہے۔ رہا فائدہ ہو جانا تو اول تو اکثر وہ عامل کی قوت خیالیہ کا اثر ہوتا ہے عمل کا اس میں دخل نہیں ہوتا اور اگر عمل کا دخل بھی ثابت ہو جائے تو کسی شے پر کسی شے کا مرتب ہو جانا اس کے جواز کی دلیل نہیں۔

بہر حال جس عمل میں یہ مفاسد مذکورہ ہوں وہ بلاشبہ ناجائز ہے البتہ جو اس سے یقیناً منزہ ہو وہ جائز ہے اور شاید بہت ہی نادر ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۹۰)

اگر کوئی فاتحہ دینے کے لئے کہے تو کیا کرے؟

سوال...... اکثر لوگ نیاز کے واسطے کچھ شیرینی وغیرہ لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیاز دے دو تو ایسے موقع پر کیا کرے؟ نیاز دے دے یا صاف جواب دے دے؟

جواب۔ یوں کہہ دے کہ ہم کو نیاز دینا نہیں آتا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۵۲)

مجوزین فاتحہ کے ایک استدلال کا جواب

سوال...... مجوزین فاتحہ مرجبہ منجملہ اپنے دلائل کے یہ حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔ هلمی یا ام سلیم ما عندک فاتت بذالک الخبز فامر رسول الله صلی الله علیه وسلم ففت و عصرت ام سلیم عکة فادمته ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فیه ماشاء الله ان یقول متفق علیه دیگر فرایت النبی صلی الله علیه وسلم ووضع یده علی تلک الحیسة و تکلم بماشاء ثم جعل یدعو عشرة عشرة الخ اس قسم کے احادیث کا مانعین کیا جواب دیں گے؟

جواب...... محض لغو استدلال ہے ان حدیثوں میں ماشاء کے تکلم وتلفظ سے مقصود کھانے میں برکت پہنچانا تھا جس کے لئے تلبس کی حاجت تھی اور فاتحہ میں تلاوت سے مقصودمیت کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے جس کے لئے تلبس کی حاجت نہیں اور ہیئت متعارفہ سے عوام کو حاجت تلبس کا شبہ ہوتا ہے۔ پس فساد اعتقاد سے ممنوع ہے اور یہ فرق نہایت واضح ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۹۰)

نماز کے بعد فاتحہ اور دعائے ثانی کا حکم

سوال...... ہر ملک میں اکثر امور بدعت کے مروج ہیں منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ نماز پنج گانہ کے بعد دعائے ثانی مع الفاتحہ مانگی جاتی ہے جو جائز نہیں لیکن اگر امام اس کو نہ کرے تو اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے پس ایسی صورت میں اگر امام صرف الفاتحہ کہہ کر خاموش ہو جائے اور اس پر عمل نہ کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... چونکہ جملہ مقتدیان فاتحہ مرجبہ پر مصر ہیں اور نہ کرنے کی صورت میں امام پر ناراض ہوتے ہیں اس لئے امام پر لازم ہے کہ وہ اس کو ترک کر دے اگر چہ اس صورت میں اس کا دنیوی نقصان ہوتا ہے۔ اگر دنیوی نفع کی غرض سے وہ ایسا کرے گا تو گنہ گار ہو گا۔ باقی فرضوں کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اور جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد دعا بھی مختصر مانگنی چاہئے تاکہ سنتوں کی تاخیر لازم نہ آئے۔ (فتاویٰ مظاہر علوم ص ۲۵۶ ج ۱)

بغرض رقیہ اجتماعی ختم قرآن کرنا

سوال...... پچھلے دنوں بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا اس سے بچاؤ بھارت کی مغلوبی اور پاکستان کی فتح ونصرت کے لئے لوگوں نے اجتماعی طور پر قرآن پاک پڑھا اکتالیس مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھی اور سوا لاکھ مرتبہ آیت کریمہ پڑھی۔ اس پڑھنے پر ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ اجتماعی طور پر پڑھنا ثابت نہیں اور تعداد کی تعیین بھی غلط ہے لہٰذا ان بدعات کو ختم کرنا چاہئے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب...... اس طرز عمل سے چونکہ رقیہ وعلاج ہے نہ کہ ثواب وعبادت۔ لہٰذا اس میں عدم ثبوت مضر نہیں۔ اصل نسخہ ترک سیئات اور توبہ واستغفار ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶)

دفع مشکلات کے لئے پرندوں کو دانا ڈالنا

سوال...... ایک صاحب بغرض ثواب یا اپنی مشکلات کے دفع ہونے یا اپنے کسی مقصد کی براری کے لئے پرندوں (چڑیوں) کو اناج چننے کے لئے ڈالتے ہیں چند حضرات اسے بدعت بتاتے ہیں ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب...... چڑیوں کو دانا ڈالنا اور نیت کرنا کہ اللہ تعالیٰ مشکلات کو دور فرمائے' گناہ نہیں مگر ضرورت مند انسان صدقے کے زیادہ مستحق ہیں ایک پیاسے کتے کو کسی نے پانی پلا دیا تھا تو اس کی بخشش ہو گئی تھی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۶ ص ۹۸)

بسم اللہ خوانی کی تقریب کا حکم

سوال...... یہاں پر بسم اللہ خوانی کا رواج ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس کا شمار بدعت میں ہوگا؟ جبکہ اس کو جزو دین نہیں سمجھا جاتا بلکہ ایک رواج اور موقع خوشی ہے کہ بچے کی تعلیم کا اب آغاز ہو رہا ہے تو ایسے موقعہ پر دعوت وغیرہ کی جاتی ہے تو ایسی دعوت قبول کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب...... کسی بزرگ اور صالح شخص سے بسم اللہ کرا دی جائے اور کچھ غرباء واحباب کو کھلا پلا دیا جائے تاکہ بچے کی تعلیم میں برکت ہو تو درست ہے' مگر تکلفات' ریا' فخر وغیرہ سے بچنا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۳۶۱)

بسم اللہ خوانی کے لئے معین عمر کا التزام

سوال...... بعض لوگ بچے کی عمر کی تعیین کر کے بسم اللہ خوانی کراتے ہیں۔ (مثلاً چار سال

چار مہینے چار دن) یہ درست ہے یا نہیں؟

جواب...... اس کا التزام غلط ہے اس عمر سے پہلے بھی بسم اللہ درست ہے اگر بچہ ہونہار ہو تو اس عمر کے انتظار میں اس کا وقت ضائع نہ کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ص ۴۶۱)

سورج گرہن کے وقت حاملہ کا کسی چیز کو کاٹنا

سوال...... سورج یا چاند گرہن کے وقت حاملہ عورتیں کسی چیز کو چھری سے کاٹ سکتی ہیں یا نہیں؟ لوگوں کا کہنا ہے کہ بچہ کا کوئی عضو کٹ جاتا ہے؟

جواب...... لوگوں کا کہنا غلط ہے بوقت ضرورت حاملہ عورتیں چھری سے کسی چیز کو کاٹ سکتی ہیں۔ (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ص ۱۷۹) "شرعاً منع اور گناہ نہیں" م۔ع

مروجہ شبینے قابل ترک ہیں

سوال...... اگر شبینہ شرائط کی پابندی کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ نماز باجماعت اور تلاوت قرآن مجید اور یہ اجتماع جائز ہوگا یا نہیں؟ مروجہ شبینوں میں کئی خرافات ہوتی ہیں اور اگر عوام پر کوشش کریں تو ہوسکتا ہے کہ وہ شرائط کے پابند ہو جائیں وہ شرائط یہ ہیں۔

قرآن کریم شبینہ میں تراویح میں سنائیں سامع کا انتظام کیا جائے قرآن کو خاموشی کے ساتھ سنا جائے نمازیان مسجد میں نہ سوئیں۔

جواب...... شرائط مذکور کے ساتھ ان شرائط کا بھی اہتمام کیا جاوے۔ ۱: ترتیل کو ترک نہ کیا جائے۔ ۲۔ نمود و ریا مقصود نہ ہو۔ ۳۔ ضرورت سے زیادہ روشنی نہ کریں۔ اگر ان شرطوں کی رعایت کی جائے تو نفس مسئلہ کی لحاظ سے تو انعقاد کی اجازت ہے گو ایک شرط پھر بھی رہ جاتی ہے کہ "امام کو تخفیف صلوٰۃ کا حکم ہے" لیکن اگر سامعین خود اس کے شائق ہوں تو اس کی گنجائش ہے، مگر اصل بات یہ ہے کہ ان شرائط کی پابندی نہیں ہوتی لہذا ترک ہی اولیٰ ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ص ۵۴۹)

حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کا اصرار کرنا

سوال...... ایک صاحب کہتے ہیں کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ مکبر کے "حی علی الصلوۃ" کہنے پر تمام مقتدی کھڑے ہوں اور اس سے پہلے بیٹھے رہیں یہ مسئلہ صحاح ستہ میں موجود ہے، منکرین ملعون اور مردود ہیں اس سے پہلے کھڑا ہونا بدعت ہے۔

جواب...... علامہ شامی نے لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کہنے کے وقت اٹھنا یہ آداب نماز سے ہے نہ سنت موکدہ ہے نہ واجب۔ (شامی ص ۴۴۷) پس خطیب صاحب کا اسے سنت طریقہ قرار دینا غلط ہے اور تارکین کو ملعون و مردود قرار دینا محض تعصب اور عناد ہے عجب نہیں کہ یہ لعنت خود قائل کی طرف لوٹے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۶۴)

غیر عربی میں دعا مانگنے کا حکم

سوال...... طحطاوی (ص ۱۵۸) میں ہے **یدعوا بالعربیۃ و یحرم بغیرھا لانھا تنافی حلال اللہ تعالیٰ**. دعا بغیر عربی کی حرمت صرف نماز میں ہے یا خارج نماز میں بھی۔ تساوی علت سے شبہ ہوتا ہے کہ خارج نماز بھی حرام ہو۔ نیز "ماہنامہ دارالعلوم" دیوبند میں بحوالہ شامی خارج نماز غیر عربی میں دعا مکروہ لکھنے سے اور بھی شبہ ہوا کہ کہیں شامی کا منشا کراہت تحریمی نہ ہو۔ بہر حال دعا میں عربی پر قادر ہونے کے باوجود دوسری زبان استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب...... نماز کے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف کے بعد سلام سے پہلے دعا کو مراقی میں سنت لکھا ہے اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ طحطاوی نے سوال میں منقول عبارت تحریر فرمائی ہے۔ اس حرمت کا محل تو اندرون صلاۃ ہی ہے۔ چند سطر بعد لکھا ہے۔ **ولایجوزان یدعوا فی صلاتہ بمایشبہ کلام الناس** (مراقی الفلاح)

ولذاقالوا ینبغی لہ فی الصلاۃ ان یدعوا بدعاء محفوظ لابما یحضرو لانہ یجری علی لسانہ مایشبہ کلام الناس فتفسد صلاتہ واما فی غیرالصلاۃ فبالعکس فلا یستظھر لہ دعاء لان حفظ الدعاء یمنع المعرفۃ الخ بحر

اس سے بھی معلوم ہوا کہ دعا کا حکم خارج نماز اور داخل نماز یکساں نہیں۔ الگ الگ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۱۷۴)

دعا کا ایک مخصوص طریقہ اور اس کی اجازت

سوال...... میں مندرجہ ذیل تسبیح پڑھ کر دعا کر لیا کرتا ہوں لیکن اس پر کوئی پابندی نہیں کرتا کبھی چھوڑ بھی دیتا ہوں میرا یہ فعل کسی قسم کی بدعت میں تو داخل نہیں۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم حسبنا اللہ و نعم الوکیل لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین.**

جواب...... صورت مسئولہ میں یہ طریقہ بدعت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۴۵۱)

چراغ جلانے کے وقت دعا کرنا

سوال...... چراغ روشن ہونے کے وقت مذکورہ دعا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اللہ الھنا و محمد نبینا والاسلام دیننا والکعبۃ قبلتنا والقرآن امامنا والمومنون اخواننا

جواب...... یہ مخصوص دعا چراغ کی کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزری اور روز و شب کی دعائیں حصن حصین اور دوسری کتابوں میں مدون ہیں۔ البتہ اس دعا کا کوئی لفظ غیر مناسب بھی نہیں کہ پڑھنے میں کوئی ضرر ہو۔ اور رویت چراغ کے وقت متعین کرنے میں کوئی خاص فائدہ بھی محسوس نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ عبدالحیٔ ص ۹۳) ''عوام اباحت پر نہیں رہتے'' م۔ع

ام یزید کی عیسائیوں کی طرف نسبت غلط ہے

سوال...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ میسون بنت مجدل کے بارے میں بعض مستشرقین نے لکھا ہے کہ آپ عیسائی قبیلہ سے تھیں یزید انہیں سے پیدا ہوا۔

اسی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلاق دیدی تھی کیا مذکورہ قسم کے بیانات صحیح ہیں؟

جواب...... حضرت میسون کو عیسائی قبیلہ سے قرار دینا تحریف اور سوچی سمجھی سازش ہے آپ ہرگز عیسائی قبیلہ سے نہ تھیں بلکہ آپ عرب کے مشہور قبیلہ بنو کلب کے سردار مجلد بن انیف بن جناب کی صاحبزادی تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن و جمال عقل و دانش اور اعلیٰ درجہ کی دینداری عطا کی تھی۔ یزید آپ ہی کے بطن سے پیدا ہوا اور حضرت معاویہ نے آپ کو طلاق گھریلو رنجش کی وجہ سے دی تھی۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۳۷)

تیجہ کے جواز پر پیش کئے جانے والی روایت

سوال...... کیا ایسی کوئی حدیث ہے کہ آپؐ کے صاحبزادے طیب فوت ہو گئے تو آپؐ نے وفات کے تین دن بعد دودھ منگوایا اور اس پر کچھ پڑھ کر تقسیم فرمایا تو اس حدیث سے تیسرے دن قل خوانی کا ثبوت کافی ہے؟

جواب...... یہ روایت جعلی اور من گھڑت ہے' کسی صحیح حدیث سے قل خوانی وغیرہ جیسی رسومات ثابت نہیں' یہ سب بدعات ہیں جن کا ترک ضروری ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۵۴)

جواز نذر و نیاز کے ایک فتویٰ پر تبصرہ

سوال...... ایک مولوی صاحب نے اثناء تقریر میں فرمایا کہ نذر' نیاز' منت' منوتی ان چاروں الفاظ

کے ایک معنی ہیں۔ یعنی عبادت' اگر اس لفظ کو اللہ کے غیر کے لئے بولا گیا یعنی جس طرح عوام کہتے ہیں: نیاز حسین پاک' یا یہ نذر منوتی غوث پاک کے لئے تو یہ شرک ہے حرام ہے کیا یہ فرمان صحیح ہے؟

جواب...... مولوی صاحب کا مطلقاً یہ کہنا درست نہیں بلکہ اولیاء کی نذر محض نذر لغوی بمعنی ہدیہ یا نذرانہ ہو۔ یا وصال یافتہ بزرگ کے لئے بقصد ایصال ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کر دیا ہو اور نذر اللہ کے لئے ہو تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعث خیر و برکت ہے۔ واضح رہے کہ نذر لغیر اللہ کا مدار ناذر کی نیت پر ہے اگر ناذر نے عبادت کے طور پر اللہ کے علاوہ کسی اور کے تقرب کا ارادہ کیا ہے' یا تصرف کرنے والا اللہ کے علاوہ کسی اور کو مانتا ہے تو یہ کفر و شرک ہے اور اگر اس کا ارادہ تقرب الی اللہ اور بزرگان دین کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو ایسی نذر اولیاء کے لئے یقیناً جائز ہے اور اس کا نذر ہونا مجاز ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۵۷)

بسنت کا تہوار منانا جائز نہیں

سوال...... جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ! ملک عزیز پاکستان کے اکثر شہروں اور دیہاتوں خصوصاً اہلیان لاہور موسم بہار کی آمد کے موقع پر ایک موسمی تہوار بسنت کے نام سے بڑے جوش و خروش سے مناتے ہیں' امسال تو سرکاری سطح پر اس تہوار کو منانے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قسم کے تہوار منانا شریعت مقدسہ کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... خوشی کا کوئی بھی تہوار جس میں کسی غیر شرعی قباحت کا ارتکاب نہ ہو رہا ہو اور نہ کسی غیر اسلامی مذہب کا جزء ہو تو صرف اظہار مسرت کی حد تک منانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں خود اسلام میں عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کو تہوار کے طور پر منانے کا حکم موجود ہے مگر جس تہوار کا کسی غیر اسلامی مذہب سے تعلق ہو مسلمانوں کو ان تہواروں سے **من تشبہ بقوم فھو منھم** (الحدیث) کی بناء پر منع کیا گیا ہے۔ بسنت کا تہوار منانے میں دیگر محرمات کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ یہ علت بھی موجود ہے کہ ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے۔

مشہور محقق اور مسلم سائنسدان علامہ ابوریحان البیرونیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''کتاب الہند'' میں بسنت کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''اسی مہینہ میں استواء ربیعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے' اس کے حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں' دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں۔ (کتاب الہند باب نمبر ۷۶ ص ۳۶۷)

اس دن کو تہوار منانے کی حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں کے سبزے کی دیوی کو کسی نے اغوا کیا تھا اور اغوا کار اس کو زیر زمین لے گیا تھا اسی دیوی کا عاشق اسے تلاش کرتا رہا اور تین ماہ کی مسلسل کوشش کے بعد دیوی کو رہا کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ دیوی کے رہا ہونے کے بعد دوبارہ ہریالی شروع ہو گئی' اس لئے ہندو اس کی رہائی اور ہریالی دوبارہ شروع ہونے کی خوشی میں اس دن کو بسنت کے نام سے مناتے ہیں۔

اس کے برعکس پاکستان کے اکثر شہروں خصوصاً لاہور میں اس دن (بسنت) کو زیادہ زور و شور کے ساتھ منانے میں ایک اور علت بھی شامل ہے جس کی وجہ سے بھارت میں بسنت کی کہانی ہر اسکول میں پڑھائی جاتی ہے وہ کہانی کچھ یوں ہے کہ مغل دور حکومت میں لاہور میں ''حقیقت رائے'' نامی ایک ہندو طالب علم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دشنام طرازی کی' قاضی وقت نے اس کو پھانسی کی سزا سنائی' چنانچہ لاہور ہی کے علاقہ گھوڑے شاہ میں واقع سکھ نیشنل کالج کے گراؤنڈ میں ''حقیقت رائے'' کو پھانسی دیدی گئی۔ ہندوؤں نے اس کو ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت دے کر خوشی کے طور پر بسنت کے نام سے منانا شروع کر دیا کہ ان کے ایک نوجوان نے اپنے مذہب کے لئے اتنی قربانی دی کہ پھانسی کی سزا سے بچنے کے لئے اسلام قبول کرنے کی تجویز کو مسترد کرتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔

لہٰذا ان حقائق اور واقعات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بسنت کوئی موسمی تہوار نہیں بلکہ یہ ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے' مسلمانوں کے لئے اس تہوار کو منانا اور اس میں شرکت کرنا جائز اور صحیح نہیں ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ حکومت اس تہوار کو سرکاری طور پر منانے کا جو ارادہ رکھتی ہے شرعاً صحیح نہیں کر رہی' یہ نہ صرف غیرت ایمانی کا تقاضا ہے بلکہ حکومت اسلامی کی ذمہ داری ہے کہ وہ بسنت سمیت دیگر تمام غیر اسلامی تہواروں پر فوراً پابندی لگا دے تاکہ اس سے غیر مسلموں کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔

امام ابوحنیفہؒ کی کثرت عبادت پر ایک اعتراض کا جواب

سوال...... سیرۃ النعمان مصنفہ مولانا شبلی کے ص ۴۴ پر یہ عبارت ہے کہ ''ہمارے تذکرہ نویسوں نے امام کے اخلاق و عادات کی جو تصویر کھینچی ہے اس میں خوش اعتقادی اور مبالغہ کا اس قدر رنگ بھرا ہے کہ امام صاحب کی اصل صورت پہچانی نہیں جاتی مثلاً چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔

۲۔ تیس سال تک متصل روزے رکھے۔

۳۔ جہاں وفات کی اس جگہ سات ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا۔

۴۔ نہر کوفہ میں ایک مشتبہ گوشت پڑ گیا تو اس خیال سے کہ مچھلیوں نے کھایا ہوگا ایک مدت تک مچھلی کا گوشت نہیں کھایا اس قسم کے اور بہت سے افسانے ان کی نسبت مشہور ہیں اور لطف یہ ہے کہ ہمارے مؤرخین ان قصوں کو امام صاحب کے کمالات کا جوہر سمجھتے ہیں کیا علامہ شبلی کا یہ قول درست ہے؟

جواب...... بات یہ ہے کہ علامہ شبلی کا زمانہ ہو یا ہمارا' آج کل زہد وعبادت مفقود ہے اس لئے ایسی روایات' ہمیں تعجب خیز معلوم ہوتی ہیں امام اعظمؒ تابعین میں سے ہیں' تابعین کا زمانہ خیر و برکت کے انتہائی عروج پر تھا اسی زمانے میں زہد اور عبادت اتنا تھا کہ بچہ مادرزاد ولی پیدا ہو رہے تھے' امام اعظم کے تذکرہ میں جو حال ان کی عبادت کا لکھا ہے بالکل صحیح ہے۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۳۲)

تعزیت کا صحیح طریقہ

آجکل مسلمانوں میں روز بروز گناہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں، خصوصاً وہ گناہ جن کا تعلق جاہلانہ رسم و رواج سے ہے۔ موت ہی کی رسموں کو دیکھ لیجئے کہ بجائے کم ہونے کے الٹا بڑھ رہی ہیں۔ ثواب اور ختم کے نام پر بہت سی بدعات کا رواج ہو گیا ہے اور مسلمان بے سوچے سمجھے پورے پورے اہتمام کے ساتھ ان کو ادا کرتے ہیں۔ کتنی سنتیں ہیں جو ان رسومات کی وجہ سے چھوٹ جاتی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے فرائض و واجبات رہ جاتے ہیں اور بہت سے گناہ عمل میں آ جاتے ہیں۔

روزانہ کا یہ مشاہدہ ہے کہ بعض جگہوں میں جب نماز جنازہ ہوتی ہے تو جنازہ کے بعد اعلان ہو جاتا ہے کہ کھانا تیار ہو رہا ہے سارے حضرات تناول کر کے جائیں اور یوں ہوتا ہے کہ جب موت واقع ہو جاتی ہے تو فی الفور دیگیں پکنے کا انتظام شروع ہو جاتا ہے پھر تین دن تک اہل میت کام کاج کو چھوڑ کر بیٹھے رہتے ہیں اور بیٹھنے کو لازم بھی سمجھتے ہیں اور لوگ تعزیت کرنے کے لئے آتے ہیں مگر اکثر لوگوں کو نہ تعزیت کے مفہوم کا پتہ ہے نہ اس کا طریقہ ان کو آتا ہے۔

تعزیت کا ان کے ہاں یہ طریقہ ہے کہ جو شخص آتا ہے فاتحہ کا لفظ بولتا ہے اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور اہل میت بھی ہاتھ اٹھا لیتے ہیں کچھ پڑھ کر یا پڑھے بغیر ہی ہاتھ منہ پر پھیر لیتے ہیں دوسرا آدمی آتا ہے تو پھر یہی عمل ہوتا ہے اگر سو آدمی آئیں تو سو دفعہ یہی عمل ہوگا جو تعزیت کی حقیقت ہے یعنی صبر دلانا اہل میت کے غم کو کم کرنے کی کوشش کرنا، ان کو ڈھارس بندھانا اور تسلی کے کلمات کہنا ان کا کوئی ذکر ہی نہیں ہوتا اس کے بعد تیسرے دن یا بعض اوقات ساتویں یا نویں دن برادری کا اور

قرب وجوار کے لوگوں کا ایک اجتماع ہوتا ہے جس میں ظاہر تو یہی کیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ ایصال ثواب کے لئے ہورہا ہے مگر حقیقت اس کے برخلاف ہے کیونکہ یہ سب کچھ لوگوں کی ملامت سے بچنے کے لئے یا ریاء ونمود کے لئے اور لوگوں کے طعن وتشنیع سے بچنے کے لئے کیا جاتا ہے اور اس پروگرام کو عموماً قل خوانی کہا جاتا ہے اس موقع پر صاحب وسعت لوگ شادی کی طرح خرچ کرتے ہیں تین تین چار قسم کے کھانے پکواتے ہیں اور بڑے بڑے رئیسوں اور امیروں کو دعوت دی جاتی ہے، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبروں اور چیئرمینوں اور کونسلروں کو دعوت دی جاتی ہے اور کچھ عرصہ سے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اس کے لئے دعوتی کارڈ چھپوا کر لوگوں کے پاس بھجواتے ہیں۔ کئی جگہ یہ بھی مشاہدہ ہوا ہے کہ کھڑے ہو کر کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے اور پھر کھانا کھلانے کے بعد نیوتہ بھی وصول کیا جاتا ہے اور اس کام میں ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں اور نام ایصال ثواب کا بنایا جاتا ہے حالانکہ اس پروگرام سے میت بیچارے کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ ظاہر ہے جو کام ریاء وشہرت کے لئے کیا جائے اور لوگوں کے طعن وتشنیع سے بچنے کے لئے کیا جائے اس میں ثواب کہاں ملتا ہے اور یہ بھی کسی سے مخفی نہیں کہ امراء ورؤساء جن میں بہت سے لاکھ پتی بھی ہوتے ہیں ان کے کھلانے میں کوئی ثواب نہیں۔ ہمارے ایک بزرگ بہت صحیح بات فرمایا کرتے تھے کہ آج کل میت کے ساتھ بڑا فراڈ کیا جاتا ہے کہ ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ ہم نے ہزاروں روپے ایصال ثواب کے لئے خرچ کئے ہیں حالانکہ میت بیچارے کو ایک پیسے کا بھی ثواب نہیں ملتا۔ لوگوں کو یہ بھی احساس نہیں ہوتا کہ غمی اور سوگ کے موقعہ پر ایسی پرُتکلف دعوتیں کرتے ہیں حالانکہ شرع شریف کے ماہرین فرماتے ہیں **ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعۃ منقبحۃ**۔ (فتاویٰ شامی ص ۸۴۲) پھر بسا اوقات یہ سارا خرچ میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے حالانکہ میت کے وارث کبھی چھوٹے بچے ہوتے ہیں جن کی اجازت نابالغی کی حالت میں بہتر ہی نہیں ہے اور بعض وارث نادار اور غریب ہوتے ہیں جو ان اخراجات پر بالکل راضی نہیں ہوتے۔ بعض لوگ الزام دور کرنے کے لئے کچھ حافظوں کو بلا لیتے ہیں اور وہ کچھ قرآن پاک پڑھ لیتے ہیں اور وہ رقم اور کھانے کا طمع لے کر پڑھتے ہیں اگر ان کو یقین ہو کہ نہ رقم ملے گی نہ کھانا ملے گا تو وہ کبھی نہیں پڑھیں گے۔ ماہرین شریعت کا یہ فیصلہ ہے کہ ایصال ثواب کے لئے رقم دے کر قرآن پاک پڑھانا اور ... لے کر پڑھنا دونوں گناہ ہیں۔ فتاویٰ شامی میں ہے **الآخذ والمعطی کلاهما آثمان**۔

میت کو نفع پہنچانے کا صحیح طریقہ

میت کو ایصال ثواب کرنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ مرحوم کے ذمے قرض تو نہیں ہے اگر قرض ہے تو یہ فرض ہے پہلے اس کو ادا کیا جائے۔ اگر قرض نہیں یا قرض ادا کرنے کے بعد ترکہ بچ گیا تو یہ دیکھنا چاہیے کہ مرحوم نے کچھ وصیت کی ہے یا نہیں اگر کی ہے اور وہ وصیت بھی جائز ہے تو باقی مال کے ۱/۳ سے اس کو پورا کیا جائے اب جو باقی مال رہے گا یہ مال وارثوں کا حق ہے تو اب اگر تمام وارث بالغ ہوں اور خوشی سے اپنے مرحوم عزیز کو نفع پہنچانا چاہیں تو خیرات کا جو متعارف طریقہ ہے اس کو اختیار نہ کریں کیونکہ اس میں ایک ہنگامہ سا ہو جاتا ہے مستحق بیچارے رہ جاتے ہیں اور غیر مستحق کھا جاتے ہیں۔ اس لئے پہلے یہ غور کر لیا جائے کہ اگر مرحوم کے ذمہ کچھ نمازیں اور روزے ہوں یا اس کے ذمہ زکوٰۃ تھی اور وہ ادا نہیں کر سکا تو حسب ہمت ان کا فدیہ محلّہ کے غرباء یتیموں اور بیوائیوں جو محتاج ہوں ان پر تقسیم کر دیا جائے۔ یہ ایصال ثواب سے زیادہ اہم ہے مگر اس کی طرف آج کل لوگوں کو قطعاً التفات نہیں ہے علی الحساب سینکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں اور میت کو نفع نہیں پہنچتا۔ اگر مرحوم کے ذمہ نمازیں اور روزے نہیں ہیں اور سب وارثوں کا دل چاہتا ہے کہ مرحوم کو نفع پہنچائیں تو اس کی تین صورتیں ہیں سب سے افضل اور بہتر صورت تو یہ ہے کہ جتنی رقم خرچ کرنا ہو مستحق لوگوں کو نقد تقسیم کر دی جائے کیونکہ معلوم نہیں ان کو کیا ضرورت پیش آئے۔ انسان کے ساتھ کھانے کے علاوہ اور بھی بہت سی ضرورتیں ہوتی ہیں مثلاً بیوہ عورت پردہ نشین ہے اب کسی کو کیا خبر کہ اس کو کیا حاجت اور ضرورت در پیش ہے اس صورت میں ریاء سے بھی پورا بچاؤ ہوگا۔ حدیث پاک میں اس صدقہ کو بہترین قرار دیا گیا ہے کہ دایاں ہاتھ خرچ کرے اور بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خشک جنس گندم، چاول، آٹا، گھی شکر وغیرہ غرباء کو دے دی جائے جب جی چاہے گا اور جس طرح جی چاہے گا پکا کر خود کھا لیں گے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ پکا کر کھلایا جائے مگر اس میں اجتماع کرنے اور شہرت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ بہتر صورت یہ ہے کہ روزانہ ایک یا دو مسکینوں کو کھانا مقرر کر دیا جائے وہ آ کر کھا جائیں یا ان کو پہنچا دیا جائے۔ ایک دم کھانا پکا کر جو کھلایا جاتا ہے تو اس میں اکثر برادری کے امیر لوگ کھا جاتے ہیں اور غیر مستحق لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور سب صاف کر دیتے ہیں۔ (ملخص از افاضات یومیہ ج ۷) نفع پہنچانے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ میت کے لئے خوب دعا اور استغفار کیا جائے، حدیث پاک میں ہے کہ میت کا تحفہ یہ ہے کہ اس کے لئے دعا اور استغفار کیا جائے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰۶ ج ۱) اسی حدیث میں ہے کہ لوگ میت کے

لئے دعا کرتے رہتے ہیں ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ میت کو پہاڑوں کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔
ایک صورت نفع پہنچانے کی یہ بھی ہے کہ میت کے لئے بہتر ہزار دفعہ کلمہ پڑھ کر اس کی روح کو بخش دیا جائے جیسا کہ ایک حدیث پاک میں اس میں مغفرت کا وعدہ آیا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۵۸) فضائل ذکر میں ستر ہزار دفعہ نقل کیا ہے۔ اسی طرح نفع پہنچانے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کچھ قرآن مجید پڑھ کر میت کی روح کو ایصال ثواب بخشا جائے لیکن آج کل اس کی جو مروج صورت ہے وہ نہایت مخدوش ہے کہ چند حافظوں کو اکٹھا کر کے قرآن پاک پڑھایا جاتا ہے اور پھر ان کو کھانا کھلایا جاتا ہے بعض جگہ پیسے بھی دیئے جاتے ہیں اور پڑھنے والے کھانے اور پیسوں کے طمع میں پڑھتے ہیں نہ پڑھنے والوں کو ثواب ہوتا ہے نہ میت کو جیسا کہ پہلے بھی گزرا ہے کہ رقم دے کر جو ایصال ثواب کے لئے پڑھائے تو پڑھنے والا اور پڑھانے والا دونوں گنہگار ہیں جیسا کہ فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۴۷ میں ہے: والآخذ والمعطی آثمان یعنی لینے والا اور دینے والا دونوں گناہ گار ہیں اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ بغیر اجتماع کئے اپنے اپنے طور پر قرآن مجید پڑھ کر میت کو نفع پہنچائیں البتہ اگر بغیر اہتمام کے نمازوں کے بعد چند مخلص لوگ اتفاقاً جمع ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حکایت: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ مدرسہ جامع العلوم کانپور میں پڑھاتے تھے آپ کو اپنی ہمشیرہ مرحومہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو مدرسہ کے طلباء نے عرض کیا کہ آپ اجازت فرمائیں کہ ہم جمع ہو کر قرآن خوانی کریں۔ حضرت نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ سب اپنے اپنے حجروں میں جس قدر جی چاہے قرآن پاک پڑھ کر ثواب پہنچا دو اور مجھے خبر بھی نہ کرو۔ اس صورت سے اگر تین بار سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ احد) پڑھ کر بخش دو گے تو اس سے بہتر ہے کہ دس پارے پڑھ کر مجھ کو جتلاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تھوڑے بہت کو نہیں دیکھا جاتا۔ خلوص و نیت کو دیکھا جاتا ہے اور فرمایا کہ اگر جمع ہو کر پڑھیں گے تو کچھ تو خلوص سے پڑھیں گے اور کچھ اس لئے شریک ہوں گے کہ اگر شریک نہ ہوئے تو یہ کہیں گے کہ ان کو ہم سے ہمدردی نہیں پھر ثواب کہاں اور احسان کی گٹھڑی سر پر رہی اور حق تعالیٰ خلوص کو دیکھتے ہیں کثیر قلیل پر نظر نہیں فرماتے۔ (از افاضات یومیہ ج ۷)

تعزیت کرنے کا صحیح طریقہ

رسومات کے غلبہ سے آج کل یہ سنت بھی متروک ہوگئی ہے بس آج کل ہاتھ اٹھانے کو تعزیت سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ دعا اور چیز ہے تعزیت اور چیز ہے دعا تو گھر بھی کی جاسکتی تھی مسجد میں بھی ہو سکتی تھی۔ اتنا سفر کر کے جو اہل میت کے پاس جاتے ہیں تو مقصد تعزیت تھی تعزیت کے

بجائے ہاتھ اٹھا لئے یا فاتحہ کا لفظ کہہ دیا، اور تھوڑی دیر بیٹھ کر رخصت ہو گئے اس سے تعزیت نہیں ہوتی۔ حدیث پاک میں تعزیت کا بڑا ثواب وارد ہوا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ من عزیٰ ثکلی کُسِی بردا یوم القیامۃ۔ یعنی جس نے کسی غمزدہ کو صبر دلایا حق تعالیٰ قیامت میں اس کو چادر پہنائیں گے لیکن آج کل لوگ تعزیت کا طریقہ نہ جاننے کی وجہ سے اس ثواب سے محروم ہیں۔ تعزیت کا لفظی معنی ہے صبر دلانا جس کی تعزیت کرنی ہو اس کو ایسے کلمات کہنے چاہئیں جس سے اس کو تسلی ہو مثلاً یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صبر دے، اللہ تعالیٰ تمہارا اجر بڑھائے، اور اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اس کے درجات بلند فرمائے اور آئندہ تمہیں مصائب سے محفوظ رکھے اور اس مصیبت پر تمہیں بہترین اجر عطا فرمائے اس کے علاوہ اور کلمات بھی کہہ سکتا ہے جن میں صبر کی تلقین ہو۔ حضرات فقہاء نے تعزیت کا یہی طریقہ لکھا ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی ص ۸۴۲ پر ہے۔ تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں ہے۔ دوسرے اوقات میں خصوصاً نمازوں کے بعد میت کے لئے دعا کرتا رہے۔

حکایت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد بزرگوار حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو بہت لوگ میری تعزیت کرنے کے لئے آئے لیکن جس طرح ایک دیہاتی شخص نے مجھے تسلی دی، اور میری ڈھارس بندھائی ایسا کوئی اور نہ کر سکا اس نے رباعی پڑھی اور وہ یہ تھی:

اصبر نکن بک صابرین فانما صبرا الرعیة بعد صبرا لرأس
خیر من العباس اجرک بعده ، واللہ خیر منک للعباس

ترجمہ: آپ صبر کریں ہم بھی آپ کی وجہ سے صبر کریں گے کیونکہ سردار کے صبر کرنے سے رعیت بھی صبر کرتی ہے۔ حضرت عباس کے بعد جو آپ کو (صبر کی وجہ سے) ثواب ملا وہ تمہارے لئے حضرت عباسؓ سے بہتر ہے اور حضرت عباس کو اللہ تعالیٰ مل گئے جو تم سے بہتر ہیں۔ یعنی تیرا نقصان ہوا نہ ان کا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

(''اصلاحی خطبات ومقالات'' حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ)

غم کے موقع پر اہلِ میت سے کھانا کھانا مکروہ ہے

سوال...... کیا غم کے موقعہ پر کھانے کی دعوت کرنا شرعاً جائز ہے؟
۲۔ کیا اس دعوت سے میت کو کوئی فائدہ ہوگا؟
۳۔ ایسی دعوت کرنے والے اور شرکت کرنے والے کیا عاصی ہونگے؟
۴۔ کھانے کی دعوت شرعاً کس کس موقعہ پر جائز ہے؟

جواب...... ایسے موقع پر شریعت نے کھانے کا اہتمام کرنے سے منع کیا ہے' بلکہ رشتہ داروں سے کہا گیا ہے کہ وہ اہل میت کے کھانے کا انتظام کریں۔ کیونکہ میت کے پسماندگان بعض اوقات یتیم بچے بھی ہوتے ہیں اس طرح کی دعوتوں میں ان کا بھی مال کھایا جاتا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔
۲۔ جب اس کا مقصد ہی رسم پوری کرنا ہے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا؟
۳۔ ناجائز کام کرنے والے معصیت کے مرتکب ہوتے ہیں۔
۴۔ مختلف مواقع ہیں مثلاً دعوت ولیمہ وغیرہ۔ (خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۷۴)

اقارب میت کے یہاں اجتماعی دعا کرنا

سوال...... تعزیت کا مسنون ہونا کتب فقہ میں موجود ہے۔ کہ بوقت تعزیت میت اور اس کے اقارب کے لئے دعا کی جائے اور ان کو صبر دلایا جائے۔ یہی تعزیت کی حقیقت ہے۔ شامی میں موجود ہے کہ ہر دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب ہے کیا ان مقدمات کو ملانے سے مروجہ فاتحہ' یعنی اقارب میت کے یہاں جا کر اور رفع یدین کر کے دعا کا جواز نہیں نکلتا؟

جواب...... ہرگز نہیں یہ اجتماعی دعا مع رفع یدین اور اس پر التزام جب تک خصوصی طور سے ثابت نہ ہو عمومی دعاؤں کے فضائل اس کے ثبوت کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ میت ہو جانا اور اس کی تعزیت کرنا کوئی جدید حادثہ نہیں۔ جو قرون مشہود لہا بالخیر میں پیش نہ آیا ہو اور جس کے لئے عمومات سے استدلال کیا جائے صدہا بلکہ ہزارہا واقعات تعزیت کے سلف سے منقول ہیں' مگر یہ طریقہ کہیں ایک جگہ بھی منقول و ماثور نہیں پھر اس کو ایک امر شرعی کی طرح پابندی سے ادا کرنا بلاشبہ بدعت کی حد میں داخل کرتا ہے۔ حضرت امام مالکؒ کا ارشاد ہر جگہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

مالم یکن یومئذ دینالم یکن الیوم دیناً

ترجمہ:۔ جو چیز اس دن دین نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی۔

اگر یہ طریقہ محمود ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرات سلف کو اس کی توفیق نہ ہوتی۔ (امداد المفتیین ص ۲۱۴)

میت کے گھر کا کھانا کھانے کی ممانعت

سوال...... جس گھر کا آدمی فوت ہو جائے تو اس گھر کی روٹی' پانی کتنے عرصے تک نہ کھانا چاہئے اور کس قدر ممانعت ہے؟

جواب...... کچھ ممانعت نہیں ہے جب کہ کوئی رسم نہ کی جائے اور ترکہ تقسیم کرنے کے بعد بالغ وارث فقراء کو کھلا دیں اور اگر ترکہ مشترکہ سے جس میں کوئی نابالغ یا غائب شریک ہے دعوت کی جائے تو ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر شرکاء موجود اور بالغ تو ہیں لیکن ان میں سے بعض نے اجازت نہیں دی یا رواجاً اجازت دیدی ہے تب بھی جائز نہیں۔ ایسا ہی فقراء کے علاوہ برادری کی دعوت ہر حال میں کرنا مکروہ ہے اور بدعت سیئہ ہے نیز ختم کے لئے اجتماع کرنا اور دعوت کرنا بھی جائز نہیں۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۹۷)

اہل میت کا کھانا کھانے پر ایک اشکال کا جواب

سوال...... فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اہل میت کا کھانا کھانا جائز نہیں حالانکہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ نماز جنازہ سے واپسی پر آپ اور حضرات صحابہ میت کے گھر دعوت کھانے کے لئے تشریف لے گئے' اس کی کیا تحقیق ہے؟

جواب۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جنازے سے واپسی پر کسی ایک عورت نے آدمی بھیج کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی "مرنے والے کی بیوی نے دعوت نہیں کی" پس ظاہر ہے کہ حدیث اس مسئلہ کے مخالف نہیں ہے اسی مطلب کو محقق دوراں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ نے بذل میں تحریر کیا ہے۔ خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۷۸

مرثیہ خوانی کرنا اور اس پر اجرت لینا

سوال۔ کیا حکم ہے اس شخص کے بارے میں جو مرثیہ و کتاب پڑھتا ہے اور نوحہ خوانی کرتا ہے' خواہ کچھ اجرت لیتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ مرثیہ و کتاب پڑھنا جس میں احوال واقعی نہ ہو ناجائز ہے اور ایسے ہی نوحہ کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور اس پر اجرت لینا بھی حرام ہے۔ اس واسطے کہ اصول شرع سے ہے کہ معصیت پر اجرت لینا درست نہیں۔ چنانچہ مزامیر و غنا پر اجرت لینا حرام۔ ہے ایسا ہی ان چیزوں پر بھی اجرت لینا حرام ہے۔ فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۸۶۔

قبروں پر آیات قرآنیہ لکھی ہوئی چادر ڈالنا

سوال۔قرآنی آیات لکھی ہوئی چادریں قبروں پر ڈالنا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب۔یہ کتاب اللہ کی توہین ہے قبر پر ایسی چادر ڈالنا ہرگز جائز نہیں۔خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۵۰۔

ایصال ثواب کیلئے پارے وصول کرنا

سوال۔ جولڑکے یا لڑکیاں مدرسہ میں پڑھتے ہیں ان سے پارے مانگ کر مردوں کو بخشا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب۔اگر چہ مانگے ہوئے پارہ کا ثواب بڑے چھوٹے ہر مردہ کو بخشنے سے ان کو پہنچ جاتا ہے لیکن گھوم گھوم کر لوگوں سے پارہ مانگ کر مردوں کو بخشنے کا رواج حضور صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام اور تابعین عظام کے زمانے میں نہ تھا۔اب یہ رواج ہو رہا ہے۔پس اسی کو ضروری سمجھنا اور اس کا التزام کرنا قابل ترک ہے۔بذل المجہود میں ہے کہ جو شخص کسی ایسے امر کے واجب ہونے کا اعتقاد رکھے جو واجب نہ ہو یا اس کے ساتھ واجب جیسا معاملہ کرے تو یہ شیطان کا حصہ ہے۔فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۸۶۔

وفات کے بعد کے اعمال

سوال۔وفات کے بعد کون کون سے اعمال کئے جائیں اور کن کن اعمال سے بچا جائے؟

جواب......شامی ج ۱ ص ۲۰۲ میں ہے کہ:

۱۔میت کے کفن دفن میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

۲:۔میت کو پردہ میں غسل دینا مستحب ہے علاوہ غسل دینے والے اور مدد کرنے والے کے کوئی نہ دیکھے۔

۳:۔اگر میت کے غسل کے وقت کوئی مکروہ چیز نظر آئے تو اس کا ذکر کرنا جائز نہیں۔

۴:۔اس کو منتقل کر کے ایک دو میل تک لے جا کر دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۵:۔اس کی موت کی خبر دینا تا کہ اس کے جنازہ میں لوگ جمع ہوں حرج نہیں ہے۔

۶:۔کوئی شعر وغیرہ اس قسم کا پڑھنا جس میں اس کی مدح ہو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ''اس میں مبالغہ نہ ہو' خصوصاً اس کا جنازہ اٹھانے کے وقت کوئی شعر وغیرہ نہ پڑھا جائے اور نہ بطور رسم کے شعر پڑھنے والے کو جنازہ سے آگے آگے مقرر کیا جائے کیونکہ اس میں ریاء اور شہرت ہے۔نیز جنازہ کے پیچھے چلنا مستحب ہے''اور اس صورت میں اس کا آگے چلنا لازم آئے گا۔''

۷:۔اس میت کے اہل وعیال کو صبر دلانا اور تعزیت کرنا مستحب ہے۔

۸:۔میت کے ساتھ والے ہمسایوں اور میت کے اقربا بعید والوں کو مستحب ہے کہ اہل میت کے لئے صبح اور شام کھانا دیں۔

۹:۔اہل میت کے لئے تین دن اپنے کسی مکان یا بیٹھک میں بیٹھنا تا کہ لوگ تعزیت کریں اس میں کوئی حرج نہیں۔اگر چہ خلاف اولیٰ ضرور ہے یہ سب امور شریعت نبوی میں ثابت ہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج اص ۵۹۴)

مسئلہ ایصال ثواب

علاوہ ان امور کے جو اوپر مذکور ہیں اہل سنت والجماعت کے نزدیک میت کو اعمال صالحہ کے ذریعہ ثواب بھی پہنچایا جا سکتا ہے لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری چیز جس کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں ہوتی ادائے حقوق و دیون ہے' ثواب کا پہنچنا تو بعد میں مفید ہوتا ہے۔اولین فریضہ اہل میت پر یہ ہوتا ہے کہ اگر میت پر کسی کا حق آتا ہو تو اس حق کو ادا کرنے کی کوشش کریں حضور اقدسؐ اس شخص کا نماز جنازہ بھی نہیں پڑھاتے تھے جس پر قرض ہوتا اور اس کا مال اس کی ادائیگی کو کافی نہ ہو سکتا تھا۔(خیر الفتاویٰ ج اص ۵۹۵)

ایصال ثواب اور تخصیص ایام کے بارے میں چند سوالات

سوال...... جناب مفتی صاحب ایصال ثواب کے بارے میں مندرجہ ذیل سوالات کا جواب شریعت مطہرہ کی روشنی میں عنایت فرمائیں' مہربانی ہوگی۔

(۱) میت اور زندہ کے لئے قرآن شریف ختم کرنے میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اور اس میں کھانے وغیرہ پکانے کو ضروری سمجھنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) صدقہ اور نذر پر ختم قرآن شریف کر کے لوگوں کو کھلانے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز بعض علماء نے قرآن پر اجرت لینے کو جائز کہا ہے اور اس کو وہ اجرت کے مسئلہ پر محمول کرتے ہیں اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) بارہ وفات (۱۲ ربیع الاول) کے دن اکثر لوگ ایک جگہ جمع ہو کر تبلیغ وغیرہ کرتے ہیں اور اکثر لوگ ان دنوں میں صدقہ وخیرات کو ضروری اور بہتر سمجھ کر خاص کر بارہویں تاریخ کو نکال دیتے ہیں اور جہاں تبلیغ وغیرہ ہو رہی ہوتی ہے اس میں بڑے بڑے علماء اور خواص وعام' غنی اور فقیر سب موجود ہوتے ہیں ان میں صدقہ وخیرات کی وہ چیزیں تقسیم کر دیتے ہیں۔شریعت مطہرہ میں ان افعال کی کیا حیثیت ہے؟

(۴) ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ میں جو چوری روزہ اور خیرات وغیرہ کرنے کا لوگ خصوصی اہتمام کرتے ہیں اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب...... مذکورہ بالا سوالات کے جوابات ترتیب وار حاضر ہیں۔

(۱'۲) میت اور زندہ کے لئے قرآن مجید کا ختم کرنے میں فرق ضرور ہے اور اس پر اجرت لینے میں بھی تفصیل ہے' چاہے نقدی کی صورت میں ہو یا کھانا وغیرہ کھانے کی صورت میں ہو کتب فقہ کی تصریحات سے واضح ہے' فقہاء کرام نے صاف لکھا ہے کہ قرآن مجید پڑھانے اور تعلیم کی اجرت جائز ہے۔ قدماء حنفیہ منع کرتے تھے مگر متاخرین نے جواز کا فتویٰ دیا ہے بسبب اندیشہ تلف علم۔ کے علوم دین اور قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا اہل حدیث سے نکلتا ہے' اس میں تو بحث کی کوئی ضرورت نہیں' جبکہ میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھنے پر اجرت لینا حرام ہے' کیونکہ یہ اجرت علی الطاعۃ ہے' تعلیم کی اجرت تو ضرورۃً جائز کی گئی ہے' ایصال ثواب میں نہ ضرورت ہے نہ کوئی حرج دین و دنیا کا مقصود ہے لہٰذا قرآن پڑھ کر ثواب پہنچانے کی اجرت کسی کے نزدیک بھی حلال نہیں' اگر سانپ یا بچھو کے کاٹے پر پڑھ کر یا کسی دوسرے مریض پر پھونکا جائے جس کو رقیہ کہتے ہیں تو یہ علاج ہے نہ کہ عبادت اور ایصال ثواب طاعت ہے مزید تفصیل شامی وغیرہ سے معلوم ہو سکتی ہے' نیز فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ رمضان شریف میں جو قرآن شریف تراویح اور نوافل میں سنایا جاتا ہے اس کی اجرت لینی دینی دونوں حرام ہیں۔ اور فتاویٰ رشیدیہ میں حضرت گنگوہیؒ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر حافظ کے دل میں لینے کا خیال نہ تھا اور پھر کسی نے کچھ دیا تو درست ہے اور جو حسب رواج و عرف دیتے ہیں حافظ بھی لینے کے خیال سے پڑھتا ہے اگرچہ زبان سے کچھ نہیں کہتا تو درست نہیں۔

(۳) اس میں شک و شبہ کی ادنیٰ سی بھی گنجائش نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت اور عقیدت عین ایمان ہے اور آپ کی ولادت باسعادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات اور واقعات اور آپ کے اقوال و افعال کو پیش کرنا باعث نزول رحمت خداوندی ہے اور ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آپ کی حیات طیبہ کے حالات و واقعات معلوم کرے اور ان کو مشعل راہ بنائے۔ سال کے ہر مہینہ میں اور مہینہ کے ہر ہفتہ میں اور ہفتہ کے ہر دن میں اور دن کے ہر گھنٹہ اور ہر منٹ میں کوئی وقت ایسا نہیں کہ جس میں آپ کی زندگی کے حالات بیان کرنے اور سننے ممنوع ہوں' یہ بات محل نزاع نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو متعین کر کے اس میں میلاد منانا محافل و مجالس منعقد کرنا جلوس نکالنا یا اس دن کو

مخصوص کر کے فقراء اور مساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ اور اہل خیر القرون سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کسی کو اس میں پس و پیش کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں۔ کیونکہ جو کچھ انہوں نے فعلاً یا قولاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی ہے۔ تیس سال آپؐ بعد از نبوت قوم میں زندہ رہے' اور پھر تیس سال خلافت راشدہ کے گزرے ہیں اور پھر ۱۱۰ھ تک صحابہ کرامؓ کا دور رہا ہے' کم و بیش دو سو بیس برس تک اتباع تابعین کا دور اور زمانہ تھا' عشق رسولؐ ان میں کامل تھا' محبت ان میں زیادہ تھی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور تعظیم ان سے بڑھ کر کون کر سکتا ہے؟ اگر کوئی ہمت کر کے ان سے مذکورہ بالا افعال کا کرنا ثابت کر دے' تو "چشم ما روشن دل ما شاد"۔ کسی مسلمان کو اس سے سرمو اختلاف نہیں ہے لیکن اگر کوئی خیر القرون سے اس کا ثبوت پیش نہ کر سکے اور تا قیامت نہ کر سکے گا تو سوال یہ ہے کہ باوجود محرک اور سبب کے یہ مبارک اور کار ثواب عمل اس وقت کیوں نہ ہوا اور آج یہ کیسے مبارک اور کار ثواب ہوا؟ وہ تمام فوائد و برکات اور منافع اس وقت بھی تھے جن کو آج لوگ بیان کرتے ہیں۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ ہمہ اوست ... اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

محفل میلاد مجلس میلاد اور چیز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ذکر ولادت باسعادت اور چیز ہے اول بدعت ہے اور ثانی مستحب اور مندوب ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں "نفس ذکر ولادت مندوب ہے اس میں کراہت قیود کے سبب سے آتی ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ) حضرت گنگوہیؒ مزید لکھتے ہیں "نفس ذکر ولادت فخر دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندوب ہے مگر بسبب انضمام ان قیود کے یہ مجلس ممنوع ہوگی"۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

اسی طرح علامہ ابن امیر الحاج مالکیؒ نے مدخل میں پوری صراحت اور وضاحت سے اس کی تردید کی ہے' چنانچہ لکھتے ہیں۔ و من جملة ما احدثوه من البدع مع اعتقادهم ان ذلک من اکبر العبادات و اظهار الشعائر مايفعلونه فی الشهر الربيع الاول من المولد وقداحتوی ذلک علیٰ بدع و محرمات الیٰ ان قال و هذه المفاسد مرتبة علیٰ فعل المولد اذاعمل بالسماع فان خلامنه و عمل طعاماً فقط ونوی به المولد ودعا اليه الاخوان وسلم من کل ماتقدم ذکره فهو بدعة بنفس نيته فقط' لان ذلک زيادة فی الدين و ليس من عمل السلف الماضيين و اتباع السلف اولیٰ.

اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ "حسن المقصد فی عمل المولد" میں لکھتے ہیں'

لیس فیه نص ولکن فیه قیاس

اسی طرح علامہ عبدالرحمٰن مغربیؒ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ان عمل المولد بدعة طریق به ولم یفعله رسول الله صلعم والخلفاء والائمة.

یہ مختصر طور پر مروجہ میلاد کی حقیقت ہے جو آپ پر ظاہر کر دی گئی۔

(۴) آخری چہار شنبہ (ماہ صفر) کی چوری اور خیرات کرنے کا جو لوگ خاص خیال رکھتے ہیں اس کا بھی کچھ ثبوت نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ''صفر کے آخری چہار شنبہ کو اکثر عوام خوشی و سرور اور اطعام الطعام کرتے ہیں شرعاً اس باب میں کچھ ثبوت نہیں ہے' جہلاء کی باتیں ہیں'۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''امداد المفتیین'' میں لکھتے ہیں'' یہ بات بالکل بے اصل ہے اور غلط ہے بلکہ حدیث میں ماہ صفر کا کوئی خاص اہتمام کرنے کی مخالفت وارد ہے۔ قال علیه السلام لاهامة ولاصفر (الحدیث) مسلمان کا بڑا کام اور سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے اور اتباع کرنے میں اس کو اچھی طرح علماء سے تحقیق کرنی چاہئے کہ یہ فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں' سنی سنائی باتوں سے اتباع کرنا گناہ ہے۔ (امداد المفتیین)

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ''فتاویٰ عزیزیہ'' میں لکھا ہے کہ ''اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے اور یہ بدعت ہے''۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۱۰۵)

اذان یا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا

سوال...... ہمارے علاقے میں دستور ہے کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر ساری مجلس دعا کرتی ہے' اور نہ کرنے والوں کو برا سمجھتے ہیں تو شرعاً یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب...... اس بارے میں قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ مطلق دعا کے لئے رفع یدین مستحب ہے' مگر جہاں شریعت نے خاص مواقع میں خاص الفاظ کے ساتھ دعا کی تعلیم دی ہے مثلاً مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت' سونے کے وقت' سونے سے اٹھ کر' بیت الخلاء میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت' سوار ہوتے وقت' اور بوقت جماع وغیرہ۔ ان مواضع میں ہاتھ اٹھانا شرعاً ثابت نہیں۔ کھانے کے بعد اور اذان کے بعد دعا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔ مذکورہ مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا

کرنا بدعت ہے۔ پھر نہ کرنے والوں کو برا جاننا زیادہ قبیح ہے۔ التزام سے تو امر مستحب کا بھی ترک لازم ہو جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ص ۳۶۵)

اذان کے جواب میں کلمۂ توحید کے بعد محمد رسول اللہ کہنا

سوال......اذان کے جواب میں آخر میں لا الٰہ الا اللہ کا جواب دے کر محمد رسول اللہ بھی کہہ دے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب......اذان کے جواب میں لا الٰہ الا اللہ کا جواب بعینہ وہی ہونا چاہئے۔ محمد رسول اللہ کا اضافہ کرنا دین میں زیادتی اور بدعت ہے۔

اگر موذن لا الٰہ الا اللہ کے بعد اسی طرح بلند آواز سے محمد رسول اللہ کہے تو اسے ہر شخص اذان پر زیادتی سمجھ کر ناجائز کہے گا۔ اسی طرح اذان سننے والے کا محمد رسول اللہ کہنا اذان کے جواب پر اپنی طرف سے زیادتی کرنے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷۸)

اذان میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا

سوال......اذان میں کلمۂ شہادت پر جو لوگ انگوٹھے چومتے ہیں وہ ثبوت میں یہ واقعہ پیش کرتے ہیں کہ علامہ نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین میں یہ روایت درج فرمائی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسو سال تک خدا کی نافرمانی کی۔ مرنے کے بعد لوگوں نے اس کو گندی جگہ پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اسے اٹھا کر باعزت دفنانے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کا حکم دیا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ لوگ اس کے نافرمان ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ ارشاد ہوا ٹھیک ہے وہ گنہگار تھا مگر وہ جب رات کو آنکھ کھولتا تھا اور میرے محبوب محمد کا نام دیکھتا تو وہ اس کا نام چومتا' اور اپنی آنکھوں پر لگاتا تھا اس لئے وہ مجھے پیارا لگتا ہے۔ میں نے اس کے دوسو سال کے گناہ بخش دیئے۔

جواب......علامہ شامی نے قہستانی وغیرہ کے حوالے سے اس چومنے کا استحباب ذکر کر کے جراحی سے نقل کیا ہے کہ کسی حدیث سے اس کا ثبوت نہیں۔ لہٰذا اس کی سنیت پر کوئی دلیل نہیں اور چونکہ عوام اس کو سنت سے بھی بڑھ کر ضروری سمجھ کر نہ چومنے والے کو ملامت کرتے ہیں لہٰذا اس کا ترک ضروری ہو گیا۔

واقعہ مسئلہ سے متعلق جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے وہ غیر معروف ہے۔ اگر صحیح ہو تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کہیں لکھا ہوا ہو تو اسے چومنا اور آنکھوں پر لگانا

باعث برکت وثواب ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں یہ کیسے ثابت ہوا کہ ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا جائے۔خصوصاً اذان کے وقت۔(احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷۸)

اذان جمعہ کے بعد الصلوٰۃ سنت رسول اللہ پکارنا

سوال...... یہاں عام دستور ہے کہ نماز جمعہ میں اذان کے بعد الصلوٰۃ سنت رسول اللہ کا لفظ زور سے پکارا جاتا ہے۔شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

جواب...... یہ فعل محض بے بنیاد اور بدعت ہے' جس کا کوئی ثبوت نہیں' جب تثویب للفرض میں اختلاف ہے حالانکہ یہ ائمہ سے ثابت بھی ہے تو تثویب للسنۃ عدم ثبوت کی وجہ سے یقیناً ناجائز ہوگی۔(احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۳۶)

نماز سے پہلے اجتماعی اذانیں

سوال......ایک بستی میں عشاء کی اذان کے بعد اقامت سے پہلے روزانہ بلا ناغہ امام سمیت تمام نمازی جو اس وقت موجود ہوتے ہیں ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور تین بار اذان دیتے ہیں اور پھر مسجد کے چاروں کونوں کو پھونکتے ہیں کیا یہ فعل درست ہے؟

جواب......مذکورہ رسم و بدعت کا کہیں نام ونشان نہیں ملتا نہ معلوم ان لوگوں نے کہاں سے گھڑ لیا ہے اس کا ترک ضروری ہے۔(خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۳'۵۵۴)

خطبہ جمعہ کی دو بدعتیں

سوال......شامی فالترقیۃ المتعارفۃ سے لے کر فیکون المعتبر ھو الثانی فتامل اور قولہ من الترضی سے تخطیط الحروف والنغم کا ترجمہ فرمائیں۔

۱۔مرقی کے معنی کیا ہیں؟ ۲۔اس ترقیہ کے متعلق مفتی بہ مسئلہ کیا ہے؟ ۳۔خطیب ممبر پر چڑھتے وقت کچھ دعا اور السلام علیکم کہہ کر ممبر پر بیٹھتا ہے۔کیا یہ فعل موافق شریعت ہے؟

جواب......شامی نے اس جگہ دو بدعتوں کا رد فرمایا ہے۔ایک یہ کہ جب امام خطبے کے لئے ممبر پر آئے تو ایک آدمی کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں کو صحیحین کی یہ حدیث پڑھ کر سناتا ہے۔ اذاقلت لصاحبک یوم الجمعۃ انصت والامام یخطب فقد لغوت یعنی جب تم اپنے پاس والے سے کہو کہ چپ رہو جمعہ کے دن جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو حرکت کی۔

صاحب درمختار نے اس کو بدعت کہنے کے علاوہ اظہار تعجب بھی کیا ہے کہ لوگوں کو جس چیز سے منع کرتا ہے خود اسی کا ارتکاب کر رہا ہے۔ یہ حدیث سنانے والا چونکہ اونچی جگہ چڑھ کر سناتا ہے' اس لئے اس فعل کو ترقیہ اور اس کو اصطلاح میں مرقی کہتے ہیں۔

دوسری بدعت یہ ہے کہ درمیان خطبہ جب امام آیت ان اللہ وملٰئکتہ الخ پڑھتا ہے تو یہی شخص بلند آواز نغمے کے ساتھ اس کو پڑھتا ہے اور جب امام صحابہ کا نام لیتا ہے تو یہ با واز بلند ہر ایک کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتا ہے اسی کو درمختار میں ترضی ونحوہ سے تعبیر کیا ہے یہ دونوں چیزیں بدعت و ناجائز ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ ترقیہ میں صرف امام صاحب کے مذہب کے خلاف ہوتا ہے۔ صاحبین کے نہیں۔ کیونکہ خطبہ شروع کرنے سے پہلے صاحبین کلام کو جائز فرماتے ہیں اور ترضی اور قرات یہ باتفاق ائمہ ثلٰثہ ناجائز ہے۔ درمختار اور شامی نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ بلکہ احقر کے خیال میں تو ترقیہ بھی باتفاق ائمہ ثلٰثہ ناجائز ہونا چاہئے کیونکہ صاحبین قبل الخطبہ جس کلام کو جائز فرما رہے ہیں ان کی مراد وہ کلام ہے جو فی نفسہ جائز ہو۔ اور جو کسی بدعت پر مشتمل ہو تو وہ جمعہ اور مسجد کے علاوہ بھی ہر وقت اور ہر جگہ ناجائز ہے۔ خطبہ کے وقت میں بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔

صاحب درمختار کا مطلب بھی یہی ہے کہ صاحبین کے مذہب پر نفس کلام کی وجہ سے گناہ نہ ہوگا۔ بدعت ہونے کی وجہ سے گناہ ہو دوسری چیز ہے۔ اس تفصیل سے ۱'۲'۳ کا جواب معلوم ہو گیا۔ خطبے کے لئے ممبر پر چڑھتے وقت السلام علیکم وغیرہ کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے کہیں منقول نہیں۔ اس لئے ترک کرنا اس کا ضروری ہے۔ (امداد المفتیین ص ۲۰۴)

غیر عربی زبان میں خطبۂ جمعہ کا حکم
اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کی تحقیق

سوال......امریکہ میں بہت سے مقامات پر جمعہ سے پہلے خطبہ انگریزی زبان میں دیا جاتا ہے عام طور سے علماء دیوبند عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ جمعہ کو جائز نہیں سمجھتے' مگر یہاں متعدد عرب حضرات نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہوا ہے۔ اور جب ان سے بات کی جاتی ہے تو بعض مرتبہ ان کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر حنفی مذہب میں خطبہ جمعہ غیر عربی میں دینا جائز نہیں تو بعض دوسرے مذاہب میں جائز ہے۔ لہٰذا آپ سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ کیا ائمہ اربعہ میں سے کوئی اس بات کا قائل ہے کہ عربی کے سوا کسی مقامی زبان میں خطبہ دینا جائز ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ امریکہ میں بعض مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی ایسی مسجد نہیں ملتی جہاں عربی میں خطبہ ہوتا ہو لہٰذا جمعہ پڑھنے کے لئے ہی مسجد میں جانا پڑتا ہے جہاں خطبہ انگریزی میں دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسی مسجد میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور انگریزی خطبے کے بعد جمعہ درست ہو جاتا ہے یا نہیں؟

یہ سوال اس وجہ سے بھی پیدا ہوا کہ ہمارے جن بزرگوں نے اس موضوع پر رسالے یا فتاویٰ لکھے ہیں انہوں نے یہی کہا ہے کہ جس طرح امام ابوحنیفہؒ نے غیر عربی زبان میں قرأت کے جواز سے رجوع فرما لیا تھا' اسی طرح غیر عربی خطبے کے جواز سے بھی رجوع کر لیا تھا۔ (ملاحظہ ہو امداد الاحکام: صفحہ ۷۱۲ جلد ۱۔ جواہر الفقہ: صفحہ ۳۵۲ جلد ۱ اور احسن الفتاویٰ صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳)

اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے آخری قول کے مطابق (جو جمہور کے قول کے موافق ہے) غیر عربی زبان میں قرأت کرنے سے نماز ہی نہیں ہوتی' تو کیا اسی طرح غیر عربی زبان میں خطبہ دینے سے خطبہ بھی معتبر نہیں ہوگا؟ اور جب خطبہ درست نہ ہوا تو جمعہ کی نماز بھی درست نہ ہونی چاہئے' کیونکہ جمعہ بغیر خطبے کے جائز نہیں۔ اس مسئلے کی مکمل تحقیق مطلوب ہے۔

خطبۂ جمعہ میں مرشد کا نام داخل کرنا بدعت ہے

سوال...... ایک رسالہ آیا تھا جس میں اس امر کا رد تھا جو کہ بعض لوگوں نے ایجاد کر لیا ہے کہ خطبہ ثانیہ میں حضرات صحابہ و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اپنے مرشد کا نام اسی طرز پر داخل کیا تھا' اس رسالے پر بطور تصحیح یہ عبارت لکھی گئی۔

جواب...... خطبے میں اپنے پیر کا نام داخل کرنا بدعت ہے جس سے بچنا واجب ہے اور قیاس کرنا اس کا دعا للوالدین پر یا دعا للسلطان پر' یا ذکر حضرات صحابہ و اہل بیت یا مسلمین و مسلمات پر مع الفارق ہے۔ والدین پر تو اس لئے کہ اس کے ساتھ نام تو نہیں ہوتا' ہر شخص وہ عبارت پڑھ سکتا ہے بخلاف مقیس کے کہ وہ خطبہ ہر شخص جو اس پیر کا معتقد نہ ہو نہیں پڑھ سکتا اور سلطان پر اس لئے کہ اس کا ذکر بطور بزرگی کے نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے دعا ہوتی ہے توفیق لخدمت الاسلام کی تو اس کو اس سے کیا نسبت؟ اور صحابہ و اہل بیت پر اس لئے کہ ان کے فضائل بالخصوص منصوص ہیں۔ بخلاف دوسروں کے اور مسلمین و مسلمات پر اس لئے کہ اس کا کوئی مصداق متعین نہیں کیا جاتا۔ یہ وصف جس پر عنداللہ صادق ہو وہ داخل ہو جائے گا اور تعین میں تو بالخصوص دعویٰ ہے اس کی مقبولیت عنداللہ کا۔ جو خود نص حدیث کے خلاف ہے۔ ولا یزکی علی اللہ احد بالخصوص خطبہ میں جو کہ بعض احکام میں مثل نماز کے ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۳۱۴)

الوداع کا خطبہ پڑھنا

سوال..... آخر جمعہ کو ماہ رمضان میں الوداع الوداع یا شہر رمضان اور اشعار فارسی یا عربی یا اردو کے ہر جمعے میں' یا رمضان کے آخری جمعہ میں اس صورت میں کہ عوام الناس اس کو سنت بلکہ قریب واجب جانتے ہیں کیسا ہے؟

جواب..... یہ خطبہ بدعت ہے کہ مرثیہ اور اشعار قرون مشہود لہا بالخیر میں منقول نہیں۔ بالخصوص جب اس فعل کو ضروری جانا جائے۔ کہ موکد جاننا کسی امر مستحب کو بھی تعدی حدود اللہ میں داخل اور بدعت ضلالہ ہے چہ جائیکہ امر محدث اور پھر غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے بہرحال یہ فعل عوام جہلاء خطباء کا ہے اور سنت جاننا اس کا بدعت ضلالہ واجب الترک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۸)

جمعۃ الوداع میں الوداع یا الفراق کے الفاظ کہنا

سوال..... خطبہ آخر جمعہ رمضان میں الوداع یا الفراق پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب..... الوداع یا الفراق کا خطبہ پڑھنا اور کلمات حسرت کا ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت وتوبہ سامعان ہوئے تو امید ثواب ہے مگر اس طریقہ کا ثبوت قرون ثلاثہ میں نہیں ہے البتہ آخر شعبان میں خطبہ استقبال رمضان احادیث میں وارد ہے۔ اور شاید جس نے اس خطبہ کا ایجاد کیا اس نے خطبہ استقبال پر ہی قیاس کیا ہو۔ لیکن اہتمام اس خطبہ کا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں مروج ہے اور اس کو حد التزام تک پہنچانا بدعت سے خالی نہیں' اس لئے لازم ہے کہ اس کے التزام کو چھوڑیں تاکہ عوام اس کے مسنون ومستحب بلکہ ضروری ہونے کے عقیدہ کو چھوڑیں۔ (فتاویٰ عبدالحیٰ ص ۵۱۰)

سنت فجر کے بعد مسجد میں لیٹنا بدعت ہے

سوال..... فجر کی سنت وفرض کے درمیان ایک شخص داہنی کروٹ پر لیٹ جاتا ہے ایک شخص نے منع کیا اور یہ کہا کہ اس کو حنفیہ نے منع کیا ہے۔ اس بارے میں شرعی تحقیق کیا ہے؟

جواب..... یہ لیٹنا کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مگر مسجد میں نہیں بلکہ اپنے گھر میں اور وہ بھی التزام کے ساتھ نہیں۔ یہی مراد ہے اس حدیث کی جو بخاری میں ہے۔ اگر کوئی ایسا ہی کرے تو حنفیہ اس کو منع کرتے ہیں۔ کیونکہ اول تو مسجد میں لیٹنا حضورؐ سے ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہوتا تب بھی سنت ومستحب ہوتا۔ اب لوگ اس کو لازم وواجب سمجھنے لگے تو ایسی حالت میں ترک ہی اولیٰ (بلکہ ضروری) ہوگا۔ (امداد المفتیین ص ۲۰۴)

نماز کے بعد بلاوجہ سجدۂ سہو کرنا بدعت ہے

سوال...... اگر کوئی شخص ہر نماز کے بعد سجدۂ سہو کرے تو نماز میں کچھ نقص تو نہیں آتا؟

جواب...... بلاوجہ شرعی ہر نماز کے بعد سجدۂ سہو کرنا بدعت وگمراہی ہے۔ البتہ کوئی واجب نماز میں سہواً چھوٹ جائے اس وقت سجدۂ سہو مشروع ہے۔ (امداد المفتیین ص ۲۰۴)

دعا کے اختتام پر کلمہ پڑھنا

سوال...... ہمارے علاقے میں دستور ہے کہ دعا ختم کرنے کے بعد جب منہ پر ہاتھ پھیرتے ہیں اس وقت کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں۔ نیز شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے؟

جواب...... دعا کے آخر میں درود شریف اور آمین کے سوا اور کچھ پڑھنا ثابت نہیں۔ لہٰذا منہ پر ہاتھ پھیرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنے کا دستور بدعت ہے۔ جیسے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد یا تلاوت کے بعد کوئی شخص دعائے ماثورہ کی بجائے اس کے بعد کلمہ طیبہ پڑھے تو اسے ہر شخص دین میں زیادتی اور بدعت سمجھے گا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷۴) "اگر کوئی آسانی کی وجہ سے پڑھتا ہے تب بھی یہ کہا جائے گا کہ تین بار استغفر اللہ کہہ لیا کرے یہ آسان بھی ہے اور آپؐ سے منقول بھی" م۔ع

تین دفعہ دعا مانگنے کا التزام

سوال...... اس علاقے میں دعا میں تین دفعہ ہاتھ اٹھانے کا التزام کیا جاتا ہے اور استدلال میں مسلم کتاب الجنائز کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بقیع میں تین دفعہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اس حدیث کی توجیہ بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔

جواب...... بقیع والی حدیث کے مندرجہ ذیل جواب دیے جاسکتے ہیں۔

۱۔ ایک اتفاقی واقعے سے التزام پر استدلال درست نہیں۔ زیادہ سے زیادہ جواز بلا التزام ثابت ہوگا۔ التزام بہرحال ناجائز ہے۔

۲۔ ممکن ہے کہ مختلف قبروں پر متعدد مرتبہ ہاتھ اٹھانا ہوا ہو۔

۳۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ایک دفعہ دعا ختم کرنے کے بعد جدید دعا کا کوئی خاص داعیہ (مثلاً مزید رقت قلب وشان رحمت) پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح دوسری دعا ختم کرنے کے بعد تیسری دفعہ ہاتھ اٹھانا خاص داعیہ کے تحت ہوا ہو۔

۴۔ ممکن ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو۔ بایں طور کہ پہلے خصوصی شفاعت کے طور پر دعا فرمائی ہو ختم کرنے کے بعد پھر مزید دعا کرنے کا حکم الٰہی ہوتا گیا۔

ان توجیہات کی ضرورت اس لئے ہے کہ اصل میں حدیث کا مفہوم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے صحابہؓ تابعینؒ اور ائمہؒ کے قول وعمل کا ملاحظہ ضروری ہے۔ جو کام عبادت سمجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں صحابہؓ کے روبرو کیا ہو۔ پھر دعا کا واقعہ کوئی عمر بھر میں ایک آدھ نہیں بلکہ دن میں کئی مرتبہ کا ہے۔ پس اگر تین مرتبہ کا کوئی ثبوت ہوتا اور صحابہؓ اسے ثواب سمجھتے تو ضرور اسے نقل کرتے اور خود بھی اس پر عمل کرتے۔ حالانکہ امت میں کسی نے نہ اسے نقل کیا اور نہ ہی اس کے مطابق عمل کیا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۴۳)

جنازہ کے ساتھ جہراً کلمہ پڑھنا

سوال...... یہاں دستور ہے کہ میت کا جنازہ جب لے جاتے ہیں تو ساتھ ساتھ بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد ضروری سمجھتے ہیں۔ کیا شرع میں اس کی کوئی اصل ہے؟

جواب...... جنازہ کے ساتھ جہراً کلمہ پڑھنا بدعت ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۴۷)

''آہستہ آہستہ پڑھیں اور درمیان رفتار چلیں'' م۔ ع

جنازے کے ساتھ ٹولیاں بنا کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھنا بدعت ہے

سوال...... بعض لوگ جنازے کے ساتھ چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر بلند آواز کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھتے رہتے ہیں اور بعض اس کی مخالفت کرتے ہیں' آپ ذرا یہ بتایئے کہ کیا صحیح ہے' میں آپ کا دل کی گہرائیوں سے مشکور وممنون ہوں گا۔

جواب...... فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''وعلی متبعی الجنازة الصمت و یکرہ لھم رفع الصوت بالذکر و قراءة القرآن کذا فی شرح الطحاوی فان ارادان یذکر اللہ یذکر فی نفسہ کذا فی فتاوی قاضی خان.'' (ج: ۱ ص ۱۶۲)

ترجمہ......''جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش رہنا لازم ہے' اور بلند آواز سے ذکر کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا مکروہ ہے' (شرح طحاوی) اور اگر کوئی شخص ذکر اللہ کرنا چاہے تو دل میں ذکر کرے۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ نے ٹولیاں بنا کر کلمہ طیبہ پڑھنے کے جس رواج کا ذکر کیا ہے وہ مکروہ بدعت ہے اور جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہ صحیح کرتے ہیں البتہ کلمہ طیبہ وغیرہ زیر لب پڑھنا چاہئے۔

متعدد بار نماز جنازہ کا جواز

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میت کی نماز جنازہ ایک بار ہونی چاہئے یا زیادہ بار؟ کیونکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ایک بار ہی ہونی چاہئے' جبکہ علمائے کرام کی نماز جنازہ تین بار ہوئی ہے؟

جواب..... اگر میت کے ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی ہو تو جنازے کی نماز دوبارہ نہیں ہو سکتی اور اگر اس نے نہ پڑھی ہو تو وہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے اور اس دوسری جماعت میں دوسرے لوگ بھی جنہوں نے پہلے نماز جنازہ نہیں پڑھی شریک ہو سکتے ہیں۔ آپ کے مسائل ج ۳ ص ۲۰۲۔

جنازہ کے ساتھ ذکر جہری کرنا بدعت ہے

سوال..... جنازے کے ساتھ متبعین کو بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ جھنڈے لے کر جانا اور مولود خوانی کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور ائمہ دین میں کسی سے بھی کسی ضعیف روایت میں قولاً یا عملاً منقول نہیں اس لئے بدعت شنیعہ اور ایسا کرنا گناہ ہے اور اس کو باعث ثواب سمجھنا دوسرا گناہ ہے۔ (امداد المفتیین ج ص ۱۷۶)

دفن کے وقت قبر میں کیوڑا چھڑکنا

سوال..... میت کو دفن کرتے وقت قبر کے اندر کیوڑا چھڑکنا درست ہے یا نہیں؟ کہتے ہیں کہ خوشبو کی چیز ہے اور خوشبو سے میت کو سرور ہوتا ہے۔ اسی طرح اگربتی قبر پر یا قبر سے جدا سلگانا کیسا ہے؟

جواب..... ناجائز اور بدعت ہے۔ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ا ص ۳۷۱)

حول قبر کی نماز بدعت ہے

سوال..... زید کا انتقال ہوا۔ کفن دفن کے بعد اس کے رشتے دار امام مسجد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ مرحوم کے لئے حول قبر کی نماز پڑھائیے۔ اس طرح کہ دو رکعت کی نیت کرو۔ پہلی رکعت میں گیارہ مرتبہ سورۂ تکاثر' اور دوسری میں گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھو۔ اور سلام پھیرنے

کے بعد میت کو اس کا ثواب پہنچا دو۔ کیا شرعاً اس نماز کا ثبوت ہے؟

جواب...... حول قبر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ ائمہ مجتہدین اور فقہائے کرام سے منقول نہیں۔ اس کو مسنون سمجھنا اور شرعی حکم بتانا اپنی طرف سے شریعت میں اضافہ کرنا ہے۔ وہی عمل قابل قبول اور میت کے لئے مفید ہو سکتا ہے جو سنت کے موافق ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۱۹۵) ''اور خدا جانے ''حول قبر'' کس مناسبت سے گھڑا گیا ہے'' م۔ ع

بعد نماز جنازہ میت کے گرد پھرنا

سوال...... رواج ہے کہ نماز جنازہ کے بعد میت کے گرد پھرتے ہیں اور کچھ پڑھ کر ملا کی ملک کرتے ہیں اور وہ قبلت کہتا ہے اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں کہ یہ سنت ہے؟ یہ امر شرعاً عندالاحناف مسنون و جائز ہے یا نہیں؟

جواب...... یہ عمل خود بھی بدعت سیئہ ہے۔ قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کی کہیں نظیر نہیں ملتی۔ اور اس پر مزید یہ ہو گیا ہے کہ لوگوں نے اس پر اصرار سنت اور وجوب کے درجہ میں کر دیا ایسی صورت میں تو بعض سنتوں کا ترک بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ (امداد المفتیین ص ۱۷۰)

دفن کے بعد تین دفعہ دعا مانگنا بدعت ہے

سوال...... رواج ہے کہ دفن کے بعد قبر پر دعا مانگتے ہیں اور پھر چند قدم پیچھے ہٹ کر دوبارہ دعا مانگتے ہیں۔ پھر چند قدم ہٹ کر تیسری دفعہ دعا مانگتے ہیں' اس کا التزام کیا جاتا ہے' کیا حکم ہے؟

جواب...... دفن کے بعد بدون ہاتھ اٹھائے میت کے لئے دعا مغفرت کرنا حدیث سے ثابت ہے ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ دعا کرنا' پھر اس کا التزام اور ہر دفعہ چند قدم پیچھے ہٹنا بدعت ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۱)

دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بدعت ہے

سوال...... دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے متعلق امداد الفتاویٰ حصہ اول میں جائز لکھا ہے تو یہ منفرد کے لئے ہے یا اجتماعی طور پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں؟

جواب...... حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بوقت زیارت قبور دعا میں رفع یدین سے متعلق یوں استدلال کیا ہے قال فی الفتح والسنة زیارتها قائماً والدعاء عندها قائماً و بعد اسطر ثم یدعوا قائماً طویلا (شامیہ ج ۱ ص ۸۴۳)

اس سے دعا ثابت ہوئی' اور دعا میں رفع یدین احادیث سے ثابت ہے لہذا اس میں بھی رفع یدین ہوگا۔ نیز صحیح مسلم کی صریح حدیث ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تشریف لے گئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

فقہ کی مذکورہ بالا عبارت اور حدیث مذکور اور امداد الفتاویٰ کا فتویٰ زیارت القبور سے متعلق ہے نہ کہ دفن سے' دفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نہ حدیث سے ثابت ہے نہ فقہ سے اور نہ ہی امداد الفتاویٰ میں اس کا ذکر ہے اور نہ ہی اکابر علماء کا اس پر عمل ہے لہذا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ج ۱ص ۳۵۲)

مردوں کے لئے دعائے مغفرت کا ایک خاص طریقہ

سوال...... نماز پنجگانہ' جمعہ وعیدین سے فارغ ہو کر مسجد میں کھڑے ہو کر اجتماعی شکل میں السلام علیکم یا اهل القبور. یا السلام علیکم دار قوم مومنین پڑھ کر دعائے مغفرت کرنا کیسا ہے؟ حالانکہ بعض جگہ مقبرہ مسجد سے ایک فرلانگ پر ہوتا ہے۔

جواب...... یہ طریقہ ثابت نہیں اس کو ترک کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ص ۱۷۳)

غائبانہ نماز جنازہ

سوال...... کچھ روز پہلے' بلکہ اب تک افراد کی بڑی تعداد نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور یہاں تک کہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں بھی ملک کی ایک بڑی ہستی کی نماز جنازہ غائبانہ طور پر ادا کی گئی' آپ سے پوچھنا یہ مقصود ہے کہ حنفی مسلک میں کیا غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا درست ہے؟ اگر نہیں تو کس مسلک میں درست ہے؟ اور مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے امام صاحب کس مسلک سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے علاقے کی مسجد کے امام جو ایک سند یافتہ جید عالم ہیں اور اپنے مسائل کی تصحیح ہم انہی کے بتائے ہوئے طریقے پر کرتے ہیں انہوں نے احادیث کی کتب سے دلائل دیتے ہوئے بتایا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ احناف کے نزدیک درست نہیں ہے۔

جواب...... غائبانہ نماز جنازہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں' البتہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک جائز ہے' حرمین شریفین کے ائمہ امام احمدؒ کے مقلد ہیں' اس لئے اپنے مسلک کے مطابق ان کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے۔

غائبانہ جنازہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک جائز نہیں

سوال...... کیا کسی شخص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے؟ کیونکہ پندرہ روزہ "تعمیر

حیات'' (لکھنؤ) میں مولانا طارق ندوی سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ: احناف کے یہاں جائز نہیں ہے' اس کے برعکس ''معارف الحدیث'' جلد ہفتم میں مولانا محمد منظور نعمانی لکھتے ہیں کہ جب حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا انتقال ہوا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اس کی اطلاع ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی اطلاع دی اور مدینہ طیبہ میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی' دونوں مسائل کی وضاحت کیجئے۔

جواب...... امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔ جیسا کہ مولانا طارق ندوی نے لکھا ہے نجاشی کا غائبانہ نماز جنازہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا اس کو نجاشی کی خصوصیت قرار دیتے ہیں' ورنہ غائبانہ جنازہ کا عام معمول نہیں تھا۔ امام شافعیؒ قصہ نجاشی کی وجہ سے جواز کے قائل ہیں۔ امام احمدؒ کے مذہب میں دو روایتیں ہیں' ایک جواز کی' دوسری منع کی۔

نماز جنازہ میں عورتوں کی شرکت

سوال...... کیا عورت نماز جنازہ میں شرکت کر سکتی ہے؟ یعنی جماعت کے پیچھے عورتیں کھڑی ہو سکتی ہیں؟

جواب...... جنازہ مردوں کو پڑھنا چاہئے عورتوں کو نہیں' تاہم اگر جماعت کے پیچھے کھڑی ہو جائیں تو نماز ان کی بھی ہو جائے گی۔

کتاب السیر والمناقب

صحابیات کا مثالی جذبہ شہادت

ازافادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

درج ذیل ایمان افروز واقعات سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھی جائے کہ جہاد میں عورتوں کا حاضر ہونا ناپسند ہے مگر مجاہدین کی اعانت اور زخمیوں کی خبر گیری کی غرض سے ان عورتوں کا حاضر ہونا جائز ہے جن کی حاضری باعث فتنہ نہ ہو یعنی بالکل بوڑھی ہوں۔ بشرطیکہ شوہر یا کوئی اور محرم ان کے ہمراہ ہو۔ بعض واقعات کا ظہور پردہ کے حکم سے پہلے بھی ہوا ہے۔ (محمد ازہر)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جذبہ شہادت

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ احد کی لڑائی میں شریک ہوئیں۔ غزوہ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مستورات کو ایک قلعہ میں بند کر دیا تھا اور حضرت حسان بن ثابتؓ کو بطور محافظ کے چھوڑ دیا تھا۔ یہود کی ایک جماعت نے عورتوں پر حملہ کا ارادہ کیا اور ایک یہودی حالات معلوم کرنے کیلئے قلعہ پر پہنچا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھ لیا۔ حضرت حسانؓ سے کہا کہ یہ یہودی موقع دیکھنے آیا ہے تم قلعہ سے باہر نکلو اور اس کو مار دو۔ وہ ضعیف تھے' ضعف کی وجہ سے ان کی ہمت نہ ہوئی تو حضرت صفیہؓ نے ایک خیمہ کا کھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس کا سر کاٹ لائیں اور دیوار پر سے یہود کے مجمع میں پھینک دیا۔ وہ دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی سے سمجھتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عورتوں کو بالکل تنہا نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ ضرور ان کے محافظ مرد اندر موجود ہیں۔ (اسد الغابہ)

فائدہ: ۲۰ھ میں حضرت صفیہؓ کا وصال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر تہتر (۷۳) سال کی تھی۔ اس لحاظ سے خندق کی لڑائی میں جو ۵ھ میں ہوئی اس کی عمر اٹھاون (۵۸) سال کی ہوئی۔ آج کل اس عمر کی عورتوں کو گھر کا کام کاج بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک مرد کا اس طرح تنہا قتل کر دینا اور

ایسی حالت میں کہ یہ تنہا عورتیں اور دوسری جانب یہود کا مجمع۔ رسالہ محاسن اسلام ستمبر ۲۰۰۷ ص ۳۳۔

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جذبہ شہادت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت خنساءؓ اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت پر بہت اُبھارا' کہنے لگیں کہ میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہو اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو' اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا' نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا' نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لیے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کے فنا ہو جانے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح و سالم اُٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آ گئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا' ان شاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے۔ حوالہ بالا۔

بیٹوں کی شہادت پر شکر الٰہی

چنانچہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نمبروار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر اُمنگ پیدا کرتا تھا۔ جب ایک شہید ہو جاتا تھا تو اسی طرح دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا۔ بالآخر چاروں شہید ہوئے اور جب ماں کو چاروں کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا۔ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔ (اسد الغابہ) محاسن اسلام ستمبر ۲۰۰۷ ص ۳۴۔

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جذبہ شہادت

حضرت اُم عمارہ انصاریہؓ بَیْعَۃُ الْعَقَبَہ میں شریک ہوئیں۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں۔

احد کی لڑائی کا قصہ خود ہی سناتی ہیں کہ میں مشکیزہ پانی کا بھر کر احد کی طرف چلی کہ دیکھوں مسلمانوں پر کیا گزری اور کوئی پیاسا زخمی ملا تو پانی پلا دوں گی۔ اس وقت ان کی عمر تینتالیس ۴۳ برس کی

تھی۔ان کے خاوند اور دو بیٹے بھی لڑائی میں شریک تھے۔ مسلمانوں کو فتح اور غلبہ ہورہا تھا مگر تھوڑی دیر میں جب کافروں کو غلبہ ظاہر ہونے لگا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئی اور جو کافر اُدھر کا رخ کرتا تھا اس کو ہٹاتی تھی۔ابتداء میں ان کے پاس ڈھال بھی نہ تھی بعد میں ملی جس پر کافروں کا حملہ روکتی تھیں' کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا جس کے اندر مختلف چیتھڑے بھرے ہوئے تھے۔جب کوئی زخمی ہوجاتا تو ایک چیتھڑا نکال کر جلا کر اس زخم میں بھر دیتیں۔خود بھی کئی جگہ سے زخمی ہوئیں' بارہ تیرہ جگہ زخم آئے جن میں ایک زخم بہت سخت تھا۔اُم سعیدؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے مونڈھے پر ایک بہت گہرا زخم دیکھا' میں نے پوچھا کہ یہ کس طرح پڑا تھا' کہنے لگیں کہ احد کی لڑائی میں جب لوگ اِدھر اُدھر پریشان پھر رہے تھے تو ابن قمیہ یہ کہتا ہوا بڑھا' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں' مجھے کوئی بتادو کہ کدھر ہیں۔اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہیں۔مصعبؓ بن عمیر اور چند آدمی اس کے سامنے آگئے۔ان میں میں بھی تھی اس نے میرے مونڈھے پر وار کیا' میں نے بھی اس پر کئی وار کیے مگر اس پر دہری زرہ تھی اس لیے زرہ سے حملہ رک جاتا تھا۔یہ زخم ایسا سخت تھا کہ سال بھر تک علاج کیا مگر اچھا نہ ہوا۔

زخمی ہونے کے باوجود جنگ کیلئے تیار ہوگئیں

اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمراُلاسد کی لڑائی کا اعلان فرمادیا۔اُم عمارہؓ بھی کمر باندھ کر تیار ہوگئیں مگر چونکہ پہلا زخم بالکل ہرا تھا' اس لیے شریک نہ ہوسکیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حمراُلاسد سے واپس ہوئے تو سب سے پہلے اُم عمارہ کی خیریت معلوم کی اور جب معلوم ہوا کہ افاقہ ہے تو بہت خوش ہوئے۔اس زخم کے علاوہ اور بھی بہت زخم احد کی لڑائی میں آپ کو آئے تھے۔حوالہ بالا۔

بے مثال ہمت

اُم عمارہؓ کہتی ہیں کہ اصل میں وہ لوگ گھوڑوں پر سوار تھے اور ہم پیدل تھے اگر وہ بھی ہماری طرح پیدل ہوتے جب بات تھی اس وقت اصل مقابلہ کا پتہ چلتا۔جب گھوڑے پر کوئی آتا اور مجھے مارتا تو اس کے حملوں کو میں ڈھال پر روکتی رہتی اور جب وہ مجھ سے منہ موڑ کر دوسری طرف چلتا تو میں اس کے گھوڑا کی ٹانگ پر حملہ کرتی اور وہ کٹ جاتی جس سے گھوڑا بھی گرتا اور سوار بھی گرتا اور جب وہ گرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لڑکے کو آواز دے کر میری مدد کو بھیجتے۔میں اور وہ دونوں مل کر اس کو نمٹادیتے۔ان کے بیٹے عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میرے بائیں بازو میں زخم آیا اور خون تھمتا نہ تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر پٹی باندھ لو۔میری والدہ آئیں اپنی کمر میں سے کچھ کپڑا

نکالا' پٹی باندھی اور باندھ کر کہنے لگیں کہ جا کافروں سے مقابلہ کر۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس منظر کو دیکھ رہے تھے' فرمانے لگے اُم عمارہؓ اتنی ہمت کون رکھتا ہوگا جتنی تو رکھتی ہے۔ حوالہ بالا۔

جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوران میں ان کو اور ان کے گھرانے کو کئی بار دعائیں بھی دیں اور تعریف بھی فرمائی۔ اُم عمارہؓ کہتی ہیں کہ اسی وقت ایک کافر سامنے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ یہی ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے' میں بڑھی اور اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہوا اور ایک دم بیٹھ گیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ بیٹے کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد ہم لوگ آگے بڑھے اور اس کو نمٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو دعائیں دیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ شانہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب فرمائیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرما دی تو کہنے لگیں کہ اب مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ دنیا میں مجھ پر کیا مصیبت گزری۔ محاسن اسلام ستمبر ۲۰۰۷ ص ۳۵۔

جنگ یمامہ کا کارنامہ

اُحد کے علاوہ اور بھی کئی لڑائیوں میں ان کی شرکت اور کارنامے ظاہر ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ارتداد کا زور و شور ہوا اور یمامہ میں زبردست لڑائی ہوئی۔ اس میں اُم عمارہؓ شریک تھیں۔ ان کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا تھا اور اس کے علاوہ گیارہ زخم بدن پر آئے تھے' انہیں زخموں کی حالت میں مدینہ طیبہ پہنچیں۔ (طبقات) حوالہ بالا۔

حضرت اُم حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جذبہ شہادت

اُم حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حارث جو عکرمہؓ بن ابی جہل کی بیوی تھیں اور کفار کی طرف سے اُحد کی لڑائی میں بھی شریک ہوئی تھیں۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو مسلمان ہو گئیں۔ ایضاً

خاوند کی ہدایت کی جدوجہد

خاوند سے بہت زیادہ محبت تھی مگر وہ اپنے باپ کے اثر کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جب مکہ فتح ہو گیا تو یمن بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوند کے لیے امن چاہا اور خود یمن پہنچیں۔ خاوند کو بڑی مشکل سے واپس آنے پر راضی کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے ان کے دامن ہی میں پناہ مل سکتی ہے تم میرے ساتھ چلو۔ وہ مدینہ

طیبہ واپس آ کر مسلمان ہوئے اور دونوں میاں بیوی خوش وخرم رہے۔ ایضاً۔

میدان جنگ میں نکاح

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو اس میں عکرمہ بھی شریک ہوئے اور یہ بھی ساتھ تھیں۔ حضرت عکرمہؓ اس میں شہید ہو گئے تو خالد بن سعیدؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور اسی سفر میں مرج الصفر ایک جگہ کا نام ہے وہاں رخصتی کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا کہ ابھی دشمنوں کا جمگھٹا ہے اس کو نمٹنے دیجئے۔ خاوند نے کہا مجھے اس معرکہ میں اپنے شہید ہونے کا یقین ہے وہ بھی چپ ہو گئیں اور وہیں ایک منزل پر خیمہ میں رخصتی ہوئی۔ صبح کو ولیمے کا انتظام ہو ہی رہا تھا کہ رومیوں کی فوج چڑھ آئی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں خالد بن سعیدؓ شہید ہوئے۔ اُم حکیم نے اس خیمہ کو اُکھاڑا جس میں رات گزری تھی اور اپنا سب سامان باندھا اور خیمہ کا کھونٹا لے کر خود بھی مقابلہ کیا اور سات آدمیوں کو تن تنہا قتل کیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ (اسد الغابہ) ایضاً۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اولاد کرام

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے حرم پاک تھے؟ اولاد کتنی تھی؟ اور کن کن حرم پاک سے ہوئی؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں گیارہ خواتین آئیں جن میں سے دو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہؓ آپ کی حیات مبارک میں ہی وفات پا گئیں۔ باقی نو وفات کے بعد زندہ تھیں۔ ان سب کے نام ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد (۲) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خزیمہ (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۴) حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۵) حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۶) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت جحش (۷) حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت ابی سفیان (۸) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۹) حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱۰) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱۱) حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کی مؤنث اولاد چار لڑکیاں تھیں۔ حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ حضرت اُم کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھن اور تین یا چار یا پانچ صاحبزادے تھے۔ حضرت قاسمؓ حضرت عبداللہؓ حضرت طیبؓ حضرت طاہرؓ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہمؓ چار بیٹے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باندی تھیں۔

جولوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار صاحبزادے بتاتے ہیں ان کے نزدیک حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام طیب بھی ہے اور جو تین بتاتے ہیں ان کے نزدیک طاہر بھی حضرت عبداللہ کا نام ہے۔ یہ تمام صاحبزادے بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ البتہ صاحبزادیاں جوان ہوئیں اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ابوالعاصؓ بن ربیع سے ہوئی۔ حضرت رقیہ اور اُم کلثوم کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے ہوئیں اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی شادی حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے ہوئی۔ فقط (خیر الفتاویٰ)۔ رسالہ ازواج مطہرات۔

(۱) اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

اُم المؤمنین خدیجہؓ بالاجماع آپ کی پہلی بیوی ہیں اور بالاجماع پہلی مسلمان ہیں' کوئی مرد اور کوئی عورت اسلام لانے میں آپ سے مقدم نہیں۔ حضرت خدیجہ قبیلہ قریش سے تھیں۔ والد کا نام خویلد اور ماں کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔

سلسلہ نسب قریش تک اس طرح پہنچتا ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی' قصی پر پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔

لقب

چونکہ حضرت خدیجہ جاہلیت کے رسم ورواج سے پاک تھیں اس لیے بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر وہ طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں۔ ایضاً۔

(۲) اُم المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے کچھ ہی روز بعد حضرت سودہ آپ کے نکاح میں آئیں۔ یہ بھی اشراف قریش میں سے تھیں۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی۔

لوئی بن غالب پر پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔ والدہ کا نام شموس بنت قیس بن عمرو بن زید انصاریہ ہے۔ انصار میں سے قبیلہ بنی النجار کی تھیں۔ ابتداء نبوت میں مشرف باسلام ہوئیں۔ ایضاً۔

حلیہ و مزاج

حضرت سودہ کا قد لانبا اور بدن بھاری تھا۔ مزاج میں ظرافت تھی۔

(۳) اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام و کنیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی ہیں۔ والدہ ماجدہ کا نام زینب اور اُم رومان کنیت تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خود کوئی اولاد نہیں ہوئی لیکن اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام سے اُم عبداللہ اپنی کنیت رکھی۔ ایضاً۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح اور رخصتی

ماہ شوال ۱۰ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔ خولہ بنت حکیم نے آپ کی طرف سے جا کر پیام دیا۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے جبیر سے عائشہ کا پیام دیا تھا جس کو میں منظور کر چکا ہوں اور خدا کی قسم ابوبکر نے کبھی کوئی وعدہ خلافی نہیں کی۔

ابوبکر صدیق یہ کہہ کر سیدھے مطعم کے گھر پہنچے اور مطعم سے مخاطب ہو کر کہا کہ نکاح کے متعلق کیا خیال ہے۔ مطعم کی بیوی بھی سامنے تھی، مطعم نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ مطعم کی بیوی نے ابوبکر سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے یہاں نکاح کرنے سے مجھ کو قوی اندیشہ ہے کہ کہیں میرا بچہ صابی یعنی بے دین نہ ہو جائے اور اپنا آبائی دین چھوڑ کر تمہارے دین میں نہ داخل ہو جائے۔ ابوبکر صدیق مطعم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے مطعم تم کیا کہتے ہو' مطعم نے کہا میری بیوی نے جو کہا وہ آپ نے سن لیا' جس عنوان سے مطعم اور اس کی بیوی نے متفقہ طور پر انکار کیا۔ ابوبکر اس کو سمجھ گئے اور یہ محسوس کر لیا کہ وعدہ کی ذمہ داری اب مجھ پر باقی نہیں رہی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے اُٹھ کر گھر آئے اور خولہ سے کہہ دیا کہ مجھ کو منظور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت چاہیں تشریف لے آئیں' چنانچہ آپ تشریف لائے اور نکاح پڑھا گیا' چار سو درہم مہر مقرر ہوا۔

ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال ۱۰ نبوی میں نکاح ہوا۔ آپ کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ ہجرت کے سات آٹھ مہینہ بعد شوال ہی کے مہینہ میں رخصتی اور عروسی کی رسم ادا ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر نو سال اور کچھ ماہ کی تھی۔ ایضاً۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے نکاح کر دیا ہے

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ اللہ عزوجل نے آپ کا نکاح ابوبکر کی بیٹی سے کر دیا اور جبریل کے ساتھ عائشہ کی ایک تصویر بھی تھی جو مجھ کو دکھائی اور کہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔

(۴) اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پیدائش اور نام ونسب

حضرت حفصہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ والدہ کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ حضرت حفصہ بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں جس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

پہلا نکاح اور بیوگی

پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سہمیؓ کے ساتھ ہوا' اپنے شوہر خنیس کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئیں۔ غزوہ بدر کے بعد خنیسؓ کا انتقال ہو گیا۔ ایضاً۔

(۵) اُم المؤمنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام اور لقب

زینب آپ کا نام تھا۔ چونکہ آپ بہت سخی اور فیاض تھیں اس لیے ایام جاہلیت ہی سے اُم المساکین کہہ کر پکاری جاتی تھیں۔ باپ کا نام خزیمہ بن الحارث ہلالی تھا۔

پہلا نکاح و بیوگی

پہلا نکاح عبداللہ بن جحشؓ سے ہوا۔ ۳ھ میں عبداللہ بن جحشؓ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ ایضاً۔

(۶) اُم المؤمنین سیدہ ام سلمہ بنت ابی اُمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

اُم سلمہ آپ کی کنیت تھی۔ ہند آپ کا نام تھا۔ ابو اُمیہ قریشی مخزومی کی بیٹی تھیں۔ ماں کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ تھا۔ ایضاً۔

(۷) اُم المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داری

حضرت زینب بنت جحشؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ یعنی آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ایضاً۔

(۸) اُم المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث بن ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خاندان

حضرت جویریہ بنت حارث بن ضرار سردار بنی المصطلق کی بیٹی تھیں۔ پہلا نکاح مسافع بن صفوان مصطلقی سے ہوا تھا جو غزوہ مریسیع میں مارا گیا۔

گرفتاری

اس غزوہ میں جہاں اور بہت سے بچے اور عورتیں گرفتار ہوئے ان میں جویریہ بھی تھیں۔

آزادی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور چار سو درہم مہر مقرر کیا۔ ۵ ہجری میں آپ کی زوجیت میں آئیں۔ اس وقت آپ بیس سال کی تھیں۔

(۹) اُم المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پیدائش اور نام ونسب

رملہ آپ کا نام اور اُم حبیبہ آپ کی کنیت تھی۔ ابوسفیان بن حرب اموی قریش کے مشہور سردار کی بیٹی تھیں۔ والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا جو حضرت عثمان کی پھوپھی تھیں۔ بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں۔

نکاح' اسلام اور ہجرت حبشہ

پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا۔ اُم حبیبہؓ ابتداء ہی میں مسلمان ہوئیں اور ان کے شوہر بھی اسلام لے آئے اور دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں جا کر ایک لڑکی پیدا ہوئی جس

کا نام حبیبہ رکھا اور اسی کے نام پر اُم حبیبہ کنیت رکھی گئی اور پھر اسی کنیت سے مشہور ہوئیں۔ چند روز کے بعد عبیداللہ بن جحش تو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گیا مگر اُم حبیبہؓ برابر اسلام پر قائم رہیں۔

خواب اور بیوگی

اُم حبیبہ کہتی ہیں کہ عبیداللہ کے نصرانی ہونے سے پہلے اس کو نہایت بری اور بھیانک شکل میں خواب میں دیکھا' بہت گھبرائیں' جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ عیسائی ہو چکا ہے۔ میں نے یہ خواب بیان کیا (کہ شاید متنبہ ہو جائے) مگر کچھ توجہ نہیں کی اور شراب و کباب میں برابر منہمک رہا۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں انتقال ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نجاشی کے نام پیغام

چند روز کے بعد خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یا اُم المؤمنین کہہ کر آواز دے رہا ہے جس سے میں گھبرائی' عدت کا ختم ہونا تھا کہ یکا یک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا۔
اُدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی شاہ حبشہ کے پاس یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر اُم حبیبہ مجھ سے نکاح کرنا چاہیں تو تم بطور وکیل نکاح پڑھوا کر میرے پاس بھیج دو۔ ایضاً۔

(۱۰) اُم المؤمنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خاندان

حضرت صفیہ حیی بن اخطب سردار بنی نضیر کی بیٹی تھیں۔ حیی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا۔

پہلا نکاح

پہلا نکاح سلام بن مشکم قرظی سے ہوا۔ سلام کے طلاق دے دینے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق سے نکاح ہوا۔ کنانہ غزوہ خیبر میں مقتول ہوا۔ ایضاً۔

(۱۱) اُم المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

میمونہ آپ کا نام ہے۔ باپ کا نام حارث اور ماں کا نام ہند تھا۔

نکاح

ماہ ذی قعدہ ۷ ہجری میں جب آپ عمرہ حدیبیہ کی قضاء کرنے کے لیے مکہ تشریف لائے اس وقت آپ کی زوجیت میں آئیں۔ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ آپ کی آخری بیوی تھیں۔جن کے بعد آپؐ نے پھر کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا۔آپؐ سے پہلے ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں' ابورہم کے انتقال کے بعد آپ کی زوجیت میں آئیں' پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ سے پیام دیا تو حضرت میمونہ نے حضرت عباس کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے حضرت میمونہ سے آپ کا نکاح کر دیا۔(رواہ احمد والنسائی)

روایات اس بارہ میں بہت مختلف ہیں کہ نکاح کے وقت آپ محرم تھے یا حلال تھے' امام بخاری کے نزدیک یہی راجح ہے کہ نکاح کے وقت آپ محرم تھے۔

مکہ سے چل کر آپ مقام سرف میں ٹھہرے اور وہاں پہنچ کر عروسی فرمائی۔بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور عروسی دونوں مقام سرف ہی میں ہوئے۔

وفات

۵۱ ہجری میں مقام سرف میں اسی جگہ انتقال کیا جہاں عروسی ہوئی تھی اور وہیں دفن ہوئیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔قبر میں عبداللہ بن عباس اور یزید بن اصم اور عبداللہ بن شداد اور عبیداللہ خولانی نے اتارا۔ تین اول الذکر آپ کے بھانجے تھے اور چوتھے آپ کے پروردہ یتیم تھے۔

یہ گیارہ ازواج مطہرات ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں رہیں اور اُمہات المؤمنین کے لقب سے مشہور ہوئیں اور چند عورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن سے آپ نے نکاح تو فرمایا لیکن مقاربت سے پہلے ہی ان کو اپنی زوجیت سے جدا کر دیا۔ جیسے اسماء بنت نعمان جونیہ اور عمرہ بنت یزید کلابیہ۔ایضاً۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں کتنے تھے اور کون کون ایمان لائے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نو چچا اور چھ پھوپھیاں تھیں۔(عربی میں تایا اور چچا دونوں کو عم کہا جاتا ہے یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تایا ہیں)

(۱) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳) حضرت حارث (کہتے ہیں کہ بعد میں یہ بھی ایمان لائے)
(۴) ابوطالب جن کا نام عبدالمناف ہے۔ (۵) زبیر (۶) حجل (۷) المقوم (۸) ضرار
(۹) ابولہب' جس کا نام عبدالعزیٰ ہے۔
(زادالمعاد اور ابن سعد میں حجل کے بجائے غیداق لکھا ہے اور یہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں)
چھ پھوپھیاں تھیں۔
(۱) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۲) حضرت اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(۳) حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۴) برہ (۵) امیمہ (۶) اُم حکیم البیضاء

ان میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایمان لانا معروف ہے جبکہ ایک قول کے مطابق اروی اور عاتکہ بھی ایمان سے مشرف ہوئیں۔ (خیرالفتاویٰ) ایضاً۔

حضرت علی کی ولادت کہاں ہوئی اور مزار کہاں ہے؟

سوال: حضرت علیؓ کی ولادت کہاں ہوئی اور مزار کہاں واقع ہے؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی اور انتقال کوفہ میں ہوا جبکہ آپ کا مزار کوفہ میں جامع مسجد کے قریب قصر امارت میں ہے جیسا کہ ابن جریر طبری نے لکھا ہے۔ (صفحہ ۱۱۷/۴) اس کے علاوہ کچھ اور بھی باتیں مشہور ہیں۔ (خیرالفتاویٰ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور صاحبزادے صحابی ہیں

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور بعض صاحبزادے بھی صحابی ہیں؟

جواب: جی ہاں یہ درست ہے۔ انکے والد عثمان ابن ابی قحافہ اور صاحبزادے بھی صحابی ہیں۔ (ملخص)

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شجرہ نسب

سوال: امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شجرہ نسب بیان فرمائیے؟

جواب: شجرہ نسب حسب ذیل مذکور ہے:

امام آئمۃ المجتہدین' سراج الامۃ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزد گرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں بادشاہ۔ (بحوالہ تاریخ ابن خلکان) (حدائق الحنفیہ صفحہ ۱۷) (خیرالفتاویٰ)

امام اعظم کو ابوحنیفہ کہنے کی وجہ

سوال: امام اعظمؒ کو ابوحنیفہ کہنے کی وجہ کیا ہے؟ اس کنیت کی وجہ مطلوب ہے؟

جواب: حنیف اس شخص کو کہتے ہیں جو سب سے کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ کا ہو جائے۔ اسلام کو دین حنیف اور ملت حنیفیہ کہتے ہیں کیونکہ اسلام بھی اپنے پیروکاروں کو یہ تعلیم دیتا ہے۔ امام صاحبؒ نے چونکہ اپنی ساری زندگی ملت حنیفیہ کی خدمت کے لیے وقف کی ہوئی تھی اس لیے ابوحنیفہ کنیت اختیار فرمائی جس کے معنی ہیں ملت حنیفیہ والا اور حقیقت یہی ہے۔ اس کے علاوہ لوگ جو وجوہات بیان کرتے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ نہ تو حنیفہ نام کی کوئی امام صاحب کی بیٹی تھی اور نہ حنیفہ نامی کسی لڑکی کی موجودگی میں کوئی سوال و جواب کا قصہ پیش آیا۔ (الخیرات الحسان) (خیرالفتاویٰ)

غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا مسلک

سوال: شیخ عبدالقادر جیلانی حنفی تھے یا کسی اور مسلک پر تھے؟ انکے مسلک کے لوگ کہاں ہیں؟

جواب: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک کے پیروکار تھے۔ حنبلی مسلک کے لوگ آج کل زیادہ تر عرب خصوصاً سعودی عرب میں ہیں۔ وہاں کے آئمہ علماء اور حکمران کم وبیش سب ہی اس مسلک کے پیروکار ہیں۔ (ملخص)

باب حقوق المعاشرہ وآدابھا

والدین اور بچوں کے اور دیگر رشتہ داروں کے تعلقات کا حکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے محبت

حق تعالیٰ نے اولاد کی محبت والدین کے دل میں پیدا کی ہے اور یہ ایسی محبت ہے کہ جو مقدس ذاتیں محض حق تعالیٰ ہی کی محبت کے لیے مخصوص ہیں وہ بھی اس محبت سے خالی نہیں۔ چنانچہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرات حسنین سے ایسی محبت تھی کہ ایک بار آپ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں حضرات حسنین بچے سے لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا لڑکھڑانا دیکھ کر نہ رہا گیا' آپ نے درمیان خطبہ ہی منبر سے اتر کر ان کو گود میں اٹھا لیا اور پھر خطبہ جاری فرمایا۔ اگر آج کوئی شیخ ایسا کرے تو جہلاء اس کی حرکت کو خلاف وقار کہتے ہیں مگر وہ زبان سنبھالیں کیسا وقار لیے پھرتے ہیں آج کل لوگوں نے تکبر کا نام وقار اور خودداری رکھ لیا ہے۔

اور وفات کے واقعات میں یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے وصال کے وقت رنج وغم کا اظہار فرمایا' آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور زبان سے یہ بھی فرمایا کہ اے ابراہیم ہم کو تمہاری جدائی کا واقعی صدمہ ہے۔

الغرض اولاد کی محبت سے ذوات قدسیہ بھی خالی نہیں۔ یہ تو حق تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ہمارے اندر اولاد کی محبت پیدا کر دی۔ اگر یہ داعی نہ ہوتا تو ہم ان کے حقوق ادا نہ کر سکتے۔ (الفیض الحسن ملحقہ حقوق الزوجین)۔ اصلاح خواتین ص ۲۰۴۔

بچوں کی بدتمیزی کا سبب اور اس کا علاج

سوال: میرا بچہ جس کی عمر ساڑھے دس سال ہے' بہت غصہ والا ہے' غصہ میں آ کر وہ انتہائی بدتمیزی کی باتیں کرتا ہے جس کی وجہ سے بعض دفعہ دوسروں کے سامنے شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے' کوئی ایسا وظیفہ بتا دیں جس کی وجہ سے وہ بدتمیزی چھوڑ دے اور پڑھائی میں اچھا ہو جائے؟

جواب: بچوں کی بدتمیزی و نافرمانی کا سبب عموماً والدین کے گناہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ درست کریں اور تین بار سورہ فاتحہ پانی پر دم کر کے بچے کو پلایا کریں۔

والدین کے اختلافات کی صورت میں والد کا ساتھ دوں یا والدہ کا؟

سوال: میرے والدین میں آپس میں ناراضگی ہے' بہت زیادہ سخت اختلافات ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہو گئے ہیں۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اگر والد کا ساتھ دیتا ہوں تو والدہ صاحبہ ناراض ہو جاتی ہیں اور اگر والدہ کا ساتھ دیتا ہوں تو والد ناراض ہو جاتے ہیں' یہاں تک کہ مجھے گھر سے نکالنے پر آ جاتے ہیں' مجھے یہ بتائیں کہ میں والدہ کی خدمت کرتا رہوں یا والد کی؟ میرے چار بھائی ہیں جو مجھ سے چھوٹے ہیں وہ ماں کے ساتھ ہیں اور جو بڑے ہیں وہ والد کے ساتھ ہیں' والدہ کا خرچہ کوئی نہیں دیتا' میں نے اپنی سمجھ سے یہ وعدہ خدا سے کیا ہے کہ خدا کے بعد میری والدہ ہی سب کچھ ہیں' آیا میں یہ سب کچھ ٹھیک کر رہا ہوں؟

جواب: آپ کے والدین کے اختلافات بہت ہی افسوسناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے' آپ ایسا ساتھ تو کسی کا بھی نہ دیں کہ دوسرے سے قطع تعلق ہو جائیں' دونوں سے تعلق رکھیں اور ان میں سے جو بھی بدنی یا مالی خدمت کا محتاج ہو اس کی خدمت کریں۔ ادب واحترام دونوں کا کریں' اگر ان میں ایک دوسرے کی خدمت سے یا اس کے ساتھ تعلق رکھنے سے ناراض ہوتا ہو اس کی پروا نہ کریں نہ کسی کو پلٹ کر جواب دیں چونکہ آپ کی والدہ بوڑھی بھی ہیں اور ان کا

خرچ اُٹھانے والا بھی کوئی نہیں اس لیے ان کی جانی و مالی خدمت کو سعادت سمجھیں۔

سوتیلی ماں کے حقوق

سوتیلی ماں چونکہ باپ کی دوست ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لیے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔ اصلاح خواتین ص ۱۹۲۔

ذہنی معذور والدہ کی بات کہاں تک مانی جائے؟

سوال: میری والدہ صاحبہ تنہائی پسند اور مردم بیزار سی ہیں۔ شوہر سے یعنی میرے والد صاحب سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے اور وہ ان سے بے انتہا نفرت کرتی ہیں۔ اگرچہ ظاہری طور پر ان کی خدمت بھی کرتی ہیں' مثلاً کھانا' کپڑے دھونا وغیرہ مگر دل میں ان کے خلاف بے انتہا نفرت ہے۔ اس حد تک کہ اگر والدہ صاحبہ کا بس چلے تو انہیں در بدر کر دیں' ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ میری والدہ پانچ وقت کی نمازی اور قرآن کی تلاوت کرتی ہیں' مجھے بھی وہ شوہر سے متنفر کرنے کی کوشش کرتی ہیں' یہاں تک کہ ایک مرتبہ گھر میں ہی بٹھالیا تھا اور سسرال واپس بھیجنے سے منع کر دیا تھا' میری سسرال سے بھی انہیں شکایات ہیں' ان حالات میں آپ سے درخواست ہے کہ میری والدہ کے اس طرز عمل پر روشنی ڈالیں کہ آیا والد صاحب کے ساتھ ان کا یہ طرز عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل سزا ہے یا نہیں؟ اور ان کی قرآن تلاوت و عبادت نماز وغیرہ کا کچھ حاصل ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ انہیں شوہر کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیے یا نہیں؟ میرے والد صاحب کے کوئی اتنے بڑے جرائم نہیں ہیں' زیادتیاں بہرحال انہوں نے کچھ تھوڑی بہت کی ہوں گی؟

جواب: بعض آدمی ذہنی طور پر معذور ہوتے ہیں ان کے لاشعور (میں کوئی گرہ بیٹھ جاتی ہے) باقی تمام امور میں وہ ٹھیک ہوتے ہیں مگر اس خاص الجھن میں وہ معذور ہوتے ہیں آپ کی والدہ کی یہی کیفیت معلوم ہوتی ہے اس لیے ان کی اصلاح تو مشکل ہے آپ ان کے کہنے سے اپنا گھر برباد نہ کریں۔ رہا یہ سوال کہ وہ گنہگار ہیں کہ نہیں؟ اگر وہ عنداللہ بھی معذور ہوں تو معذور پر مواخذہ نہیں اور اگر معذور نہیں تو گناہگار ہیں۔

بیوی کے کہنے پر والدین سے نہ ملنا

سوال: ایک عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ میں تیرے گھر میں رہوں گی تو تیرے والدین سے ملنے نہیں دوں گی؟

جواب: اپنے والدین سے نہ ملنا اور ان کو چھوڑ دینا معصیت اور گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا

ارتکاب حرام اور ناجائز ہے۔ لہٰذا بیوی کی بات مان کر والدین سے نہ ملنا درست نہیں اور بیوی کی اس بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور خود وہ عورت بھی شوہر کو والدین سے ملنے سے روکنے کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔

پردہ کے مخالف والدین کا حکم ماننا

سوال: میرے والدین پردہ کرنے کے خلاف ہیں' میں کیا کروں؟

جواب: اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے پردگی کے خلاف ہیں' آپ کے والدین کا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ ہے۔ آپ کو چاہیے کہ اس مقابلہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں۔ والدین اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں۔

پہلا لڑکا باپ کے گھر میں ہونے کو ضروری سمجھنا

یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے پہلا بچہ باپ ہی کے گھر میں ہونا چاہیے جس سے بعض وقت بچہ پیدا ہونے کے قریب زمانہ میں بھیجنے کی پابندی میں یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ یہ سفر کے قابل ہے یا نہیں جس سے بعض اوقات کوئی بیماری ہو جاتی ہے' حمل کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ مزاج میں ایسا تغیر اور تکان ہو جاتا ہے کہ اس کو اور بچہ کو ایک مدت تک بھگتنا پڑتا ہے بلکہ تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانہ حمل کی بے احتیاطی سے ہوتی ہیں۔ غرض یہ کہ دو جانوں کا نقصان اس میں پیش آتا ہے۔ پھر یہ کہ ایک غیر ضروری بات کی اس قدر پابندی کہ کسی طرح ٹلنے ہی نہ پائے' اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بنانا ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہو کہ اس کے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہوگی یا ہماری بدنامی ہوگی۔ نحوست کا اعتقاد تو شرک کا شعبہ ہے اور بدنامی کا اندیشہ تکبر کا شعبہ ہے جس کا حرام ہونا قرآن وحدیث دونوں میں منصوص ہے اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں اسی ننگ و ناموس کی بدولت گلے کا طوق بن گئی ہیں۔ (اصلاح الرسوم بہشتی زیور) اصلاح خواتین ص ۲۲۴۔

والدین کی خوشی پر بیوی کی حق تلفی ناجائز ہے

سوال: میں آپ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا چاہتی ہوں' وہ یہ کہ میں اپنے سسرال والوں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی بلکہ علیحدہ گھر چاہتی ہوں' میں اپنے شوہر سے کئی مرتبہ مطالبہ کر چکی ہوں لیکن ان کے نزدیک میری باتوں کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ میری بے بسی کا مذاق اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں

کہ تمہارے سوچنے سے اور چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا وہی ہوگا جو میرے والدین چاہیں گے، تمہیں چھوڑ دوں گا لیکن اپنے والدین کو نہیں چھوڑوں گا، بچے بھی تم سے لے لوں گا، میرے شوہر اور سسرال والے دیندار، پڑھے لکھے اور باشرع لوگ ہیں اور اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ علیحدہ گھر عورت کا شرعی حق اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس کے باوجود مجھے چھوڑ دینے کی دھمکی دیتے ہیں اور میرے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں، شوہر معمولی باتوں پر میری بے عزتی کرتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ میرے شوہر کم از کم میرا چولہا ہی علیحدہ کر دیں اور رہنے کے لیے اسی گھر میں مناسب جگہ دے دیں تاکہ میں آزادی کے ساتھ اُٹھ بیٹھ سکوں اور مرضی کے مطابق کام انجام دوں کیونکہ جوان دیوروں کی موجودگی میں مجھے بعض اوقات بالکل تنہا رہنا پڑتا ہے، بچے بھی اسکول چلے جاتے ہیں، میں خود بھی بالکل ابھی جوان ہوں اور دیوروں کے ساتھ اس طرح بالکل تنہا رہنا مجھے بہت برا لگتا ہے، شوہر بھی اس چیز کو برا سمجھتے ہیں لیکن سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی بالکل خاموش ہیں، دیندار شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح کا رویہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ کیونکہ میرے شوہر اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں، علیحدہ گھر بیوی کا جائز اور شرعی حق ہے تو جانتے بوجھتے بیوی کو اس کے شرعی حق سے محروم رکھنے والے دیندار شوہر کے لیے شرعی احکامات کیا ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے شوہروں کے لیے کوئی سزا نہیں ہے؟ بیوی کی مرضی کے خلاف زبردستی اسے اپنے والدین کے ساتھ رکھنا کیا شرعاً جائز ہے؟ والدین کی خوشی کی خاطر بیوی کو دکھ دینا کیا جائز ہے؟

جواب: میں اخبار میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ بیوی کو علیحدہ جگہ میں رکھنا (خواہ اسی مکان کا ایک حصہ ہو جس میں اس کے سوا کسی دوسرے کا عمل دخل نہ ہو) شوہر کے ذمہ شرعاً واجب ہے۔ بیوی اگر اپنی خوشی سے شوہر کے والدین کے ساتھ رہنا چاہے اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھے تو ٹھیک ہے لیکن اگر وہ علیحدہ رہائش کی خواہش مند ہو تو اسے والدین کے ساتھ رہنے پر مجبور نہ کیا جائے بلکہ اس کی اس جائز خواہش کا جو اس کا شرعی حق ہے احترام کیا جائے۔ خاص طور پر جو صورت حال آپ نے لکھی ہے کہ جوان دیوروں کا ساتھ ہے ان کے ساتھ تنہائی شرعاً و اخلاقاً کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ والدین کی خوشی کے لیے بیوی کی حق تلفی کرنا جائز نہیں، قیامت کے دن آدمی سے اس کے ذمے کے حقوق کا مطالبہ ہوگا اور جس نے ذرا بھی کسی پر زیادتی کی ہوگی یا حق تلفی کی ہوگی مظلوم کو اس سے بدلہ دلایا جائے گا، بہت سے وہ لوگ جو اپنے کو یہاں حق پر سمجھتے ہیں وہاں جا کر ان پر کھلے گا کہ وہ حق پر نہیں تھے، اپنی خواہش اور چاہت پر چلنا دینداری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنا دینداری ہے۔

رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے تعلقات

کیا بدکردار عورتوں کے پاؤں تلے بھی جنت ہوتی ہے

سوال: عام طور پر کہا جاتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے لیکن جو بدکردار قسم کی عورتیں اپنے معصوم بچوں کو چھوڑ کر گھروں سے فرار ہوتی ہیں ان کے بارے میں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا ایسی عورتوں کے بارے میں بھی یہ تصور ممکن ہے کہ ان کے قدموں کے نیچے بھی جنت ہے؟

جواب: ایسی عورتیں تو انسان کہلانے کی بھی مستحق نہیں ہیں' ماں کا تقدس ان کو کب نصیب ہوسکتا ہے؟ اور جو خود دوزخ کا ایندھن ہوں ان کے قدموں تلے جنت کہاں ہوگی؟ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اولاد کو چاہیے کہ اپنی ماں کو ایذا نہ دے اور اس کی بے ادبی نہ کرے۔

پھوپھی اور بہن کا حق دیگر رشتہ داروں سے زیادہ کیوں ہے؟

سوال: حقوق العباد کے تحت ہر شخص کے مال و دولت پر اس کے عزیزوں' رشتہ داروں' غریبوں' ناداروں' مسافروں کے کچھ حقوق ہیں لیکن کیا رشتہ داروں میں کسی رشتہ دار کے (ماں باپ کے علاوہ) کوئی خاص حقوق ہیں؟ ہمارے گھر میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ بہن اور پھوپھی کے کچھ زیادہ ہی حقوق ہیں؟

جواب: بہن اور پھوپھی کا حق اس لیے زیادہ سمجھا جاتا ہے کہ باپ کی جائیداد میں سے انکو حق نہیں دیا جاتا بلکہ بھائی غصب کر جاتے ہیں ورنہ انکو ان کا پورا حصہ دینے کے بعد انکا ترجیحی حق باقی نہیں رہتا۔

بغیر حلالہ کے مطلقہ عورت کو پھر سے اپنے گھر رکھنے والے سے تعلقات رکھنا

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق' دس طلاق' سو طلاق کے الفاظ سے طلاق دی' تمام علماء و مفتیان کرام نے فتوے دیئے کہ بغیر حلالہ نکاح ثانی جائز نہیں' کچھ عرصہ گزرنے کے بعد لڑکی اور لڑکا ایک پیر صاحب کے پاس گئے' شاید وہاں جا کر بیان بدل دیا' طلاق کے الفاظ بدل دیئے' پیر صاحب نے نکاح ثانی کرنے کا فتویٰ دیا' یعنی طلاق بائن کہا تو

انہوں نے نکاح کرلیا' اس پر ہم لوگوں نے لڑکی والوں اور لڑکے والوں سے بائیکاٹ کردیا اور ان کی شادی' غمی میں شرکت چھوڑ دی لیکن دیگر گاؤں والے کہتے ہیں کہ انہوں نے پیر صاحب کے فتوے پر عمل کیا اس لیے وہ جاتے ہیں؟

جواب: یہ تو ظاہر ہے کہ یہ طلاق مغلظہ تھی جس کے بعد بغیر شرعی حلالہ کے نکاح جائز نہیں۔ پیر صاحب کے سامنے اگر غلط صورت پیش کر کے فتویٰ لیا گیا تو پیر صاحب تو گناہگار نہیں مگر فتویٰ غلط ہے اور اس سے حرام چیز حلال نہیں ہوسکتی بلکہ یہ جوڑا دہرا مجرم ہے۔ ان سے قطع تعلق شرعاً صحیح ہے اور جو لوگ اس جرم میں شریک ہیں وہ سب گنہگار ہیں' سب کا یہی حکم ہے۔

مرد اور عورت سے متعلق مسائل

مردوں' عورتوں کے غصہ اور لڑائی کا فرق

مردوں کے مزاج میں حرارت ہوتی ہے اس واسطے ان کی ناراضگی اور غصہ کا اثر مارنے پیٹنے' چلانے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوجاتا ہے اور عورتوں کی فطرت میں حیاو برودت رکھی گئی ہے۔ اسی واسطے اس ناراضگی کا اثر ظاہر نہیں ہوتا ہے ورنہ درحقیقت اس ناراضگی میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہیں ان کے ایسے موقع پر بھی غصہ آجاتا ہے جہاں مردوں کو نہیں آتا کیونکہ ان کی عقل میں نقصان ہے تو ان کے غصہ کے مواقع بھی زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ چیخنے چلانے کی نسبت میٹھا غصہ دیرپا ہوتا ہے اور چیخنے چلانے والوں کا غصہ اُبال کی طرح سے اُٹھ کر دب جاتا ہے اور میٹھا غصہ دل کے اندر جمع رہتا ہے' اس کو کینہ کہتے ہیں۔ کینہ کا منشاء غصہ ہے سو ایک عیب تو وہ غصہ تھا اور دوسرا عیب یہ کینہ تو میٹھے غصہ میں دو عیب ہیں اور کینہ میں ایک عیب اور ہے کہ جب غصہ نکلا نہیں تو اس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے اور بات بات بہانہ اور رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں تو کینہ صرف ایک گناہ نہیں بلکہ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے اور کینہ میٹھے غصہ میں ہوتا ہے اور میٹھا عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے تو عورتوں کا غصہ ہزاروں گناہوں کا سبب ہے۔ مردوں کا غصہ ایسا نہیں ہے مردوں کا غصہ جوشیلا اور عورتوں کا غصہ میٹھا ہے۔ (غوائل الغضب)۔ اصلاح خواتین ص ۱۵۸۔

عورت کے اخراجات کی ذمہ داری مرد پر ہے

سوال: کیا اسلام عورتوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ دفتروں میں مردوں کے دوش

بدوش کام کریں؟ حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ ان کا اصل گھر اور کام گھر میں ہے جہاں ان کو رہ کر ذمہ داریاں پوری کرنی ہیں' آخر یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: کما کر کھلانے کی ذمہ داری اسلام نے مرد پر ڈالی ہے' عورتیں اس بوجھ کو اُٹھا کر اپنے لیے خود ہی مشکلات پیدا کر رہی ہیں' اسلام میں کمائی کے لیے بے پردہ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۹۵ جلد ۷)

مرد اور عورت کی حیثیت میں فرق

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے عورت کو مرد کے غم کم کرنے کے لیے پیدا کیا ہے؟ جیسے مرد حضرات کا دعویٰ ہے کہ عورت کی کوئی حیثیت نہیں' اسے اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے پیدا کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی بقاء کے لیے انسانی جوڑا بنایا ہے اور دونوں کے دل میں ایک دوسرے کا انس ڈالا ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے بہترین مونس و غم خوار بھی ہیں' رفیق و ہم سفر بھی ہیں' یار و مددگار بھی ہیں۔ عورت مظہر جمال ہے اور مرد مظہر جلال اور جمال و جلال کا یہ آمیزہ کائنات کی بہار ہے۔ دنیا میں مسرتوں کے پھول بھی کھلاتا ہے ایک دوسرے کے دُکھ درد بھی بٹاتا ہے اور دونوں کو آخرت کی تیاری میں مدد بھی دیتا ہے۔ فطرت نے ایک کے نقص کو دوسرے کے ذریعے پورا کیا ہے' ایک کو دوسرے کا معاون بنایا ہے' عورت کے بغیر مرد کی ذات کی تکمیل نہیں ہوتی اور مرد کے بغیر عورت کا حسن زندگی بھر نہیں نکھرتا' اس لیے یکطرفہ طور پر یہ کہنا کہ عورت کو صرف مرد کے لیے پیدا کیا ورنہ اس کی کوئی حیثیت نہیں' بالکل غلط ہے۔ ہاں یہ کہنا صحیح ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کا غم خوار مددگار بنایا ہے۔

سوال: میں نے اکثر جگہ پڑھا ہے کہ مرد اچھی عورت کی طلب کرتے ہیں اور نیک بیوی چاہتے ہیں' اکثر اپنی پسند کی شادی بھی کرتے ہیں کیونکہ وہ مرد ہیں' کیا یہ ٹھیک کرتے ہیں؟

جواب: نیک اور اچھے جوڑے کی خواہش دونوں کو ہے اور پسند کی شادی بھی دونوں کرتے ہیں' میں تو اس کا قائل ہوں کہ اپنے بزرگوں کی پسند کی شادی کی جائے۔

سوال: کیا عورت اپنے لیے اچھے' نیک شوہر کی خواہش نہ کرے؟ عورت کسی ایسے شخص کو پسند کرتی ہے اور اس سے عزت سے شادی کرنے کی خواہش رکھتی ہے تو اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایسی حرکت عورت کو زیب نہیں دیتی جبکہ مرد اپنی خواہش پوری کر سکتا ہے؟

جواب: اوپر لکھ چکا ہوں' اکثر لڑکیاں کسی شخص کو پسند کرنے میں دھوکہ کھا لیتی ہیں' اپنے

خاندان اور کنبے سے پہلے کٹ جاتی ہیں' ان کی محبت کی ملمع چند دنوں میں اُتر جاتا ہے پھر نہ وہ گھر کی رہتی ہیں نہ گھاٹ کی۔ اس لیے میں تمام بچیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ شادی دستور کے مطابق اپنے والدین کے ذریعے کیا کریں۔

سوال: میں نے اکثر جگہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش کی تھی جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لی تھی؟

جواب: صحیح ہے۔

سوال: اگر آج ایک نیک مومن عورت کسی نیک شخص سے شادی کی خواہش کرے تو اس میں کوئی برائی تو نہیں ہے جبکہ عورت اپنی خواہش بیان نہ کر سکتی ہو تو کیا کرے؟ کیونکہ اگر بیان کرتی ہے تو والدین کی' بھائیوں کی عزت کا مسئلہ بن جاتا ہے اگر والدین کی بات مانے تو اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنا ہوگا؟

جواب: اس کی صورت یہ ہے کہ خود یا اپنی سہیلیوں کے ذریعے اپنی والدہ تک اپنی خواہش پہنچا دے اور یہ بھی کہہ دے کہ میں کسی بے دین سے شادی کرنے کے بجائے شادی نہ کرنے کو ترجیح دوں گی اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتی رہے۔

سوال: اگر عورت اپنی خواہش سے شادی کر بھی لے تو یہ مرد حضرات طعنہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں جبکہ عورت کم ہی ایسا کرتی ہوگی' ایسے حضرات کے بارے میں آپ کیا جواب دیں گے؟

جواب: جی نہیں! شریف مرد کبھی اپنی بیوی کو طعنہ نہیں دے گا' اسی لیے تو میں نے اوپر عرض کیا کہ آج کل کچی عمر اور کچی عقل کی لڑکیاں محبت کے جال میں پھنس کر اپنی زندگی برباد کر لیتی ہیں' نہ کسی کا حسب و نسب دیکھتی ہیں' نہ اخلاق و شرافت کا امتحان کرتی ہیں جبکہ لڑکی کے والدین زندگی کے نشیب و فراز سے بھی واقف ہوتے ہیں اور یہ بھی اکثر جانتے ہیں کہ لڑکی ایسے شخص کے ساتھ نباہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس لیے لڑکی کو چاہیے کہ والدین کی تجویز پر اعتماد کرے' اپنی ناتجربہ کاری کے ہاتھوں دھوکہ نہ کھائے۔

مرد کا اچھی عورت منتخب کرنا

سوال: میں نے اکثر جگہ پڑھا ہے کہ مرد اچھی عورت کی طلب کرتے ہیں اور نیک بیوی چاہتے ہیں' اکثر اپنی پسند کی شادی بھی کرتے ہیں کیونکہ وہ مرد ہیں' کیا یہ ٹھیک کرتے ہیں؟

جواب: نیک اور اچھے جوڑے کی خواہش دونوں کو ہے اور پسند کی شادی بھی دونوں کرتے ہیں' میں تو اس کا قائل ہوں کہ اپنے بزرگوں کی پسند کی شادی کی جائے۔

عورت کا والدین کے ذریعے شادی کرنا بہتر ہے

سوال: کیا عورت اپنے لیے اچھے' نیک شوہر کی خواہش نہ کرے؟ عورت کسی ایسے شخص کو پسند کرتی ہے اور اس سے عزت سے شادی کرنے کی خواہش رکھتی ہے تو اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے معاشرے میں ایسی حرکت عورت کو زیب نہیں دیتی جبکہ مرد اپنی خواہش پوری کر سکتا ہے؟

جواب: اوپر لکھ چکا ہوں' اکثر لڑکیاں کسی شخص کو پسند کرنے میں دھوکہ کھا لیتی ہیں' اپنے خاندان اور کنبے سے پہلے کٹ جاتی ہیں' ان کی محبت کا طمع چند دنوں میں اُتر جاتا ہے پھر نہ وہ گھر کی رہتی ہیں نہ گھاٹ کی۔ اس لیے میں تمام بچیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ شادی دستور کے مطابق اپنے والدین کے ذریعے کیا کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام حضرت خدیجہؓ کی طرف سے آیا تھا

سوال: میں نے اکثر جگہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش کی تھی جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لی تھی؟

جواب: صحیح ہے۔

موجودہ دور کی عورت کسی کو نکاح کا پیغام کیسے دے؟

سوال: اگر آج ایک نیک مومن عورت کسی نیک شخص سے شادی کی خواہش کرے تو اس میں کوئی برائی تو نہیں ہے جبکہ عورت اپنی خواہش بیان نہ کر سکتی ہو تو کیا کرے؟ کیونکہ اگر بیان کرتی ہے تو والدین کی' بھائیوں کی عزت کا مسئلہ بن جاتا ہے اگر والدین کی بات نہ مانے تو اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنا ہوگا؟

جواب: اس کی صورت یہ ہے کہ خود یا اپنی سہیلیوں کے ذریعے اپنی والدہ تک اپنی خواہش پہنچا دے اور یہ بھی کہہ دے کہ میں کسی بے دین سے شادی کرنے کے بجائے شادی نہ کرنے کو ترجیح دوں گی اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتی رہے۔

پسند کی شادی پر مردوں کے طعنے

سوال: اگر عورت اپنی خواہش سے شادی کر بھی لے تو یہ مرد حضرات طعنہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں جبکہ عورت کم ہی ایسا کرتی ہوگی' ایسے حضرات کے بارے میں آپ کیا جواب دیں گے؟

جواب: جی نہیں! شریف مرد کبھی اپنی بیوی کو طعنہ نہیں دے گا' اسی لیے تو میں نے اوپر عرض کیا کہ

آج کل کچی عمر اور کچی عقل کی لڑکیاں محبت کے جال میں پھنس کر اپنی زندگی برباد کرلیتی ہیں' نہ کسی کا حسب ونسب دیکھتی ہیں' نہ اخلاق وشرافت کا امتحان کرتی ہیں جبکہ لڑکی کے والدین زندگی کے نشیب و فراز سے بھی واقف ہوتے ہیں اور یہ بھی اکثر جانتے ہیں کہ لڑکی ایسے شخص کیساتھ نباہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ اس لیے لڑکی کو چاہیے کہ والدین کی تجویز پر اعتماد کرے' اپنی ناتجربہ کاری کے ہاتھوں دھوکہ نہ کھائے۔

شوہر کی تسخیر کیلئے ایک عجیب عمل

سوال: میری شادی کو دو سال ہوئے ہیں' مجھے شادی سے پہلے کچھ سورتیں' کچھ دعائیں اور آیات وغیرہ پڑھنے کی عادت تھی' اب وہ ایسی عادت ہوگئی ہے کہ پاکی' ناپاکی کا کچھ خیال نہیں رہتا اور وہ زبان پر ہوتی ہیں' خیال آنے پر رک جاتی ہوں مگر پھر وہی' اس لیے آپ سے یہ بات پوچھ رہی ہوں کہ اگر کسی گناہ کی مرتکب ہو رہی ہوں تو آگاہی ہو جائے' اس کے علاوہ میں اپنے شوہر کی طرف سے بہت پریشان ہوں' مجھے بہت پریشان کرتے ہیں' کوئی توجہ نہیں دیتے' ہم دونوں میں آپس میں ذہنی ہم آہنگی کسی طور نہیں ہے' بہت کوشش کرتی ہوں لیکن بے انتہا شکی ہیں؟

جواب: ناپاکی کی حالت میں قرآنی دعائیں تو یاد ہیں مگر تلاوت جائز نہیں۔ اگر بھول کر پڑھ لیں تو کوئی گناہ نہیں' یاد آنے پر فوراً بند کردیں' شوہر کے ساتھ ناموافقت بڑا عذاب ہے لیکن یہ عذاب آدمی خود اپنے اوپر مسلط کرلیتا ہے۔ خلاف طبع چیزیں تو پیش آتی ہی رہتی ہیں لیکن آدمی کو چاہیے کہ صبر وتحمل کے ساتھ خلاف طبع باتوں کو برداشت کرے' سب سے اچھا وظیفہ یہ ہے کہ خدمت کو اپنا نصب العین بنایا جائے' شوہر کی بات کا لوٹ کر جواب نہ دیا جائے نہ کوئی چبھتی ہوئی بات کی جائے۔ اگر اپنی غلطی ہو تو اس کا اعتراف کر کے معافی مانگ لی جائے۔ الغرض خدمت' اطاعت' صبر وتحمل اور خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں' یہی عمل تسخیر ہے جس کے ذریعے شوہر کو رام کیا جاسکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی عمل تسخیر مجھے معلوم نہیں' اگر بالفرض شوہر ساری عمر بھی سیدھا ہو کر نہ چلے تو بھی عورت کو دنیا وآخرت میں اپنی نیکی کا بدلہ دیر سویر ضرور ملے گا اور اس کے واقعات میرے سامنے ہیں اور جو عورتیں شوہر کے سامنے تڑتڑ بولتی ہیں ان کی زندگی دنیا میں بھی جہنم ہے آخرت کا عذاب تو ابھی آنے والا ہے۔ بہن بھائیوں کے لیے روزانہ صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دعا کیجئے۔

نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا

سوال: نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا کیسا ہے؟

جواب: نوجوان لڑکیوں کا ڈرائیونگ سیکھنا فی نفسہ مباح ہے مگر سخت ناپسندیدہ ہے اور یہ بھی اس

ہے ۔ جبکہ بے پردگی اور نامحرم مردوں سے اختلاط اور ان سے سیکھنا نہ پڑتا ہو مگر یہ ناممکن سا ہے کیونکہ ان مراحل کو طے کیے بغیر لائسنس ملنا مشکل ہے' لائسنس کے حصول کیلئے نامحرم مرد سے سیکھنا اسکے پہلو میں بیٹھنا اور اس سے بات چیت کرنے کا موقع یقیناً آئیگا' بے پردگی گویا لازمی ہے اور اسکے علاوہ بہت مفاسد ہیں۔ لہٰذا عورتوں کو اس سے محفوظ ہی رکھا جائے۔ خواتین کے فقہی مسائل ص ۲۰۷۔

خواتین کا گھر سے باہر نکلنا

سوال: عورتوں کے گھر سے نکلنے یا نہ نکلنے پر شریعت اسلامیہ میں کس حد تک پابندی ہے؟

جواب: عورتوں کے لیے اصل کام تو یہ ہے کہ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر قدم نہ رکھیں۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنھن) کو حکم ہے:

''تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو''

مراد اس سے یہ کہ محض کپڑا اوڑھ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو۔ کہ بدن مع لباس نظر نہ آئے۔ جیسا آج کل شرفاء میں پردہ کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں سے ہی نہیں نکلتیں۔ البتہ مواقع ضرورت دوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں (اور اسی حکم کی تاکید کے لیے ارشاد ہے کہ) قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو (جن میں بے پردگی رائج تھی گو بلا فحش ہی کیوں نہ ہو) اور قدیم جاہلیت سے مراد وہ جاہلیت ہے کہ بعد تعلیم و تبلیغ احکام اسلام کے ان پر عمل نہ کیا جائے۔ پس جو تبرج بعد اسلام ہوگا وہ جاہلیت آخری ہے۔ (تفسیر بیان القرآن از حکیم الامت)

اس پر شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ حکم تو صرف ازواج مطہرات رضوان اللہ علیھن اجمعین کے ساتھ خاص ہے مگر یہ خیال صحیح نہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب احکام القرآن میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں پانچ حکم دیئے گئے ہیں:

(۱) اجنبی لوگوں کے ساتھ نزاکت سے بات کرنا (۲) گھروں میں جم کر بیٹھنا (۳) نماز کی پابندی کرنا (۴) زکوٰۃ ادا کرنا (۵) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا

ظاہر ہے کہ یہ تمام احکام عام ہیں۔ صرف ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے ساتھ مخصوص نہیں۔ چنانچہ تمام آئمہ مفسرین اس پر متفق ہیں کہ یہ احکام سب مسلمان خواتین کیلئے ہیں۔

حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ یہ چند آداب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو حکم فرمایا ہے اور اہل ایمان عورتیں ان احکام میں ازواج مطہرات کے تابع

ہیں۔(احکام القرآن حزب خامس' صفحہ نمبر ۵۵)

البتہ ضرورت کے موقعوں پر عورتوں کو چند شرائط کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنے کی اجازت ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے ''احکام القرآن'' میں اس سلسلہ کی آیات واحادیث کو تفصیل سے لکھنے کے دوران شرائط کا خلاصہ حسب ذیل نقل کیا ہے۔

(۱) نکلتے وقت خوشبو نہ لگائیں اور زینت کا لباس نہ پہنیں بلکہ میلے کچیلے کپڑوں میں نکلیں۔

(۲) ایسا زیور پہن کر نہ نکلیں جس میں آواز ہو۔

(۳) زمین پر اس طرح پاؤں نہ ماریں کہ ان کے خفیہ زیورات کی آواز کسی کے کان میں پڑے۔

(۴) اپنی چال میں اترانے اور مٹکنے کا انداز اختیار نہ کریں جو کسی کے لیے کشش کا باعث ہو۔

(۵) راستے کے درمیان میں نہ چلیں بلکہ کناروں پر چلیں۔

(۶) نکلتے وقت بڑی چادر (جلباب) اوڑھ لیں جس سے سر سے پاؤں تک پورا بدن ڈھک جائے' صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔

(۷) اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلیں۔

(۸) اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر کسی سے بات نہ کریں۔

(۹) کسی اجنبی سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ان کے لب ولہجہ میں نرمی اور نزاکت نہیں ہونی چاہیے جس سے ایسے شخص کو طمع ہو جس کے دل میں شہوت کا مرض ہے۔

(۱۰) اپنی نظریں پست رکھیں حتی الوسع نامحرم پر ان کی نظر نہیں پڑنی چاہیے۔

(۱۱) مردوں کے مجمع میں نہ گھسیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ پارلیمنٹ وغیرہ کی رکنیت قبول کرنا اور مردانہ مجمعوں میں تقریر کرنا عورتوں کی نسوانیت کے خلاف ہے کیونکہ ان صورتوں میں اسلامی ستر وحجاب کا ملحوظ رکھنا ممکن نہیں۔

عورتوں کا تنہا سفر کرنا

سوال: عورت کے تنہا سفر کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

چنانچہ صحاح ستہ' موطا امام مالک' مسند احمد اور حدیث کے تمام متداول مجموعوں میں متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ "کسی عورت کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں کہ بغیر محرم کے تین دن کا سفر کرے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر محرم کے سفر نہ کرنا عورت کی نسوانیت کا ایمانی تقاضا ہے جو عورت اس تقاضائے ایمانی کی خلاف ورزی کرتی ہے وہ فعل حرام کی مرتکب ہے کیونکہ اس فعل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "لا یحل" فرمارہے ہیں۔ (یعنی حلال نہیں)

عورتوں کا جج بننا

سوال: اسلامی شریعت میں عورت کا جج بننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسے تمام مناصب جن میں ہر کس و ناکس کے ساتھ اختلاط اور (میل جول کی ضرورت پیش آتی ہے) شریعت اسلامی نے ان کی ذمہ داری مردوں پر عائد کی ہے اور عورتوں کو اس سے سبکدوش رکھا ہے۔ (ان کی تفصیل اوپر شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثانی نور اللہ مرقدہ کی عبارت میں آچکی ہے) انہی ذمہ داریوں میں سے ایک جج اور قاضی بننے کی ذمہ داری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں بڑی فاضل خواتین موجود تھیں مگر کبھی کسی خاتون کو جج اور قاضی بننے کی زحمت نہیں دی گئی۔ چنانچہ اس پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورت کو قاضی اور جج بنانا جائز نہیں۔ آئمہ ثلاثہ کے نزدیک تو کسی معاملہ میں اس کا فیصلہ نافذ ہی نہیں ہوگا۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حدود و قصاص کے ماسوا میں اس کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا۔ اس کو قاضی بنانا گناہ ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

ترجمہ: "اور عورت حدو قصاص کے ماسوا میں فیصلہ کرسکتی ہے۔ اگرچہ اس کو فیصلہ کے لیے مقرر کرنے والا گناہ گار ہوگا کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ وہ قوم کبھی فلاں نہیں پائے گی جس نے اپنا معاملہ عورت کے سپرد کردیا۔" (شامی طبع جدید صفحہ نمبر ۴۴۰ جلد نمبر ۵)

عورت کا سربراہ مملکت بننا

سوال: کوئی عورت کسی ملک کی سربراہ بن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: جب عورت امامت صغریٰ کے قابل نہیں تو پوری حکومت کی امامت کبریٰ اسے کیسے حوالے کی جاسکتی ہے؟ خواتین کے فقہی مسائل ص ۲۰۶۔

بڑوں کا ازراہ شفقت اپنے چھوٹوں کے سر پر ہاتھ رکھنا یا بوقت لقاء (ملاقات) یا دعاء بزرگوں کا ہاتھ اپنے سر پر رکھوانا کیسا ہے

سوال: کوئی بزرگ اپنے چھوٹوں کے سر پر ازراہ شفقت ہاتھ رکھیں یا ان کے خادم یا عوام اپنے بزرگوں سے اپنے سر پر برکت کی نیت سے ان کا ہاتھ رکھوا کر دعا کروائیں تو شرعاً کیا حکم ہے؟ اسی طرح ملاقات کے وقت اگر سر پر ہاتھ رکھیں یا چھوٹے رکھوائیں تو کیسا ہے؟

جواب: ملاقات کے وقت سلام کرنا اور معانقہ کرنا تو سنت ہے اس موقعہ پر سر پر ہاتھ رکھنے یا رکھوانے کا التزام شے زائد ہے۔ یہ ملاقات کی سنت نہیں ہے اگر اس کا التزام ہو تو اسے بدعت بھی کہا جا سکتا ہے۔ البتہ گاہے بگاہے کسی بزرگ کا ازراہ شفقت چھوٹوں کے سر پر ہاتھ رکھنا یا کسی شخص کا اپنے کسی بزرگ کا ہاتھ ازراہ عقیدت حصول برکت کے خیال سے اپنے سر پر رکھوا کر دعا کروانا' اس کی گنجائش ہے۔ مگر اس کا دستور نہ بنایا جائے۔ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں ایک باب باندھا ہے۔ **باب الدعاء للصبیان بالبرکۃ و مسح رؤسھم**: یعنی بچوں کے لیے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا۔ اس کے تحت حدیث لائے ہیں۔

ترجمہ: ''سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھ کو میری خالہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کیا یہ میرا بھانجا بیمار ہے' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی پیا' پھر میں (اتفاقاً یا قصداً) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت کھڑا ہوا تو میں نے مہر نبوت دیکھی جو مسہری کی گھنڈیوں جیسی تھی جو کبوتر کے بیضہ کے برابر بیضوی شکل میں اس پردہ میں لگی ہوئی ہوتی ہے جو مسہری پر لٹکایا جاتا ہے۔''

(بخاری شریف' صفحہ ۹۴۰' ج ۲' کتاب الدعوات باب الدعاء للصبیان بالبرکۃ ومسح رؤسھم)

یہی حدیث امام ترمذی شمائل ترمذی میں باب ماجاء فی خاتم النبوۃ کے تحت لائے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ مہاجر مدنی نے فضائل نبوی اردو میں اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

بعض علماء کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا (سائب بن یزیدؓ کے) سر پر ہاتھ پھیرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے سر میں کوئی تکلیف تھی لیکن بندہ ضعیف کے نزدیک اچھا یہ معلوم

ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا شفقت کے لیے تھا۔ اس لیے کہ سنہ۲ ہجری میں ان کی ولادت ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت بھی ان کی عمر آٹھ نو سال سے زائد نہیں تھی اس لیے یہ ہاتھ پھیرنا شفقت کا تھا' جیسے کہ بزرگوں کا معمول ہوتا ہے۔ (فضائل نبوی اردو شرح شمائل ترمذی' صفحہ۱۶)

نشر الطیب میں ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی خوشبو کی وجہ سے اس کا سر خوشبودار ہو جاتا اور وہ بچہ اس خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں پہچانا جاتا تھا۔ (نشر الطیب صفحہ۱۳۴' فصل وصل چہارم شیم الحبیب)

جیسا کہ مشکوٰۃ میں (صفحہ۶۳) پر ہے:

مظاہر حق میں ہے اور روایت ہے ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاؤ مجھ کو طریقہ اذان کا۔ کہا راوی نے پس ہاتھ پھیرا اگلے جانب ان کے سر پر فرمایا کہ کہہ اللہ اکبر۔ الخ

(ف) ان کے سر پر یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ابومحذورہ کے سر پر ہاتھ پھیرا تاکہ دست مبارک کی برکت اس کے دماغ کو پہنچے اور یاد رکھے دین کی باتیں۔ چنانچہ ایک نسخہ صحیحہ میں ہے:

فمسح رأسی پس وہ مؤید (تائید کرتی ہے) ہے اس تقریر کی یا حضرت نے اتفاقاً اپنے سر مبارک پر ہاتھ پھیرا۔ راوی نے تمام قصہ بیان کرنے میں وہ بھی بیان کر دیا۔ (مظاہر حق قدیم' صفحہ۲۲۰' ج۱' باب الاذان' فصل نمبر۲)

جیسا کہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں:

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے جس حصہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیرا تھا آپ نے برکت کے لیے ان بالوں کی حفاظت فرمائی اور ان بالوں کو حضرت ابومحذورہ نہیں کاٹتے تھے۔ ابوداؤد میں ایک روایت کے آخر میں ہیں:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صرف رضاء الٰہی کے لیے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو ہر ہر بال کے بدلہ جس پر اس کا ہاتھ گزرے گا نیکیاں ملیں گی اور جو شخص کسی یتیمہ یا یتیم سے حسن سلوک کرے جو اس کی پرورش میں ہے تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر بتلایا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اسی آخری حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ از راہ شفقت چھوٹوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا جائز ہے بلکہ بعض اوقات باعث ثواب بھی ہے۔

تلاش سے اور بھی واقعات اور دلائل مہیا ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ)

اسلام میں سلام کرنے کی اہمیت

سوال: اسلام میں سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا اہمیت رکھتا ہے' کیا مسلمان کو سلام کرنے میں پہل کرنی چاہیے؟ صرف مسلمان کے سلام کا جواب دینا چاہیے یا غیر مسلم کو بھی سلام کا جواب دینا چاہیے؟

جواب: سلام کرنا سنت اور اس کا جواب دینا واجب ہے جو پہلے سلام کرے اس کو بیس نیکیاں ملتی ہیں اور جواب دینے والے کو دس۔ غیر مسلم کو ابتداء میں سلام نہ کیا جائے اور اگر وہ سلام کہے تو جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیا جائے۔

کتاب الطہارت

ناخنوں میں میل ہونے پر وضو کا حکم

سوال: کام کرنے کے دوران ناخنوں میں میل چلا جاتا ہے' اگر ہم میل صاف کیے بغیر وضو کریں تو وہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: وضو ہو جائے گا مگر ناخن بڑھانا خلاف فطرت ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ج ۲' ص ۴۲)

وضو کے دوران عورت کے سر کا ننگا رہنا

سوال: کیا وضو کرتے وقت عورت کا سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے؟

جواب: عورت کو حتی الوسع (بقدر استطاعت) سر ننگا نہیں کرنا چاہیے مگر وضو ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ج ۲' ص ۴۳)

مصنوعی دانت کے ساتھ وضو کا حکم

سوال: مصنوعی دانت لگا کر وضو ہو جاتا ہے یا ان کا نکالنا ضروری ہے؟

جواب: نکالنے کی ضرورت نہیں ان کے ساتھ وضو درست ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ج ۲' ص ۴۳)

بغیر کلی وضو کرنا درست ہے

سوال: کسی کو کلی کرتے وقت منہ سے خون نکلتا ہے اور تھوڑی دیر بعد بند ہوتا ہے تب اس کا وضو ختم ہوتا ہے چونکہ کلی کرنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اس لیے اگر وہ کلی نہ کرے' نماز پڑھ لے تو درست ہے یا نہیں؟

جواب: اسی حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے' بغیر کلی کیے نماز صحیح ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

مسواک کی مقدار

سوال: مسواک کی مقدار کیا ہے؟

جواب: در مختار میں ہے کہ مسواک کی مقدار ایک بالشت ہونا مستحب ہے۔ لیکن ظاہر بات یہ ہے کہ دراصل اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے جس قدر بھی کارآمد ہوسکے کافی ہے۔ البتہ شروع میں ایک بالشت کا رکھنا علماء نے پسند فرمایا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ بالشت سے کم ہو تو ہو مگر بالشت سے زیادہ لمبی ہونا اچھا نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

دھوپ میں سکھائے ہوئے ناپاک کپڑے کا حکم

سوال: کہا جاتا ہے کہ نئے یا پرانے کپڑے کو حیض کے دنوں میں استعمال کرنے کے بعد دھوپ میں سکھانے کے بعد وہ پاک ہو جاتے ہیں؟

جواب: اگر ناپاک ہو گئے تھے تو صرف دھوپ میں سکھانے سے پاک نہیں ہوں گے ورنہ (سکھانے کی) ضرورت نہیں کیونکہ حیض کے ایام میں پہنے ہوئے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے' سوائے اس کپڑے کے جس کو نجاست لگ گئی ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۸۸)

برش مسواک کی سنت کا متبادل نہیں

سوال: مسواک سے عموماً دانتوں کی صفائی مقصود ہوتی ہے موجودہ دور میں برش سے یہ فائدہ اچھے طریقے سے حاصل ہوتا ہے۔ کیا یہ مسواک کا نعم البدل ہوسکتا ہے؟ یعنی برش کے استعمال سے سنت ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ دانتوں کی صفائی بلاشک مسواک کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ ہے لیکن مسواک کا استعمال صرف دانتوں کی صفائی کیلئے نہیں' بنیادی عنصر اس میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے' برش میں وہ خصوصیات اور صفات نہیں پائی جاتیں جو مسواک میں موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے اس سے سنت ادا نہ ہوگی۔ تاہم برش کا نفس استعمال جائز ہے۔

قال ابراهیم الحلبیؒ: ثم المستحب ان یکون المسواک من شجرة مرة لزیادة ازالة تغیرا لفم قالوا ویستاک بکل عودالاالرمان والقصب والفضله الاراک ثم الزیتون وان یکون طوله شبراً فی غلظ الخنصر (کبیری آداب الوضوص 37)

قال ابن عابدینؒ: (قوله والسواک) بالکسر بمعنی العود الذی یستاک به. ردالمحتار(ج 1 ص 115,113' سنن الوضوء وفی ایضاً' ویستاک بکل عودالا الرمان والقصب والفضله الاراک ثم الزیتون فتاوی حقانیہ۔ جلد 4 صفحہ 499۔

خنزیر کے بالوں سے بنائے گئے برش کے استعمال کا حکم

سوال۔آج کل دانتوں کی صفائی کیلئے جو برش استعمال کیا جاتا ہے بعض میں خنزیر کے بال استعمال ہوتے ہیں' کیا ایسے بُرش سے دانتوں کی صفائی کرنا جائز ہے؟

جواب۔ دانتوں کی صفائی کیلئے جو برش کیا جاتا ہے اگر اس میں خنزیر کے بال استعمال ہوتے ہوں تو اس کا استعمال جائز نہیں۔

لما قال الحصکفیؒ: وشعرالمیتة غیرالخنزیر علی المذهب. قال ابن عابدینؒ: تحت (قوله علی المذهب) ای علیٰ قول ابی یوسفؒ الذی هوظاهرا لروایة ان شعره نجس' وصححه. فی البدائع ورجحه فی الاختیار...... وعن محمد طاهر: بضرورة استعماله ای للحرازین. قال العلامة المقدسی: وفی زماننا استغنوا عنه ای فلا یجوز استعماله لزوال الضرورة الباعثة للحکم بالطهارة. (ردالمحتارج ۱ ص ۲۰۶ باب الانجاس)

قال ابوبکر الکاسانیؒ: واما الخنزیر فقد روی عن ابی حنیفةؒ انه نجس العین لان الله تعالیٰ وصفه بکونه رجساً فیحرم استعمام شعره وسائر اجزائه الا انه رخص فی شعره للخرازین للضرورة. (بدائع الصنائع ج ۱ ص ٦۳ فصل فی الطهارة الحقیقة) ومثله فی البحرالرائق ج ۱ ص ۱۰۷ باب الانجاس. فتاویٰ حقانیہ ج2 ص 585.

وضو کے بعد رومال سے ہاتھ منہ پونچھنا

سوال: وضو کر کے رومال سے بدن سکھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: وضو کے اعضاء کو رومال سے پونچھنا مستحب اور آداب میں سے ہے۔ درمختار میں اسے آداب میں شمار کیا ہے۔ شامی نے بھی اس کی بہت تفصیل لکھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ رومال سے پونچھنا مکروہ نہیں ہے بلکہ جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۰۱ ج ۱)

ناخن پالش اور سرخی پر وضو کا حکم

سوال۔ جیسے کہ ناخن پالش لگانے سے وضو نہیں ہوتا اگر کبھی ہونٹوں پر ہلکی سی لالی لگی ہو تو کیا وضو ہو جاتا ہے؟ یا اگر وضو کے بعد لگائی جائے تو اس سے نماز درست ہے؟

جواب۔ ناخن پالش لگانے سے وضو اور غسل اس لئے نہیں ہوتا کہ ناخن پالش پانی کو بدن تک پہنچنے نہیں دیتی' لبوں کی سرخی میں بھی اگر یہی بات پائی جاتی ہے کہ وہ پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ ہو تو اس کو اتارے بغیر غسل اور وضو نہیں ہوگا اور اگر وہ پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں تو غسل اور وضو ہو جائے گا۔ ہاں اگر وضو کے بعد ناخن پالش یا سرخی لگا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ لیکن اس سے بچنا بہتر ہے۔ آپ کے مسائل ج ۲ ص ۷۶۔

مستحاضہ کا ہر فرض نماز کیلئے وضو کا حکم

سوال۔ استحاضہ (جاری خون) والی عورت کیا ہر فرض نماز کیلئے وضو کرے؟

جواب۔ استحاضہ والی عورت ہر فرض نماز کیلئے نیا وضو کرے' اور جب تک اس نماز کا وقت رہے اس کا وضو باقی رہے گا بشرطیکہ وضو کو توڑنے والی اور کوئی چیز پیش نہ آئے اور اس وضو سے اس فرض نماز کے وقت میں جس قدر چاہے فرض' واجب' سنت اور نفل نمازیں اور قضا نمازیں پڑھ سکتی ہیں۔ مسائل غسل ص ۱۴۱۔

محرم عورت کا سر پر بندھے ہوئے رومال پر مسح کرنا

سوال۔ بعض خواتین حالت حرام میں سر پر رومال باندھتی ہیں اور وضو کے وقت رومال نہیں اتارتی بلکہ رومال ہی پر مسح کر لیتی ہے کیا یہ درست ہے۔

جواب۔ ایسی خواتین کا وضو نہیں ہوتا لہٰذا وضو کے وقت رومال سر سے کھول کر سر پر مسح کرنا ضروری ہے۔ خواتین کا حج ص ۲۹۔

پلستر پر مسح کرنا

سوال۔ کسی کے پھنسی یا زخم پر پلستر چڑھا ہوا ہے' اگر وہ غسل یا وضو کے وقت اس کو کھول کر دھوئے تو کچھ نقصان نہیں' البتہ جو دوائی لگائی ہوئی تھی' پلستر کو ہٹانے کی وجہ سے وہ باقی نہیں رہے گی' لہٰذا وہ دوا مرض کیلئے مفید ثابت نہ ہوگی یا یہ کہ پھر پلستر (پٹی) نہیں ملے گا یا مہنگا ملے گا تو کیا اس صورت میں پلستر کو ہٹا کر اس عضو کو دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب۔ اگر پلستر کھولنا زخم کیلئے مضر ہو تو پلستر کھول کر اس عضو کا دھونا ضروری نہیں' بلکہ پلستر پر مسح کرنا کافی ہے اور وہ پلستر' پٹی کے حکم میں ہے اور اگر کھولنا مضر نہیں مگر پلستر دوبارہ ملے گا نہیں یا عام مروج قیمت سے زیادہ مہنگا ملے گا یا قیمت تو زیادہ نہیں مگر تنگدستی کی وجہ سے خریدنے پر قدرت نہیں تو مسح جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۴)

پھایہ (سنی پلاسٹ) پر مسح کرنا

سوال۔ چہرے پر پھنسی یا زخم ہے اس پر مرہم کا پھایہ (سنی پلاسٹ) لگا ہوا ہے اس کو ہٹا کر وضو کرے یا پھایہ کے اوپر سے پانی بہائے؟

جواب۔ اگر زخم کو پانی نقصان پہنچاتا ہو یا پھایہ ہٹانے میں تکلیف ہو تو پھایہ ہٹائے بغیر اس کے اوپر مسح کرے۔ احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۴۔

ناپاک چربی والا صابن

سوال: مردار اور حرام جانوروں کی چربی کے صابن سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے' نمازیں وغیرہ درست ہیں؟

جواب: ایسے صابن کا استعمال کرنا جس میں یہ چربی ڈالی گئی ہو جائز ہے کیونکہ صابن بن جانے کے بعد اس کی ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۲ ص ۹۱)

عورتوں کیلئے ڈھیلے سے استنجاء کرنا

سوال: استنجاء کے وقت ڈھیلے کا استعمال کرنا عورتوں کیلئے ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: پیشاب کے بعد استنجاء کے لیے عورتوں کو مردوں کے مثل مٹی کے ڈھیلے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں' استنجاء کے دوسرے احکام مرد و عورت کے درمیان مشترک ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ' کتاب الطہارۃ' فصل فی الاستنجاء: ج ۲' ص ۵۳)

نواقض وضو

دانت سے خون نکلنے پر وضو کب ٹوٹتا ہے

سوال۔ اگر دانت سے خون نکلتا ہو اور وضو بھی ہو تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب۔ اگر اس سے خون کا ذائقہ آنے لگے یا تھوک کا رنگ سرخی مائل ہو جائے تو وضو ٹوٹ

جائے گا ورنہ نہیں۔

ا۔آپکے مسائل اوران کا حل: ج ۲ ص ۷۴٬۳٬۲۔خواتین کے فقہی مسائل ص 63 تا 73

خون تھوک پر غالب ہوتو ناقض وضو (وضوکوتوڑنے والی) ہے نہیں؟

سوال: دانتوں سے خون نکل آئے اور نماز میں ہوں تو کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں اگر خون تھوک پر غالب ہو جائے یعنی زیادہ مقدار اس کی ہوتو وضو ٹوٹ جائے گا اور اس کا اندازہ ذائقہ سے ہوسکتا ہے کہ خون کا ذائقہ تھوک میں محسوس ہونے لگے تو اس وقت خون کی مقدار تھوک سے زیادہ ہوگی۔(کما فی الھدایۃ والشامیہ)(ملخص)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۱۱ جلد ا)

عورتوں سے مصافحہ

سوال۔اپنی محرم عورتوں سے مصافحہ اور دست بوسی کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب۔جن عورتوں سے نکاح حرام ہے ان سے مصافحہ اور دست بوسی کی جاسکتی ہے شہوت نہ ہونی چاہئے۔مکتوبات ۸۷/۴

چھاتی سے پانی اور دودھ کے نکلنے پر وضو کا حکم

سوال۔اگر چھاتی سے پانی یا دودھ نکلے تو اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب۔اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو جاتا رہے گا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹے گا۔اسی طرح اگر دودھ عورت کی چھاتی سے نکلے تو بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند٬فصل نواقض وضو: ج ا ص ۱۲۶۔خواتین کے فقہی مسائل ص 72

جو رطوبت باہر نہ آئے وہ ناقض وضو نہیں

سوال: بواسیر کی پھنسی مواد نکلنے کے بعد داد کی طرح ہو جائے اور اس کے اندر رطوبت ہو مگر بہنے والی نہیں ہو البتہ اٹھتے بیٹھتے کپڑے کو لگتی ہو تو اس صورت میں وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اور کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو رطوبت زخم سے باہر نہ بہے اور بہنے والی نہ ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔کذافی

کتب الفقہ اور کپڑا بھی ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ فقہاء نے قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ جو چیز حدث کا باعث نہیں وہ نجس بھی نہیں۔ لہٰذا جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے اس میں نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۱۱ جلد ۱)

آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم

سوال: بہشتی زیور حصہ اول نواقض وضو کے ذیل میں لکھا ہے کہ اگر آنکھیں آئی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ آئی ہوں اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ آگے چل کر بطور قاعدہ کلیہ درج ہے کہ جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ نجس ہے' ایسی صورت میں جب بچوں کی آنکھیں دکھتی ہیں اور ان کی آنکھوں کا پانی اکثر ماں وغیرہ کے کپڑے کو تر کر دیتا ہے' کیا اس کپڑے سے بغیر دھوئے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس مسئلہ میں ایک قول یہ ہے جو بہشتی زیور میں منقول ہے اور قاعدہ مذکورہ بھی صحیح ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ آنکھیں دکھنے والے کی آنکھ سے جو پانی نکلے وہ ناقض وضو نہیں ہے۔ اس صورت میں وہ نجس بھی نہ ہوگا۔ شامی میں ''منیہ'' کے حوالے سے امام محمد سے پیپ کے خوف سے ہر وقت نماز کے لیے وضو کرنے کا قول منقول ہے۔ فتح القدیر میں اس قول کو استحباب پر معمول کیا ہے۔ (شامی)

لہٰذا اس بناء پر وہ پانی جو دکھتی آنکھ سے نکلے جب تک متغیر نہ ہو مثلاً اس میں سرخی وغیرہ نہ ہو بلکہ صاف پانی ہو تو وہ ناقض وضو نہ ہوگا اور نہ ہی نجس ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۰۹ جلد ۱)

نہانے کے بعد وضو غیر ضروری ہے

سوال: نہانے کے بعد بعض لوگوں سے سنا ہے کہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں رہتی' قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ آیا نہانے کے بعد وضو کے نہ کرنے کا طریقہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: نہانے سے وضو بھی ہو جاتا ہے بعد میں وضو کی ضرورت نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل' ملخص)

بغیر وضو کیے محض نیت سے وضو نہیں ہوتا

سوال: اکثر مقامات پر اور مساجد میں پانی کا انتظام نہیں ہوتا اور پھر وضو کے لیے کافی تکلیف ہو جاتی ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ اگر کہیں پانی دستیاب نہ ہو تو وضو کی نیت کرنے سے وضو

ہو جاتا ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ اگر وضو ہو سکتا ہے تو اس کی نیت بھی ایسے ہی کرنی ہوتی جیسے ہم پانی کے ساتھ وضو کرتے وقت کرتے ہیں؟

جواب: محض وضو کی نیت کرنے سے وضو نہیں ہوتا' آپ نے غلط سنا ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی جگہ وضو کے لیے پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کیا جائے اور پانی دستیاب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کم سے کم ایک میل دور ہو۔ اس لیے شہر میں پانی کے دستیاب نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ جنگل میں ایسی صورت پیش آ سکتی ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل)

آبِ زمزم سے وضو اور غسل کرنا

سوال: مولانا صاحب میں مکہ مکرمہ میں رہتا ہوں' کئی دنوں سے اس مسئلے پر دل میں اُلجھن رہتی ہے' برائے مہربانی اس کا شرعی حل بتائیں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ مولانا صاحب ہم پاکستان میں تھے تو آبِ زمزم کے لیے اتنی محبت تھی کہ کچھ بتا نہیں سکتے' اب بھی وہی ہے ایک قطرے کے لیے ترستے تھے۔ یہاں لوگ وضو کرتے ہیں' کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ نماز کے لیے وضو کرنا جائز ہے یا ادب کے خلاف ہے؟ تفصیل سے جواب لکھیں؟

جواب: جو شخص باوضو اور پاک ہو وہ اگر محض برکت کے لیے آبِ زمزم سے وضو یا غسل کرے تو جائز ہے۔ اسی طرح کسی پاک کپڑے کو برکت کے لیے زمزم سے بھگونا بھی درست ہے لیکن بے وضو آدمی کا زمزم شریف سے وضو کرنا یا کسی جنبی کا اس سے غسل کرنا مکروہ ہے۔ ضرورت کے وقت (جبکہ دوسرا پانی نہ ملے) زمزم شریف سے وضو کرنا تو جائز ہے مگر غسلِ جنابت بہرحال مکروہ ہے۔

اسی طرح اگر بدن یا کپڑا پر نجاست لگی ہو اس کو زمزم شریف سے دھونا بھی مکروہ بلکہ بعض جگہ حرام ہے۔ یہی حکم زمزم سے استنجا کرنے کا ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے آبِ زمزم سے استنجا کیا تو ان کو بواسیر ہو گئی۔ خلاصہ یہ کہ زمزم نہایت متبرک پانی ہے اس کا ادب ضروری ہے۔ اس کا پینا موجبِ خیر و برکت ہے اور چہرے پر' سر پر اور بدن پر ڈالنا بھی مؤجبِ برکت ہے لیکن نجاست زائل کرنے کے لیے اس کو استعمال کرنا ناروا ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل جلد دوم)

جس غسل خانہ میں پیشاب کیا ہو اس میں وضو

سوال: ہمارے گھر میں ایک غسل خانہ ہے جہاں ہم سب نہاتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر

پیشاب بھی کرتے ہیں اور مجھے نماز پڑھنی ہوتی ہے' کیا اس غسل خانہ میں وضو کرنا جائز ہے؟

جواب: غسل خانہ میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے اس سے وسوسہ کا مرض ہو جاتا ہے اور اگر اس میں کسی نے پیشاب کر دیا ہو تو وضو سے پہلے اس کو دھو کر پاک کر لینا چاہیے۔ (جلد دوم آپ کے مسائل' ملخص)

وضو کرتے وقت عورت کے سر کا ننگا رہنا

سوال: کیا وضو کرتے وقت عورت کے سر پر دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہے؟

جواب: عورت کو حتی الوسع سر ننگا نہیں کرنا چاہیے مگر وضو ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

ناخن پر سوکھے ہوئے آٹے کے ساتھ وضو کا حکم

سوال۔ کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ جائے اس پر وضو کرے تو یہ وضو کرنا درست ہے؟

جواب۔ اگر اس کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا جب یاد آئے آٹا دیکھے تو چھڑا کر پانی ڈال دے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا دے اور پھر سے پڑھے۔ بہشتی زیور' حصہ اول ص ۴۰۔ خواتین کے فقہی مسائل ص 73۔

وضو کے درمیان سلام کا جواب دینا

سوال: وضو کرتے ہوئے اور کھانے کے دوران سلام کا جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ سلام کرنے والے کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو وضو میں مصروف ہونے کی وجہ سے ناراضی اور غلط فہمی ہو سکتی ہے؟

جواب: وضو کے دوران سلام اور جواب میں کوئی حرج نہیں' کھانے کے دوران سلام نہیں کہنا چاہیے اور کھانے والے کے ذمہ سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

گٹر لائن کی آمیزش اور بدبو والے پانی کا استعمال

سوال: بعض مرتبہ ہم کسی مسجد میں جاتے ہیں اور وضو کے لیے نلکا کھولتے ہیں تو شروع میں بدبودار پانی آتا ہے' پانی بظاہر صاف نظر آتا ہے اور کوئی رنگ کی آمیزش نہیں ہوتی لیکن پانی میں بدبو سی محسوس ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں کیا اس پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے یا یہ پانی ناپاک تصور ہوگا اور اس پانی سے وضو نہیں ہوگا؟

جواب: نلوں کے ذریعہ جو بدبودار پانی آتا ہے اور پھر صاف پانی آنے لگتا ہے اس بارے

میں جب تک بدبودار پانی کی حقیقت معلوم نہ ہو یا رنگ اور بو سے ناپاکی کا پتہ نہ چلتا ہو اس وقت تک اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ پانی کا بدبودار ہونا اور چیز ہے اور ناپاک ہونا دوسری چیز ہے اور اگر تحقیق ہو جائے کہ یہ پانی گٹر کا ہے تو نل کھول دینے کے بعد وہ جاری پانی کے حکم میں ہو جائے گا اور پاک ہو جائے گا۔ بس بدبودار پانی نکال دیا جائے' بعد میں آنے والے صاف پانی سے وضو اور غسل صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

ناپاک پانی گندا صاف شفاف بنا دینے سے پاک نہیں ہوتا

سوال: آج کل سائنس دانوں نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ گندی نالیوں کے پانی صاف و شفاف بنا دیتے ہیں۔ بظاہر اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی' اب کیا یہ پانی پلید ہوگا یا نہیں؟

جواب: صاف ہو جائے گا' پاک نہیں' صاف اور پاک میں بڑا فرق ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

ٹینکی میں پرندہ گر کر پھول جائے تو کتنے دن کی نماز لوٹائی جائیں؟

سوال: پانی کی ٹینکی میں اگر پرندہ گر کر مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے اور اس کے گرنے کا وقت بھی معلوم نہ ہو تو کتنے روز کی نمازیں لوٹائی جائیں گی؟

جواب: اس میں دو قول ہیں' ایک یہ کہ اگر جانور پھولا پھٹا ہوا پایا جائے تو اس کو تین دن کا سمجھا جائے گا اور تین دن کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جس وقت علم ہوا اسی وقت سے نجاست کا حکم کیا جائے گا' پہلے قول میں احتیاط ہے اور دوسرے میں آسانی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

مسواک کے بجائے برش استعمال کرنا

سوال: اگر کوئی شخص بلا عذر بجائے مسواک کے بالوں کا برش استعمال کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسواک کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صورت علی المواظبت ثابت ہے وہ یہی ہے کہ لکڑی کی مسواک کی جائے اور لکڑیوں میں بھی پیلو کی لکڑی زیادہ پسندیدہ ہے۔ لیکن اگر لکڑی کی مسواک اتفاقاً موجود نہ ہو تو انگلی یا موٹے کپڑے وغیرہ سے دانت صاف کر لینا مسواک کے قائم مقام ہو سکتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی

سے کام چلا لے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے برش کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر اتفاقاً مسواک موجود نہ ہو تو اس کا استعمال مسواک کے قائم مقام ہو جائے گا لیکن بطور فیشن اس کی عادت ڈال لینا مناسب نہیں اور نہ بلاضرورت وہ مسواک کا قائم مقام ہو سکتا ہے۔ بالخصوص ان برشوں میں خنزیر کے بالوں کے استعمال کا احتمال بھی ہوتا ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ برش کے استعمال سے احترام کیا جائے۔ کہیں مسواک ہاتھ نہ آئے تو انگلی وغیرہ سے صاف کر لینے پر اکتفا کریں۔ (مفتی محمد شفیعؒ)

ایک دوسرے جواب میں حضرت مفتی اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ:

برش اگر خنزیر کے بالوں کا ہے تو اس کا استعمال حرام ہے اور اگر مشکوک ہے تو ترک اولیٰ ہے اور اگر مشکوک بھی نہیں تو اس کا استعمال جائز ہے لیکن بلاضرورت مسواک کی سنت کے قائم مقام نہ ہوگا کیونکہ سنت مسواک لکڑی ہی سے ثابت ہے۔ البتہ اگر کسی وقت لکڑی مسواک کے قابل موجود نہ ہو تو صرف انگلی یا موٹے کپڑے یا برش وغیرہ سے دانت صاف کر لینا اس کے قائم مقام ہو جاتا ہے لیکن بلاضرورت اس کی عادت ڈالنا خلاف سنت ہے اور دوسری قباحت یہ بھی ہے کہ اصل شعار اہل اسلام کا یہ نہیں۔

ناخن پالش لگانا کفار کی تقلید ہے اس سے نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل نہ نماز

سوال: آج کل نوجوان لڑکیاں اس کشمکش میں مبتلا ہیں کہ آیا لڑکیاں جو ناخن کو پالش لگاتی ہے اس کو صاف کرنے کے بعد وضو کریں یا پالش کے اوپر سے ہی وضو ہو جائے گا' کئی سمجھدار اور تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخنوں کی پالش صاف کیے بغیر ہی وضو ہو جائے گا؟

جواب: ناخنوں سے متعلق دو بیماریاں عورتوں میں خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں بہت ہی عام ہوتی جا رہی ہیں ایک ناخن بڑھانے کا مرض اور دوسرا ناخن پالش۔

ناخن بڑھانے سے آدمی کے ہاتھ بالکل درندوں جیسے ہو جاتے ہیں اور پھر ان میں گندگی بھی رہ سکتی ہے جس سے ناخنوں میں جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور مختلف النوع بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس چیزوں کو فطرت سے شمار کیا ہے ان میں ایک ناخن تراشنا بھی ہے۔ پس ناخن بڑھانے کا فیشن انسانی فطرت کے خلاف ہے جس کو مسلم خواتین کافروں کی تقلید میں اپنا رہی ہیں۔

مسلم خواتین کو اس خلاف فطرت تقلید سے پرہیز کرنا چاہیے' دوسرا مرض ناخن پالش کا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے عورت کے اعضاء میں فطری حسن رکھا ہے' ناخن پالش کا مصنوعی لبادہ محض غیر فطری چیز ہے پھر اس میں ناپاک چیزوں کی آمیزش بھی ہوتی ہے' وہی ناپاک ہاتھ کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا طبعی کراہت کی چیز ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ناخن پالش کی تہہ جم جاتی ہے اور جب تک اسے صاف نہ کر دیا جائے پانی نیچے نہیں پہنچ سکتا۔ پس نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل' آدمی ناپاک کا ناپاک رہتا ہے جو تعلیم یافتہ لڑکیاں اور معزز نمازی عورتیں یہ کہتی ہیں کہ ناخن پالش کو صاف کیے بغیر آدمی پاک نہیں ہوتا نہ نماز ہوگی نہ تلاوت جائز ہوگی وہ اسی معنی میں ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

ناخن پالش والی میت کی پالش صاف کر کے غسل دیں

سوال: اگر کہیں موت آ گئی تو ناخن پالش لگی ہوئی عورت کی میت کا غسل صحیح ہو جائے گا؟

جواب: اس کا غسل صحیح نہیں ہوگا اس لیے ناخن پالش صاف کر کے غسل دیا جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

نیل پالش اور لپ سٹک کے ساتھ نماز

سوال: چند روز قبل ہمارے گھر آیت کریمہ کا ختم تھا جن میں چند رشتہ دار عورتیں آئیں جن میں کچھ فیشن میں ملبوس تھیں' فیشن سے مراد ناخن پر نیل پالش' بدن پر پرفیوم' ہونٹوں پر لپ اسٹک وغیرہ تھا' جب نماز کا وقت ہوا تو نماز کے لیے کھڑی ہو گئیں' جب ان سے کہا گیا کہ ان چیزوں سے وضو نہیں رہتا تو نماز کیسے ہوگی؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نیت دیکھتا ہے' تو کیا مولانا صاحب نیل پالش یا پرفیوم' لپ اسٹک وغیرہ سے وضو برقرار رہتا ہے؟ کیا ان سب چیزوں کے استعمال کے بعد نماز ہو جاتی ہے؟ برائے مہربانی تفصیل سے جواب دیں' نوازش ہوگی؟

جواب: خدا تعالیٰ صرف نیت کو نہیں دیکھتا بلکہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ جو کام کیا گیا وہ اس کی شریعت کے مطابق بھی ہے یا نہیں۔ مثلاً کوئی شخص بے وضو نماز پڑھے اور یہ کہے کہ خدا نیت کو دیکھتا ہے تو اس کا یہ کہنا خدا! اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اُڑانے کے ہم معنی ہوگا اور ایسے شخص کی عبادت عبادت ہی نہیں رہتی۔ اس لیے فیشن ایبل خواتین کا یہ استدلال بالکل مہمل ہے کہ خدا نیت کو دیکھتا ہے' ناخن پالش اور لپ اسٹک اگر بدن تک پانی کو نہ پہنچنے دے تو وضو نہیں ہوگا اور جب وضو نہ ہوا تو نماز بھی نہ ہوئی۔ (جلد دوم آپ کے مسائل)

باب الغسل

غسل کے مسائل

غسل میں غرغرہ کا حکم

سوال۔ اگر غسل کرتے وقت غرغرہ رہ جائے تو کیا غسل درست رہے گا؟

جواب۔ جنابت کے غسل میں مضمضہ فرائض غسل میں شامل ہے اس میں منہ دھونا (کلی کرنا) کافی ہے یہاں تک کہ پانی پینے سے بھی یہ فرض ادا ہو جاتا ہے اگر مطلقاً منہ دھونا رہ جائے تو غسل ناقص رہے گا جب کہ دھونے میں مبالغہ رہ جانے کی صورت میں غسل کامل متصور ہوگا۔

قال الحصکفیؒ: وفرض الغسل غسل کل فمه ویکفی الشرب عبالان المج لیس بشرط فی الاصح. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار' ابحاث الغسل ج ا ص ۱۵۱'.

۲. قال ابراهیم الحلبیؒ: وشرب الماء یقوم مقام المضمضة اذا کان لا علیٰ وجه السنة اذا بلغ الماء الفم کله والا فلا" (کبیری' فرائض الغسل ص ۵۰) فتاویٰ حقانیه 28 ص 521.

غسل میں غرغرہ کرنا فرض نہیں

سوال: غسل میں غرغرہ کرنا فرض ہے یا کلی کرنا' واضح کر کے تشفی فرمائیں؟

جواب: غسل میں کلی کرنا فرض ہے اس طرح کہ پانی پورے منہ میں پہنچ جائے اور غرغرہ کرنا غیر روزے دار کے لیے سنت ہے' کلی یہ ہے کہ سر جھکائے ہوئے بغیر غرغرے کے منہ میں جہاں تک پانی جائے (اس پر کلی کا اطلاق ہوتا ہے) اسی قدر منہ اندر سے دھونا فرض ہے۔
(دارالعلوم ج ۱ ص ۱۴۴)

دانتوں پر سونے کے خول چڑھانے سے غسل کا حکم

سوال: بسا اوقات لوگ دانت کے جل جانے یا کسی بیماری کی وجہ سے اس پر سونے کا خول چڑھاتے ہیں' سونے کے خول سے دانت مستور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مضمضمہ کرتے وقت ذات کو پانی نہیں پہنچتا' کیا ایسی صورت میں جنابت کے غسل پر کوئی اثر پڑے گا؟ علاوہ ازیں کبھی یہ خول ویسے حسن اور زینت کیلئے چڑھایا جاتا ہے تو اس حکم میں ضرورت اور عدم ضرورت مساوی ہے یا نہیں؟

جواب۔ دانت پر ضرورت کے وقت سونے کا خول چڑھانا از روئے شروع جائز ہے' غسل کیلئے اس خول کا ہٹانا حرج و تکلیف سے خالی نہیں' بلکہ بسا اوقات منہ کے زخمی ہونے کا خطرہ بھی رہتا ہے۔ لہٰذا اس مجبوری کی وجہ سے بوقت غسل اصلی دانت تک پانی پہنچانا معاف ہے اور اس خول کے ہوتے ہوئے نماز بھی ہو جاتی ہے۔

قال الحصكفيؒ: ولا يمنع الطهارة ونيم اى خرء ذباب وبرغوث لم يصل الماء تحته وحناء ولوجرمه به يفتيٰ. قال ابن عابدينؒ: (قوله به يفتيٰ) صرح به في المنية عن الذخيرة في مسئلة الحناء والطين والدرن معللاً بالضرورة (وبعد اسطر) فالا ظهر التعليل بالضرورة.
(رد المحتار على الدر المختار' ابحاث الغسل ج ١ ص ١٥٤.

بلا ضرورت سونے کا استعمال جائز نہیں' ایسے وقت میں اگر خول کے ہٹانے سے دانت سے محرومی ہوتی ہو تو موجب حرج ہوتے ہوئے غسل جائز ہے لیکن ہٹانے میں اگر حرج نہ ہو تو پھر یہ بلا ضرورت کے چڑھایا ہوا خول ہٹایا جائے گا۔

قال ابراهيم الحلبيؒ: ان كان بين اسنانه طعام ولم يصل الماء تحته في الغسل من الجنابة جازلان الماشئ لطيف يصل تحته غالباً قال صاحب الخلاصة وبه يفتيٰ (وبعد اسطر) والطين والدرن اذا بقيا على البدن يجزئى وضوء هم للضرورة . (كبيرى باب الغسل ص ٤٩)
(فتاویٰ حقانیہ ج2 ص523)

جنابت کے غسل میں عورت کو مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں

سوال۔ کیا عورت کو غسل کرتے وقت سر کے بال مینڈھیاں' کھولنا ضروری ہے؟

جواب۔ اگر عورت کے سر کے بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کے اصول (جڑ) تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں۔

البتہ اگر عورت کے بال کھلے ہوئے ہوں تو پورے بالوں کا دھونا ضروری ہے اگر کچھ حصہ خشک رہ جائے تو غسل درست نہیں ہوگا۔

قال الحصكفیؒ: وكفىٰ بل اصل ضفير تها اى شعر المرأة المضفور للحرج اما المنقوض فيفرض غسل كله اتفاقاً ولو لم يبتل اصلها يجب نقضها مطلقاً هو الصحيح. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار' ابحاث الغسل ج ا ص ۱۵۳).

قال ابن نجيمؒ: (قوله ولا تنقض ضفيرة ان بل اصلها) اى ولا يجب على المرأة ان تنقض ضفير تها ان بلت فى الاغتسال اصل شعرها (وبعد اسطر) ويجب عليها الايصال الىٰ اثناء شعرها اذا كان منقوضاً لعدم الحرج. (البحرالرائق' كتاب الطهارة ج ا' ص ۵۲) ومثله فى الهندية. الباب الثانى فى الغسل. ج اص ۱۳۔ فتاویٰ حقانیہ ج 2 ص 524۔

بے وضو اور حالت جنابت میں قرآن کی تلاوت وذکر کرنا جائز ہے

سوال: حالت جنابت یا حالت حیض میں قرآن کریم کی تلاوت' دُرود شریف پڑھنا اور دوسرے اذکار پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حالت حیض اور حالت جنابت میں قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں البتہ ذکر اذکار اور دُرود شریف پڑھ سکتی ہیں۔

جنابت کی حالت میں کھانے پینے کا حکم

سوال۔ جنابت کی حالی میں کھانے پینے اور چلنے پھرنے کا کیا حکم ہے؟ نیز بسا اوقات ایسی حالت میں کسی سے باتیں کرنے اور سلام کا جواب دینے کا موقع بھی پیش آتا ہے' ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب۔ جنابت کی حالت میں کھانا' پینا' چلنا پھرنا' سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا تمام امور جائز ہیں۔ البتہ کھانے پینے کے وقت کلی کرنا اور ہاتھوں کو دھولینا چاہئے بغیر کلی کے کھانا پینا مکروہ ہے۔

قال الحصكفیؒ: لا قرأت قنوت (اى لا تكره) ولا اكله وشربه بعد غسل يدوفم ولا معاودة اهله قبل اغتساله. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار .

ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۲۹)

حالت جنابت میں ناخن اور بال کاٹنے کا حکم

سوال: جنابت کی حالت میں ناخن تراشنا اور بال کٹوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ جنابت کی حالت میں پورا جسم ظاہری طور پر نجاست کا شکار ہوتا ہے اس لئے پورے جسم کا دھونا فرض ہے ایسی حالت میں ناخن اور بال کٹوانا مکروہ ہے۔ فقہاء کرام نے کراہت مطلقاً ذکر کیا ہے لیکن قرائن کے اعتبار سے کراہت تنزیہی معلوم ہوتی ہے۔

وفی الهندية حلق الشعر حالة الجنابة مكروه وكذا قص الا ظافير. كذا فی الغرائب. (الهنديه' الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء وقلم الاظفار وقص الشارب ج ۵ ص ۳۵۸)

قال سديد الدين الكا شغریؒ: واذا ارادالجنب الا كل والشرب ينبغی له ان يغسل يده وفيه ثم ياكل ويشرب. (منية المصلی' بحث الطهارة الكبریٰ ص ۲۹) ومثله فی الهندية' الفصل الثالث فی المعانی الموجبة للغسل ج ۱ ص ۱۶.

قال الشيخ العلامة اشرف علی تهانویؒ: در مطالب المومنين می آردستردن وتراشيدن موئے وگرفتن ناخنها در حالت جنابت كراهت است. (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۸ فصل فی الغسل) فتاویٰ حقانیہ ج2 ص525۔

چاردیواری میں برہنہ ہوکر غسل کرنا کیسا ہے؟

سوال: غسل خانہ کی دیواریں بڑی بڑی ہوں اور چھت بنی ہوئی نہ ہو تو ایسی جگہ برہنہ غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غسل خانے کی دیواریں بڑی بڑی ہوں کہ کہیں سے بے پردگی نہ ہوتی ہو تو اس میں برہنہ ہوکر نہانا درست ہے' اگرچہ چھت بھی نہ بنی ہو' لیکن بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ ننگے ہوکر نہ نہائیں۔ (فقط مفتی عزیز الرحمن)

موجبات غسل

(غسل کو واجب کرنے والی چیزیں)

دوران مباشرت سپاری کا مکمل دخول نہ ہو تب بھی غسل واجب ہے

سوال: اگر مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری (عضو خاص کا نرم حصہ) کا نصف تہائی یا پاؤ حصہ فرج میں داخل ہو جائے اور جوش کے ساتھ منی بھی فرج میں داخل ہو جائے تو اس صورت میں عورت پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

جواب: عورت پر غسل واجب نہیں کیونکہ عورت پر غسل کے وجوب کے لیے ایلاج حشفہ ضروری ہے اور ایلاج حشفہ (سپاری) کے مکمل دخول سے ممکن ہوگا۔ (دارالعلوم دیوبند جلد اول)

وضو اور غسل میں پانی کی مقدار

سوال: غسل اور وضو میں پانی خرچ کرنے کی مقدار کیا ہے؟

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے سوا صاع تک پانی سے غسل فرماتے ہیں اور ایک مد سے وضو فرماتے تھے' یہ مقدار کفایت کی ادنیٰ مقدار ہے اور شامی میں ''حلیہ'' سے منقول ہے کہ اس میں کچھ تحدید شرعی نہیں جس قدر پانی سے وضو اور غسل ہو سکے درست ہے لیکن اسراف نہ ہو۔ (دارالعلوم دیوبند ص ۱۰۵)

مہندی کے رنگ کے ساتھ غسل کا حکم

سوال۔ خواتین کا یہ کہنا کہ اگر ایام کے دنوں مہندی لگائی جائے تو جب تک حنا کا رنگ مکمل طور پر اتر نہ جائے پاکی کا غسل نہیں ہوگا۔ یہ درست ہے؟

جواب۔ عورتوں کا یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ غسل ہو جائے گا۔ غسل کے صحیح ہونے کے لئے مہندی کے رنگ کا اتارنا ضروری نہیں۔ آپ کے مسائل اور انکا حل: ج ۲' ص ۵۳۔ خواتین کے فقہی مسائل۔ ص 79۔

نابالغہ سے مباشرت کرنے سے اس پر غسل فرض نہیں

سوال: نابالغہ لڑکی سے مباشرت کی جائے تو اس پر غسل فرض ہوگا یا نہیں؟

جواب: نابالغہ پر غسل فرض نہیں ہے مگر غسل کر لینا اچھا ہے۔

جنابت کے بعد حیض آ گیا تو کیا کرے؟

سوال: ایک عورت اپنے شوہر سے رات کو ہمبستر ہوئی اور غسل سے پہلے حیض آ گیا تو عورت پر غسل جنابت فرض ہے یا نہیں؟

جواب: غسل جنابت اس صورت میں فرض نہیں رہا وہ حیض سے پاک ہو کر غسل کرے۔ (ملخص دارالعلوم دیوبند)

غسل فرض ہونے کی حالت میں عورت کو عورت کے سامنے غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال: بہشتی گوہر میں ہے کہ کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہ ہو تو ایسی حالت میں مرد کو مرد کے سامنے اور عورت کو عورت کے سامنے غسل کرنا واجب ہے؟ زید کہتا ہے کہ عربی عبارت میں واجب کا لفظ نہیں ہوگا، صحیح مسئلہ بیان فرمائیں؟

جواب: یہ مسئلہ صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی حالت میں غسل نہ چھوڑے اس کا مطلب یہ ہے کہ غسل کرنا ہر حال میں واجب ہے۔ (چاہے پردہ ہو یا نہ ہو) البتہ اگر غیر مرد ہوں تو عورت کو تاخیر کرنا ضروری ہے۔

غسل کے وقت عورتوں کا جمع ہونا

نہانے کے وقت پھر سب عورتیں جمع ہو جاتی ہیں اور کھانا وہیں کھاتی ہیں اور برادری میں دودھ چاول یا بتاشے وغیرہ تقسیم ہوتے ہیں بھلا صاحب یہ زبردستی پخ لگانے کی کیا ضرورت، دو قدم پر تو گھر مگر یہاں کھائیں گی وہی مثل ہے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ ان کی طرف سے یہ تو زبردستی اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری اور طعن تشنیع سے بچنے کی نیت یہ دونوں وجہیں اس کے منع ہونے کیلئے کافی ہیں۔ (اصلاح الرسوم بہشتی زیور)۔

غسل کے وقت دھوم دھام ناچ گانا

بعض شہروں میں آفت ہے کہ اس تقریب میں یا خصوصیت سے غسل صحت کے روز خوب

راگ باجہ ہوتا ہے اور کہیں ناچ ہوتا ہے کہیں ڈومیناں گاتی ہیں جن کی برائی لکھی جاچکی ہے ان خرافات اور گناہوں کو ختم کرنا چاہئے۔ (اصلاح الرسوم)

غسل کے وقت ستر اور پردہ پوشی کی ضرورت

مسئلہ۔ ناف سے لے کر رانوں کے نیچے تک کسی کے سامنے بھی بدن کھولنا درست نہیں۔ بعض عورتیں ننگی سامنے نہاتی ہیں۔ یہ بڑی بے غیرتی اور ناجائز بات ہے چھٹی میں ننگی کر کے نہلانا اور اس پر مجبور کرنا ہرگز درست نہیں۔ ناف سے رانوں تک ہرگز بدن کو ننگا نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ:۔ جتنا بدن کو دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔ اس لئے نہاتے وقت اس بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں۔ اگرچہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے۔

اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ (تھیلہ) پہن کر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے تو جائز ہے۔ (بہشتی زیور) (اصلاح خواتین ص ۲۲۹)

قضائے حاجت اور غسل کے وقت کس طرف منہ کرے

سوال: غسل کرتے وقت کون سی سمت ہونی چاہیے؟ آج کل غسل خانہ اور بیت الخلاء ایک ساتھ ہی ہوتے ہیں' ایسے میں غسل کے لیے کس طرح سمت کا اندازہ لگایا جائے۔ نیز بیت الخلاء کے لیے کون سی سمت مقرر ہے؟

جواب: قضائے حاجت کے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ ہونا چاہیے اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ ہونی چاہیے' قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ غسل کی حالت میں اگر غسل بالکل برہنہ ہو کر کیا جارہا ہو تو اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے بلکہ رخ شمالاً جنوباً ہونا چاہیے اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جارہا ہے تو اس صورت میں کسی بھی طرف رخ کر کے غسل کیا جاسکتا ہے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

غسل جنابت کے بعد پہلے والے کپڑے پہننا

سوال: یہ بتائیں کہ اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہوجائے یا اس پر غسل جنابت فرض ہوجائے تو کیا وہ غسل کر کے دوبارہ وہی کپڑے پہن سکتا ہے جبکہ وہ کپڑے مثلاً سوئیٹر یا قمیض وغیرہ ہو جن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو؟

جواب: بلاشبہ پہن سکتا ہے اور عورت کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ بشرطیکہ اگر نجاست لگی ہو تو پہلے دھولیا جائے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

غسل کیلئے کشف عورت کا حکم

سوال۔ بعض علاقوں میں لوگ بڑے بڑے تالابوں اور حوضوں میں اجتماعی طور پر غسل کرتے ہیں اس میں ظاہر ہے کہ عضو مخصوصہ کے کشف پر (جس کو لوگ دیکھ سکیں) ضمیر ملامت کرتا ہے لیکن اگر ایک شخص عضو مخصوصہ پر ایک کپڑا باندھ کر ایسی حالت میں غسل کرے کہ ناف کے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر کا کچھ حصہ عام لوگوں کو نظر آئے اسکا از روئے شروع کیا حکم ہے؟۔

جواب۔ واضح ہو کہ اگر انسان ایسی جگہ میں غسل کرے جہاں پر اکیلا ہو تو ایسی حالت میں بھی بلا ضرورت کشف عورت سے احتراز کرے گا ضرورت کی حد تک اس کیلئے کشف عورت کی رخصت ہے لیکن جہاں آس پاس لوگ موجود ہوں تو ایسی حالت میں گھٹنوں سے لے کر ناف تک کا حصہ مرد کیلئے چھپانا فرض ہے جس کا کشف حرام ہے' ایسی حالت میں یہ ضروری ہے کہ پردہ کرکے غسل کرے تاہم اگر ایک شخص نے اس طریقہ سے غسل کرلیا تو ارتکاب حرام کے باوجود جب فرائض غسل ادا ہوئے ہوں تو فریضہ غسل ادا ہو جاتا ہے۔

قال ابراهيم الحلبیؒ: (وان يغتسل فی موضع لايراه احد) لاحتمال بدؤ العورة حال الا غتسال اوا للبس والحديث يعلیٰ بن امية ان النبی صلی الله عليه وسلم قال ان الله حی ستير يحب الحياء والتستر فاذا اغتسل احد كم فليستتر. (رواه ابوداؤد) (كبيری' فرائض الغسل ص ۵۱)

قال ابن عابدينؒ: قال فی شرح المنية: وهو غير مسلم لا ترک المنهی مقدم علیٰ فعل المامور وللغسل خلف وهو التيمم فلا يجوز كشف العورة لا جله عند من لايجوز نظره اليها (ردالمحتار علی الدر ا لمختار' ابحاث الغسل ج ۱ ص ۱۵۶) فتاویٰ حقانيه ج ۲ ص ۵۲۸)

ننگے بدن غسل کرنے والا بات کرلے تو غسل جائز ہے

سوال: اگر ننگے بدن غسل کرتے وقت کسی سے بات چیت کرلی جائے تو غسل دوبارہ کرنا ہوگا؟

جواب: برہنگی کی حالت میں بات چیت نہیں کرنی چاہیے لیکن غسل دوبارہ کرنے کی

ضرورت نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

سوئمنگ پول میں غسل کرنے کا حکم

سوال۔ آج کل غسل کیلئے بعض مقامات پر سوئمنگ پول بنا دیئے گئے ہیں جو دَہ دردَہ حوض (ایک صدزراع) سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں ان میں غسل کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ جو حوض دَہ دردَہ ہو تو مفتی بہ قول کے اعتبار سے اس کا پانی ماء جاری کے حکم میں ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں سوئمنگ پول اگر دَہ دردَہ زراع یا اس سے زیادہ ہو تو وہ ماء جاری کے حکم میں ہے اس لئے اس میں غسل کرنا جائز ہے۔ البتہ چونکہ سوئمنگ پول میں غسل کرنا کفار اور فساق کا وطیرہ ہے اس لئے ایسی جگہوں میں غسل کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

لما قال طاهر بن عبدالرشیدؒ: الحوض الکبیر مقدار بعشرة ازرع فی عشرة ازرع وعلیه الفتویٰ. (خلاصة الفتاویٰ ج ۱ ص ۳ کتاب الطهارة) التقدیر بعشر فی عشر هوالمفتی به قال السید احمد الطحطاوی (قوله هوالمفتی به) هو قول عامة المشائخ خانیة وهو قول الاکثر وبه ناخذ نوازل وعلیه الفتویٰ کما فی شرح الطحاوی. (طحطاوی حاشیه مراقی الفلاح ص ۲۱ کتاب الطهارة بحث اقسام المیاه) ومثله فی الهندیة ج ۱ ص ۱۸ الباب الثالث فی المیاه. فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۳۵.

کن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور کن سے نہیں

ہم بستری کے بعد غسل جنابت مرد عورت دونوں پر واجب ہے

سوال: ہم بستری کے بعد عورت پر بھی جنابت واجب ہو جاتا ہے؟

جواب: مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

عورت کو بچہ پیدا ہونے پر غسل فرض نہیں

سوال: عورت کے جب بچہ پیدا ہوتا ہے کیا اسی وقت غسل کرنا واجب ہے چونکہ ہم نے سنا ہے کہ اگر عورت غسل نہ کرے گی تو اس کا کھانا پینا سب حرام اور گناہ ہے جبکہ کراچی کے ہسپتالوں میں کوئی نہیں نہاتا؟

جواب: حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے جب تک وہ پاک نہ ہو جائے اس پر غسل فرض نہیں اور یہ خیال بالکل غلط ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی وقت غسل کرنا واجب ہے بلکہ جب خون بند ہو جائے تو اس کے بعد غسل واجب ہوگا۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

غسل کے آخر میں کلی اور غرارے کرنا یاد آنا

سوال: کوئی شخص حالت جنابت میں ہے اور وہ غسل کرتا ہے جب وہ تمام بدن پر پانی ڈالتا ہے تو بعد میں اس کو کلی اور غرارے کرنا یاد آتے ہیں اور اسی وقت وہ کلی اور غرارے کرتا ہے اس وقت اس شخص کا غسل مکمل ہو جاتا ہے' کیا اب اسے دوبارہ پانی ڈالنا پڑے گا؟

جواب: غسل ہو گیا' دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

پانی میں سونا ڈال کر نہانا

سوال: میرے بڑے بھائی نے گھر میں آ کر سونے کی انگوٹھی پانی میں ڈال کر نہا لیا' وجہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کے اوپر چھپکلی گر گئی تھی ان کو مشورہ دیا گیا کہ آپ جا کر سونے کی کوئی چیز پانی میں ڈال کر نہا لیں ورنہ آپ پاک نہیں ہوں گے' تو میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب مرد کے لیے سونا پہننا حرام ہے تو آپ یہ وضاحت کر دیں کہ سونے کے پانی سے نہانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: پانی میں سونے کی چیز ڈال کر نہانے میں تو گناہ نہیں مگر ان کو کسی نے مسئلہ غلط بتایا کہ جب تک سونے کی چیز پانی میں ڈال کر نہیں نہائیں گے پاک نہ ہوں گے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

وضو اور غسل کے متعلق متفرق مسائل

سیلان الرحم (لیکوریا) کا حکم

سوال:۔ عورت کو بیماری کی وجہ سے آگے کی راہ سے پانی کی طرح سفید رطوبت آتی ہے' اسے سیلان الرحم اور ڈاکٹروں کی اصطلاح میں لیکوریا کہتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ یہ پانی و رطوبت ناپاک ہوتی ہے' اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کپڑے جسم پر لگ جائے تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از شامی' باب الانجاس: ج ا ص ۳۱۲) خواتین کے فقہی مسائل ص ۴۷۔

جنبیہ دودھ پلا سکتی ہے؟

سوال: (۱) جنبی عورت بچے کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) بلا عذر یا عذر میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے پلا سکتی ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی سے وجوب غسل کا مسئلہ

سوال: ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے جو مادہ منویہ عورت کے رحم میں رکھا جاتا ہے' کیا اس عمل سے عورت پر غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ وجوب غسل کا سبب نفس خروج منی یا دخول منی نہیں بلکہ اصل علت اس میں لذت اور تسکین قلب ہوتی ہے جو شہوت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے' ٹیسٹ ٹیوب میں لذت اور تسکین کی علت مفقود ہوتی ہے اور اس میں صرف مادہ منویہ عورت کے رحم میں بذریعہ مشین پہنچایا جاتا ہے' ظاہر ہے کہ اس طریقہ سے وہ لذت و تسکین نہیں جو مرد کے جماع کرنے سے عورت کو حاصل ہوتی ہے۔

اس کی مثال عورت کا اپنی شرمگاہ میں انگلی داخل کرنے یا غیر آدمی کے ذکر وغیرہ کو داخل کرنے کی ہے جو موجب غسل نہیں۔ البتہ اگر ٹیسٹ ٹیوب کے عمل کے وقت عورت کو انزال ہو جائے تب غسل واجب ہوگا اگرچہ بدون انزال کے غسل کرنا زیادہ احوط ہے۔

لماقال الحصکفیؒ: و فرض الغسل عند خروج منی من العضو...... منفصل عن مقره هوصلب الرجل و ترائب المرأة...... بشهوة ای لذة و لو حكماً كمحتلم و لم يذكر الدفق ليشمل منی المرأة ' لان الدفق فيه غير ظاهر.

(الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار ج ۱ ص ۱۵۹' ۱۶۰ باب الغسل)

و ايضاً قال: ولاعندادخال اصبع و نحوه كذكر غير آدمی و ذكر خنثیٰ و ميت و صبی لايشتهی و مايصنع من نحو خشب فی الدبراوالقبل علی المختار.

الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار ج ۱ ص ۱۶۶ بال الغسل)

قال حسن بن عمار: اولها خروج المنی وهوماء الیٰ ظاهر الجسد لانه مالم يظهرلاحكم له اذاانفصل عن مقره بشهوة من غير جماع. (مراقی الفلاح علی صد رالطحطاوی ص ۷۶ فصل موجبات الغسل)

وایضاً ومنها ادخال صبع و نحوہ کشبہ ذکر مصنوع من نحو الجلد فی احدالسبیلین علی المختار مقصور الشھوة. (مراقی الفلاح علیٰ صدر الطحطاوی ص ۸۱ فصل عشرة اشباء لایغتسل منھا) فتاویٰ حقانیہ ۲/ ۷ صفحہ ۵۳۳

جوعورت غسل سے معذور ہو اس سے مباشرت کرنا

سوال: ایک عورت دائم المریضہ ہے' غسل سے معذور رہتی ہے اور کمزور بہت ہے' غسل سے تکلیف ہو جاتی ہے مگر خاوند ضرور تاہم بستر ہو گیا اور اسے کہا کہ غسل کی نیت سے تیمم کر کے نماز پڑھتی رہنا تاوقتیکہ غسل نہ کر سکو تو کیا یہ جائز ہوگا؟ یعنی شوہر کا ہمبستر ہونا اور بیوی کا تیمم سے نمازیں پڑھنا؟

جواب: یہ صورت جائز ہے۔ شوہر کا ہمبستر ہونا بھی اور بیوی کے لیے تیمم سے نمازیں پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم (مفتی محمد شفیع)

انجکشن اور جونک کے ذریعے خون نکالنا ناقض وضو ہے یا نہیں؟

سوال: انجکشن کی (سرنج) کے ذریعے خون نکالتے ہیں اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر نکلا ہوا خون بہہ پڑنے کی مقدار میں ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ کبیری میں ہے کہ ''اگر فصد لگایا اور بہت سارا خون زخم سے ٹنا اور زخم کے ظاہری حصہ کو ذرا سا بھی خون نہ لگا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ الخ'' (صفحہ ۱۲۹)

انجکشن کے ذریعہ خون کا نکالنا ناقض وضو ہے

سوال: اگر کوئی شخص انجکشن کے ذریعہ بدن سے خون نکالے تو اس سے وضو پر کیا اثر پڑتا ہے؟ یہ خون سوئی کے ذریعہ نکالا جاتا ہے اور بدن کے کسی حصہ پر یہ خون نہیں لگتا۔ جوالیٰ موضع یلحقہ حکم التطہیر نہ ہونے کی وجہ سے بظاہر ناقض وضو نہ ہونے کا شبہ ہے' کیا یہ درست ہے؟

جواب: ۔ مذکورہ صورت میں خون کا بدن کے کسی حصہ پر نہ لگنے کے باوجود ناقض وضو ہے کیونکہ اگر یہ خون تھیلے میں نہ جاتا تو اس کا جسم پر بہہ جانا لازمی امر تھا۔ تھیلا کا وجود ایک خارجی مانع ہے اس سے حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا یعنی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

قال ابن عابدینؒ: فالاحسن مافی النھر عن بعض المتاخرین من ان المراد السیلان ولوبالقوة: ای فان دم الفصد و نحوہ سائل الیٰ ما

يلحقه حكم التطهير حكماً تامل (ردالمحتار على الدرالمختار. نواقض الوضوء ج ۱ ص ۱۳۴)

قال في الهندية: القراد اذا مص عضوانسان فامتلأدماً ان كان صغيراً لاينقض وضوئه كما لومصت الذباب اوالبعوض وان كان كبيراً ينقض وكذاالعلقة اذامصت عضوانسان حتىٰ امتلأت من دمه انتقض وضوئه كذافي محيط السرخسي. (الهدية. نواقض الوضوء ص ۱۱ ج ۱) و مثله في خلاصة الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷ الفصل الثالث نواقض الوضوء) فتاویٰ حقانيه ج ۲ ص ۵۱۹

مصنوعی بالوں کا وضوو غسل میں حکم

سوال:۔موجودہ دور میں خواتین اپنے بالوں کو لمبا اور گھنا ظاہر کرنے کے لئے مصنوعی بال لگاتی ہیں۔ غسل یا وضو میں ان کا کیا حکم ہے؟

جواب۔اگرچہ یہ عمل شرعاً ممنوع ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے عمل کو موجب لعنت قرار دیا ہے لیکن اگر یہ عمل کر بھی لیا جائے تو غسل میں چونکہ عورتوں پر صرف بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہوتا ہے اس لئے وضو اور غسل میں ان خارجی بالوں کا ہٹانا ضروری نہیں بشرطیکہ وضو میں چوتھائی سر کا مسح اصلی بالوں پر ہو۔ہاں اگر مصنوعی بالوں پر مسح کیا جائے تو وضو جائز نہ ہوگا۔

لماقال العلامة برهان الدين المرغينانيؒ. ليس على المرأة ان تنقض ضفائرها في الغسل اذا بلغ الماء اصول الشعر. (الهداية ج ۱ ص ۱۴ فصل في الغسل)

قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلاليؒ: لايفترض نقض المضفورمن شعرالمرأة ان سرى الماء في اصوله اتفاقاً الخ. (مراقي الفلاح علىٰ صدرالطحطاوی ص ۸۲ فصل فرائض الغسل)و مثله في كبيری ص ۴۷ فرائض الغسل. فتاویٰ حقانيه ج ۲ ص ۵۳۶.

چھوٹے بچے کی قے کا حکم

سوال: چھوٹے شیرخوار بچے کی قے پاک ہے یا ناپاک؟ اگر ناپاک ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ؟

جواب: چھوٹا شیر خوار بچہ یا بڑا آدمی منہ بھر تے کر دے تو وہ ناپاک ہے اور نجاست غلیظہ ہے' کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو دھونا ضروری ہے۔ البتہ اگر منہ بھر نہ ہو' تھوڑی سی تے ہوئی جس سے وضو نہیں ٹوٹتا تو وہ ناپاک نہیں ہے۔ جیسا کہ "مراقی الفلاح" میں لکھا ہے کہ جن چیزوں کا انسانی بدن سے نکلنا وضو کو توڑتا ہے وہ ناپاک ہے۔ جیسے منی' مذی' ودی' استحاضہ اور منہ بھر تے وغیرہ۔ (صفحہ ۸۳) اور جو وضو نہیں توڑتیں وہ ناپاک نہیں جیسے وہ تے جو منہ بھر نہ ہو اور نہ بہنے والا خون صحیح قول کے مطابق پاک ہے۔ (طحطاوی علی المراقی' صفحہ ۸۳)

دودھ پینے والے بچوں کے پیشاب کا حکم

سوال: ہمارے یہاں عورتوں میں مشہور ہے کہ چھوٹا بچہ جو صرف دودھ پیتا ہو' غذا کھانا شروع نہ کی ہو' وہ بچہ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا اس کا پیشاب ناپاک نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چھوٹے بچے اگر کپڑوں پر پیشاب کر دیں تو بچہ کی ماں' بہن وغیرہ اس کو دھونے کو ضروری نہیں سمجھتیں' کیا صحیح ہے؟

جواب: یہ خیال بالکل غلط ہے' ایسے شیر خوار بچے کا چاہے لڑکا ہو یا لڑکی پیشاب ناپاک ہے۔ فقہاء نے اس کو نجاست غلیظہ میں شمار کیا ہے۔ لہٰذا اگر بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو اس کا دھونا ضروری ہے۔ اگر بدن پر لگ گیا ہو تو بدن بھی پاک کرنا ضروری ہے۔ اگر کپڑا اور بدن پاک کیے بغیر نماز پڑھی جائے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی' لوٹانا ضروری ہوگا۔

درمختار میں ہے کہ وہ نجاست غلیظہ جو بہنے والی ہو اور پھیلاؤ میں ہتھیلی کی مقدار (روپے کے بڑے سکے) کی مقدار ہو معاف ہے۔ جیسے غیر ماکول اللحم حیوان کا پیشاب اگرچہ ایسے چھوٹے بچے کا پیشاب ہو جس نے کھانا شروع نہ کیا ہو۔ الخ اور مراقی الفلاح میں بھی چھوٹے بچے کے پیشاب کو جس نے کھانا شروع نہ کیا ہو چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی نجاست غلیظہ میں شمار کیا ہے۔ الخ' بہشتی زیور میں بھی اسے نجاست غلیظہ لکھا ہے۔ (صفحہ۱ حصہ دوم)

انجکشن کے ذریعے عورت کے رحم میں مادہ منویہ پہنچانا تو عورت پر غسل واجب ہے یا نہیں

سوال: انجکشن کے ذریعے منی فرج کے راستے سے عورت کے رحم میں پہنچائی تو کیا عورت پر غسل واجب ہوگا؟

جواب: اگر اس عمل سے شہوت پیدا ہوئی تو وجوب غسل راجح ہے اور اگر مطلقاً شہوت پیدا نہ

ہوئی تو غسل واجب نہیں کر لینے میں احتیاط ہے۔ اگر یہ عمل ڈاکٹر یا شوہر کرے تو شہوت کا گمان زیادہ ہے۔ لہٰذا اس صورت میں وجوب غسل کا حکم راجح ہوگا۔ (مگر ڈاکٹر سے یہ عمل کرانا قطعاً حرام ہے)۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۶/۲۸۱) بوقت ضرورت سوائے شوہر کے یہ عمل کسی سے نہ کرایا جائے۔

کما فی الدرالمختار فی خشب، ومایصنع من نحو خشب، فی الدبر والقبل علی المختار، الخ، درمختار و ردالمختار وطحطاوی علی الدر، صفحہ ۱۳۹، ومراقی الفلاح مع طحطاوی، صفحہ ۵۵)

(فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۸۱ ج ۶)

وضوٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا ایک نادر مسئلہ

سوال: ایک عورت جب نماز شروع کرتی ہے تو عموماً آگے کی راہ سے ہوا خارج ہو جاتی ہے اس کے لیے کیا حکم ہے، وضو ٹوٹ جائے گا؟ نماز کس طرح پڑھے؟

جواب: صورت مسئولہ میں صحیح قول کے مطابق اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لہٰذا وہ اسی حالت میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ بہشتی زیور میں ہے کہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے، جیسا کہ کبھی بیماری میں ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (بہشتی زیور صفحہ ۴۷) عالمگیری درمختار وغیرہ میں ہے آگے کے راستے سے ہوا نکلنے پر وضو نہیں ٹوٹتا، سوائے یہ کہ عورت مفضاۃ ہو (آگے پیچھے کے مقام ایک ہو گئے ہوں) تو ایسی عورت کے لیے مستحب ہے۔ الخ (نواقض الوضو) واللہ علم (ملخص فتاویٰ رحیمیہ)

بیت الخلاء کی نشست گاہ قبلہ رخ ہے یا اس کی پشت قبلہ کی طرف ہے تو اس کی درستگی ضروری ہے؟

سوال: ہمارے مسافر خانہ میں جو بیت الخلاء بنے ہوئے ہیں ان میں سے بعض میں نشست گاہ ایسی بنی ہوئی ہے کہ قضاء حاجت کے لیے بیٹھنے کے وقت قبلہ کی طرف رخ ہوتا ہے اور بعض میں قبلہ کی طرف پشت ہوتی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان نشست گاہ کو بدلنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: قضاء حاجت (پیشاب پاخانہ) کے وقت قبلہ کی طرف رخ اور پشت کرنا سخت ممنوع اور گناہ کا کام ہے۔ حدیث میں ہے:

(ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم استنجاء کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو نہ پشت۔" (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲)

درمختار میں ہے:"کما کرہ تحریماً استقبال قبلة واستد بارھا لاجل بول او غائط الخ" (درمختار مع ردالمختار صفحہ ۳۱۴)

لہٰذا مذکورہ مسافرخانہ میں جس میں استنجاء خانہ کی نشست قبلہ کی جانب ہو بیٹھنے کے وقت چاہے چہرہ قبلہ کی طرف ہوتا ہو یا پشت دونوں سخت ممنوع اور گناہ کا کام ہے اس لیے پہلی فرصت میں ان نشستوں کو درست کرنا ضروری ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔۱۶ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ (فتاویٰ رحیمیہ)

باب: زخم کی پٹی' جرابوں اور خفین پر مسح کرنے کے بیان میں

عورتیں بھی موزوں پر مسح کرسکتی ہیں؟

سوال: ہماری والدہ ماجدہ کافی معمر ہیں' سردیوں میں انہیں وضو کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے' ہم نے ان سے کہا کہ آپ موزے پہن لیں' تو کیا عورتیں بھی موزوں پر مسح کرسکتی ہیں؟

جواب: عورتیں بھی مسح کرنے میں مردوں کی طرح ہیں۔(مفتی محمد انور)

بوٹ پر مسح کرنے کا حکم

سوال:۔اگر ایسے بوٹ پہنے ہوں کہ جن میں ٹخنے چھپ جائیں اور مضبوطی بھی اس درجہ کی ہو کہ ان میں پھٹن نہ ہو تو کیا ان پر مسح کرنا جائز ہے۔واضح رہے کہ ان میں پیدل چلنا بھی تین میل سے زائد ہوسکتا ہو؟

جواب۔ایسے بوٹوں میں جواز مسح کی تمام شرطیں پائی جاتی ہیں لہٰذا ان پر مسح کرنا جائز ہے۔

قال الحصكفيؒ:شرط مسحه ثلاثة امورالاول كونه ساتراً لقدم مع الكعب اويكون نقصانه اقل من الخرق المانع فيجوز على الزربول لومشدوداً. والثانى كونه مشغولاً بالرجل ليمنع سراية الحدث. الثالث كونه مما يمكن متابعة المشى المعتادفيه فرسخاً فاكثر.

قال ابن عابدينؒ: (قوله' لومشدوداً) لان شدة بمنزلة الخياطة و هو مستمسک بنفسه بعدالشدكالخف المخيط بعضه ببعض فافهم.

و فى البحر عن المعراج:ويجوز على الجاروق المشقوق علىٰ ظهر القدم وله ازراريشدها عليه تسده لانه كغير المشقوق...... الخ

(ردالمحتار علی الدرالمختار. باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۶۱ تا ۲۶۳)

انگلیوں میں ورم پیدا ہونے سے پاؤں پر مسح

سوال:۔ سردی کے موسم میں بسا اوقات پاؤں میں سوجن پیدا ہو کر انگلیاں متورم ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے پانی کے استعمال سے تکلیف ہوتی ہے' کیا ایسے پاؤں پر مسح کرنا جائز ہے؟

جواب:۔ صورت مذکورہ میں اگر ٹھنڈے پانی کے استعمال سے تکلیف ہوتی ہے تو گرم پانی استعمال کرے' اور اگر گرم پانی دستیاب نہ ہو یا گرم پانی کا استعمال بھی باعث تکلیف ہو تو پھر اس پر مسح کافی رہے گا۔ تاہم اگر جبیرہ کے نیچے مسح کرنے سے تکلیف نہ ہو تو جلد پر مسح کرے گا' اور اگر جلد پر مسح کرنے سے تکلیف ہوتی ہو یا بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو جبیرہ کے مسح پر اکتفا ہو سکتا ہے۔

قال ابن نجیمؒ: و فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان والمسح علی الجبائر علیٰ وجوہ ان کان لایضرہ غسل ماتحته یلزمه الغسل و ان کان یضرہ الغسل بالماء الباردولایضرہ الغسل بالماء الحاریلزمه الغسل بالماء الحاروان کان یضرہ الغسل ولایضرہ المسح یمسح ماتحت الجبیرة ولایمسح فوقها. البحرالرائق باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۸۷ ج ۱)

قال ابن نجیمؒ: ویجوز علی الجاروق المشقوق علیٰ ظهرالقدم وله ازرادبشدہ علیه یسدہ لانه کغیر المشقوق وان ظهر من ظهر القدم شئی فهوکخروق الخف. (البحرالرائق باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۸۳ . ومثله فی خلاصة الفتاویٰ باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۲۸.

و مثله خلاصة الفتاویٰ. باب المسح علی الجبیرة علیٰ وجوہ ان کان لایضرہ' غسل ماتحته یلزم الغسل بالاجماع و ان کان یضرہ الغسل ماتحته بالماء الباردولایضرہ بالماء الحاریلزمه الغسل بالماء الحاروان کان یضرہ الغسل ولایضرہ المسح یمسح ماتحت الجبیرة ولایمسح مافوق الجبیرة. (صغیری. باب المسح ص ۶۵) و مثله فی الهندیة باب المسح ج ۱ ص ۳۵)فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۵۵

معروف جرابوں پر مسح کا حکم

سوال: بازار میں جو عام جرابیں ملتی ہیں جن کو بعض لوگ موزوں سے بھی موسوم کرتے ہیں کیا ان پر مسح جائز ہے اور جب کہ اس دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے دور کے موزے مقصود ہیں تو کیا اب حکم کا اطلاق ان پر نہ ہوگا؟

جواب: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے چمڑے کے موزوں کا مقصود ہونا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ مدعی کے ذمہ اس کا اثبات ہے بلکہ یہ دعویٰ غلط ہے کیونکہ بے شمار احادیث میں آپ کا موزوں پر مسح کرنا موجود ہے۔ احادیث کی کوئی کتاب باب مسح علی الخفین سے غالباً خالی نہیں ہوگی بلکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل سنت والجماعت سے ہونے کے لیے مسح علی الخفین کے قائل ہونے کی شرط لگائی ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ قاضی خان' ج اص ۲۲)

حضرت امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''جو مسح علی الخفین کا انکار کرے' اس پر کفر کا خوف ہے''

اسی طرح حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے ستر بدری صحابہ کو دیکھا جو مسح علی الخفین جائز سمجھتے ہیں۔''

ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے کہ مسح علی الخفین تمام اہل بدر اہل حدیبیہ اور انصار ومہاجر اور تمام صحابہؓ نے کیا ہے۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ اور ان کے بعد تابعین رحمہم اللہ وغیرہ حضرات کا معمول مسح علی الخفین کا تھا۔ خف اصل میں چمڑے کے موزے کو کہا جاتا ہے اور جو فقہاء جرابوں پر مسح جائز قرار دیتے ہیں وہ بھی اس قسم کے جراب پر جواز مسح کے قائل ہیں جو موزوں کے حکم میں ہوتے ہیں۔ مثلاً جسے پہن کر دو تین میل جوتے کے بغیر چلا جا سکے اور وہ پھٹیں نہ' بغیر ربڑ وغیرہ کے باندھے وہ پنڈلی پر کھڑے رہیں اور اگر پانی اوپر گر پڑے تو اندر داخل نہ ہو' دیکھنے سے دوسری طرف نظر نہ آئے۔ وغیر ذالک۔

بازاری جراب موزے کے حکم میں نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ موزوں پر بھی مسح جائز نہ ہوتا کیونکہ قرآن میں غسل رجلین کا حکم ہے اور موزوں پر مسح کر لینے سے غسل رجلین حقیقتاً پایا نہیں جاتا لیکن چونکہ احادیث متواترہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسح کرنا ثابت ہوتا ہے اس لیے ہم جواز مسح علی الخفین کے ہوئے ہیں۔ مسح علی الجوربین کے بارے میں اس درجہ کی روایات موجود ہیں۔ اس وجہ سے حضرت امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ بعض احادیث میں آپ کا جوربین

پر مسح موجود ہے تو اس کے متعلق ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ اہل علم نے ایک ضابطہ لکھا ہے:

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

اس ضابطے کے پیش نظر یہ سمجھنا چاہیے کہ ہوسکتا ہے کہ موزوں کا نام راوی نے جرابیں رکھ دیا ہو یا آپ کی جرابیں مجلد یا منعل یا موٹی ہوں۔ واللہ اعلم (خیر الفتاویٰ)

انگریزی بوٹ جو پورے پاؤں کو چھپالے اس پر مسح کا حکم

سوال:۔ فل بوٹ یعنی اس بوٹ پر جس میں ٹخنے چھپے رہتے ہیں مسح جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ فی الدرالمختار باب المسح علی الخفین شرط مسحه ثلثة امور الاول کونه ساتر محل فرض الغسل القدم مع الکعب او یکون نقصانه اقل من الخرق المانع فیجوز علی الزربول لو مشدودا الا ان یظهر قدر ثلثة اصابع والثانی کونه مشغولاً بالرجل والثالث کونه مما یمکن متابعة المشی المعتاد فیه فرسخافاکثر آه و فی ردالمحتار قوله مشدود الان شده بمنزلة الخیاطة وهومستمسک بنفسه بعدالشد کالخف المخیط بعضه ببعض فافهم و فی البحر عن المعراج و یجوز علی الجاروق المشقوق علی ظهر القدم وله ازرار یشدها علیه تسده لانه کغیرالمشقوق و ان ظهر من ظهرالقدم شئی فهو کخروق الخف قلت والظاهر انه الخف الذی یلبسه الا تراک فی زماننا اه

چونکہ اس بوٹ میں تینوں شرطیں جواز مسح کی پائی جاتی ہیں جو روایت بالا میں مذکور ہیں اس لئے مسح اس پر جائز ہے۔ البتہ بوجہ اس کے کہ بجائے جوتہ کے مستعمل ہوتا ہے اس لئے یا بوجہ نجس ہونے کے اور یا بوجہ سوء ادب کے بلا ضرورت اس سے نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یوم الاضحیٰ ۱۳۲۲ھ (امداد صفحہ ۶ ج ۱) امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۳

احکام معذور

معذور کی تعریف اور اس کا حکم

جس کو ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے

کوئی ساعت نہیں رکتا' یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے' اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔

اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرے' جب تک اس نماز کا وقت باقی رہے گا اس وقت تک اس کا وضو باقی رہے گا' البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وہ وضو جاتا رہے گا اور پھر سے وضو کرنا پڑے گا' اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی' اس نے ظہر کے وقت وضو کرلیا تو جب تک ظہر کا وقت رہے گا نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا' البتہ اگر پاخانہ یا پیشاب کیا گیا یا سوئی چبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہا پھر وضو کریں' لیکن جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا وقت آگیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہئے' اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کریں' اور اس وضو سے فرض' نفل جو چاہے پڑھیں اور جتنی چاہے پڑھیں۔ (درمختار صفحہ ۲۰۲ جلد ۱)

آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اس وقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک نماز کا وقت اس طرح گزر جائے کہ برابر خون بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے ادا کرسکیں' اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتے ہیں تو اس کو معذور نہیں کہیں گے' البتہ جب پورا ایک نماز کا وقت اسی طرح گزر گیا کہ اس کو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو یہ شخص معذور ہو گیا' اب اس کا وہی حکم ہے کہ ہر نماز کے وقت نیا وضو کرلیا کرے پھر جب دوسری نماز کا وقت آئے' تو اس میں ہر وقت خون بہنا شرط نہیں ہے بلکہ پورے وقت میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذور ہونا باقی رہے گا' ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا نماز کا وقت اس طرح گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہے گا۔ اب اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار صفحہ ۲۰۲ جلد ۱) فقہی رسائل ج ۱ ص ۳۹' ۴۰

طہارت کیلئے معذور ہونے کی شرائط

سوال: طہارت کے بارے میں شرعی طور پر معذور کسے شمار کیا جائے گا؟ اس کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: ابتداء میں معذور شرعی ہونے کے لیے یہ شرط کتب فقہ میں لکھی ہے کہ ایک نماز کا وقت اس پر ایسا گزر جائے کہ اس میں اسے اتنی سی مہلت بھی نہ ملے کہ وہ وضو کر کے بغیر اس عذر کے نماز پڑھ سکے۔ (یعنی دوران وضو اور نماز یہ عذر لاحق نہ ہو) اور اگر کسی ایک وقت بھی ایسا ہو چکا ہے کہ اس کو نماز ادا کرنے کی مہلت بغیر اس عذر کے میسر نہیں ہوئی تو یہ شخص شریعت کی نظر میں

معذور ہو گیا۔ اس کے بعد پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی عذر مذکور کا وقوع کافی سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ناپاکی کے اندیشے میں پاکی کا طریقہ

سوال: جس شخص کو قطرہ وغیرہ آتا ہو اور وہ معذور ہو جب اس نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو کپڑا دھو لیا لیکن پھر کپڑا ناپاک ہو گیا تو دوبارہ اس کو کپڑا دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: معذر اگر ایسا ہے کہ اگر وہ کپڑے کو دھوئے تو گمان یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پھر نجس ہو جائے گا تو دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ دوسرے وقت میں دھونا ضروری ہوگا۔

آنکھ کے آپریشن میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال: آنکھ بنوانے کی صورت میں طبیب کے منع کرنے کی وجہ سے اس کے بتائے ہوئے وقت تک نماز کو مؤخر کر دے یا اشارے سے نماز پڑھے' اگر اشارہ کر سکے تو کیسے کرے؟ آیا سر کو سینے کی طرف تھوڑا سا جھکائے اور سجدے کے اشارے میں اس سے کچھ اور زیادہ کرے۔ بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے اشارے کے لیے بیٹھنے کے مشابہ ہو جائے اور ''استلقاء'' بظاہر ایسے چت لینے کو کہتے ہیں کہ جس میں تمام جسم بستر سے ملا ہوا ہو؟

جواب: آنکھ بنوانے کی صورت میں طبیب کے منع کرنے کے بعد اشارے سے نماز پڑھے۔ نماز مؤخر کرنا درست نہیں اور اگر مؤخر کر دی تو استغفار کریں اور نماز کی قضا کریں اور اشارے سے نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ چت لیٹ کر سر کے نیچے تکیہ رکھ لیں' تکیہ چاہے موٹا ہو یا پتلا لیکن اگر طبیب بڑے تکیہ کی اجازت دے دے تو اچھا ہے کہ اس میں رکوع وسجود کا اشارہ اچھی طرح اور آسانی سے ہوگا اور رکوع کا اشارہ سر کو سینہ کی طرف تھوڑا سا جھکانے سے ادا ہو جائے گا اور سجدے کا اشارہ اس سے کچھ زیادہ ہو۔ شامی اور درمختار میں رکوع وسجود کے اشارے کی جو تشریح ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے لیے تھوڑا سا سر جھکانا کافی ہے اور سجدے کے لیے اس سے کچھ زیادہ ہو لیکن اگر کسی کو شبہ رہے تو اس نماز یا ان نمازوں کا اعادہ کرے جن میں شبہ رہا۔ اشارہ میں سر کا کسی قدر حرکت دینا ضروری ہے۔ محض ٹھوڑی وغیرہ کو سینہ کی طرف مائل کرنا کافی نہیں۔ فقط (دارالعلوم ص ۲۱۹ ج ۱)

مجبور سجدہ کیلئے آگے کوئی چیز رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: مریض یا حاملہ عورت جو سجدے پر قادر نہ ہو تو آگے کوئی چیز (مثلاً ٹیبل یا تکیہ وغیرہ

رکھ کراس پر سجدہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ یا اشارہ سے سجدہ کریں؟

جواب: جو مریض سجدہ نہ کرسکے وہ اشارے کرے سجدے کے لیے آگے کوئی چیز نہ رکھے۔ (دارالعلوم دیوبند ص۲۲۲ ج۱)

ہاتھ پیر پر زخم ہو تو مسح کس طرح کرے؟

سوال: کسی کے ہاتھ پیر پر زخم ہو اور پانی لگانے سے اندیشہ زخم بڑھنے کا ہو تو کس طریقہ سے مسح کریں؟ زخم کے آس پاس تو جگہ خشک رہ جاتی ہے اگر پھایہ رکھا ہوا ہے تو کیا پھایہ پر مسح کرلیں اگر اس سے پانی اندر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا آس پاس مسح کرلیں اور اس کا کیا طریقہ ہے؟ اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو کس طرح مسح کریں؟ اور غسل کی ضرورت میں کیا کریں؟

جواب: جب دھونے سے زخم کے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس پر مسح کرنا درست ہے۔ مسح میں زخم کی جگہ پر ہاتھ پھیرنا ہوتا ہے۔ اول تو یہ حکم ہے کہ اگر بغیر پٹی اور پھایہ کے ہاتھ پھیرنے میں کوئی اندیشہ نہیں تو اس جگہ پر تر ہاتھ پھیریں، اگرچہ کچھ جگہ وہاں خشک رہ جائے اور بغیر پٹی مسح کرنے میں زخم بڑھنے کا خوف ہو تو پٹی یا پھایہ پر تر ہاتھ پھیرلیں۔ آس پاس کی جگہ خشک رہ جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگرچہ زخم کی جگہ سے زیادہ ہو تب بھی پوری پٹی پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب غسل کی ضرورت ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کریں جیسے کہ اوپر لکھا گیا اور باقی بدن کو دھوئیں اور پانی بہائیں۔ فقط (دارالعلوم دیوبند ص۲۲۳)

زخمی اعضاء کا حکم

مسئلہ:۔ اگر ہاتھ پاؤں وغیرہ میں کوئی زخم یا پھوڑا یا پھنسی ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہو تو پانی نہ ڈالیں بلکہ وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہوا ہاتھ پھیرلیں، اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیریں اتنی جگہ چھوڑ دیں۔ (کبیری)

مسئلہ:۔ اگر ہاتھ پاؤں وغیرہ میں زخم ہے یا وہ پھٹ گئے ہیں یا ان میں درد ہے یا کوئی اور بیماری ہے۔ مگر اس حالت میں ان کو دھونا مضر نہیں ہے اور دھونے سے تکلیف بھی نہیں ہوتی تو دھونا فرض ہے۔ (علم الفقہ)

مسئلہ:۔ اگر اعضاء وضو پر کوئی زخم یا پھوڑا یا پھنسی ہو اور اس پر کھرنڈ جم جائے اور وضو کرنے والا وضو کے بعد اس کو اتار ڈالے اور خون وغیرہ کچھ نہ نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ایسے ہی

چہرے پر کیل اور مہاسے نکل آتے ہیں ان کو نوچنے میں بعض دفعہ صرف جما ہوا خشک مادہ نکلتا ہے' اس کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا' البتہ اگر ان دونوں صورتوں میں خون' پیپ یا پانی نکل کر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (کبیری)

کٹے ہوئے اعضاء کا حکم

مسئلہ:۔ اگر کسی کا ایک ہاتھ کہنی کے اوپر سے کٹ گیا یا پیر ٹخنہ کے اوپر سے کٹ گیا تو کٹے ہوئے ہاتھ پیر کے دھونے کا فرض بھی ساقط ہو گیا اور اگر کہنی یا ٹخنہ کے نیچے سے کاٹا گیا ہے تو جتنا حصہ باقی ہے اس کو دھونا واجب ہے۔ دونوں ہاتھ یا دونوں پیر کٹنے کا حکم بھی یہی ہے۔ (درمختار) اور فقہی مسائل ج ۱ صفحہ ۳۶' ۳۷

خروج ریح اس قدر ہو کہ وضو تک کی مہلت نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال: بعض مرتبہ خروج ریح اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ اطمینان سے پورا وضو بھی نہیں ہو پاتا' نماز تو درکنار اور بعض مرتبہ یوں ہوتا ہے کہ وضو بھی ہو جاتا ہے اور دو تین رکعت بھی پڑھ لیتے ہیں مگر ریاح نہیں آتی' ایسی حالت میں نماز کے بارے میں شارع علیہ السلام کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا حکم معذور شرعی کا حکم ہے' ہر وقت نماز کے لیے الگ وضو کرے (یعنی ظہر کے لیے وضو کرے پھر جو چاہے فرض' نفل' تلاوت قرآن کرے اور ریاح بھی جاری رہے لیکن عصر کا وقت آتے ہی وضو ختم ہو جائے گا اور عصر کے وقت کا الگ وضو ہو گا۔ پھر مغرب کے لیے پھر عشاء کے لیے) اور وظائف' تسبیح و تہلیل اور درود شریف کا ورد تو بغیر وضو بھی ہو سکتا ہے۔ فقط (دارالعلوم دیوبند ص ۲۲۳ ج ۱)

نجاست کا بیان

(پلیدیوں اور ناپاکیوں کے بیان میں)

نیند کی حالت میں منہ سے نکلنے والے پانی کا حکم

سوال:۔ میرے منہ سے حالت نیند میں بہت پانی نکلتا ہے اور بسا اوقات وہ پانی میرے کپڑوں پر بھی لگ جاتا ہے' کیا اس سے کپڑے پلید (ناپاک) ہو جائیں گے یا نہیں؟

جواب:۔ زندہ آدمی کے منہ سے نکلنے والا پانی پاک ہے اگرچہ حالت نیند میں پیٹ سے ہی کیوں نہ نکلے' البتہ مردہ شخص کے منہ کا پانی نجس ہے۔ اس لئے خواب میں یا بیداری میں اگر لعاب

دہن یا منہ سے نکلنے والا پانی کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔

لما فی الهندیة: لعاب النائم طاهر سواء کان من الفم او منبعثا من الجوف عند ابی حنیفةؒ و محمدؒ و علیه الفتویٰ و اما لعاب المیت فقد قیل انه' نجس

(الفتاویٰ العندیة ج ۱ ص ۴۶ باب الانجاس)

قال الشیخ الدکتوروهبة الزحیلی: عرفنا فی انواع المطهرات فی الآدمی المیت قولین قول الحنفیة انه نجس عملاً بفتویٰ بعض الصحابة (ابن عباسؓ و ابن الزبیرؓ) کسائرالمیتات............ واماالماء السائل من ضم النائم وقت النوم فهو طاهر کما صرح الشافعیة والحنابلة (الفقه الاسلامی وادلته' ج ۱ ص ۱۶۶ الامی میت ومایسیل من فم النائم) فتاویٰ حقانیه ج ۲۷ ص ۵۲۹

حیض ونفاس کے بعد کی سفیدی کپڑے یا بدن پر لگنے کا مسئلہ

سوال: حیض ونفاس سے فارغ ہو کر جو سفیدی آتی ہے وہ اگر کپڑے کو یا بدن کو لگ جائے تو وہ بدن یا کپڑا پاک رہے گا یا نہیں؟

جواب: رطوبت فرج خارج کی پاک ہے۔ (کما فی الدرالمختار) اور فرج داخل کی رطوبت ناپاک ہے۔ (کما فی الشامیۃ) اس لیے وہ سفید پانی اگر اندر سے آیا ہے تو وہ ناپاک ہے اور اگر درہم ہتھیلی کے اندرونی پھیلاؤ کے برابر یا اس سے زیادہ کپڑے یا بدن کو لگ جائے تو اس کو دھونا ضروری ہے۔ (فتاویٰ دیوبند ص ۲۳۰ جلد ۱)

واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم

سوال:۔ واشنگ مشین میں کپڑے کچھ اس انداز سے دھوئے جاتے ہیں کہ ایک ہی بار صابن یا سرف ڈال کر اس میں نجس اور پاک کپڑے ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے دھوئے جاتے ہیں' ان کپڑوں کی پاکیزگی کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگرچہ پہلے نجس پانی سے جملہ کپڑے نجس ہو جاتے ہیں مگر اس دھلائی کے بعد اس نجس صابن کو نکالنے کے لئے مشین میں ہی یا باہر پانی میں کئی بار دھو کر ان سے یہ نجس صابن نکال دیا جاتا ہے جس کے بعد کپڑوں میں نجس پانی باقی نہیں رہتا اس لئے ازالہ نجس کے بعد کپڑے

پاک ہو جاتے ہیں لہٰذا واشنگ مشین سے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں۔

قال العلامة فخرالدين الزيلعيؒ والنجس المرئى يطهربزوال عينه لان كنجس المحل باعتبار العين فيزول بزوالها ولوبمرة......وغيره بالغسل ثلاثا والعصر كل مرة اى غيرالمرئى من النجاسة يطهربثلاث غسلات و بالعصر فى كل مرة والمعتبرفيه غلبة الظن.

(تبيين الحقائق ج ١ ص ٧٥ فصل فى الانجاس)

قال العلامة عالم بن العلاء الانصارى : ويجب ان يعلم ان ازالة النجاسة واجبة وازالتها ان كانت مرئية بازالة عينها واثرها ان كانت شيئاً يزول اثرها ولايعتبرفيه العددوان كان شيئاً لايزول اثرها فازالتها بازالة عينها و يكون ما بقى من الاثرعفواً و ان كان كثيراً...... هذا اذا كانت النجاسة مرئية و ان كانت غير مرئية كالبول والخمر ذكر فى الاصل وقال يغسلها ثلاث مرات و يعصرفى كل مرة فقد شرط الغسل ثلاث مرات و شرط العصر فى كل مرة. (الفتاوىٰ التاتارخانية ج ١ ص ٣٠٦' كتاب الطهارة ' الفصل الثامن فى تطهير النجاسات)

و مثله' فى الفقه الاسلامى و ادلته ج ١ ص ١٦٧ التقسيم الثالث. تقسيم النجاسة الىٰ مرتبة الخ . فتاوى احقانيه ج ٢ صفحه ٥٨٢

زخم کی رطوبت بہہ بغیر کپڑے کو لگ گئی تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر کوئی نجاست مثلاً پیپ' خون وغیرہ کپڑے کو لگ جائے مگر مقدار درہم سے کم لگے اس طور پر کہ ابھی وہ زخم کے منہ سے بہہ کر علیحدہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً پاجامہ کو لگ گئی اور پھر پانی پڑ کر مقدار درہم سے بھی زیادہ ہوگئی تو وہ کپڑا پاک ہے یا ناپاک؟ اسی طرح بدن پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: جو پیپ کہ زخم سے باہر نہیں تھی وہ ناپاک نہیں ہے اگر کپڑے یا بدن کو لگ جائے اگرچہ مقدار درہم سے زیادہ ہو' کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا' وہ اگر پانی لگ کر اور زیادہ بھی ہو جائے تو بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ درمختار میں ہے کہ جو چیز حدث کا باعث نہیں وہ نجس نہیں اور نجاست اگر درہم سے کم بدن کو لگے اور پانی لگ کر زیادہ ہو جائے تو وہ نماز سے مانع نہیں ہے۔ کما فی الشامی (دارالعلوم دیوبند)

عیسائیوں کے برتن پاک ہیں یا ناپاک؟ ان کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ عیسائی اہل کتاب ہیں ان کے ساتھ اُٹھنا' بیٹھنا' کھانا پینا جائز ہے' کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے برتن وغیرہ کسی طرح پاک نہیں ہوسکتے' اس مسئلے کا جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: نصاریٰ دراصل اہل کتاب ہیں' باقی پابندی اپنے دین کی بھی وہ کرتے ہیں' یہ دوسری بات ہے۔ مگر وہ لوگ چونکہ محرمات شرعیہ اور نجس اشیاء کا استعمال کرتے ہیں' جیسے شراب اور خنزیر' اس لیے ان کے برتنوں میں ان کے ساتھ کھانا نہیں چاہیے۔ یہ خیال غلط ہے کہ نصاریٰ کا جھوٹا پاک نہیں ہوسکتا' ہرایک ناپاک چیز برتن وغیرہ پاک ہوسکتے ہیں۔ (دارالعلوم دیوبند)

پلاسٹک کے برتن پاک کرنے کا طریقہ

سوال:۔ پلاسٹک کے برتن پر اگر گندگی لگ جائے تو اسے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:۔ ازروئے شرع جو برتن جاذب نہ ہو یعنی نجاست جذب نہ کرتا ہو تو اس قسم کے برتن کے ساتھ اگر نجاست لگ جائے تو تین دفعہ پانی ڈال کر دھونے سے برتن پاک ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں تثلیث غسل کے لئے برتن کا خشک ہونا ضروری نہیں۔

قال ابن عابدینؒ. ای مالایتشرب النجاسة. ممالاینعصر یطهر بالغسل ثلاثاً ولودفعة بلاتجفیف کالخزف والآجر. المستعملین کما مروکالسیف والمرآة و مثله مایتشرب فیه شئی قلیل کالبدن والنعل (ردالمحتار علی الدرالمختار. مطلب فی حکم الوشم ج ۱ ص ۳۳۲)

قال ابن نجیمؒ: ماترشش علی الغاسل من غسالة المیت مما لایمکنه الامتناع عنه مادام فی علاجه لاینجسه لعموم البلویٰ. (البحرالرائق . باب الانجاس ج ۱ ص ۲۳۶) ومثله فی مراقی الفلاح. باب الانجاس ص ۸۵. فتاویٰ حقانیه ج ۲ صفحه ۵۷۰

شیرخوار بچے کے پیشاب کا حکم

سوال:۔ جناب مفتی صاحب! اگر شیرخوار بچہ کپڑوں پر پیشاب کردے تو کپڑوں کا دھونا

ضروری ہے یا کہ شیر خوار بچے کا پیشاب پاک ہے؟

جواب:۔ شیر خوار بچے کا پیشاب بھی بڑوں کی طرح نجس ہے' اس کی وجہ سے کپڑوں کو دھونا چاہئے' البتہ فرق اتنا ہے کہ شیر خوار بچے کے پیشاب سے بچنا مشکل ہوتا ہے اس لئے اس صورت میں پورے کپڑے کا دھونا ضروری نہیں صرف پیشاب کی جگہ پر اتنا پانی بہادے کہ اس پانی سے یہ کپڑا تین مرتبہ بھیگ سکے' تو کافی ہے۔

قال العلامة حسن بن عمارالشرنبلالیؒ: و بول مالایؤکل لحمه کالآدمی ولورضیعا. قال الشیخ السید احمد الطحطاویؒ: (قوله ولورضیعا) لم یطعم سواء کان ذکراً او انثیٰ. (طحطاوی حاشیه مراقی الفلاح ص ۱۲۳ باب الانجاس)

قال العلامة الحصکفیؒ: وبول غیرماکول ولومن صغیرلم یطعم. قال ابن عابدینؒ : (تحت قوله لم یطعم) ای لم یاکل فلا بدمن غسله. (ردالمحتار ج ۱ ص ۳۱۸ باب الانجاس مطلب فی طهارة بوله) فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۸۳

کاغذ پر بول و براز کرنا کیسا ہے؟

سوال:۔ بمبئی میں عام رواج ہے کہ والدہ چھوٹے بچوں کو کاغذ بچھا کر پیشاب پاخانہ کے لئے بٹھاتی ہیں۔ اس پر پیشاب پاخانہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ سادہ کاغذ پر بول و براز کرانا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب:۔ مذکورہ رواج غلط ہے' اس کا ترک ضروری ہے کاغذ لکھا ہوا ہو یا کورا بہر صورت اس پر پیشاب وغیرہ کراتی ہے کہ کاغذ حصول علم کا ذریعہ ہے اس بناء پر قابل احترام ہے۔ **و کذا ورق لکتابة الصقالته و تقومه احترام ایضالکونه آلة لکتابة العلم ولذاء لله فی التارخانیة بان تعظیمه من ادب الدین الخ.**

ترجمہ یعنی جو حال درخت کے پتوں کا ہے وہی حال کاغذ کا ہے۔ یعنی کاغذ بھی پتوں کی طرح ہے۔ (نجاست دور نہ کرے گا بلکہ اور بھی پھیلا دے گا) اور قیمتی بھی ہے اور شریعت میں اس کی حرمت بھی ہے۔ تو اس لئے کہ وہ علم کا آلہ ہے۔ (شامی ج ۱ ص ۳۱۵ فصل فی الاستنجآء) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ صفحہ ۵۲

اچار میں چوہیا گرگئی تو اچار ناپاک ہے؟

سوال: ایک برتن میں تیل کا اچار تھا اور تیل برتن کے اوپر منہ تک بھرا ہوا تھا اس میں ایک چوہیا گر کر مرگئی تو وہ اچار ناپاک ہے یا پاک ہے؟ اگر تیل کو اوپر اوپر سے ہٹا کر پھینک دیں تو اچار کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: وہ تیل اور اچار سب ناپاک ہوگیا' کام کا نہیں رہا' تیل اگر جلانے کے کام کا ہو تو گھر کے چراغ میں جلا لیا جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

جنب کے پسینے کا حکم

سوال:۔ اگر جنابت کی حالت میں کچھ وقت گزر جائے اور گرمی کی وجہ سے بدن سے پسینہ نکلے تو اس پسینہ کا کیا حکم ہے؟ کیا اس پسینہ سے کپڑے ناپاک ہوتے ہیں؟

جواب:۔ انسان کا پسینہ ہر حالت میں پاک ہے' خواہ جنب ہو یا پاک' اور اس کی تخصیص اسلام کے ساتھ ہے' فقہاءؒ نے جھوٹے (سؤر) اور پسینے کا حکم ایک قرار دیا ہے۔

قال فی الهندية. ومالاينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفيف فی كل مرة لان للتجفيف اثراً فی استخراج النجاسة وحدالتجفيف ان يخليه حتیٰ ينقطع التقاطرولايشترط فيه لليبس هٰذا اذاتشربت النجاسة كثيراً وان لم يتشرب فيه اوتشربت قليلاً يطهر بالغسل ثلاثاً هكذا فی المحيط (الهندية الباب السابع فی النجاسة ج ۱ ص ۴۲) فتاویٰ حقانيه ج ۲ ص ۵۷۰

منی کا داغ دھونے کے بعد پاک ہے

سوال: اگر منی کپڑے پر گر جائے اور کپڑے کو دھو کر پاک کر لیا جائے مگر اس کا داغ نہ جائے تو کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

جواب: اگر داغ اور دھبہ ختم نہ ہو تو کچھ حرج نہیں ہے' کپڑا پاک ہے۔ (دارالعلوم دیوبند)

مٹی' المونیم' سٹیل وغیرہ کے برتن دھونے سے پاک ہو جائیں گے

سوال: مٹی کے یا المونیم کے برتن ناپاک ہو جائیں تو کس طرح پاک کیے جائیں؟

جواب: ایسے برتن دھونے اور مانجھنے سے پاک ہو جائیں گے' مٹی کے برتن تین مرتبہ

دھوئے جائیں۔(دارالعلوم دیوبند)

چوہے کی مینگنی کا حکم

سوال: چوہے کی مینگنی کی بابت مفصل احکام کیا ہیں؟ تیل یا گھی یا کسی شربت یا سرکہ دودھ وغیرہ میں اگر پائی جائے تو کس حالت میں وہ چیز ناپاک سمجھی جائے گی؟ پھولنے یا ریزہ ریزہ ہونے سے نجاست میں کچھ اثر بڑھے گا یا نہیں؟

جواب: چوہے کی مینگنی کے بارے میں الدرالمختار میں ہے کہ چوہے کی مینگنی کا جب تک اثر ظاہر نہ ہو یعنی زیادہ نہ ہوں اور ان کا اثر کھانے میں رنگ وغیرہ پر غالب نہ ہو جائے تب تک وہ کسی چیز کو ناپاک نہیں کرتی اور فتاویٰ خانیہ کے آخر میں مسائل شتیٰ میں لکھا ہے مینگنی تیل پانی اور گندم وغیرہ کو ناپاک نہیں کرتی۔ للضرورۃ (ضرورت کی وجہ سے) سوائے یہ کہ اس کے ذائقہ یا رنگ میں اس کا اثر ظاہر نہ ہو۔ الخ لہٰذا جتنی اشیاء آپ نے لکھی ہیں چوہے کی مینگنی کرنے پر پاک رہیں گی' جب تک کہ وہ کثیر فاحش ہو کر ان کے رنگ یا ذائقہ کو نہ بدل دے۔ ریزہ ریزہ ہونا یا پھولنا اور نہ پھولنا سب اس بارے میں برابر ہے۔(دارالعلوم دیوبند ص ۲۴۴ ج ۱)

شرمگاہ سے نکلنے والی رطوبت (تری) نجس ہے

سوال: بوقت ہم بستری جو رطوبت عورت کے جسم مخصوص سے نکلتی ہے وہ نجس ہے یا نہیں؟ اگر نجس ہے تو غلیظہ ہے یا خفیفہ؟ نیز جس کپڑے کو وہ لگ جائے بغیر دھوئے اس کا استعمال کیسا ہے؟

جواب: وہ رطوبت جو بوقت ہم بستری عورت کے مخصوص حصہ سے نکلے وہ نجس ہے اور نجاست غلیظہ ہے۔ جس کپڑے یا عضو کو وہ رطوبت لگے اس کو دھونا ضروری ہے۔ (دارالعلوم دیوبند ص ۲۵۲ ج ۱)

جوتے میں پیشاب لگ جائے پھر خشک ہو جائے تو پاک ہو گا یا نہیں؟

سوال: جوتا پیشاب میں تر ہو جائے اور خشک ہو جائے' دھونے کے بعد یا پہلے یا پھر دوبارہ تر ہو جائے یا بھیگے ہوئے پاؤں اس میں ڈالے جائیں تو پاؤں ناپاک ہو جاتے ہیں اور جوتے کی نجاست دوبارہ لوٹ آتی ہے یا نہیں اور جوتا خشک ہونے سے ایسی نجاست سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر نجاست جسم والی ہو تو رگڑنے سے جوتا پاک ہو جائے گا اور جس کا جسم نہ ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو وہ دھونے سے پاک ہوگا اور جب رگڑ کر پاک کیا گیا ہو تو تر ہونے کی وجہ سے

ناپاک نہ ہوگا۔ (دارالعلوم دیوبند)

ناپاک گوشت کو کیسے پاک کریں؟

سوال: پاک صاف گوشت اگر دم مسفوح (ذبح کے وقت نکلنے والے خون) سے آلودہ ہوجائے یا یہود ونصاریٰ کے خون آلود ہاتھ لگ جائیں (یا اور کوئی نجاست لگے) تو اس گوشت کو کس طرح پاک کرکے کھائیں؟

جواب: تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا۔ جیسا کہ شامی میں ظہیریہ کے حوالے سے منقول ہے کہ اگر پکنے سے پہلے گوشت کی ہانڈی میں شراب (وغیرہ) گرجائے تو گوشت تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گا۔ (دارالعلوم دیوبند ص ۲۵۱ ج ۱)

ناپاک رومال سے پسینہ سے تر چہرہ صاف کرنے کا حکم

سوال: ناپاک رومال سے اپنا منہ صاف کیا جو کہ پسینہ سے تر تھا جس کی وجہ سے رومال تر ہوگیا' ایسی صورت میں منہ ناپاک ہوگیا یا پاک رہا؟

جواب: حلبی کبیر وغیرہ میں جو لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر رومال اس قدر تر ہوگیا ہے کہ نچوڑنے سے نچڑ جائے تو ناپاک ہوجائے گا ورنہ نہیں۔ (دارالعلوم دیوبند)

ڈرائی کلینر سے کپڑے پاک ہونے کا حکم

سوال:۔ ڈرائی کلینر کے ذریعے کپڑے پٹرول سے پاک کئے جاتے ہیں لیکن اس میں کپڑا نچوڑا نہیں ہوتا بلکہ حرارت سے کپڑا سوکھ جاتا ہے' کیا اس طریقے سے دھوئے ہوئے کپڑے سے نماز جائز ہے؟

جواب:۔ اگر کپڑا پاک ہو صرف میل کچیل ڈرائی کلینر کے ذریعہ دور کی گئی ہو تو اس سے کپڑے کی طہارت متاثر نہیں ہوتی تاہم یہ ضروری ہے کہ مائع چیز میں اس کے ساتھ ناپاک کپڑا نہ ملایا گیا ہو' اور اگر کپڑا ناپاک ہو تو پھر اگر اس پر اتنا پٹرول ڈالا جائے کہ اس سے کپڑے کو نچوڑا جا سکے تو ایسی صورت میں بھی کپڑا پاک ہوگا کیونکہ کپڑے کی نجاست ہر مائع مزیل سے پاک ہوجاتی ہے۔ البتہ اگر میل کچیل حرارت کے ذریعہ سوکھ جاتا ہو اور کپڑا ناپاک ہو تو پھر میل کے چلے جانے کے بعد بھی کپڑا ناپاک ہی رہے گا۔ دوبارہ پانی سے دھونا ضروری ہے۔

قال الحصکفیؒ: یجوز رفع نجاسة حقیقیة عن محلها ولو اناء اوماکولاعلم محلها اولا بماء ولومستعملاً به یفتی و بکل مانع

طاهر قالع للنجاسة . (الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار. باب الانجاس ج ۱ ص ۳۰۹)
لما قال العلامة ابوالبرکات النسفی: یطهر البدن والثوب بالماء و بمائع مزیل کالجل وماء الورد. (کنزالدقائق . باب الانجاس ج ۱ ص ۱۵) و مثله فی الاختیار ج ۱ ص ۳۵ باب الانجاس. فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۷۶

نجاست غلیظہ اور نجاست خفیفہ کی تعریف

سوال: ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ اگر تین حصے بدن کے کپڑے ناپاک ہوں اور ایک حصہ پاک ہو تب بھی نماز قبول ہو جاتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: جی نہیں' مسئلہ سمجھنے سمجھانے میں غلطی ہوئی ہے۔ دراصل یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں' ایک یہ کہ کپڑے کو نجاست لگ جائے تو کس حد تک معاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نجاست کی دو قسمیں ہیں: غلیظہ اور خفیفہ۔

نجاست غلیظہ مثلاً آدمی کا پاخانہ' پیشاب' شراب' خون' جانوروں کا گوبر اور حرام جانوروں کا پیشاب وغیرہ یہ سب سیال ہو تو ایک روپے کے پھیلاؤ کے بقدر معاف ہے اور اگر گاڑھی ہو تو پانچ ماشے وزن تک معاف ہے اس سے زیادہ ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

نجاست خفیفہ: مثلاً حلال جانوروں کا پیشاب کپڑے کے چوتھائی حصے تک معاف ہے' چوتھائی کپڑے سے مراد کپڑے کا وہ حصہ ہے جس پر نجاست لگی ہو' مثلاً آستین الگ شمار ہوگی' دامن الگ شمار ہوگا۔

اور معاف ہونے کا مطلب ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی۔ دوبارہ لوٹانے کی ضرورت نہیں لیکن اس نجاست کا دور کرنا اور کپڑے کا پاک کرنا بہرحال ضروری ہے۔
اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس کپڑا نہ ہو اور ناپاک کپڑے کو بھی پاک کرنے کی کوئی صورت نہ ہو تو آیا ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے یا کپڑا اُتار کر برہنہ نماز پڑھے؟ اس کی تین صورتیں ہیں: اول یہ کہ وہ کپڑا ایک چوتھائی پاک ہے اور تین چوتھائی ناپاک ہے۔ ایسی صورت میں اسی کپڑے میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ برہنہ ہو کر پڑھنے کی اجازت نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہو' اس صورت میں اختیار ہے کہ خواہ اس

ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز پڑھے یا کپڑا اُتار کر بیٹھ کر رکوع کر کے سجدہ کے اشارے سے نماز پڑھے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کپڑا کل کا کل ناپاک ہے تو اس صورت میں ناپاک کپڑے کے ساتھ نماز نہ پڑھے بلکہ کپڑا اُتار کر نماز پڑھے لیکن برہنہ آدمی کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ رکوع سجدہ کی جگہ اشارہ کرے تاکہ جہاں تک ممکن ہو ستر چھپا سکے۔ الغرض آپ نے جو مسئلے بزرگوں سے سنے ہیں وہ یہ ہے کہ آدمی کے پاس کپڑا نہ ہو بلکہ صرف ایسا کپڑا ہو جس کے تین حصے ناپاک ہوں اور ایک حصہ پاک ہو تو اسی کپڑے سے نماز پڑھنا ضروری ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل)

روئی اور فوم کا گدا پاک کرنے کا طریقہ

سوال: فوم اور روئی کے گدے کو کس طرح پاک کیا جائے؟ اگر بستر کے طور پر استعمال کرنے سے وہ ناپاک ہو جائے کیونکہ عموماً چھوٹے بچے پیشاب کر دیتے ہیں؟

جواب: ایسی چیز جس کو نچوڑنا ممکن نہ ہو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھو کر رکھ دیا جائے' یہاں تک کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہو جائیں اس طرح تین بار دھولیا جائے۔ (آپ کے مسائل جلد۲)

چھپکلی گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا؟

سوال: عام چھپکلی پانی میں گر گئی اور پھر نکال دی گئی وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ پانی پاک ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ (ہدایۃ ج ۱ صفحہ ۲۰) (خیر الفتاویٰ)

لڑکیوں کے بڑے ناخن

سوال: لڑکیوں کو ناخن لمبے کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ ہر ہفتہ نہیں تو پندرہویں دن ناخن اتار دے اگر چالیس روز گزر گئے اور ناخن نہیں اتارے تو گناہ ہوا۔ یہی حکم ان بالوں کا ہے جن کو صاف کیا جاتا ہے۔ اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ آپ کے فقہی مسائل ص ۵۱۹

مسائل استنجا

ٹائلٹ پیپر سے استنجاء کرنے کا حکم

سوال:۔آج کل خاص قسم کا کاغذ ملتا ہے جو لکھنے کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا' صرف استنجاء کے لئے بنایا گیا ہے' کیا اس پر کاغذ کے نام کی وجہ سے استنجاء جائز ہے؟

جواب:۔کاغذ سے استنجاء کے عدم جواز کی علت' عظمت اور تقدس ہے کیونکہ کاغذ عموماً لکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ٹائلٹ پیپر چونکہ خصوصی طور پر استنجاء کے لئے تیار کیا گیا ہے اس لئے مروجہ ٹائلٹ پیپر میں کاغذ کی خصوصیات نہ ہونے کی وجہ سے اس سے استنجاء جائز اور مشروع ہے۔

قال ابن عابدینؒ: و اذا کانت العلة فی الابیض کونه آلة للکتابة کما ذکرناه یؤخذ منها عدم الکراهة فیما لایصلح لها اذا کان قالعاً للنجاسة غیر متقوم کما قدمناه من جوازه بالخرق البوالی وهل اذاکان متقوماً ثم قطع منه قطعة لاقیمة لها بعد القطع یکره الاستنجاء بها ام لاالظاهر الثانی.

(ردالمحتار علی الدرالمختار فصل الاستنجاء ج ۱ ص ۳۴۰)

قال العلامة محمد یوسف البنوریؒ: له المراد من الحجر فی الحدیث کل شئی طاهر غیر محترم قالع للنجاسة سواد کان حجراً او مدراً اوغیرهما (معارف السنن ج ۱ ص ۱۱۷ باب الاستنجاء بالحجارة) فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۹۰

کیا کلوخ عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے؟

سوال: کلوخ (مٹی کے ڈھیلے) سے استنجاء کرنا پیشاب و پاخانہ کی جگہوں پر جس طرح مردوں کے لیے ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: کلوخ وغیرہ سے استنجاء کرنا عورتوں کے لیے بھی ایسا ہی مستحب ہے جیسا کہ مردوں کے لیے ہے۔ شامی میں ہے کہ:

''میں کہتا ہوں بلکہ فتاویٰ غزنویہ میں تصریح ہے کہ عورت بھی ایسا ہی کرے گی جیسا کہ مرد استنجاء میں کرتا ہے۔ قضائے حاجت سے جب وہ فارغ ہو تو معمولی سا رُکے اور پھر آگے پیچھے کی شرمگاہوں کو ڈھیلے سے صاف کر کے پھر پانی سے استنجاء کرے۔ الخ''

شامی میں یہ بھی لکھا ہے کہ کپڑا ہو یا مٹی کا ڈھیلا سب برابر ہیں۔ (اس زمانے میں ٹشو پیپر کا بھی یہی حکم ہے۔ مرتب)

شامی ہی میں مرقوم ہے کہ اگر صرف پانی سے استنجاء کیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی مگر افضل یہ ہے کہ دونوں جمع کرے یعنی ڈھیلے یا کپڑے (یا ٹشو) سے استنجاء کر کے پانی سے استنجاء کرے۔ الخ (دارالعلوم دیوبند ص۲۷۲ ج۱)

گھاس وغیرہ سے استنجا کرنے کا حکم

سوال: گھاس اور درخت کے پتوں یا ہڈی سے استنجاء کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ ہر ذی شرف یا حیوان یا جن یا انسان کے مأکولات سے شریعت مقدسہ نے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے چونکہ گھاس اور درختوں کے پتے مویشیوں کی خوراک ہے اور ہڈی میں جنات کے لئے خوراک ہے' اس لئے ان کے ساتھ استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

لما قال الحصکفیؒ: وکرہ تحریماً بعظم و طعام وروث یابس کعذرۃ یابسۃ...... و فحم و علف حیوان. (الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار ج ۱ ص ۳۳۹' ۳۴۱ باب الانجاس' فصل فی الاستنجاء)

و فی الھندیۃ: و یکرہ الاستنجاء بالعظم والروث والرجیع والطعام واللحم والزجاج والخزف وورق الشجر والشعر. (الھندیۃ ج ۱ ص ۵۰ الفصل الثالث فی الاستنجاء.)

ومثلہ فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۴۲' ۲۴۳ فصل فی الاستنجاء۔ فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۹۴

کعبہ کی طرف رخ کر کے پیشاب پاخانہ کرنے کا حکم

سوال: کعبہ کی طرف پیٹھ یا منہ کر کے پیشاب وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبلہ کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ کر کے قضائے حاجت کرنا مکروہ ہے جسے ناجائز کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں حکم فرمایا کہ قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے قضائے حاجت نہ کی جائے اور اگر کوئی بیت الخلاء اس رخ پر بنا ہو جیسا کہ غیر مسلم ممالک میں ہو جاتا ہے تو اگر مجبوری میں وہاں کرنا پڑ جائے تو قبلہ سے منحرف ہو کر بیٹھا جائے اگر ممکن نہ ہو سکے تو پھر توبہ واستغفار کے ساتھ انجام دے لیا جائے لیکن انحراف کا اہتمام ضروری ہے۔ (ملخص)

مغربی طرز کے بیت الخلاء میں پیشاب کرنا

سوال:۔ آج کل بعض مقامات پر مغربی طرز کے بیت الخلاء بنائے جاتے ہیں جن میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا پڑتا ہے کیا اس قسم کے بیت الخلاء میں پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اگرچہ بوقت ضرورت جائز ہے لیکن بلاضرورت کھڑے ہو کر پیشاب کرنا خلاف سنت ہے۔ البتہ آج کل مغربی تہذیب کے مطابق بنائے گئے بیت الخلاء کے استعمال میں ایک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے اور دوسرے کفار کے ساتھ تشبہ کا لزوم اس لئے مغربی طرز کے مطابق بنائے گئے بیت الخلاء میں اسی تہذیب کے مطابق کھڑے ہو کر پیشاب وغیرہ کرنا مناسب نہیں۔

لما قال الحصکفیؒ: و کره تحريماً استقبال قبلة واستدبارها...... و ان يبول قائماً او مضطجعاً او مجرداً من ثوبه بلاعذر. (الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار ج ۱ ص ۳۴۱، ۳۴۴ فصل في الاستنجاء)

و في الهندية: يكره ان يبول قائماً او مضطجعاً. (الهندية ج ۱ ص ۵۰، ۵۱ باب الاستنجاء) فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۲۹۳

بیت الخلاء میں قرآنی آیات یا احادیث کے اوراق سمیت جانا

سوال:۔ کیا قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جاتے وقت جیب میں آیات قرآنی یا احادیث کے اوراق ہوں تو ایسی حالت میں بیت الخلاء میں جانا اور قضاء حاجت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ شریعت اسلامی میں ہر معظم شے کی تعظیم واحترام کا حکم ہے چونکہ آیات قرآنی اور احادیث وغیرہ کے اوراق انتہائی معظم ومکرم ہیں اور بیت الخلاء میں ساتھ لے جانے سے ان کی تحقیر ہوتی ہے اس لئے قصداً ایسا کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود بیت

الخلاء جاتے وقت اپنی انگوٹھی اتار لیتے تھے جس میں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ البتہ اگر ایسے کاغذات جیب سے باہر رکھنے پر ضائع ہونے کا خطرہ ہوتو پھر ساتھ لے جانے میں کوئی قباحت نہیں۔

لما قال الشيخ وهبة الزحيلي لايحمل مكتوباً ذكر اسم الله عليه او كل اسم معظم كالملٰئكة والعزيز والكريم و محمد و احمد. لماروى انسؓ ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا دخل الخلاء وضع خاتمه وكان فيه محمد رسول الله فان احتفظ به و احترز عليه من السقوط فلاباس (الفقه الاسلامى وادلته ج ۱ ص ۲۰۲ آداب قضاء الحاجة) فتاوىٰ حقانيه ج ۲ ص ۱۰۶

قضاء حاجت کے دوران برش یا مسواک کرنا

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ایک شخص قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء میں بیٹھا ہوا ہے مگر اسی دوران وہ مسواک بھی کر رہا ہے تو کیا ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قضاء حاجت کے مستحبات میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص قضاء حاجت کے دوران قضاء حاجت کے علاوہ اور کوئی عمل نہ کرے نہ آسمان کو دیکھے اور نہ اپنی شرمگاہ پر نظر رکھے اور نہ دائیں بائیں طرف دیکھے اسی طرح اس دوران مسواک یا برش کرنے سے بھی اجتناب کرے۔

لما قال الشيخ و هبة الزحيلى:. يستحب الاينظرالى السماء ولاالىٰ فرجه ولاالىٰ مايخرج منه ولايعبث بيده ولايلتفت يميناً ولا شمالاً ولا يستاك لان ذلك كله لا يليق بحاله . (الفقه الاسلامى وادلته ج ۱ ص ۲۰۶ آداب قضاء الحاجة)

قال الشيخ خليل احمد السهارنفوريؒ: (تحت قول النبىؐ) عن انس ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذادخل الخلاء وضع خاتمه يعنى ينزع خاتمه من الاصبع ثم يضعه خارج الخلاء ولايدخل الخلاء مع الخاتم و هذا العظيم اسم الله عزوجل و يدخل فيه كلما كان فيه اسم الله من القرطاس والدراهم. الخ (بذل المجهود ج ۱ ص ۱۳ (باب الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالىٰ يدخل به الخلاء)

لما فى الهندية: ولاينظرلعودته الالحاجة ولاينظرالىٰ مايخرج منه

ولایبزق ولایمتخط ولایتنحنح ولایکثرالالتفات ولایعبث ببدنه ولایرفع بصره الی السمآء. الخ (الفتاویٰ الهندیة ج ۱ ص ۵۰ فصل فی الاستنجاء) فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۶۰۲

کنویں کے مسائل

کنویں میں چھپکلی گرنے کا حکم

سوال: چھپکلی میں بہنے والا خون ہے یا نہیں؟ اور چھپکلی کے کنویں میں گرنے اور مرنے سڑنے سے کیا حکم کیا جائے گا؟

جواب: چھپکلی میں بہنے والا خون نہیں سمجھا گیا' البتہ اگر رنگ بدلتی ہو جیسا کہ گرگٹ کہ اس میں بہنے والا خون ہے اس کے گرنے سے کنواں نجس ہو جائے گا' چھپکلی سے نہیں ہوگا لیکن احتیاطاً بیس یا تیس ڈول نکال دیئے جائیں اگر گرگٹ پھول کے پھٹ جائے تو سارا پانی نکالا جائے۔ شامی باب المیاہ میں لکھا ہے کہ بڑی چھپکلی (گرگٹ وغیرہ) میں بہنے والا خون ہوتا ہے۔ (مفتی ظفیر الدین)

اس کنویں کا حکم جس میں مرا ہوا حیوان نکالنا مشکل ہو

سوال: اگر کنویں میں مرغی کا بچہ گر کر مر جائے اور کنوئیں سے اس کا نکالنا ممکن نہ ہو اور نہ تمام پانی کا نکالنا ممکن ہو تو تین سو ڈول نکالنے کے باوجود بھی کنوئیں میں نجاست کی موجودگی میں پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ ایسی حالت میں جبکہ تمام پانی نکالنا ممکن نہ رہے اور نجاست کا نکالنا بھی انسان کے بس میں نہ ہو تو کنوئیں سے اتنی مدت تک پانی استعمال نہیں کیا جائے گا جب تک وہ بچہ مٹی نہ ہو جائے' بعض نے چھ مہینہ تک کی تحدید کی ہے۔

قال ابن عابدینؒ قلت فلوتعذر ایضاً ففی القهستانی عن الجواهر: لووقع عصفورفیها فعجزواعن اخراجه فمادام فیها فنجسة فتترک مدةً یعلم انه استحال وصارحمأة و قیل مدة ستة اشهر

(ردالمحتار علی الدرالمختار' فصل فی البئرج ۱ ص ۲۱۲)

قال محمد عبدالحئی: و ذکرالقهستانی فی جامع الرموز نقلاً عن الجواهر لووقع فیها عصفور فعجزواعن اخراجه فما دام فیها فنجسة فیترک مدةً یعلم انه استحال وصار حمأة و قیل مدة ستة

اشهر انتهیٰ و هٰذاایضاً یفیدانه لابدمن اخراج عین النجس فاذا تعذر فیترک الیٰ ان یستحیل ۔ (السعایة ج ۱ ص ۴۲۶ فصل فی البیر) فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۴۲

خشکی کا مینڈک اگر کنویں میں گر جائے

سوال: مینڈک اگر کنویں میں گر جائے اور اس کی انگلیوں پر پردہ نہ ہو (یعنی خشکی کا ہو) تو کنواں ناپاک ہو جائے گا یا نہیں؟ اور بڑے چھوٹے مینڈک میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جواب: مینڈک میں اگر بہنے والا خون ہو تو کنواں ناپاک ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ (ردمختار) میں ہے کہ خشکی کا مینڈک جس کا بہنے والا خون ہو یہ وہ مینڈک ہے جس کی انگلیوں پر پردہ نہیں ہوتا۔ (ردمختار باب المیاہ) (دارالعلوم دیوبند)

مینڈک مرنے کی صورت میں پانی کا حکم

سوال:۔ اگر کنوئیں میں یا حوض کے پانی میں مینڈک گر کر مر جائے تو ایسے پانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ مینڈک کی دو قسمیں ہیں ایک بحری دوسری بری۔ اگر بحری مینڈک جس کا رہن سہن پانی میں ہو تو مائی المولد کے حکم میں ہو کر اس کے مرنے سے پانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور بری مینڈک کے بدن میں اگر خون نہ ہو تو اس سے بھی پانی نجس نہیں ہوتا البتہ اگر اس کے بدن میں خون ہو تو پھر اس کے مرنے سے پانی نجس ہوگا۔

قال الحصکفیؒ: ومائی مولد کسمک و سرطان و ضفدع الابریاله دم سائل وهومالاسترة له بین اصابعه فیفسدفی الاصح کحیة بریة ان لهادم والالا۔

قال ابن عابدینؒ: (قوله فیفسدفی الاصح) و علیه فما جزم به فی الهدایة. من عدم الافساد بالضفدع البری و صححه فی السراج محمول علیٰ مالادم له' سائل کما فی البحر (ردالمحتار علی الدرالمختار. باب المیاه ج ۱ ص ۱۸۵)

قال قاضی خان موت مالادم له کالسمک والسرطان والحیة وکل مایعیش...... فی الماء لایفسدماء الاوانی وکذاالضفدع بریة کانت او

بحرية فان كانت الحية او الضفدع عظيمةً لها دم سائل يفسد الماء و كذا الوزعة الكبيرة. (فتاویٰ قاضی خان علیٰ هامش الهندية فصل فيما يقع في البر ج ۱ ص ۱۰) فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۲۸۵)

غیر مسلم شخص کے کنویں میں اُترنے سے کنواں ناپاک ہے

سوال: اگر کوئی کافر نجس کپڑوں سمیت کنویں میں اُتر جائے تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کنویں کا پانی نکال دینا چاہیے' پانی نکالنے کے بعد کنواں پاک ہوگا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا فتویٰ ہے: (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

شامی میں ہے کہ کافر جب کنویں میں گر جائے تو اس کا سارا پانی نکالا جائے گا کیونکہ کافر نجاست حقیقی یا حکمی سے خالی نہیں ہوتا۔ (مفتی ظفیر الدین)

انسان گرنے سے کنوئیں کے پانی کا حکم

سوال:۔ اگر کنویں میں انسان گر کر مر جائے تو اس کنوئیں کے پانی کا کیا حکم ہے؟ اور اگر گرنے کے بعد زندہ نکل آئے تو پانی کی طہارت پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ غیر جنب انسان کا بدن پاک ہے' اگر انسان کنویں میں گر جائے اور اسے زندہ نکال لیا جائے تو پانی پاک ہے' البتہ اگر مر گیا ہو تو پانی نجس ہوگا اور اس صورت میں کنوئیں سے تمام پانی نکالا جائے گا۔ اور اگر تمام پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو پھر دو سو سے لے کر تین سو ڈول تک نکالنے سے کنواں پاک ہوگا۔ تاہم اگر گرا ہوا آدمی محدث یا جنب ہو تو چالیس ڈول پانی نکالا جائے گا۔

قال ابراهيم الحلبیؒ: و ان ماتت فيها شاة او كلب او آدمی نزح جميع الماء...... و كذا ينزح جميع الماء اذا استخرج الكلب او الخنزير حياً. (كبيری فصل فی البير ص ۱۵۷)

قال الحصكفیؒ: فان اخرج الحيوان غير منتفخ ولا متفسخ ولا متمعط فان كان كادمی و كذا سقط و سخلة و جدی و اوز كبير نزح كله. (الدرالمختار علیٰ صدر ردالمحتار فصل البئر ج ۱ ص ۲۱۵) و مثله فی الهندية ج ۱ ص ۱۹ الباب الثالث فی المياه.

قال العلامة ابن عابدينؒ تحت قوله كادمی محدث) ای انه ينزح فيه اربعون.

(ردالمحتار ج ۱ ص ۲۱۳ باب البیر) فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۴۵

بکری یا بلی کنویں میں گرے اور پیشاب کردے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک کنویں میں بکری' کتا یا بلی گر گئی اور اس نے کنویں میں پیشاب کردیا تو اس کنویں کا پانی کتنا نکالا جائے گا؟

جواب: اس کنویں کا سارا پانی نکالا جانا لازم ہے لیکن فقہاء نے بجائے سارا پانی نکالنے کے تین سو ڈول نکالنے کو جائز فرمایا ہے' اس لیے تین سو ڈول ہی کافی ہیں اس سے باقی پانی پاک ہوجائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

کتا گرنے سے پانی کا حکم

سوال: ۔اگر ایک کنوئیں میں کتا گر کر مر جائے تو اس سے پانی پر کیا اثر پڑے گا؟ ناپاکی کی صورت میں کنوئیں کے کیچڑ' ڈول اور رسی کا کیا حکم ہے؟

جواب: ۔کتا گرنے سے پانی نجس ہوجاتا ہے' کتے کا جسم نکالنے کے بعد سارا پانی نکالنا اگر ممکن ہو تو ضروری ہے ورنہ دو سو سے لے کر تین سو ڈول تک پانی نکالا جائے گا۔ کیچڑ نکالنا' ڈول اور رسی دھونا ضروری نہیں۔ ایسا ہی کنوئیں کی دیواروں میں تری رہ جانے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

قال فی الهندية: اذاوقعت فی البئرنجاسة نزحت وكان نزح ما فيها من الماء طهارةً لها باجماع السلف كذافی الهداية (الهندية الباب الثالث فی المياه ج ۱ ص ۱۹)

قال ابن عابدينؒ: (قوله ينزح كل مائها) ای دون الطين لوردو الآثار بنزح الماء (وبعد اسطر) يطهر الكل) ای من الدلووالرشاء والبكرة. (ردالمحتار علی الدرالمختار' فصل فی البئرج ۱ ص ۲۱۲) و مثله فی مراقی الفلاح فصل فی مسائل البيئر ص ۲۲.

فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۴۳)

چیل اور گدھ کی بیٹ گرنے سے کنوئیں کا حکم

سوال: ۔چیل اور گدھ کی بیخال اگر کنوئیں میں گر جاوے تو کنواں پاک رہا یا ناپاک؟

جواب: . فی الدرالمختار ولانزح بحزء حمام و عصفوروكذاسباع

طير في الاصح لتعذرصونها عنه و في ردالمختار و مفاد التعليل انه نجس معفوعنه ج ۱ ص ۲۲۸. و في الدرالمختار و خرء كل طير لايذرق في الهواء كبط اهلي ودجاج كان اماما يذرق فيه فان كان ماكولافطاهر والافمخفف و في ردالمحتار اى عندهما الخ ص ۲۳۰.

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جو پرندہ حرام اڑتا ہو بیخال کر دیتا ہو اس سے کنواں ناپاک نہ ہونے کا قول بضرورت اختیار کیا گیا ہے۔ (تتمہ اولیٰ ص ۹) امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۶

خون کا ایک قطرہ بھی کنواں ناپاک کر دیتا ہے

سوال: کوئی خون آلود انسان یا جانور کنویں میں گر جائے تو کنویں کا کیا حکم ہے' نیز وہ کتنا خون ہے جس سے کنواں پاک ہو جاتا ہے؟

جواب: بہتا ہوا خون ناپاک ہے اس کا ایک قطرہ بھی کنواں نجس کر دے گا لہٰذا کنواں ناپاک ہے' تین سو ڈول پانی نکالنے سے پاک ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

بچہ کنویں میں گر گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک بچہ کنویں میں گر گیا' اسے نکال لیا گیا تھا اس صورت میں کنواں پاک ہے یا ناپاک؟ کتنا پانی نکالا جائے گا؟

جواب: اگر بچہ زندہ نکال لیا گیا تھا تو کنواں پاک ہے۔ پانی نکالنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے کپڑے یا بدن ناپاک ہو جیسا کہ عام طور پر بچوں کے ہوتے ہیں تو تین سو ڈول نکال لیے جائیں اور اگر بچہ اسی میں مر گیا تھا تو بھی تین سو ڈول نکال لیے جائیں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں جو بھی صورت ہو تین سو ڈول نکالے جائیں۔ احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔ (دارالعلوم دیوبند)

کنواں بیت الخلاء سے کتنی دور رہنا چاہئے

سوال:۔ پائخانہ سنڈاس جو گڑھا اس قدر نہیں کھودا گیا ہو کہ پانی نکل آیا ہو اور اس سے بفاصلہ چار ہاتھ کے کنواں پختہ ہو تو اس کنوئیں کا پانی استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ اس فاصلہ کی شرعاً کوئی حد نہیں۔ زمین کی نرمی و سختی کے تفاوت سے حکم متفاوت ہو جاتا ہے۔ فاصلہ اس قدر ہونا چاہئے کہ نجاست کا اثر کنوئیں کے پانی میں نہ آوے۔ کذا فی ردالمختار' ج ۱ ص ۲۲۸ (تتمہ اولیٰ صفحہ ۱۰)

سوال:۔ایک بیت الخلاء زمین دوزمثل کنواں ستائیس ہاتھ عمیق ہے۔اس میں دن رات پائخانہ بول و براز روزمرہ لوگ گھر کے کرتے ہیں اور پانی اس زمین میں جس میں پائخانہ ہے قریب ۳۵ ہاتھ کے نکلتا ہے اب سوال یہ ہے کہ اسی بیت الخلاء زمین دوز کے قریب چاہ بنانا چاہتے ہیں کتنی دور فاصلہ پر یعنی کتنے ہاتھ دور چاہ بنایا جاوے تو جائز عندالشرع شریف ہے؟

جواب:۔اس میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ پانچ ہاتھ کا فصل ہو ایک قول یہ کہ سات ہاتھ کا ہو مگر راجح یہ ہے کہ اتنا فصل ہو جو رنگ یا بو یا مزہ کے پہنچنے سے مانع ہو اور یہ زمین کی نرمی و سختی کے تفاوت سے متفاوت ہوتا ہے اور اندازہ معین کرنے والوں کے اقوال کو بھی اسی پر مبنی کہا جاوے گا کہ انہوں نے اپنی اپنی زمین کے اعتبار سے اندازہ بتلایا ہے تو اس پر سب اقوال باہم مطابق ہو جاویں گے اور اس کا معیار اہل تجربہ کا قول ہے۔حذا کلہ فی ردالمحتار تحت قول الدرالمختار البعد بین البیر والبالوعۃ بقدر مالا یظہر للنجس اثرہ اھ فصل فی البیر قبیل مسائل السور۔ج ۱ ص ۲۸۸ (تتمہ ثالث ص ۳۹)امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵

باب التیمم

مسجد کی مٹی پر تیمم کا حکم

سوال:۔تیمم کی ضرورت پڑنے پر مسجد کی دیواروں سے تیمم کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔مسجد کی دیوار یا فرش پر تیمم کرنا مکروہ ہے۔کیونکہ تیمم کی صورت میں یہ مٹی حدث کے لئے مزیل ہے جو مٹی یا پتھر مسجد میں نصب اور قائم ہو وہ واجب التعظیم ہونے کی وجہ سے اس کی طرف ازالۂ حدث کی نسبت بے ادبی کے مترادف ہے البتہ اگر دیوار یا فرش کی مٹی کسی نے جمع کر کے مسجد کے ایک کونے میں رکھی ہو تو پھر اس پر تیمم جائز ہے کیونکہ مٹی کو اکٹھا کر کے کسی کونے میں رکھنا مسجد سے خارج ہونے کے معنی میں ہے اور مسجد کی مٹی جب مسجد سے باہر نکالی جائے تو اس کا تقدس اور حرمت باقی نہیں رہتی۔

قال قاضی خانؒ : و یکرہ مسح الرجل من طین والردغۃ باسطوانۃ المسجد اوبحائطہ و ان مسح بتراب فی المسجد ان کان ذلک التراب مجموعاً فی ناحیۃ غیر منبسط لاباس بہ وان کان منبسطاً مفروشاً یکرہ لانہ بمنزلۃ ارض المسجد ۔ (فتاویٰ قاضیخان علی

هامش الهندية. فصل في المسجد ج ١ ص ٢٥)
قال العلامة اشرف علی تھانویؒ: ''اس وقت روایت نہیں ملی مگر کہیں دیکھا ہے کہ مکروہ ہے''۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ص ۳۹ فصل فی التیمم) ومثلہ فی امداد الاحکام ج ۱ص ۴۴۰ آداب المساجد۔ فتاویٰ حقانیہ ج ۲ص ۵۵۰

بخار، سخت سردی اور ٹھنڈ کی وجہ سے تیمم جائز ہے یا نہیں؟

سوال: کسی کو بخار ہو یا وہ سخت سردی اور ٹھنڈ کے علاقے میں ہو، گرم کرنے کے اسباب نہ ہوں تو اس حالت میں تیمم جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حالت مرض اور خوف مرض میں تیمم کرنا جائز ہے لیکن ٹھنڈے پانی سے غسل یا وضو کرنے میں ہلاکت یا بیماری کا اندیشہ ہو تو جائز ہے۔ (دارالعلوم دیوبند ص ۱۸۸ ج ۱)

جواز تیمم کے لئے پانی سے کتنی دوری شرط ہے

سوال: ۔اگر شکار وغیرہ میں ایسی جگہ کہ جہاں پانی تلاش کرنے سے تو بہم پہنچ سکتا ہے لیکن تلاش کرنے میں نماز کے قضا ہو جانے کا اندیشہ ہے تو ایسے وقت میں تیمم کر سکتا ہے یا نہیں اگر تیمم نہیں کر سکتا تو کیا کرے؟

جواب: ۔اگر پانی ایک میل شرعی کے اندر ہو جو کہ میل انگریزی سے کچھ زیادہ ہوتا ہے تو تیمم جائز نہیں۔ اگرچہ نماز قضا ہو جائے پانی تلاش کر کے وضو کرے اور نماز قضا پڑھے۔ ۱۳ صفر ۱۳۳۰ھ (تتمہ اولیٰ ص ۶)

اولیٰ یہ ہے کہ احتیاطاً اس وقت تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور پھر پانی ملنے کے بعد وضوء کر کے اعادہ کرلے کما فی ردالمحتار ان الاحوط ان تیمم و یصلی ثم یعید انتهی وقال بعد ذلک و هذا قول متوسط بین القولین و فیه الخروج عن العهدة بیقین فلذا اقرة الشارح (الی قوله) فینبغی العمل به احتیاطاً (شامی مصری ص ١٨٠ ج ١) ١٢ محمد شفیع امداد الفتاویٰ ج ١ ص ٥٠

پردہ نشین خواتین پانی کی قلت میں تیمم کر سکتی ہیں یا نہیں؟

سوال: بعض دیہات میں پانی کی بہت قلت ہے اس لیے بعض پردہ نشین و بیوہ خواتین کو بعض اوقات پانی نہیں ملتا اس لیے وہ خواتین نماز قضا کرتی رہتی ہیں، کیا ان کے لیے ایسے وقت

میں تیمم جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تیمم کی اجازت اس وقت ہے جب پانی نہ ملے۔ شہر' قصبہ اور گاؤں میں ایسی صورت بہت کم پیش آتی ہے کہ پانی نہ ملے لیکن اگر ایسا کبھی اتفاق ہو جائے تو پردہ دار عورتوں کو پانی ملنے کی کوئی صورت نہ ہو اور وقت تنگ ہوا جا رہا ہے تو وہ تیمم سے نماز پڑھ لیں' قضا نہ کریں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

اور بعد میں وضو کر کے اپنی نماز دہرا لیں۔ (مفتی ظفیر الدین)

مسجد کی زمین پر تیمم کرنے کا حکم

سوال:۔ مسجد کی زمین میں تیمم درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اس وقت روایت نہیں ملی مگر کہیں دیکھا ہے کہ مکروہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۹)

پتھر' لکڑی اور کپڑے وغیرہ پر تیمم درست ہے یا نہیں؟

سوال لکڑی' پتھر' کپڑا' پختہ فرش یا دیوار' خشک یا سبز گھاس' ان میں جب کسی پر ذرا سا غبار بھی نہ ہو تو ان سے تیمم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: لکڑی اور کپڑے پر بغیر غبار کے تیمم درست نہیں۔ اسی طرح گھاس سبز اور خشک کا حکم ہے اور پتھر' دیوار' کچی' پکی اینٹ اور چونا پر بلا غبار بھی تیمم کرنا درست ہے' لکڑی وغیرہ پر تھوڑا غبار بھی تیمم کے لیے کافی ہے۔ (دارالعلوم ص ۱۸)

(جیسا کہ فتاویٰ شامی' غنیۃ المستملی' فتح القدیر وغیرہ میں ہے۔ مفتی ظفیر)

صاحب عذر کے لئے خادم نہ ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم

سوال:۔ اگر کسی شخص کے ہاتھ پاؤں پر ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے یہ شخص خود وضو کرنے پر قادر نہ ہو تو کیا یہ شخص خدمت کے لئے خادم رکھے گا یا تیمم کرے گا؟

جواب:۔ اس پر خادم رکھنا ضروری نہیں' جب خادم یا معاون کی کوئی ممکن صورت میسر ہو تو وضو کرے ورنہ تیمم کر کے نماز پڑھے۔

قال ابن نجیمؒ: او کان لایجدمن یوضئه ولایقدر بنفسه اتفاقاً وان وجد خادماً کعبده وولده واجیره لایجزبه التیمم اتفاقاً

(البحر الرائق باب التیمم ج ص ۱۴۰)

قال الحصکفی: اولم یجدضنہ فان وجدولوباجرۃ مثل ولہ ذٰلک لایتمم فی ظاھر المذھب. (الدرالمختار علیٰ ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۳۳) و مثلہ فی الھندیۃ باب التیمم ج ۲ ص ۲۸) فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۵۲

شیرخوار بچے کی بیماری کے ڈر سے تیمم کرنا

سوال: ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے جو پاخانہ پیشاب اگر ماں کے کپڑوں پر کرتا ہے ماں اس خدشہ کے پیش نظر کہ میرے متواتر غسل سے بچہ علیل ہو جائے گا یا میں خود بھی بیمار ہو جاؤں گی نہاتی نہیں ہے اس حالت میں اس کے لیے قرآن پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بار بار غسل کرنے سے عورت کو اگر اپنے یا بچے کے بیمار ہونے کا خوف ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لیا کرے پھر دھوپ کے وقت یا گرم پانی سے غسل کر کے ان نمازوں کا پھر اعادہ کر لیا کرے اور تیمم کے بعد قرآن شریف کی تلاوت بھی درست ہے۔ (دارالعلوم دیوبند)

عورت کو نہانے سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ شوہر کو جماع کرنے سے روک سکتی ہے یا نہیں؟

سوال: زید کی صرف ایک بیوی ہے اور وہ اکثر بیمار رہتی ہے اور جب وہ غسل کرتی ہے تو کمزوری کی وجہ سے کبھی اس کو زکام ہو جاتا ہے کبھی کان اور سر میں درد ہو جاتا ہے اسی خوف کی وجہ سے وہ اپنے شوہر کی ہم بستری کی خواہش کو مسترد کر دیتی ہے جس کی وجہ سے زید کو گناہ کے ارتکاب کا خوف ہے اس لیے ایسی صورت میں زید کی بیوی تیمم سے نماز ادا کر سکتی ہے یا نہیں اور اگر نہیں کر سکتی تو غسل کے متعلق کون سی صورت ہے جو وہ اختیار کر سکتی ہے زید کی بیوی کا اس حالت میں ہم بستری سے انکار کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: درمختار میں ہے کہ اگر عورت کو سر دھونے سے نقصان ہوتا ہو تو وہ سر نہ دھوئے۔ ایک قول ہے کہ وہ سر پر مسح کر لے اور اپنے شوہر کو پاس آنے سے منع نہ کرے۔ الخ۔ یعنی اگر عورت کا سر کا دھونا تکلیف دے تو وہ نہ دھوئے۔ ایک قول ہے کہ وہ مسح کر لے۔ یہی زیادہ احتیاط کا قول ہے۔

درمختار میں ایک جگہ مسح کو واجب لکھا ہے یعنی اگر سر کے مسح سے کوئی خوف بیماری کا نہ ہو تو مسح کرے ورنہ پٹی سر پر باندھ کر اس پر مسح کرے اور اپنے شوہر کو جماع سے منع نہ کرے۔ درمختار میں

ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ جس کے سر میں ایسا درد ہو کہ وہ مسح بھی نہ کر سکے تو وہ تیمم کرے اور فتاویٰ شامی میں اس بات کی تصریح ہے کہ تندرست آدمی کو اگر غسل سے بیمار ہونے کا غالب گمان ہو یا سابقہ تجربہ کے موافق ہو تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔

لہٰذا اس صورت میں وہ عورت تیمم کرے اور شوہر کو جماع سے نہ روکے۔ تیمم کرنا اس عورت کے لیے اس وقت تک درست ہے جب تک مذکورہ عوارض لاحق ہونے کا خوف رہے پھر جب یہ خوف نہ رہے تو غسل کیا کرے۔ (دارالعلوم دیوبند)

پانی نہ ملنے پر تیمم کیوں ہے؟

سوال: پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرایا جاتا ہے اس میں کیا مصلحت ہے؟

جواب: ہمارے لیے سب سے بڑی مصلحت یہی ہے کہ اللہ پاک کا حکم ہے اور رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ویسے قرآن کریم نے اس کی مصلحتوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی ڈالے بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے تاکہ تم شکر کرو۔ (سورہ مائدہ)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ نے پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کو پاک کرنے والی بنایا ہے جس طرح پانی انسانی بدن کو پاک کرنے والا ہے اسی طرح پانی پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں مٹی سے تیمم کرنا بھی پاک کرنے والا ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اپنے ترجمہ کے فوائد میں لکھتے ہیں مٹی طاہر (پاک) ہے اور بعض چیزوں کے لیے مثل پانی کے مطہر (پاک کرنے والی) بھی ہے۔ مثلاً خف (چمڑے کا موزہ) یا تلوار' آئینہ وغیرہ اور جو نجاست زمین پر گر کر خاک ہو جاتی ہے وہ بھی پاک ہو جاتی ہے اور نیز ہاتھ اور چہرہ پر مٹی ملنے میں عجز بھی پورا ہے جو گناہوں سے معافی مانگنے کی اعلیٰ صورت ہے۔ سو جب مٹی ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی نجاست کو زائل کرتی ہے تو اس لیے بوقت معذوری پانی کے قائم مقام کی گئی۔ اس کے سوا سہل الوصول ہو' سو زمین کا ایسا ہونا ظاہر ہے کیونکہ وہ سب جگہ موجود ہے۔ مع ہذا خاک انسان کی اصل ہے اور اپنی اصل کی طرف رجوع کرنے میں گناہوں اور خرابیوں سے بچاؤ ہے۔ کافر بھی آرزو کریں گے کہ کسی طرح خاک میں مل جائیں' جیسا کہ پہلی آیت میں مذکور ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند' سورہ نساء آیت ۴۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد دوم)

جو قفل میں قید ہو اس کے لئے تیمم کا حکم

سوال:۔ ایک مسئلہ یہ دریافت طلب ہے کہ مثلاً کوئی اپنے مکان کے اندر ہے اور غلطی سے ملازم باہر سے قفل بند کر کے چلا گیا اب مالک مکان اندر ہے اور نماز کا وقت آ گیا اور مکان میں پانی موجود نہیں ہے اور حتیٰ الوسع مالک مکان نے کوشش کی کہ کسی کو آواز دیکر پانی لے مگر نہ ملا اور وقت نماز کا نکلا جاتا ہے آیا وہ تیمم سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور اگر پڑھ سکتا ہے تو بعد پانی ملنے کے وہ اس تیمم والی نماز کو قضا کرے یا نہیں؟

جواب:۔ پڑھ سکتا ہے اور قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ کرے۔ لانہ محبوس من جہۃ العبد۔
۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ (تتمہ رابعہ ص ۲۶)

تیمم کرنے کا طریقہ

سوال: تیمم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: پاک ہونے کی نیت کر کے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر پھیر کر ان کو جھاڑ لیجئے اور اچھی طرح منہ پر مل لیجئے کہ ایک بال کی جگہ بھی خالی نہ رہے پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک مل لیجئے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

سرد ملکوں میں تیمم کرنے کا حکم

سوال:۔ اس جگہ برف باراں باری بشدت ہوتی ہے۔ سردی بھی بکثرت ہوتی ہے۔ ہوا نہایت تند چلتی ہے وضو کرنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ دست و پا اکڑ کر چند ساعت بالکل معطل رہتے ہیں۔ اس حالت میں تیمم یا مسح سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

جواب:۔ فی الدرالمختار باب التیمم اوبرد یھلک الجنب او یمرضہ ولوفی المصراذالم تکن لہ اجرۃ حمام ولامایدفئہ وفی ردالمختار قید بالجنب لان المحدث لایجوزلہ التیمم خلافا لبعض المشایخ الیٰ قولہ وکانہ لعدم تحقق ذلک فی الوضوء عادۃ و فیہ ایضا نعم مفاد التعلیل بعدم تحقق الضرر فی الوضوء عادۃ انہ لو تحقق جاز فیہ ایضاً اتفاقاً اھ

ان عبارات نے معلوم ہوا کہ اگر کہیں شاذ و نادر ایسی صورت ہو کہ وضو کرنے سے ہلاکت یا

مرض کا غالب اندیشہ ہو اور گرم پانی کرنے کا بھی سامان نہ ہو۔ نہ ایسا کوئی کپڑا ہو کہ اس میں لپٹ کر بدن گرم کرلیں۔ ایسی صورت میں تیمم جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ اور پاؤں دھونے کا بدل مسح خفین ہوسکتا ہے۔ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ (الامداد ج ۱ ص ۶) امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۱

تیمم مرض میں صحیح ہے کم ہمتی سے نہیں

سوال: میں ٹی بی کی دائمی مریضہ ہوں' اگست سے لے کر اپریل مئی تک مجھے مسلسل بخار' نزلہ زکام اور جسم میں کہیں نہ کہیں درد رہتا ہے' اسی تکلیف کی وجہ سے میں عصر سے عشاء تک تیمم کرتی ہوں' اسلامی رو سے یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط؟ تحریر فرمائیں:

جواب: اگر پانی نقصان دیتا ہو اور اس سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو آپ وضو کی جگہ تیمم کرسکتی ہیں لیکن محض کم ہمتی کی وجہ سے وضو ترک کر کے تیمم کر لینا صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

تیمم کن چیزوں پر کرنا جائز ہے؟

سوال: تیمم کرنا کن چیزوں سے جائز ہے؟

جواب: مٹی کی جنس سے ہر چیز مٹی' ریت' چونا وغیرہ' کچی پکی اینٹ' ان کی دیواریں وغیرہ۔ اس کے علاوہ دوسری چیزیں جن پر خوب غبار موجود ہو ان پر بھی تیمم کیا جاسکتا ہے۔

ریل میں تیمم جنابت کی شرط

سوال:۔ ریل وغیرہ کے سفر میں کہیں ضرورت غسل کی ہو جاوے اور پانی بقدر غسل نہ ملے اور وضو وغیرہ جس میں ہو سکے اتنا ملتا ہو تو غسل کے لئے تیمم کر کے نماز ادا کرسکتا ہے یا نہیں۔ اسٹیشن پر اگرچہ پانی ہر جگہ بکثرت مل سکتا ہے لیکن غسل کرنا اس کو ریل میں مشکل ہے تو تیمم کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ غسل اسٹیشن پر مشکل نہیں لنگی باندھ کر پلیٹ فارم پر بیٹھ کر سقہ کو پیسے دے کر کہہ دے کہ مشک سے پانی چھوڑ دے اور اس کے قبل ٹانگیں وغیرہ ریل کے پائخانہ یا غسل خانہ میں جا کر پاک کرے یا برتن میں پانی لے کر یا اگر نل میں پانی موجود ہو تو اس سے اس پائخانہ یا غسل خانہ میں بھی غسل ممکن ہے۔ ہمت کی ضرورت ہے ایسی حالت میں تیمم درست نہیں۔ ۱۲ صفر ۱۳۳۰ھ (تتمہ اولیٰ ص ۹) امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۱

کتاب الحیض
(ماہواری کا بیان)

حیض

عورت کو عام طور پر ہر مہینے رحم سے آنے والا خون جو آگے کی راہ سے نکلتا ہے حیض کہلاتا ہے۔ تسہیل کی غرض سے اصطلاحی تعریف سے اعراض کیا ہے۔ کمافی بہشتی زیور والتفصیل فی کتب الفقہ فلیراجع ۱۲ مرتب۔

حیض آنے کی عمر

نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا اس لئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگر پچپن برس کی عمر کے بعد کسی کو خون آئے تو اگر وہ خوب سرخ یا سیاہ ہو تو وہ حیض ہے اور اگر زرد، سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے البتہ اگر عورت کو پچپن برس سے پہلے بھی زرد یا سبز خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے۔ اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ (ب ۷۷ اش: ۳۰۴)

حیض کے رنگ

حیض کی مدت کے اندر (۱) سرخ (۲) زرد (۳) سبز (۴) خاکی (یعنی مٹیالہ) (۵) گدلا (یعنی سرخی مائل سیاہ) (۶) سیاہ رنگ آئے سب حیض ہے۔ جب تک گدی بالکل سفید نہ دکھلائی دے اور جب گدی بالکل سفید رہے جیسی رکھی تھی تو اب حیض سے پاک ہوگئی۔ (ب: ۱۷۷) امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۱۔

حیض کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی

سوال:۔ حضرت مفتی صاحب! ایک مسئلہ درپیش ہے کہ حیض کی ابتداء کب، کیسے اور کس سے ہوئی جو آج تک جاری و ساری ہے؟ از راہ کرم اس مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر تفصیلاً روشنی ڈالیں۔

جواب:۔ حیض ایک مرض ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنات آدم کو مبتلا کیا ہوا ہے۔ حضرت

حواؑ نے گندم یا کسی اور شئے کو جوان کے لئے ممنوع تھی کھالیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت حواؑ کو اسی وجہ سے اس مرض میں مبتلاء فرمایا اور آج تک ان کی اولاد میں یہ بیماری چلی آ رہی ہے۔

لما قال الحصکفیؒ: و سببه ابتداء ابتلاء الله لحواء لا كل الشجرة و فی الشامی ای و بقی فی بناتها الیٰ یوم القیامة و ماقیل انه اول ماارسل الحیض علیٰ بنی اسرائیل فقدرده البخاری بقوله و حدیث النبی صلی الله علیه وسلم اکبر وهومارواه عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الحیض هذا شئی کتبه الله علیٰ بنات ادم قال النووی ای انه عام فی جمیع بنات ادم (ردالمحتار ج ا ص ۲۸۳ باب الحیض)

قال الشیخ السید احمد الطحطاویؒ: قول و سببه ابتداء) ای السبب فی حصوله اولاً (قوله ابتلاء الله لحواءً) فیه ردعلیٰ من قال انه اول ماارسل علیٰ بنی اسرائیل فان الحدیث دال علیٰ عمومه لجمیع بنات ادم والحدیث اقویٰ وهومارویٰ عن عائشةؓ قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الحیض هذا شئی کتبه الله تعالیٰ علیٰ بنات آدم (طحطاوی حاشیہ الدرالمختار ج ا ص ۱۴۶ باب الحیض) فتاویٰ حقانیہ ج ۲ ص ۵۵۹

(ماہواری) حیض کی تعریف اوراس کی عمر

سوال: حیض کتنی عمر میں عورت کو لاحق ہوتا ہے؟

جواب: عورت کو آگے کے راستے سے جو خون ہر ماہ آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں۔ نو برس کی عمر سے پہلے اور پچپن برس کی عمر کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا۔ اس لیے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے گا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہوگا۔ اگر پچپن برس کی عمر کے بعد کسی کو خون آئے تو اگر وہ خوب سرخ ہو یا خوب کالا ہو تو وہ حیض کا خون ہے اور اگر زرد، سبز یا خاکی رنگ ہو تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ البتہ اگر عورت کو پچپن برس کی عمر سے پہلے بھی زرد، سبز یا خاکی رنگ کا خون آتا تھا تو پچپن سال کی عمر کے بعد بھی اسے حیض شمار کیا جائے گا اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ (ہدیہ خواتین ص ۲۳)

حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے؟

سوال: حیض کی کم سے کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے؟ اس سے زیادہ یا کم کا کیا حکم ہے؟

جواب: حیض (ماہواری) کی مدت جو شریعت میں معتبر ہے کم سے کم تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے۔ اگر تین دن سے کم آ کر بند ہو جائے تو اس پر حیض کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ اسی طرح اگر دس دن سے زیادہ آ جائے تو جتنا دس دن سے زائد آیا ہے وہ استحاضہ ہے اور اگر عادت مقرر تھی تو عادت سے جتنا زیادہ خون ہوگا وہ استحاضہ ہوگا۔ (ہدیہ خواتین ص ۲۴)

حیض کے رنگ کتنے ہیں؟

سوال: حیض کا خون کتنے رنگ کا ہوتا ہے اور سفید رنگ کیا ہے؟

جواب: حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، خاکی، گدلا (سرخی مائل سیاہ یا بالکل سیاہ رنگ کا) خون آئے تو سب حیض ہے۔ جب تک گدی (وہ کپڑا جو ان ایام میں مخصوص جگہ رکھا جاتا ہے) سفید نہ دکھلائی دے اور گدی بالکل سفید رہے جیسی رکھی تھی تو اب حیض سے پاک ہوگئی۔ (ہدیہ خواتین ص ۲۳)

طہر کی تعریف اور طہر کی مدت

سوال: عورت حیض سے کتنے دن پاک رہ سکتی ہے؟ اس کی کم از کم مدت کیا ہے؟

جواب: ایک حیض کے اختتام سے دوسرے کے شروع ہونے تک کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ اس لیے اگر کسی عورت کو کسی بھی وجہ سے حیض آنا بند ہو جائے تو جب تک حیض بند رہے گا وہ پاک رہے گی۔ اس لیے اگر کسی عورت کو تین دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی اور پھر تین دن خون آیا تو یہ دونوں تین تین دن حیض کے شمار ہوں گے اور پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے (جسے طہر کہتے ہیں)۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ و مفتی عاشق الٰہیؒ)

حکم اس خون کا جو اقل طہر سے پہلے شروع ہو کر اقل طہر کے بعد تک جاری رہے

سوال: اگر کسی کو نو (۹) روز یا دس (۱۰) روز ماہواری کی عادت ہو اور بیس (۲۰) روز پاک رہنے کی عادت ہو اور اس کو دوسری تاریخ ماہواری شروع ہو اور دس (۱۰) تاریخ کو پاک ہو جاوے اور پاک ہونے کے نو (۹) روز کے بعد پھر آ جاوے جس کو آج چھٹا روز ہے اس زمانہ میں

نماز روزہ سب بدستور کیا جس طرح بہشتی زیور میں ہے کہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کر لیا کرے اب یہ پوچھنا ہے کہ اب پاکی کے زمانہ کو پندرہ روز ہو گئے تو اب کل سے ماہواری کا زمانہ شمار کیا جاوے گا یا عادت کے موافق بیس (۲۰) روز پاک رہے گی اور بیس (۲۰) روز کے بعد ماہواری کا زمانہ شروع ہوگا اور اگر کل سے پاکی کا زمانہ نہیں ہے تو اس حالت میں اعتکاف درست ہے یا نہیں۔ یعنی قرآن اور نماز نہ پڑھے صرف تسبیح وغیرہ پڑھتی رہے؟

الجواب:.فی ردالمحتار وان وقع (ای الاستمرار) فی المعتادة فطهرها و حیضها مااعتادت فی جمیع الاحکام ان کان طهرها اقل من ستة اشهر والافترد الی ستة اشهر الا ساعة و حیضها بحاله ج ا ص ۲۹۴ قلت یراد بالاستمرار ظهور الدم فی غیر زمان الحیض فیحکم فی المسئول عنها بالاستمرار لان المدة التی ظهر فیها الدم لیس بزمان حیض لانه لم ینقض اذ ذاک اقل زمان الطهر ولایراد بالاستمرار عدم الانقطاع ابدا الانه یتعذر الحکم علیها ابدا مادامت حیة هف و یصدق علی هذه ایضاً ان کان طهرها اقل من ستة اشهر فیحکم علیها بردها الی عادتها.

حاصل یہ کہ اس کے اس خون کو استحاضہ کا خون کہیں گے اور عادت کے موافق بیس روز تک پاک کہیں گے۔ ۲۸ رمضان ۱۳۳۲ھ (تتمہ ثالث ص ۸۲) امدادالفتاویٰ ج ا ص ۵۷

خون اگر میعاد سے کم ہو یا بڑھ جائے تو استحاضہ (ماہواری کے علاوہ خون) ہے

سوال: جو خون میعاد سے بڑھ جاتا ہے اس کے احکامات کیا ہیں؟ بعض عورتوں کو کئی کئی مہینوں تک خون آتا رہتا ہے یہ کیا ہے؟

جواب: عورتوں کو معلوم ہے کہ جو خون ماہواری کا آتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بند ہی نہیں ہوتا اور دس دن دس رات سے بڑھ جاتا ہے۔ بعض عورتوں کو کئی مہینوں تک آتا رہتا ہے جو عورتیں مسئلہ نہیں جانتیں وہ خون کے اختتام تک نہ نماز پڑھتی ہیں نہ روزے رکھتی ہیں ان کا یہ عمل غلط ہے اور خلاف شرع ہے۔ جس طرح حدیث میں آیا ہے اس طرح کرنا لازم ہے کہ جس عورت کو برابر

خون آ رہا ہو بند ہی نہیں ہوتا تو یہ عورت غور کرے کہ گزشتہ ماہ میں (سب سے آخری مرتبہ) کتنے دن خون آیا' پس آخری بار جتنے دن خون آیا تھا ہر ماہ سے صرف اتنے ہی دن حیض کے ہیں اور اس سے زیادہ جو خون ہے وہ استحاضہ ہے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

استحاضہ (دس دن سے زیادہ یا تین دن سے کم خون کا آنا استحاضہ کہلاتا ہے) کے دوران نماز اور وضو کس طرح سے ادا کرے؟

سوال: مستحاضہ کے لیے نماز کا حکم کیا ہے؟ وہ نماز کیسے پڑھے اور وضو کب کرے کیونکہ اسے تو خون ہر وقت جاری ہے یا اسے نماز معاف ہے؟

جواب: استحاضہ والی عورت پر نماز روزہ فرض ہے۔ یہ عورت وضو کر کے کعبہ شریف کا طواف بھی کر سکتی ہے اور قرآن مجید کو چھو بھی سکتی ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت بھی کر سکتی ہے۔ نماز کا وقت آ جانے پر وضو کر کے نماز پڑھے' اگر خون بند نہیں ہوتا تو تب بھی وضو کر کے نماز شروع کر دے۔ (یعنی ہر نماز کے لیے الگ وضو نہیں کرے گی بلکہ پانچ وقت کی نمازوں کے لیے پانچ مرتبہ وضو کرے گی' فجر کے وقت آنے پر' ظہر کا وقت آنے پر' اور اسی ایک وضو سے مختلف عبادات تلاوت نفل وغیرہ کر سکتی ہے۔ دوسری نماز کا وقت ہوتے ہی یہ وضو ختم ہو جائے گا۔) اگرچہ نماز پڑھتے میں کپڑے خون سے بھر جائیں اور جائے نماز پر خون لگ جائے۔

بس قاعدے کے مطابق حیض کے ایام پورے ہونے پر غسل کر لے اس کے بعد اگر خون آتا رہے تو تب اپنے آپ کو پاک سمجھے اور وضو کر کے نماز پڑھتی رہے۔ اگر خون بالکل بند نہیں ہوتا تب اس پر معذور کے احکام جاری ہوں گے۔ اگر استحاضہ کا خون ہر وقت نہیں آتا بلکہ کبھی کبھی آتا ہے اور بہت سا وقت ایسا بھی گزرتا ہے جب خون جاری نہیں ہوتا' بند رہتا ہے تو نماز کا وقت آنے پر اس وقت کا انتظار کر لے اور جب خون بند ہو جائے تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

حیض کے دوران ایک گھنٹہ سے لے کر ایک رات یا زیادہ وقت خون بند ہو سکتا ہے

سوال: عورت کو حیض کے ایام میں کبھی ایک گھنٹہ' کبھی دو گھنٹہ یا کبھی ایک رات تک خون بند رہتا ہے' کبھی ایک دن بھی تو اس دن کو کیا شمار کریں گے؟

جواب: حیض کے دنوں میں مسلسل خون آنا ضروری نہیں ہے بلکہ قاعدے کے مطابق جس

حیض کا خون آئے تو عادت کے ایام میں یا دس دن' دس رات کے اندر اندر بیچ میں جو ایسا وقت گزرے گا جس میں خون نہ آیا (کبھی ایک گھنٹہ کبھی دو گھنٹہ' کبھی ایک رات' کبھی ایک دن) صاف رہی پھر خون آ گیا تو یہ ایک دن جو صاف رہنے کا تھا حیض ہی میں شمار ہوگا۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

طہر کے پندرہ دن کے بعد آ کر تین دن سے پہلے خون بند ہو جائے تو استحاضہ ہے

سوال: ایک عورت کو گزشتہ حیض کے بعد پندرہ دن طہر کے گزر جانے کے بعد خون آیا۔ اس نے سمجھا کہ یہ حیض ہے اور نمازیں نہ پڑھیں' پھر وہ خون تین دن تین رات سے پہلے ہی موقوف ہو گیا تو اب ان ایام کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ ایام استحاضہ ہیں اور ان دنوں میں نہ پڑھی جانے والی نمازیں قضاء پڑھنا اس عورت پر فرض ہیں۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

دوران نماز حیض آ گیا' اب کیا کریں؟

سوال: ایک عورت نے نماز پڑھنا شروع کی' دوران نماز حیض آ گیا تو اب وہ کیا کرے؟

جواب: اس عورت نے نماز کا وقت ہونے پر فرض نماز شروع کر دی تھی تو حیض آنے پر وہ فاسد ہو گئی اور اس عورت پر اس نماز کی قضا لازم نہ ہوگی اور اگر نماز کا وقت ہو جانے پر نماز نہ پڑھی بلکہ بالکل آخر وقت میں پڑھنے لگی تھی تو حیض آنے سے یہ نماز بھی معاف ہے اس کی قضا بھی نہیں ہے لیکن اگر سنت یا نفل پڑھتے ہوئے ایسا ہوا تو ان کی قضا لازم ہے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

حیض کے متفرق مسائل

حیض والی عورت کا جسم لعاب اور جھوٹا پاک ہے

سوال: حیض والی عورت کا جسم' کپڑے اور لعاب پاک ہے یا ناپاک؟ اس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے جس میں ہے کہ وہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے پانی پیتے اور گوشت کے ٹکڑے کو ایک ہی جگہ سے باری باری اپنے دانتوں سے توڑتے۔ (الحدیث)

اس سے معلوم ہوا کہ ماہواری کے زمانے میں عورت کے ہاتھ' پاؤں' منہ اور لعاب اور پہنے ہوئے

کپڑے ناپاک نہیں ہوجاتے۔ البتہ جس جگہ بدن یا کپڑے میں خون لگے گا وہ جگہ ناپاک ہوگی اسے دھولیا جائے تو پاک ہوجائے گی اور اس عورت کا دوسری عورتوں یا اپنے بچوں اور شوہر کے پاس اُٹھنا بیٹھنا منع نہیں ہوجاتا۔ اس کو ناپاک سمجھنا اچھوت بنا دینا یہود وہنود کا دستور ہے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

حیض کے زمانے میں بے تکلفی کی حد کیا ہے؟

سوال: میاں بیوی کے تعلقات کی حد زمانہ حیض میں کیا ہے؟

جواب: حیض کے زمانے میں شوہر سے صحبت کرنا درست نہیں' البتہ شوہر کے ساتھ کھانا' پینا' لیٹنا' پیار کرنا اور سونا درست ہے۔ لیکن ناف سے لے کر گھٹنے تک کا بدن کھولنا مناسب نہیں اور نہ ہی اس جگہ سے شوہر کو لذت حاصل کرنا جائز ہے۔ (یعنی بغیر کسی کپڑے کے حائل کیے اس حصہ کو نہ چھوئے) اسی طرح اس حصہ کو برہنہ دیکھنا بھی جائز نہیں' ساتھ سونے میں اگر شہوت کا غلبہ ہونے اور شوہر کو خود پر قابو نہ رکھنے کا گمان غالب ہو تو ساتھ سونا بھی منع اور گناہ ہے کیونکہ دوران حیض جماع کرنا قرآن کی رو سے منع ہے اس لیے باوجود معلوم ہونے کے کسی نے جماع کرلیا تو سخت گنہگار ہوگا۔ (ملخص) (فتاویٰ حقانیہ جلد۲ص ۵۶۴)

کیا دوران حیض نمازیوں کی ہیئت بنانا ضروری ہے؟

سوال: کیا حائضہ عورت کو دوران حیض اوقات نماز میں نمازیوں کی سی ہیئت بنانا ضروری ہے؟

جواب: حیض والی عورت کے لیے یہ مستحب ہے کہ جب نماز کا وقت ہو تو وہ وضو کر کے جائے نماز پر آ بیٹھے اور نماز پڑھنے وقت کی مقدار بیٹھ کر تسبیح' درود' استغفار وغیرہ پڑھتی رہے تاکہ نماز کی عادت قائم رہ سکے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

حائضہ عورت پر دم کرنے کا حکم

سوال:۔ حائضہ' نفاس والی عورت یا جب آدمی بیمار ہوجائے تو قرآنی آیات پڑھ کر اس کو دم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ وظائف یا اوراد کے لئے طہارت شرط نہیں بغیر طہارت کے بھی دم کیا جاسکتا ہے۔ جب دم کرنے والے کا طاہر ہونا ضروری نہیں تو جس پر دم کیا جاتا ہو اس کا طاہر ہونا بدرجہ اولیٰ ضروری نہ ہوگا لہذا حیض ونفاس والی عورت اگرچہ خود پاک نہیں مگر اس پر دم کرنا جائز ہے۔

لما قال العلامة الحصکفیؒ: ولاباس لحائض و جنب بقراۃ ادعیۃ و

مسها وحملها و ذكر الله تعالیٰ و تسبیح وزیارة قبوروودخول مصلی عید. (الدرالمختار علیٰ صدرردالمحتار جلد ۱ ص ۲۹۳ باب الحیض)

قال السید احمد الطحطاویؒ:واما کنابت القرآن فلاباس بهااذاکانت الصحیفة علی الارض عند ابی یوسف لانه لیس بحامل للصحیفة وکره ذلک محمدؒ و به اخذمشائخ بخاری. (الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ص ۱۱۵ باب الحیض) فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۲۶

حیض بند ہونے کے کتنی دیر بعد جماع کیا جاسکتا ہے؟

سوال: عورت کو حیض آنا بند ہونے کے کتنی دیر بعد جماع کیا جاسکتا ہے؟

جواب: حیض اگر پورے دس دن پر بند ہو تو شوہر کو غسل سے پہلے جماع کر لینا جائز ہے خواہ پہلی بار حیض آیا ہو یا عادت والی عورت ہو۔ مستحب بہر حال یہ ہے کہ غسل کر لینے کے بعد جماع کیا جائے لیکن خون اگر دس دن سے پہلے بند ہو تو اگر عادت کے مطابق خون بند ہوا ہے تو نہانے سے پہلے جماع کرنا درست نہیں لیکن اگر عورت نے غسل کرنے میں اتنی تاخیر کر دی کہ ایک نماز کا وقت گزر گیا تو غسل سے پہلے بھی جماع کرنا جائز ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

حیض کے دوران پہنا ہوا لباس پاک ہے یا ناپاک؟

سوال: حیض کے دوران پہنا ہوا سوٹ پاک ہے یا ناپاک؟ اگر اس پر داغ دھبے نہ لگے ہوں تو اسے پہن کر نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے (اور سوکھ جائے) تو اس کو (کسی لکڑی وغیرہ) سے کھرچ دے پھر پانی سے دھو دے اس کے بعد اس کپڑے میں نماز پڑھ لے۔ (الحدیث)

اس سے معلوم ہوا کہ خون نجاست غلیظہ ہے چاہے نفاس کا ہو یا استحاضہ کا یا بدن سے کہیں سے نکلا ہو تو کپڑا اس سے ناپاک ہو جائے گا لیکن جہاں خون لگا ہے وہ جگہ ناپاک ہوگی اس جگہ کو پانی سے دھو دیا تو پاک ہو جائے گا پورا کپڑا دھونا لازم نہیں یہ سمجھ کر کہ پورا کپڑا دھونا ضروری ہے

اگر دھو دیا تو بدعت ہوگا۔ اگر خون سوکھ جائے تو پہلے کھرچ ڈالنا بہتر ہے پھر دھویا جائے۔ (اور اگر کہیں خون نہیں لگا تو کپڑا ویسے ہی پاک ہے) (مفتی عاشق الٰہی)

عورت ناپاکی کے ایام میں نہا سکتی ہے؟

سوال: میں نے سنا ہے کہ ناپاکی کے دنوں میں نہانا نہیں چاہیے کیونکہ نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا اگر گرمی کی وجہ سے صرف سر بھی دھولیا جائے تو سر جنت میں داخل نہیں ہوگا' مسئلہ یہ ہے کہ کم سے کم سات دن میں ناپاکی دور ہوتی ہے اور گرمیوں میں سات دن بغیر نہائے رہنا بہت مشکل ہے' برائے مہربانی آپ یہ بتائیں کہ واقعی مجبوری کے دنوں میں بالکل نہیں نہانا چاہیے؟

جواب: عورت کو ناپاکی کے ایام میں نہانے کی اجازت ہے اور یہ نہانا ٹھنڈک کے لیے ہے طہارت کے لیے نہیں' یہ کسی نے بالکل جھوٹ کہا کہ اس حالت میں نہانے سے جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

حالت حیض میں جماع کرنے سے کفارہ لازم ہے یا نہیں

سوال:۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے حالت حیض میں جماع کرے تو اس پر کفارہ لازم آوے گا یا نہ؟

جواب:۔ درمختار میں ہے کہ حالت حیض میں اپنی زوجہ سے وطی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اور ایک دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے۔ فقط۔

ثم هو كبيرة لو عامد مختاراعالما بالحرمة لاجاهلا او مكرها او ناسيا فتلزمه التوبة و يندب تصدقه بدينار او نصفه و مصرفه كزكواة وهل على المراة تصدق قال في الضياء الظاهر لا(درمختار باب الحيض) قوله ثم هو اى وطى الحائض (ردالمحتار باب الحيض ص ۲۷۵ ج ۱ ط س ج ۱ ص ۲۹۷ ص۲۹۹) ظفير.

فتاویٰ دارالعلوم ج ۱۱ ص ۲۱۱

دوران حیض استعمال کیے ہوئے فرنیچر وغیرہ کا حکم

سوال: ان چیزوں کے پاک کرنے کے بارے میں ضرور بتائیے جن کو دوران حیض استعمال کر چکے ہیں' مثلاً صوفہ سیٹ' نئے کپڑے' چارپائی یا ایسی چیز جن کو پانی سے پاک نہیں کر سکتے ہیں؟

جواب: یہ چیزیں استعمال سے ناپاک نہیں ہو جاتیں جب تک نجاست نہ لگے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

کیا عورت ایام مخصوصہ میں زبانی الفاظ قرآن پڑھ سکتی ہے؟

سوال: مخصوص ایام میں عورت کو اگر کچھ قرآنی آیات یاد ہوں تو کیا وہ پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں کے مخصوص ایام میں قرآن کریم کی آیات پڑھنا جائز نہیں' البتہ بطور دعا کے الفاظ قرآن پڑھ سکتی ہے اس حالت میں حافظہ کو چاہیے کہ زبان ہلائے بغیر ذہن میں پڑھتی رہے اور کوئی لفظ بھولے تو قرآن مجید کسی کپڑے کے ساتھ کھول کر دیکھ لے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

عورت سر سے اُکھڑے ہوئے بالوں کا کیا کرے؟

سوال: جب عورت سر میں کنگھا کرتی ہے تو عورتیں کہتی ہیں کہ سر کے بال پھینکنا نہیں چاہیے' ان کو اکٹھا کر کے قبرستان میں دبا دینا چاہیے؟ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: عورتوں کے سر کے بال بھی ستر میں داخل ہیں اور جو بال ستر میں آ جاتے ہیں ان کا دیکھنا بھی نامحرم کو جائز نہیں اس لیے ان بالوں کو پھینکنا نہیں چاہیے بلکہ کسی جگہ دبا دینا چاہیے۔ (آپ کے مسائل جلد دوم)

حیض ونفاس میں دم کرانا

سوال: حیض ونفاس والی عورت پر قرآن پاک پڑھ کر دم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد دوم)

ایام عادت کے بعد خون آنا

سوال: ایک عورت کی مستقل عادت ہے کہ ہر مہینہ میں پانچ روز حیض آتا ہے' کبھی کبھی چھٹے دن بھی آ جاتا ہے' کبھی کبھی تو یہاں تک نوبت آ جاتی ہے کہ نہا دھو کر دو تین دن نماز پڑھتی ہے پھر خون آ جاتا ہے' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: پانچ دن کے بعد جب خون بند ہو جائے تو نماز کے آخر وقت میں غسل کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر خون آ جائے تو نماز چھوڑ دے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد دوم)

پانچ دن خون پھر تیرہ دن پاکی پھر خون کا کیا حکم ہے؟

سوال: پہلی مرتبہ خون دیکھنے والی لڑکی نے پانچ دن خون دیکھا' پھر تیرہ دن پاک رہی اس

کے بعد پھر خون آ گیا تو اب اس خون کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں شروع کے دس دن حیض ہیں' پاکی کے بعد آنے والا خون استحاضہ ہے اور بیچ میں پاکی کے سات دن پاکی اور پہلے پانچ دن حیض میں شامل ہوں گے اور یہ حیض حکمی ہوگا۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

لیکن اگر عورت کو مسلسل خون جاری رہے اور بیچ میں پاکی کا وقفہ نہ آئے تو ہر ماہ شروع کے دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ شمار ہوں گے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا غسل کرے یا نہیں؟

سوال: ایک عورت کو ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا تو اب نہانا اس پر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں نہانا واجب نہیں' وضو کر کے نماز پڑھ لے' البتہ نماز کے آخر وقت تک انتظار کر لینا مستحب ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

ایام عادت (عادت کے دن) سے پہلے خون آ جانے کا حکم

سوال: ایک عورت کو ایام عادت سے چار دن پہلے خون آ گیا اور تقریباً گیارہ دن جاری رہا' پھر پاکی کا زمانہ آ گیا' اس خون کا شرعی حکم کیا ہے؟ عادت اس کی سات دن کی ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں ایام عادت سے پہلے آنے والا خون استحاضہ ہے اس لیے استحاضہ کے دنوں کی نمازیں اور روزے قضا کرے گی۔

ایام عادت کے ایک دو دن گزرنے کے بعد خون کا حکم

سوال: ایک عورت کو ایام عادت کے تین دن گزرنے کے بعد خون آیا' عادت سات دن کی تھی مگر بارہ دن خون آتا رہا' ایسی صورت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں شروع کے چار دن حیض کے ہیں اور باقی استحاضہ کے ہیں اور اس صورت میں عورت کی عادت بدل چکی ہے۔ لہٰذا اگلے ماہ بھی اسی طریقے سے چار دن خون آنے پر عادت جدید مستحکم ہو جائے گی' اس لیے استحاضہ کے ایام کی نمازیں قضاء پڑھے گی۔

عادت سے زائد خون آیا' دس دن سے بڑھ گیا

سوال: ایک عورت کی تین دن خون آنے کی عادت ہے لیکن ایک مہینہ میں ایسا ہوا ہے کہ تین دن کے بعد بھی خون آتا رہا' اب اگر وہ دس دن پورے ہو کر بند ہو یا گیارہ دن پر بند ہو جائے

تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یہ خون دس دن پورے ہونے پر یا کم پر بند ہو جائے تو سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی۔ لہٰذا ان دنوں کی نمازیں معاف ہیں' کوئی قضا وغیرہ نہیں پڑھے گی اور یہ سب دن حیض شمار ہوں گے لیکن اگر گیارہ دن پر یا زیادہ پر بند ہوا تو وہی عادت کے تین دن حیض ہوں گے باقی استحاضہ ہوں گے اس لیے گیارہویں دن نہا لے اور بقیہ سات دن کی نمازیں قضاء پڑھ لے۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

عادت سے پہلے خون بند ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک عورت کی عادت سات دن خون کی تھی لیکن اسے چھ دن خون آ کر بند ہو گیا' اس کے بعد نہ آیا تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے؟

جواب: مذکورہ صورت میں اگر خون بند ہو گیا تو اسے غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے کیونکہ وہ بظاہر پاک ہو چکی ہے لیکن عادت کے سات دن پورے ہونے تک اس سے ہم بستری کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ خون آ جائے۔ (اور ہم بستری دوران حیض واقع ہو جائے) (مفتی عاشق الٰہیؒ)

نفاس میں جس رنگ کا بھی خون آئے وہ نفاس ہوگا

سوال: ایک عورت کو بارہ روز نفاس آ کر سفید پانی آ گیا' بعد میں پھر خون آ گیا اس خون کا کیا حکم ہے؟

جواب: مدت نفاس یعنی چالیس روز کے اندر اندر جو خون آئے گا وہ نفاس ہوگا اور جو درمیان میں دن خالی گزریں گے وہ بھی نفاس میں شمار ہوں گے۔ کما فی الھدایہ و شرح الوقایہ۔ (مفتی محمد شفیع)

حائضہ کو عادت کے خلاف خون آنے کا حکم

سوال: ایک عورت کو حیض میں پانچ دن خون کی عادت تھی' بعد میں کبھی دس دن خون آتا ہے کبھی گیارہ دن' تو یہ عورت پانچ دن کے بعد حائضہ ہے یا پاک ہے؟

جواب: اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو یہ سب کا سب حیض شمار ہوگا لیکن اگر دس دن سے آگے بڑھ گیا تو صورت مذکورہ میں پانچ دن حیض اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔ (کما فی الھدایہ و شرح الوقایہ) (مفتی محمد شفیع)

حالت حیض میں جماع کرنے کا حکم

سوال:۔ ایام حیض میں بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا کیا حکم ہے؟ جماع کے علاوہ لمس و

تقبیل (چومنا) جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ حائضہ عورت کے ساتھ بنص قرآنی جماع حرام اور ناجائز ہے ایسی حالت میں جماع سے احترازاور اجتناب لازمی ہے۔

لقوله تعالیٰ و یسئلونک عن المحیض قل هواذاً فاعتزلوا النسآء فی المحیض ولاتقربواهن حتیٰ یطهرن.

البتہ جماع کے علاوہ لمس وتقبیل یابوقت ضرورت مافوق الازاراستفادہ جائزاورمرخص ہے۔

قال الحصکفیؒ:. وقربان ماتحت ازار یعنی مابین سرة و رکبة ولوبلاشهوة وحل ماعداه.

وقال ابن عابدینؒ: تحت قوله (یعنی مابین سرة و رکبة) فیجوز الاستمتاع بالسرة ومافوقها والرکبة و تحتها ولوبلاحائل و کذا بما بینهما بحائل بغیرالوطی. (ردالمحتار علی الدرالمختار. باب الحیض ج ۱ ص ۲۹۲)

قال علامة ابوبکر بن علی الحدار: حرمة الجماع وله ان یقبلها و یضاجعها و یستمتع بجمیع بدنها ماخلامابین السرة والرکبة. (الجوهرة النیرة ج ۱ ص ۳۵ باب الانجاس) و مثله فی الفتاویٰ الهندیة ج ۱ ص ۳۹ الفصل الرابع فی احکام الحیض . فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۵۷)

حیض کے بعد غسل سے پہلے جماع کرنے سے کفارہ ہے یا نہیں؟

سوال: عورت جس وقت حیض سے فارغ ہوجائے تو غسل سے پہلے جماع جائز ہے یا نہیں؟اور اگر کسی نے کرلیا تو کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اگر حیض دس دن میں جا کر ختم ہوا ہے جو کہ اس کی شرعی اکثر مدت ہے تو غسل سے پہلے جماع کرنا درست ہے۔ اگر چہ بہتر یہ ہے کہ غسل کے بعد کیا جائے۔ (کمافی الدرالمختار) اور اگر دس دن سے کم مگر عادت کے مطابق مثلاً چھ سات دن میں حیض بند ہوا تو جماع اس وقت درست ہے کہ یا تو غسل کرلے یا پھر اتنا وقت گزر جائے کہ اس میں غسل کر کے کپڑے پہن کر نماز پڑھ سکے یا یوں کہا جائے کہ نماز کا وقت حیض بند ہونے کے بعد گزر جائے اور وہ نماز عورت کے

ذمہ لازم ہو جائے۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

حائضہ عورت کیلئے دینی کتابوں کا مطالعہ جائز ہے

سوال:۔ حالت حیض میں خواتین دینی کتابوں کا مطالعہ کرسکتی ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ حالت حیض میں قرآن کریم کے علاوہ دیگر دینی کتابوں کا مطالعہ شرعاً ممنوع نہیں۔ البتہ مطالعہ کے لئے بغیر غلاف کے اٹھانا اوراس کی ورق گردانی کرنا کراہت سے خالی نہیں۔

لماقال ابن الهمامؒ: قالوا يكره مس كتب التفسير والفقه والسنن لانها لاتخلواعن ايات القرآن و هذا التعليل يمنع شروح النحوايضاً. (فتح القدير ج ۱ ص ۱۵۰ باب الحيض)

قال ابن نجيمؒ: قالوايكره مس التفسير والفقه والسنن لانها لاتخلواعن ايات القران ولهٰذا التعليل يمنع مس شروح النحوايضاً. (البحرالرائق ج ۱ ص ۲۰۱ باب الحيض)

ومثله في التاتارخانية ج ۱ ص ۳۳۳ باب الحيض نوم في الاحكام التي تتعلق بالحيض. فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۶۱

قرآن کی معلمہ حیض کے دوران کیسے پڑھائے؟

سوال: میں ایک معلمہ ہوں، خاص ایام میں پڑھاتے وقت بڑی مشکل ہوتی ہے، بعض بڑی بچیوں سے سننے اور سبق دینے کا کہہ دیتی ہوں، ایک مفتی صاحب نے مسئلہ بتایا ہے کہ بچوں کو رواں پڑھاتے وقت پوری آیت کے بجائے ایک ایک کلمہ کر کے پڑھادوں اور ہجے بھی کرا سکتی ہوں، کیا دو کلموں کے درمیان وقف کر کے پڑھا سکتی ہوں؟

جواب: ہجے کرانا درست ہے، مکروہ بالکل بھی نہیں ہے، انہوں نے جو مسئلہ بتایا ہے بالکل درست ہے۔ (ملخص) (مفتی عاشق الٰہی، مفتی عزیز الرحمٰن)

حالت حیض میں تعلیم قرآن کا حکم

سوال:۔ آج کل بنات (لڑکیوں) کے مدارس میں مستورات استاذ ہوتی ہیں، تو کیا ان کے لئے حالت حیض میں بچیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ تعلیم ناگزیر ہے۔

جواب:۔ شریعت مقدسہ میں حائضہ کو قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز نہیں لیکن جہاں

تلاوت ناگزیر ہوتو وہاں مفتی بہ قول کے اعتبار سے بہ نیت تعلیم ہجی سے پڑھنا جائز ہے۔ اگرچہ امام طحاویؒ کی تحقیق کے مطابق نصف آیت بھی پڑھ سکتی ہے۔

قال ابن عابدینؒ: (قوله وقراۃ القرآن) ای ولودون اٰیة من المرکبات لاالمفردات لانه جوزللحائض المعلمة تعلیمه کلمة کلمة کما قدمناه انتهیٰ. (ردالمحتار جلد ۱ ص ۲۹۳)

قال الشیخ السید احمد الطحطاویؒ: قوله و قراۃ القرآن) ای یمنع الحیض و مثله الجنابة قراۃ قرآن و شمل اطلاقه الآیة ومادونها وهوقول الکرخی وصححه صاحب الهدایة فی التجنیس وقاضیخان فی شرح الجامع الصغیر والؤلواجی فی فتواہ و مشی علیه المصنف فی المستصفی و قواہ فی الکافی و نسبه صاحب البدائع الیٰ عامة المشائخ.

(طحطاوی حاشیه الدرالمختار ج ۱ ص ۱۵۰ باب الحیض) و مثله فی التاتارخانیة ج ۱ ص ۳۳۳ باب الحیض نوع فی الاحکام التی تتعلق بالحیض) فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۲۱

حیض ونفاس وحالت جنب میں مسجد میں دخول کا حکم؟

سوال: حیض ونفاس کے دوران عورت مسجد میں داخل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ طواف کے لیے بیت اللہ میں جاسکتی ہے یا نہیں؟ اسی طرح روضۂ اقدس پر سلام پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: حیض ونفاس اور جنب کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا حرام ہے اسی لیے خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے اندر بھی نہیں جاسکتی۔ اسی طرح طواف بھی نہیں کرسکتی البتہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے بغیر صلوٰۃ وسلام پڑھ سکتی ہے۔

حالت حیض میں اعتکاف نہیں ہوسکتا

سوال: حالت حیض میں اعتکاف کرنے کا کیا حکم ہے؟ اگر دوران اعتکاف حیض آجائے تو کیا کریں؟

جواب: حالت حیض میں اعتکاف کرنا جائز نہیں اگر دوران اعتکاف حیض آگیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا بعد میں صرف اسی دن کی قضا کرے گی جس دن اعتکاف ٹوٹا تھا۔ (مفتی عاشق الٰہی)

روزے کے دوران حیض آ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک عورت کو روزے کے دوران حیض آ جائے تو روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزے کے دوران حیض آ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا' روزہ چاہے نفلی ہو یا فرض' دونوں کی قضا لازم ہے۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

حائضہ عورت یا نفاس والی عورت رمضان میں علی الصبح پاک ہو جائے

سوال: عورت حیض یا نفاس سے عین صبح صادق کے وقت پاک ہو جائے تو اب اس کے لیے روزہ رکھنے کی بابت کیا حکم ہے؟

جواب: اگر رات کو پاک ہوئی اور حیض میں پورے دس دن اور نفاس کے پورے چالیس دن خون آیا ہو تو ایسی صورت میں اگر اتنا سا وقت بھی باقی ہو کہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر حیض و نفاس کی اکثر مدت سے پہلے ہی پاک ہو گئی تو اگر اتنا وقت ہو کہ پھرتی سے غسل کرلے گی مگر اس کے بعد ایک مرتبہ اللہ اکبر نہ کہہ سکے گی تب بھی روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اگر غسل نہ کیا تو تب بھی یہی حکم ہے کہ روزے کی نیت کر کے روزہ رکھ لے' بعد میں غسل کرلے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

اگر اس سے بھی کم وقت ہو کہ وہ غسل نہ کر سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے لیکن روزے داروں کی طرح رہے اور روزے کی قضا بھی کرے گی۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

حیض و نفاس میں سجدہ تلاوت سننے سے واجب نہیں

سوال: حیض و نفاس کے دوران اگر عورت سجدہ کی آیت سن لے تو اس پر سجدہ واجب ہے یا نہیں؟ نیز وہ سجدہ شکر ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اسی عورت پر سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اگر خود پڑھ بھی لے تب بھی واجب نہیں اور سجدہ شکر بھی نہیں کر سکتی۔ البتہ اگر جنابت کی حالت میں سن لے تو غسل کے بعد سجدہ کرانا واجب ہے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ)

نفاس کے احکام

(بچے کی ولادت کے بعد آنے والا خون)

چالیس روز ختم ہونے سے پہلے نفاس بند ہو جائے

سوال:۔ ایک عورت پہلی مرتبہ ہی حاملہ ہوئی ہے اور اس کو چالیس روز سے قبل خون نفاس بند ہو جائے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھ سکتی ہے؟ یا چالیس دن پورے کرنے لازمی ہیں؟

جواب:۔ چالیس دن پورے کرنے ضروری نہیں ہیں۔ جب خون بند ہو گیا۔ نفاس ختم ہو گیا۔ اب غسل کر کے نماز پڑھے نہیں پڑھے گی تو گنہگار ہو گی۔ یہ عقیدہ غلط ہے کہ چالیس روز پورے کئے بغیر غسل نہ کرے۔ چالیس روز نفاس کی آخری مدت ہے۔ چالیس روز کے اندر جب بھی بند ہو جائے گا نفاس ختم مان لیا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ کے ارشادات سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

وروی الدارقطنی و ابن ماجه عن انس رضی الله عنه انه صلی الله علیه وسلم وقت للنفساء اربعین یوماً الا ان تری الطهر قبل ذلک وروی هذامن عدة طرق لم یخل عن الطعن لکنه یرتفع بکثرتها الی الحسن (شامی ج ۱ ص ۲۷۷ باب الحیض تحت قوله کذاء (رواه الترمذی وغیره) عن ابی الدرداء و ابی هریرة قالا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تنظر النفساء اربعین یوماً الا ان تری الطهر قبل ذلک فان بلغت اربعین یوماً ولم تری الطهر فلتغتسل و بمنزلة المستحاضة . رواه ابن عدی و ابن عساکر (زجاجة المصاربه ص ۱۵۴، ۱۵۵ باب الحیض) فتاویٰ رحیمیه ج ۴ ص ۴۵

نفاس کی کم از کم اور اکثر مدت کیا ہے؟

سوال: نفاس جو کہ ولادت کے بعد عورت کو خون آتا ہے اس کی کم از کم مدت اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟

جواب: نفاس کی کم از کم کوئی مدت نہیں البتہ (ابوداؤد اور ترمذی کی) روایت میں اس کی اکثر مدت چالیس دن بتائی گئی ہے۔ چالیس دن میں جب بھی خون بند ہو جائے۔ چاہے ایک دن آ کر ہی بند ہو تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور اگر چالیس دن تک نفاس بند نہ ہو بلکہ خون جاری رہے تب بھی غسل کر کے نماز پڑھتی رہے کیونکہ اس پر پاک عورت کے احکامات جاری ہو گئے' خون جاری رہنے کی صورت میں ہر نماز کے وقت پر وضو کر کے نماز پڑھے گی۔

بعض عورتوں میں یہ دستور ہے کہ خواہ مخواہ چالیس دن تک نماز روزے سے رکی رہتی ہیں اگرچہ خون آنا بند ہو چکا ہو' یہ عمل غلط اور خلاف شرع ہے۔

اس میں بھی پہلی مرتبہ اور عادت سابقہ کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا پچھلی مرتبہ جتنے دن خون آیا تھا اس مرتبہ بھی اتنے ہی دن خون نفاس کا مانا جائے گا باقی وہ پاکی کے ایام سمجھتے ہوئے خون کو استحاضہ کہیں گے۔ (مفتی عاشق الٰہی و مولانا اشرف علی تھانویؒ)

اور اگر دوران حمل خون آئے تو وہ استحاضہ ہے۔

حائضہ عورت سے انتفاع جائز ہے

سوال:۔ حائضہ عورت کے ساتھ جماع کرنا تو بنص قرآن حرام ہے لیکن کیا اس سے مطلقاً انتفاع ناجائز ہے یا کچھ گنجائش ہے؟

جواب:۔ اسلام نے حائضہ سے صرف جماع کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس کے علاوہ دیگر استمتاع میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ اس لئے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ آدمی کے لئے حائضہ سے استمتاع مافوق السرۃ اور ماتحت الرکبۃ بلا حائل جائز ہے اور اس کے علاوہ سے مع حائل کے جائز ہے۔

لما قال ابن العابدینؒ (تحت قوله یعنی مابین سرة و رکبة) فیجوز الاستمتاع بالسرة ومافوقها والرکبة و ماتحتها ولوبلاحائل و کذابما بینهما بحائل بغیر الوطء ولوتلطخ دماً. (ردالمحتار جلد ا ص ۲۹۲ باب الحیض)

و فی الهندیة: وله ان یقبلها و یضاجعها و یستمتع بجمیع بدنها ماخلابین السرة والرکبة عند ابی حنیفةؒ و ابی یوسفؒ (الهندیة ج ا ص ۳۹ الباب السادس . الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس) فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۶۴

ولادت کے بعد خون آئے ہی نہیں تو کیا کرے؟

سوال: اگر کسی عورت کو ولادت کے بعد خون آئے ہی نہیں تو کیا کرے؟

جواب: اگر عورت کو بچہ کی پیدائش کے بعد خون آئے ہی نہیں تو وہ بچہ کی ولادت کے بعد ہی سے غسل کر لے نماز پڑھے لیکن اگر غسل کرنے سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو یا اس سے جان جانے کا خطرہ ہو تو اور گرم پانی سے بھی کام نہ بنے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور جب نقصان کا اندیشہ ختم ہو جائے تو غسل کر لے اور پھر اگر ولادت کے بعد سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے ورنہ لیٹے لیٹے ہی نماز پڑھ لے۔ (مفتی عاشق الٰہیؒ و مولانا اشرف علی تھانویؒ)

حمل گرنے کی صورت میں آنے والے خون کا حکم

سوال: اگر کسی کا حمل گر گیا تو اس کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس کہلائے گا یا نہیں؟

جواب: حمل گرنے کی صورت میں اگر بچے کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس ہے اور اگر بچہ بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں تو اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہوگا اگر حیض نہ بن سکے تو مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانے ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔ (مسائل غسل ص ۳۱)

اسے بعض صورتوں میں استحاضہ اور بعض صورتوں میں حیض کہہ سکتے ہیں۔ ضرورت کے وقت کسی عالم سے مسئلہ دریافت کرالیں۔ (مفتی عاشق الٰہی)

جڑواں بچوں کی پیدائش پر خون کا حکم

سوال: جڑواں بچوں کی پیدائش پر خون آنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک عورت کے دو بچے ایک حمل سے ہوئے اگر ان کی پیدائش کے درمیان ایک گھنٹہ دو گھنٹہ یا ایک دن سے زیادہ (چھ ماہ سے کم) وقفہ ہو تو پہلے بچے کی پیدائش سے ہی نفاس کا خون مانا جائے گا۔ (مفتی عاشق الٰہی)

بچہ پورا نہ نکلا اور اس وقت خون کا حکم

سوال: بچہ پورا نہ نکلا ہو تو اس وقت جو خون ہے کیا وہ استحاضہ ہے؟ ایسے وقت میں نماز معاف ہے یا نہیں؟

جواب: آدھے سے زیادہ بچہ نکل آنے پر خون آیا تو وہ نفاس ہے اور اگر آدھے سے کم نکلا

ہوتو وہ خون استحاضہ کا ہے اور ایسے وقت میں اگر ہوش وحواس باقی ہوں تو اس وقت نماز نہ پڑھے گی تو گنا ہگار ہوگی۔ ممکن نہ ہو تو اشارے سے پڑھ لے مگر قضا نہ کرے لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچے کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز نہ پڑھے۔ (مسائل غسل ص ۲۱)

سیلان رحم (لیکوریا) کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

سوال: بعض عورتوں کو آگے کی راہ سے بیماری کے باعث پانی کی طرح رطوبت بہتی رہتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: یہ رطوبت سیلان رحم (لیکوریا) کی ہے۔ عورت کی شرمگاہ کے اندر سے جو رطوبت نکلتی ہے وہ نجس ہوتی ہے لہٰذا یہ بھی ناپاک ہے اس لیے جس جسم یا کپڑے پر لگ جائے وہ بھی ناپاک ہو جائے گا۔ اگر وہ رطوبت ہتھیلی کے پھیلاؤ کے برابر کپڑے یا جسم پر لگی ہو تو اسے دھوئے بغیر نماز نہیں ہوتی اور اگر اس سے کم ہے تو نماز ہو جائے گی۔ بلا ضرورت اسے نہ دھونا مکروہ ہے۔ ہتھیلی کے پھیلاؤ کا مطلب ہے کہ (انگلیوں اور انگوٹھے کو چھوڑ کر) ہتھیلی میں پانی بھرا جائے اور ہاتھ سے پیالہ کی طرح گول دائرہ کر لیا جائے تو پانی ہتھیلی کے جس قدر حصے میں ٹھہرے گا وہ ہتھیلی کا پھیلاؤ ہے۔ (مفتی ظفیر الدین)

جس عورت کو یہ رطوبت مسلسل جاری ہو وہ عورت معذور ہے یعنی کپڑا وغیرہ لگا کر ہر نماز کے وقت پر وضو کر کے نماز پڑھے گی۔ اس کا وضو صرف وقت آنے پر ہی ٹوٹے گا اور جسے رطوبت مسلسل نہ ہو بلکہ ٹھہر ٹھہر کر آئے تو وہ اس وقت نماز پڑھے جس وقت رطوبت نہ آتی ہو اگر دوران نماز رطوبت آ گئی تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی۔

ایسی عورت کو وضو برقرار رکھنے کا ایک طریقہ ہے وہ یہ کہ وہ کوئی اسفنج یا پیڈ‘ گدی وغیرہ اندر رکھ لے تو جب تک گدی کے خارج حصہ تک رطوبت نہیں آئے گی اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا‘ اسی طرح استحاضہ کا بھی حکم ہے کہ وہ عورت اندر گدی رکھ لے جب تک خون باہر نہ آئے گا اس وقت تک اس کا وضو برقرار رہے گا۔ (احسن الفتاویٰ)

رطوبت کے رنگوں میں اگر فرق ہو تو کیا کرے؟

سوال: یہ رطوبت سفید ہوتی ہے اگر دوسرے رنگوں میں آئے تو کیا حکم ہے؟

جواب: رطوبت سفید ہو تو مذکورہ احکامات ہیں لیکن اگر رطوبت حیض کے دوسرے رنگوں میں سے ہو تو اگر ایام حیض نہ ہوں تو استحاضہ میں شمار ہوگی لیکن اگر ایام حیض میں ہو تو اسے حیض شمار کریں گے تاوقتیکہ گدی وغیرہ سفید نہ نظر آئے۔ اسی طرح رطوبت کا جو رنگ خارج ہوتے وقت

ہوگا وہی معتبر ہوگا۔ سوکھ کر تبدیل ہوجائے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (ملخص)

آپریشن کے ذریعے ولادت کی صورت میں نفاس کا حکم

سوال: بعض اوقات ولادت میں پیچیدگیوں کی وجہ سے بڑے آپریشن کے ذریعے پیٹ سے بچہ نکالا جاتا ہے تو اس صورت میں نفاس کے احکام کیا ہوں گے؟

جواب: اگر آپریشن کے بعد رحم سے خون جاری ہوجائے تو وہ نفاس کے حکم میں ہے اس پر نفاس والے احکام جاری ہوں گے اور اگر صرف آپریشن کی جگہ سے ہی نکلے اور رحم سے نہ آئے تو وہ زخم کے حکم میں ہے اس صورت میں نماز وغیرہ ساقط نہیں ہونگے۔ کمافی الشامیۃ (مفتی محمد انور)

مستحاضہ سے جماع کرنے کا مسئلہ

سوال: ایک عورت کو یہ مرض لاحق ہوگیا ہے کہ اس کا خون کبھی بھی بند نہیں ہوتا' ہر وقت جاری رہتا ہے تو اب اس کا خاوند اس سے ہم بستری کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں جتنے دن حیض کے بنتے ہیں ان میں مجامعت کرنا حرام ہے باقی ایام میں کرسکتے ہیں۔ (کمافی مراقی الفلاح وطحطاوی) (خیر الفتاویٰ ص ۱۴۲ ج ۲)

انجکشن سے حیض بند کرنے کا حکم

سوال: ۔آج کل ایسے انجکشن ملتے ہیں جن کے لگانے سے خواتین کو حیض آنا بند ہوجاتا ہے۔ خصوصاً حج کے ایام میں خواتین وہ انجکشن لگواتی ہیں اگر ایک عورت کو حیض آنے کی میعاد مقرر ہو کہ ہر ماہ اس کو حیض آتا ہو اور اس انجکشن کے ذریعے اس ماہ اسے خون نہ آئے تو کیا یہ عورت اپنی میعاد حیض میں جبکہ انجکشن کی وجہ سے خون بند ہے نماز روزہ وغیرہ عبادات کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: ۔حیض کا تعلق اس خون کو دیکھنے سے ہے جو بلا کسی سبب کے رحم سے آئے' گویا کہ حیض نام ہے خون آنے کا' صورت مسئولہ میں چونکہ خون بذریعہ انجکشن بند ہے اس لئے صرف ایام کو حیض نہیں کہا جائے گا اور نہ اس پر حیض کے احکام جاری ہوں گے بلکہ اس قسم کی خاتون کو نماز' روزہ' طواف وغیرہ سب کچھ جائز اور لازمی ہے۔

قال العلامۃ عالم بن العلاء الانصاریؒ: یجب ان یعلم بان حکم الحیض والنفاس والاستحاضۃ لایثبت الابخروج الدم و ظهوره و هذا هو ظاهر مذهب اصحابنا وعلیه عامة المشائخ. (الفتاویٰ

التاتارخانية ج ۱ ص ۳۳۰) كتاب الحيض ' نوع فى بيان انه متىٰ يثبت حكم الحيض)

و فى الهندية :اذارأت المرأة الدم تترک الصلوٰة من اول مارأت قال الفقيه و به ناخذ. (الهندية ج ۱ ص ۳۸ الباب السادس' الفصل الرابع فى احكام الحيض والنفاس) فتاویٰ حقانیه ج ۲ ص ۵۶۵

حائضہ عورت یا مستحاضہ کا استنجاء میں پانی استعمال نہ کرنا

سوال: میں ایام مخصوصہ میں پیشاب کے بعد استنجاء کے لیے پانی استعمال نہیں کرتی کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ پانی کا استعمال مجھے نقصان پہنچائے گا' اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: پیشاب سے نظافت کے لیے پاک رومال' تولیہ یا کوئی بھی ایسی ٹھوس اور پاک چیز استعمال کی جا سکتی ہے جو نجاست کو زائل کر سکے۔ مثلاً لکڑی' پتھر' مٹی کا ڈھیلا وغیرہ' ان اشیاء کو تین یا اس سے زائد بار استعمال کیا جائے تا کہ نجاست زائل ہو جائے۔

احادیث طیبہ میں استنجاء کا پتھروں سے جو حکم ہے وہ عام ہے۔ مرد اور عورت دونوں کے لیے مستحب ہے اور مجبوری میں ہی نہیں بلکہ عام حالات میں بھی کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسند احمد ابوداؤد وغیرہ میں اور حضرت سلمان فارسیؓ سے صحیح مسلم اور ترمذی وغیرہ میں تین مرتبہ استنجاء (پتھروں کے ذریعے) کا ذکر ہے۔ یہی مسئلہ استنجاء کے مسائل میں گزر چکا ہے اور مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تحریر فرمایا ہے۔

حائضہ عورت کے لیے مہندی کا استعمال جائز ہے

سوال: میں نے سنا ہے کہ ماہواری کے دوران بالوں یا ہاتھوں پر مہندی لگانا جائز نہیں ہے؟ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب: ماہواری کے دوران عورت کے لیے بالوں اور ہاتھوں پر مہندی کا استعمال منع نہیں ہے۔ اس کا رنگ پاکی سے مانع نہیں ہے کیونکہ اس کا کوئی جسم نہیں ہوتا۔

کیا دوران حیض قرآن کریم لکھ سکتے ہیں؟

سوال: دوران حیض قرآن کریم کی کوئی آیت وغیرہ لکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: دوران حیض قرآن کریم کا لکھنا جائز نہیں' البتہ کاغذ پر ہاتھ لگائے بغیر صرف قلم

لگا کر لکھ رہی ہو تو ضرورت کے وقت جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ لکھے۔ (احسن الفتاویٰ)

حالت جنابت میں کمپیوٹر سے قرآن لکھنے کا حکم

سوال:۔ جنابت کی حالت میں قرآنی آیات کی کتابت بذریعہ ٹائپ رائٹر یا کمپیوٹر کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ شریعت مقدسہ میں قرآن کریم کا احترام اصلاً مقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنبی آدمی کے لئے قرات قرآن (تلاوت کرنا) درست نہیں۔ اسی طرح فقہاء کرام نے جنب کے لئے قرآن کریم کا لکھنا بھی منع فرمایا ہے۔ چونکہ ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر کے ذریعے حالت جنابت میں قرآن لکھنا ہوتا ہے اس لئے درست نہیں' البتہ بے وضو ان جدید ذرائع سے کتابت قرآن کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ قرآنی آیات کو ہاتھ نہ لگے۔

لما فی الھندیۃ والجنب لایکتب القرآن وان کانت الصحیفۃ علی الارض ولایضع یدہ علیھا و ان کان مادون الآیۃ. (الفتاویٰ الھندیۃ ج ۱ ص ۳۹ الفصل الرابع فی احکام الحیض الخ)

قال السید احمد الطحطاویؒ: (تحت قولہ و یحرم قرأۃ آیۃ من القرآن الابقصد الذکر) ای او لثناء اوالدعاء ان اشتملت علیہ فلاباس بہ فی اصح الروایات قال فی العیون ولوانہ قرأالفاتحۃ علیٰ سبیل الدعاء اوشیئاً من الآیات التی فیھامعنی الدعاء ولم یرد بہ القرآن فلا اس بہ (الطحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح ص ۱۱۴ باب الحیض) و مثلہ فی البحر الرائق ج ۱ ص ۱۹۹ باب الحیض.
فتاویٰ حقانیہ ح ۲ ص ۵۶۲

حیض ونفاس کے دوران چہرے پر کسی کریم کا استعمال کرنا

سوال: حیض ونفاس کے زمانے میں کریم وغیرہ جیسی چیزیں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ کیا احادیث میں ایسی کوئی بات ملتی ہے؟

جواب: حضرت اُم سلمہؓ سے ترمذی میں مروی ہے کہ ہم چھائیاں دور کرنے کے لیے چہرے پر ورس ملا کرتے تھے۔ (یہ ایک قسم کی گھاس ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ نفاس کے زمانے میں نہانے دھونے کا موقع نہ ملنے کے باعث چہرہ پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں اور مرجھانے کا اثر آ جاتا ہے اس کے لیے ورس ملا کرتے تھے۔ اس سے کمال

درست ہو جاتی تھی۔ بعض علاقوں میں سنترہ (کینو) وغیرہ سے یہ کام لیا جاتا ہے۔ اب اس کی جگہ کریم و پاؤڈر چل گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرے کو صاف ستھرا رکھنا اور اچھا بنانا بھی اچھی بات ہے مگر کافروں اور فاسقوں کے ڈھنگ پر نہ ہو۔ (مفتی عاشق الٰہی)

حیض میں استعمال شدہ کپڑے کا حکم

سوال: حیض میں استعمال شدہ کپڑے کو جلا دینا کیسا ہے؟ اس میں انسانی خون لگا ہوتا ہے اور اگر نہ جلایا جائے بلکہ کپڑے میں پھینک دیا جائے تو غیر مردوں کی اس پر نگاہ پڑتی ہے شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

جواب: اگر دھونے کے بعد دوبارہ استعمال نہ ہو سکیں تو جلا دیا جائے۔ (خیر الفتاویٰ ص ۱۳۹ ج ۲)

مسائل نفاس

نفاس میں خلل ہو تو عورت کیا کرے؟

سوال: رمضان المبارک میں میرے گھر ایک مردہ بچہ اسقاط ہوا جو غالباً پانچ یا چھ ماہ کا تھا' بچے کے اعضاء سب مکمل تھے اب کیفیت نفاس کی یہ ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز قدرے تھوڑا زرد یا مٹی کے سے رنگ کا پانی بجائے نفاس کے خارج ہوتا ہے آیا جب تک یہ دھبہ رہے نماز روزہ موقوف رکھا جائے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر نفاس کے دنوں کی پہلے سے کچھ عادت نہ ہو تو چالیس دن تک نفاس کا حکم جاری رہے گا اور اس میں نماز' روزہ کچھ نہ ہوگا۔ البتہ جب بالکل دھبہ نہ آئے یا ایام عادت کے پورے ہو جائیں اس وقت پھر غسل کر کے نماز روزہ کیا جائے۔ (دار العلوم دیوبند ص ۲۱۳ ج ۱)

نفاس میں عادت کے مطابق خون بند ہونے پر عورت پاک ہے اور اس پر نماز روزہ لازم ہے

سوال: ایک عورت کے نفاس کی یہ عادت ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد دس پندرہ دن میں خون بند ہو جاتا ہے اور اس کو ہمیشہ یہی عادت ہے تو وہ خون بند ہونے کے بعد نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس کا شوہر اس سے صحبت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس کی نفاس میں یہی عادت ہے تو خون بند ہونے کے بعد غسل کر کے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا اس پر فرض ہو جاتا ہے اور شوہر کا اس سے ہم بستری کرنا بھی درست ہے۔ (دار العلوم دیوبند)

بارہ دن خون آیا پھر سفید پانی' پھر خون آ گیا؟

سوال: ایک عورت کو بارہ دن نفاس آ کر سفید پانی آ گیا' بعد میں پھر خون آ گیا' اس خون کا کیا حکم ہے؟

جواب: مدت نفاس چالیس دن ہے۔ مدت میں جو خون آئے گا وہ سب نفاس میں شمار ہوگا' درمیان میں جو دن خالی گزریں گے وہ بھی نفاس میں شمار ہوں گے۔ البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی نفاس سے متعلق پہلے سے کوئی عادت متعین ہے۔ (یعنی اس کے پہلے بھی بچے ہو چکے ہیں) یا نہیں؟

اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد کا خون استحاضہ شمار ہوگا' مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ ہوگا۔ (کمافی الہدایہ و شرح الوقایہ) اور اگر پہلے سے کوئی عادت معین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس دن استحاضہ شمار ہوگا۔ (دارالعلوم دیوبند)

چالیس روز خون کے بعد ہفتہ بعد پھر خون آ گیا

سوال: ایک عورت کو پورے چالیس روز نفاس رہا' چالیس روز کے بعد آٹھ سات دن پاک رہی پھر سرخ خون آ گیا' یہ خون حیض شمار ہوگا یا استحاضہ؟ پہلے بچے کی مرتبہ نفاس کا خون تیس دن آیا تھا؟

جواب: نفاس اس کا اس مرتبہ چالیس دن کا شمار ہوگا اور آٹھ سات دن کے بعد جو خون آیا ہے وہ استحاضہ کا ہے کیونکہ نفاس کے بعد پندرہ دن طہر کے ابھی پورے نہیں ہوئے۔ (کمافی الشامیۃ) (دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۲۱۴)

بچہ ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے؟

سوال: جس عورت کے بچہ پیدا ہوا اس کے ساتھ کب تک جماع کرنا منع ہے؟

جواب: جس عورت کے بچہ پیدا ہوا اس کے لیے نفاس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے تو اگر کسی عورت کو اس مدت میں برابر تھوڑا بہت خون آتا رہے تو اس کا شوہر چالیس دن تک اس سے مجامعت نہیں کر سکتا ہے۔ چالیس دن کے بعد جائز ہے اور چونکہ نفاس کی کم مقدار کوئی مقرر نہیں لہٰذا اگر چالیس دن سے پہلے (پہلی مرتبہ میں یا عادت کے مطابق) خون بند ہو جائے تو غسل کے بعد اس سے صحبت کرنا جائز ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند' فصل مسائل نفاس ص ۲۵۹ ج ۱)

مسائل استحاضہ

(حیض میں تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ اور نفاس میں چالیس دن سے زیادہ آنے والا خون)

پندرہ دن طہر گزرنے سے قبل خون آنے کا حکم

سوال:۔ اگر کسی عورت کو ایک حیض گزر جانے کے دس بارہ دن بعد دوبارہ خون آئے تو کیا یہ خون حیض شمار ہوگا یا نہیں؟ نیز اقل مدت طہر کتنے دن ہیں؟

جواب:۔ فقہ حنفی کی تصریحات کے مطابق اقل مدت طہر پندرہ دن ہے اگر خون پندرہ دن گزر جانے سے قبل شروع ہو جائے اور اس عورت کی کوئی عادت متقرر نہیں تو یہ خون جو پندرہ دن سے قبل آیا ہے۔ پندرہ دن تک استحاضہ شمار ہوگا اور باقی حیض شمار ہوگا۔

لماقال الحصکفیؒ: واقل الطهر بين الحيضتين اوالنفاس والحيض خمسة عشريوماً ولياليهااجماعاً. (الدرالمختار علىٰ صدرردالمحتار ج ۱ ص ۲۸۵ باب الحيض)

قال العلامة عالم بن العلاء الانصاريؒ: ومن جملة ذٰلک الدم المتخلل فی اقل مدة الطهر ولايمكن معرفة ذٰلک الا بعد معرفة اقل الطهر والله خمسة عشريوماً عندنا. (الفتاویٰ التاتارخانيه ج ۱ ص ۳۲۴ كتاب الحيض)فتاویٰ حقانيه ج ۲ ص ۵۶۵.

طہر (پاکی) کا کیا مطلب ہے؟

سوال: طہر کے کیا معنی ہیں؟ اور اس کی مدت کیا ہے؟

جواب: طہر کے معنی ہیں حیض کا نہ آنا (یعنی جب حیض عادت کے مطابق یا دس دن پر بند ہو جائے اور اس کے بعد حیض نہ آئے تو حیض کے نہ آنے والی اس مدت کو طہر کہا جاتا ہے۔ اس کی کم از کم مدت پندرہ دن اور پندرہ رات ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے جبکہ

حیض کی کم از کم مدت تین دن تین رات اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس رات ہے۔ (مخلص' مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ و مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

تین ماہ مسلسل حیض کا خون آئے تو اس کا حکم

سوال: اگر کسی عورت کو بلا ناغہ تین مہینہ تک خون آ تا رہے تو حیض کو کس طرح شمار کریں گے؟

جواب: ہر ماہ عادت کے مطابق (اگر عادت مقرر ہو تو) ایام شمار کریں گے باقی ایام کو طہر (پاکی) کا حکم لگائیں گے۔ اگر عادت مقرر نہ ہو تو دس دن جو کہ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے حیض شمار کریں گے اور باقی ایام جو مدت حیض یا عادت کے ایام سے زائد ہیں' کو استحاضہ شمار کریں گے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ و مولانا اشرف علی تھانویؒ)

عادت والی عورت کے ایام کی بے ترتیبی کا حکم

سوال: ایک عورت کی عادت پانچ دن حیض کی تھی بعد میں کبھی دس دن خون آ تا' کبھی گیارہ دن' اب بتائیے کہ پانچ دن کے بعد یہ عورت حائضہ کے حکم میں ہے یا پاک کے؟

جواب: اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو سارا کا سارا حیض شمار ہوگا اور اگر دس دن سے تجاوز کر گیا تو مذکورہ صورت میں ایام عادت پانچ دن حیض کے اور باقی استحاضہ شمار ہوگا۔ (کما فی الہدایہ و شرح الوقایہ) (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

نفاس والی عورت کی عادت مختلف ہو تو اس کا کیا حکم ہے

سوال:۔ کسی عورت کو پہلی بار پینتیس ۳۵ دن دوسری بار بتیس ۳۲ دن اور تیسری ۳۰ بار تیس دن نفاس کا خون جاری رہا تو تیسری بار وہ عورت کب سے پاک ہے اور شوہر اس سے صحبت کب سے کرسکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب:۔ اس صورت میں تیس دن کے بعد غسل کر کے نماز پڑھے رمضان ہو تو روزہ رکھے لیکن صحبت مکروہ ہے۔ ہاں بتیس ۳۲ دن کے بعد (جو اس کی عادت تھی) صحبت درست ہے۔ عالمگیری میں ہے۔

ولو انقطع دمادون عادتها يكره قربانها حتىٰ يمضى عادتها و عليها ان تصلى و تصوم للاختياط هكذا فى التبيين (ج ۱ ص ۳۹ الفصل الرابع فى احكام الحيض والنفاس والاستحاضة فقط والله اعلم بالصواب. فتاوىٰ رحيميه ج ۴ ص ۴۷

کتاب الصلوٰۃ

(نماز سے متعلق مسائل کا بیان)

اہمیت نماز

"بے نمازی بہت بڑا گنہگار ہے"

سوال:۔اسلام میں نماز کے لئے کیا حکم ہے؟ آج پچھتر فیصدی مسلمان نماز نہیں پڑھتے' بے پروائی برتتے ہیں' ایسے مسلمانوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب:۔نماز اسلام کا عظیم الشان رکن اور عبادتوں میں مہتم بالشان عبادت ہے جو ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے' اسلام کا شعار ہے اور ایمان کی علامتوں میں ہے عظیم الشان علامت ہے۔ بندے اور اس کے مالک کے درمیان واسطہ اور وسیلہ سے جو بندے کو جہنم کے طبقہ اسفل السافلین میں جانے سے روکتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

نماز ایسی دائمی اور قائمی عبادت ہے کہ اس سے کسی بھی رسول کی شریعت خالی نہیں رہی۔ (ولم تخل عنها شريعة مرسل (درمختار مع شامی ج ۱ ص ۳۲۵ کتاب الصلاۃ)

قرآن شریف اور حدیث شریف میں جگہ جگہ نماز کی سخت تاکید اور نہ پڑھنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔قرآن مجید میں ہے۔ **حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطىٰ وقوموا الله قانتين**۔ پوری حفاظت کرو تمام نمازوں کی خصوصاً بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو خدا کے سامنے ادب سے۔ (سورہ بقرہ) دوسری جگہ ارشاد ہے۔ **واقيموا الصلوٰة ولاتكونوا من المشركين** (نماز پڑھتے رہو اور مشرکین میں سے نہ بنو (سورہ روم) قرآن مجید میں خبر دی گئی ہے کہ جنتی دوزخیوں سے سوال کریں گے **ماسلككم فی سقر**؟ (کون سی چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی؟) یعنی تم کیوں دوزخی بنے؟ **قالوا** (دوزخی جواب دیں گے) **لم نك من المصلين** (ہم نمازیوں میں سے نہ تھے) یعنی نماز نہ پڑھتے تھے۔ (سورۃ المدثر)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ **بين الرجل و بين الشرک والكفر ترک الصلوٰة** (آدمی اور کفر و شرک میں فرق نماز چھوڑنا ہے یعنی نماز کا ترک کرنا آدمی کو کفر و

شرک سے ملا دیتا ہے۔فرق باقی نہیں رکھتا۔

(مسلم شریف مشکوٰۃ کتاب الصلاۃ الفصل الاول)

ایک حدیث میں ہے کہ لکل شئی علم و علم الایمان الصلوۃ (منیۃ المصلی ص ۳ کتاب الصلوٰۃ) ہر چیز کی ایک علامت ہے (جس سے وہ پہچانی جاتی ہے) اور ایمان کی علامت نماز (پڑھنا ہے)

ایک اور حدیث میں ہے لاتترکوا الصلوٰۃ متعمد افمن ترکھا فقد خرج من الملۃ (خبردار کبھی بھی جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ ملت (دین) سے نکل گیا (طبرانی) ایک حدیث میں ہے ان اول مایحاسب بہ العبد یوم القیامۃ من عملہ صلوتہ (ترجمہ) قیامت کے روز بندے کے اعمال میں سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب ہوگا ورنہ نامراد ہوگا۔ (ترمذی شریف) دوسری حدیث میں ہے۔الصلوۃ عماد الدین فمن اقامھا فقد اقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین (نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے ڈھا دیا اس نے اپنے دین کو ڈھا دیا۔ (مجالس الابرار ص ۳۰۳)

ایک اور حدیث میں ہے جو نمازی نہیں ہے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ (بزاز و حاکم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بے قاعدہ نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا اگر یہ شخص اسی حالت پر مر جاتا تو ملت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نہ مرتا۔

وقدروی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رای رجلاً یصلی وھو لایتم رکوعہ و ینقرفی سجودہ فقال لومات ھذاعلی حالۃ ھذا مات علی غیر ملۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (مجالس الابرار ص ۳۰۴)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ من حافظ علیھا کانت لہ نوراً و برھانا و نجاۃ یوم القیامۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نوراً ولابرھانا ولانجاۃً وکان یوم القیامۃ مع قارون و فرعون و ھامان و ابی بن خلف رواہ احمد والدارمی والبیھقی (مشکوۃ ص ۵۹، ۵۸ کتاب الصلاۃ)

جو شخص نماز کو اچھی طرح پوری پابندی سے ادا کرے گا تو نماز اس کے لئے قیامت کے روز نور اور (حساب کے وقت) حجت اور ذریعہ نجات بنے گی اور جو شخص نماز کی پابندی نہیں کرے گا تو اس کے پاس نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور قیامت کے روز اس کا حشر قارون،

فرعون' ہامان' اور ابی بن خلف (رئیس المنافقین) کے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

آیات قرآنی اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز نہ پڑھنا مشرکانہ فعل اور کفار کا شعار ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ جان بوجھ کر ایک نماز کا بالقصد چھوڑ دینا کفر ہے اس جماعت میں سیدنا حضرت عمرؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت جابر بن عبداللہ حضرت ابودرداءؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ جیسے صحابہ کرام اور امام احمد بن حنبل' اسحاق بن راھویہ' عبداللہ بن مبارک' امام نخعی' حکم بن عتبہ' ابوایوب سختیانی' ابوداؤد طیالسی' ابوبکر بن شیب رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے ائمہ مجتہدین کو شمار کر دیا گیا ہے ان کے علاوہ حضرت حماد بن زیدؒ مکحولؒ امام شافعیؒ امام مالکؒ کے نزدیک ایک نماز کا تارک واجب القتل اور امام ابوحنیفہؒ اگرچہ قتل کا فتویٰ نہیں دیتے ہلکی سے ہلکی سزا تجویز کرتے ہیں مگر وہ سزا بھی یہ ہے کہ زدوکوب کیا جائے پھر جیل خانہ میں ڈال دیا جائے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے یا اسی حالت میں مرجائے (تفسیر مظہری' مجالس الابرار وغیرہ)

حضرات صحابہ اور ائمہ مجتہدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جس طرح ترک صلوٰۃ کو ایسا گناہ عظیم فرماتے ہیں جس کی سزا قتل تک ہے ان کے نزدیک وقت پر نماز پڑھ لینا بھی اتنا ہی ضروری ہے بالقصد قضا کر دینے کی بھی ان کے نزدیک کوئی گنجائش نہیں ہے۔ انتہا یہ کہ فقہ احناف میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر عورت کے بچہ ہو رہا ہو تو اگر بچہ کا سر باہر آ گیا ہے اور ادھر نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے تو اس حالت میں بھی عورت پر لازم ہے کہ نماز پڑھے۔ وضو نہ کر سکتی ہو تو تیمم کرے' رکوع سجدہ ادا کر سکتی ہو تو اونچی جگہ پر بیٹھ جائے یا ہنڈیا جیسی کوئی چیز نیچے رکھ لے جس میں بچہ کا سر محفوظ ہو جائے اور بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز پڑھ لے' قضا نہ کرے۔ چنانچہ نفع المفتی میں ہے۔

الاستفسار امراۃ خرج راس ولدھا وخافت فوت الوقت ولاتقدر علی ان تصلی قائما او قاعداً کیف تصلی ؟ "الاستبشار" تصلی قاعدۃ ان قدرت علی ذلک و جعلت راس ولدھا فی خرقۃ او حفرۃ فان لم یستطع تومی ایماءً ولایباح لھا التاخیر (نفع المفتی ص ۹ وغیرہ)

اسی طرح اگر دریا میں مثلاً جہاز ٹوٹ گیا یا کسی طرح دریا میں گر گیا اور یہ ایک تختہ پر پڑ گیا جس سے جان بچی ہوئی ہے اٹھ بیٹھ نہیں سکتا اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے تو ویسے ہی پڑے پڑے ہاتھ پاؤں پانی میں ڈال کر وضو کرے اور نماز اشارہ سے پڑھ لے مگر ترک نہ کرے۔ (جامع الرموز

وغیرہ) و کذا من وقع فی البحر علی لوح و خاف خروج وقت الصلوٰۃ یدخل اعضاء الوضوء فی الماء بنیة الوضوء ثم یصلی بالایماء ولایترک الصلوٰۃ.

اسی طرح اگر معاذ اللہ کسی کے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں اور اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو اس کو وضو یا تیمم کرائے تو جس طرح ممکن ہو اپنا منہ اور ہاتھ تیمم کی نیت سے دیوار پر ملے اور نماز پڑھے نماز کا ترک کرنا یا وقت سے موخر کرنا جائز نہیں ہے۔ و کذا من للت یداہ ولم یکن معه احدیو ضیه او یتممه بمسح وجهه وذراعیه علی الحائط بنیة التیمم و یصلی ولایجوز له ترک الصلوٰۃ ولاتاخرھا عن وقتها (مجالس الابرار ص ۳۰۲) افسوس۔ اچھے خاصے تندرست مسلمان اذان سنتے ہیں اور بے پرواہ مسجد کے سامنے سے گزر جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ ظلم۔ سراسر ظلم اور کفر ونفاق ہے مؤذن کی ندا سنے اور اسے قبول نہ کرے۔ (یعنی نماز کے لئے حاضر نہ ہوں) (احمد طبرانی وغیرہ)

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔ اذاتو انیتم فی الصلوۃ تقطعت صلاتکم بالحق عزوجل (الفتح الربانی) جب نماز میں سست بن جاؤ گے تو حق تعالیٰ سے جو تمہارا رشتہ ہے وہ بھی ٹوٹ جائے گا۔

بے شک نماز نہ پڑھنا بے حد سنگین گناہ ہے زواجر مکی میں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی یا نبی اللہ! مجھ سے کبیرہ گناہ ہو گیا میں نے توبہ کی ہے آپ میرے لئے دعا فرمایئے کہ میری مغفرت ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کون سا گناہ ہو گیا؟ عورت نے کہا زنا ہو گیا اور اس سے حمل رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا اسے مار ڈالا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰؑ بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ یہاں سے نکل جا تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر کہیں ہمیں جلا کر خاک نہ کر دے، عورت مایوس ہو کر وہاں سے چلی گئی۔ حضرت جبرائیلؑ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ موسیٰ رب العالمین سوال کرتے ہیں کہ تمہارے نزدیک اس بدکار عورت سے بڑھ کر کوئی برا اور اس بڑے گناہ سے بڑھ کر کوئی برا کام نہیں؟ فرمایا کہ اس سے بڑھ کر برا اور کون سا کام ہوگا؟ ارشاد ہوا کہ جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کر دے وہ اس سے بھی زیادہ منحوس اور گنہگار ہے (زواجر مکی ج ۱ ص ۱۰۸)

بے نمازی بھائی اور بہن غور کریں کہ وہ کتنے بڑے منحوس اور گنہگار یا رحمت خداوندی سے دور اور عنداللہ مبغوض ہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ پاک باز نمازی بنیں اور گھر والوں کو بھی سمجھا

بجھا کر' ترغیب وترہیب سے جس طرح بھی ہو نمازی اور دیندار بنانے کی کوشش کریں اور بے نمازی ہونے کی نحوست سے بچیں اور بچائیں۔

فرمان خداوندی ہے یایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم ناراً۔ اے ایمان والو خود کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی آگ سے بچاؤ) (سورۂ تحریم) حق تعالیٰ ہم تمام کو تاحیات پابند نماز بنائے رکھے اور ہماری نمازیں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۶۸ تا ۷۱

ہر طبقہ کے مسلمانوں کیلئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے؟

سوال: ہر طبقہ کے مسلمان نماز کے کس طرح پابند ہو سکتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر (نہیں) جو فروتنی اور عاجزی کرنے والے ہیں جن کو یقین ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ (الایۃ)

پس معلوم ہوا کہ اولاً خوف الٰہی اور خوف قیامت' احوال قیامت اور بارگاہ الٰہی میں پیشی کا خیال دل میں پیدا کرے اور ان میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث طیبہ میں نماز پڑھنے والوں کے لیے وارد ہیں انہیں دیکھے اور سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے تو اس طریقے سے اُمید ہے کہ اسے نماز کا شوق ہو جائے گا۔

انسان جب اس پر غور کرے گا کہ پسندیدہ تر عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جس پر دوام اور مواظبت ہو اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ اگر کسی کے دروازے کے آگے ایک نہر بہتی ہو اور وہ شخص اس میں دن رات میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل باقی رہے گا تو انہوں نے جواب دیا کہ باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ بندہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک صاف ہو جائے گا۔ ان جیسی احادیث کو پڑھنے سے وہ شخص پکا نمازی ہو جائے گا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں لگا رہے گا اور کوشش کر کے پانے کے وعدے کے بموجب اپنی کوشش میں کامیاب ہو گا۔

پس یہ ضروری ہوا کہ نماز کی فضیلت اور عظمت کی جو احادیث وارد ہوئی ہیں انہیں مشکوٰۃ شریف یا اس کے ترجمہ مظاہر حق میں دیکھتے رہیں۔ الغرض امید ہے کہ اس طریقے سے ہر طبقہ کے مسلمانوں کو نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔

جو لوگ خود اس طریق پر کاربند نہ ہو سکیں ان کو دوسرے لوگ جو کہ واقف ہیں یہ باتیں سنائیں

اور بشارت وتحذیر (خوشخبری اور ڈرانے) کی آیات واحادیث کا ترجمہ اور مطلب بتائیں تو ضرور بضرور آیات قرآنی کے بموجب یہ نصائح انہیں فائدہ دیں گے اور نہ صرف نماز کے قائم کرنے بلکہ تمام احکام دینیہ کے اتباع پر مدد ومعاون ثابت ہوں گے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۲ ص ۲۹)

نمازیں کب فرض ہوئیں؟

سوال: کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہیں؟

جواب: نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ (باب المعراج فصل اول) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۲ ص ۳۲)

فضول عذر کی وجہ سے نماز میں کوتاہی

اکثر عورتیں تو نماز ہی نہیں پڑھتیں اور یہ عذر کرتی ہیں کہ ہم کو گھر کے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ میں کہتا ہوں کہ ان عذر کرنے والوں کو اگر عین کام کے وقت پیشاب کی ضرورت اس شدت سے ہو کہ اس کو روک ہی نہ سکیں یا اتفاق سے بیت الخلاء میں جانے کا شدید تقاضا ہو تو اس صورت میں کیا کریں گی۔ آیا اس وقت تک جب تک کہ پیشاب سے فراغت ہو کام کا حرج کریں گی یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ مجبوراً کام کا حرج کرنا پڑے گا تو کیا خدائی حکم کی اتنی بھی ضرورت نہیں جتنی کہ طبعی تقاضوں کی ہوتی ہے۔ (تفصیل التوبۃ دعوات عبدیت ص ۴۴/۸)

اس گناہ میں تو قریب قریب سبھی عورتیں مبتلا ہیں کہ بچہ ہونے کے بعد (پاک ہونے کے بعد) اکثر نماز نہیں پڑھتیں۔ اور جو کوئی نماز کو کہتا ہے تو جواب دیتی ہیں کہ بچوں کے ساتھ نماز پڑھنا کہاں ممکن ہے۔ ہر وقت تو کپڑے ناپاک رہتے ہیں۔ کبھی پاخانہ کردیا کبھی پیشاب کردیا۔ پھر کپڑے بدلیں تو بچے گود سے نہیں اترتے۔ نماز کے لئے ان کو الگ کریں تو بہت روتے ہیں۔ چیختے چلاتے ہیں اور یہ بھی کہتی ہیں کہ مولویوں کے تو بچے ہوتے نہیں انہیں اس مصیبت کی کیا خبر ان کو تو بس نماز کے لئے تاکید کرنا آتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ مولویوں کے بچے نہیں ہوتے مولویوں کے تو ہوتے ہیں پھر جا کر ذرا دیکھ لو کہ وہ کس پابندی سے پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتی ہیں۔ بعض اللہ کی بندیاں نماز کے بعد تلاوت کلام پاک اور مناجات مقبول اور اشراق تک کی بھی پابندی کرتی ہیں۔ کیا ان کے اولاد نہیں۔ ایسی انوکھی اولاد تمہاری ہی ہے۔ جس کے ساتھ نماز پڑھنا دشوار ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ جس وقت تمہارا بچہ روتا ہے اور گود سے ہرگز نہ اترتا ہو اگر اس وقت تم کو پیشاب یا پاخانہ کا تقاضا ہو تو بتلاؤ تم کیا کرو گی کیا اس کو پلنگ پر روتا ہوا ڈال کر پاخانہ میں نہ جاؤ گی؟ یقیناً سب جاتی ہیں اور جا کر بعض دفعہ خوب دیر لگتی ہے۔ اور بچہ کے رونے کی پرواہ نہیں کی جاتی تو کیا نماز کے لئے تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا جتنا پیشاب کے لئے کرتی ہو؟ افسوس! معلوم ہوا یہ سب مہمل عذر ہیں۔ (اسباب الغفلۃ ملحقہ دین و دنیا ص ۳۹۸)

بعض عورتیں اگر نماز پڑھتی بھی ہیں تو بہت ہی دیر کر کے اور مکروہ وقت میں اور پھر اس قدر جلدی کہ نہ قیام درست نہ رکوع ٹھیک گویا ایک مصیبت ہے کہ جس طرح بنے اس سے چھوٹیں۔

بیبیو! اگر زیادہ ہمت نہیں تو نفلیں نہ پڑھا کرو لیکن فرائض اور سنتوں میں تو کتر بیونت (کانٹ چھانٹ اور کوتاہی) نہ کیا کرو ان میں تو ارکان کی تعدیل کا لحاظ ضرور کیا کرو۔ (تفصیل التوبہ ص ۸/۴۵) اصلاح خواتین ص ۶۶

نماز کی فرضیت واہمیت

علامت بلوغت نہ ظاہر ہونے پر پندرہ سال کے لڑکے لڑکی پر نماز فرض ہے

سوال: یہ بات تفصیل سے بتائیے کہ نماز کب فرض ہوتی ہے؟ بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت نماز فرض ہوتی ہے جب احتلام ہوتا ہے اس سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی؟

جواب: نماز بالغ پر فرض ہوتی ہے اگر بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہو جائیں تو نماز اسی وقت سے فرض ہوتی ہے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو لڑکا لڑکی پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بالغ سمجھے جائیں گے اور جس دن سولہویں سال میں قدم رکھیں گے اس دن سے ان پر نماز و روزہ فرض ہوں گے۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۲۴)

کیا تارک نماز کافر ہے؟

سوال:۔ تارک نماز کے بارے میں بعض روایات اور ائمہ کے اقوال میں کفر کا اطلاق کیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے۔

جواب:۔لفظ کفر کبھی ضد ایمان پر بولا جاتا ہے اور کبھی ضد احسان پر بولا جاتا ہے قسم اول کفر حقیقی کامل ہے۔ جس میں وہ پایا جائے وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور ملت اسلامیہ سے جدا شمار کیا جاتا ہے۔ بخلاف قسم ثانی کے اس پر اگرچہ لفظ کافر بولا جاتا ہے مگر وہ نہ ملت اسلامیہ سے خارج ہوتا ہے اور نہ اس کی مطلقاً تکفیر کی جاتی ہے وہ فاسق اور سخت گنہگار اور مرتکب کبیرہ ہے چوں کہ کفر کلی مشکک ہے اس لئے اس کے درجات مختلف ہیں ہر درجہ پر لفظ کفر بولنا صحیح ہوگا مگر ہر درجہ کو مفسد ایمان اور خارج کنندہ از ملت اسلامیہ قرار دینا غلط ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ اور دوسرے ائمہ نے **کفر دون کفر** فرما کر یہ تصریح کر دی ہے۔ **ولایکفر صاحبها الابالشرک** الغرض کسی کو ایسا درجہ کفر کا دینا جس سے ایمان اور ملت اسلامیہ سے علیحدہ قرار دیا جائے اس کے اس ہی درجہ کاملہ پر ہو سکتا ہے جبکہ امور قطعیہ یقینہ کا منکر ہو جائے جیسے توحید کا یا رسالت کا انکار یا ایسی دوسری باتوں کا جحود یا انکار کرتا یا ایسا عمل کرنا جس سے ان قطعی باتوں کا انکار ٹپکتا اور لازم آتا ہو اور اگر یہ درجہ نہ پایا جاتا ہو تو اگرچہ اس پر لفظ کفر کا اطلاق کیا جائے گا مگر اس کو نہ خارج از ملت اسلامیہ کہا جائے گا اور نہ اس کو ایمان سے بے تعلق قرار دیا جائے گا۔

یہ ہی وہ مرتبہ ہے جس پر لفظ فسق کا اطلاق کیا جاتا ہے کسی جگہ لفظ کفر کے اطلاق سے یہ سمجھنا کہ یہ شخص ایمان سے بالکل علیحدہ اور بیگانہ ہو گیا سخت غلطی ہے جس میں معتزلہ اور خوارج مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس ہی لئے امام بخاری اور دوسرے ائمہ کو تصحیح کرنی پڑی کہ اس پر تنبیہ کر دیں اور کہہ دیں کہ "**المعاصی من امر الجاهلیة ولایکفر صاحبها بارتکابها الابالشرک**" (بخاری ۹/۱) اور اسی ہی بناء پر جمہور و اہل سنت والجماعت کا متفقہ مسلک ہے کہ کبائر اور معاصی کی بناء پر کسی کو خارج از ملت اور خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا۔ جب تک کہ اس سے قطعیات کا جحود اور انکار ثابت نہ ہو جائے۔ پس تارک صلوٰۃ عمداً کے متعلق حدیث میں یا اقوال ائمہ میں لفظ کفر کا وارد ہونا کلی مشکک کے طور پر ہے جو اگرچہ اطلاق حقیقی ہوتا ہے کیونکہ کلی مشکک کا اطلاق اپنے تمام افراد پر خواہ وہ قوی ہوں یا متوسط یا ضعیف سب پر حقیقی ہوتا ہے مگر اس کے تمام مراتب مختلفہ کو کفر ہی کہا جائے گا۔ البتہ ہر مرتبہ کفر کو خارج از ملت اسلامیہ اور عدم ایمان قرار دینا سخت غلطی ہوگا۔ آپ نے جو عبارتیں نقل فرمائی ہیں ان میں انہیں امور مذکورہ بالا درجات مختلفہ پر اہل سنت والجماعت کے یہاں اس کا اطلاق مبنی ہے اگر کہیں اختلاف نظر آتا ہے تو وہ لفظی ہے حقیقی نہیں ہے ہاں معتزلہ اور خوارج کے یہاں حقیقی ہے جو اہل تبلیغ اس کے مخالف مسلک اختیار کر رہے ہیں وہ غلط کار ہیں

کسی شخص پر کفر کا فرد کامل اطلاق کر کے اس کو غیر مومن قرار دینا اور خارج از ملت بتلانا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کو خالد ابدی جہنم میں بتایا جائے اور یہ دعویٰ کیا جائے کہ اس کے لئے کبھی بھی دخول جنت نہ ہوگا حالانکہ جس شخص کے قلب میں ذرہ برابر بھی ایمان متحقق ہوگا وہ ضرور بالضرور کسی نہ کسی وقت نجات عن النار حاصل کر کے مشرف بالجنت ہوگا۔

یہ درجہ تو شفاعت من النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور پھر اس سے بھی کم درجہ ایمان کا موجب نجات بحثیات اللہ سبحانہ ہوگا (۱) لہٰذا ایسی تکفیر بہت ہی زیادہ قابل احتیاط اور مستحق غور وفکر ہے اسی بناء پر علماء کلام انتہائی احتیاط برتتے ہوئے فرماتے ہیں لا نکفر احداً من اھل القبلۃ اور فرماتے ہیں اگر کسی شخص کے قول وفعل میں ۹۹ وجوہ کفر کی پائی جائیں اور ایک احتمال ایمان کا پایا جائے تو اس کی تکفیر نہ کرنی چاہئے جو (اللہ تعالیٰ لپ بھر کر خطا کاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا۔)

لوگ تصدیق قلبی ضروریات دین کی کرتے ہوئے اقرار باللسان عمل میں لاتے ہیں مگر تمام عمر انہوں نے چہرہ قبلہ کی طرف نہ کیا اور نہ نماز پڑھی ان کو اہل قبلہ سے نکالنا ہرگز صحیح نہیں ہے کیا آپ ان آیات اور احادیث سے غافل ہیں جو مجرد ایمان پر نجات کی گواہیاں دے رہی ہیں کم ازکم حدیث بطاقہ (۱) پر غور فرمالیں اور ان آیات واحادیث پر غور کریں جو ہم نے رسالہ مذکورہ (۲) میں ذکر کردی ہیں۔ شرط کسی امر کا کفر ہونا اور بات ہے اور مرتکب کا کافر اور مشرک ہونا دوسری بات ہے لوگ اس میں بہت کم تمیز کرتے ہیں جس شخص کے کفر اور شرک کا تحقق ہو جائے ضروری نہیں ہے کہ عنداللہ بھی کافر اور مشرک قرار دیا جائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الواح توریت کو پٹک دیا یہاں تک کہ بعض ٹوٹ گئیں۔ کمافی بعض التفاسیر اور حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر پکڑ کر کھینچ کر گرادیا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مراتب عالیہ میں ذرا بھی فرق نہیں آیا یوم محشر میں قبطی کے قتل پر جو کہ کافر حربی تھا ان کو خوف ہوگا مگر ان دو امور مذکورہ بالا کا تذکرہ بھی نہیں فرمایا۔ پس غور فرمایئے اور جلد بازی سے کام نہ لیجئے مودودی صاحب نے مثل خوارج ومعتزلہ بہت جلد بازی سے کام لیا اب تاویلیں کرتے ہیں کہ میں نے تغلیظا اور تخویفا کہا ہے مگر یہ تاویل چل نہیں سکتی ہے۔ (مخطوطات مبارکہ ص ۱۱۲) فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۵۱

بے نمازی کا کافروں کے ساتھ حشر

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور

ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگی اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ اس کا حشر فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (الترغیب) فقہی مسائل ج ۱ ص ۱۰۹

کیا پہلے اخلاق کی درستی ہو پھر نماز پڑھنی چاہیے؟

سوال: آج کل لوگوں کا خیال ہے کہ پہلے اخلاق درست کیے جائیں پھر نماز پڑھنا چاہیے؟

جواب: یہ خیال درست نہیں بلکہ خود اخلاق کی درستی کے لیے بھی نماز ضروری ہے اور یہ شیطان کا چکر ہے کہ وہ عبادت سے روکنے کے لیے ایسی اُلٹی سیدھی باتیں سمجھاتا ہے۔ مثلاً یہ کہہ دیا کہ جب تک اخلاق درست نہ ہو نماز کا کیا فائدہ؟ اور شیطان کو پورا اطمینان ہے کہ یہ شخص مرتے دم تک اپنا اخلاق درست نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا نماز سے ہمیشہ کے لیے محروم رہے گا حالانکہ سیدھی بات ہے کہ آدمی نماز کی بھی پابندی کرے اور ساتھ ساتھ اصلاح اخلاق کی کوشش کرے۔ نماز چھوڑ کر اخلاق کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟ (آپ کے مسائل جلد ۲)

تعلیم کیلئے عصر کی نماز چھوڑنا درست نہیں

سوال: میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں اب کالج میں داخلہ لینے والی ہوں، کالج ٹائم ایسا ہے کہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتی، کیا میں ہمیشہ مغرب کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز فرض پڑھ لیا کروں؟ کیا مجھے اتنا ہی ثواب ملے گا یا نہیں؟

جواب: حدیث میں ہے کہ جس کی نماز عصر قضا ہوگئی اس کا گویا گھر بار لٹ گیا اور گھر کے سارے لوگ ہلاک ہوگئے اس لیے نماز قضا کرنا تو جائز نہیں اب یا تو کالج ہی میں نماز ٹھیک وقت پر پڑھنے کا انتظام کیجئے یا لعنت بھیجئے ایسے کالج اور تعلیم پر جس سے نماز غارت ہو جائے۔ (فقہی رسائل جلد اول ص ۱۰۵)

باب الاذان

خواتین کو اذان کا جواب دینا چاہیے

سوال:۔ جس طرح مرد اذان کا جواب دیتے ہیں تو خواتین کے لئے بھی اسی طرح اذان کا جواب دینا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اذان کا جواب جس طرح مرد دیتے ہیں اسی طرح خواتین بھی اذان کا جواب

دے سکتی ہیں بلکہ ان کی بھی یہ دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ اذان کا جواب دیا کریں۔

عن میمونة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قام بین صف الرجال والنساء فقال یا معشر النساء اذاسمعتن اذان هذا الحبشی واقامته فقلن کمایقول فان لکن بکل حرف الف الف درجة قال عمرؓ فهذاللنساء یا رسول الله فماللرجال قال ضعفان یا عمرؓ.
(الترغیب والترهیب ج ۱ ص ۱۱۵ الترغیب فی اجابة المؤذن)
قال العلامة عبدالحی الکهنویؒ : قلت یستنبط منه ان الاجابة باللسان واجبة علی النساء الطاهرات ایضاً وهو ظاهر عبارات فقهائنا
(السعایہ ج ۲ ص ۱۵ باب الاذان) فتاویٰ حقانیہ ج ۳ ص ۶۷

عورتوں کو اذان کا جواب دینا چاہیے یا کلمہ طیبہ پڑھنا؟

سوال: اذان کے وقت اس کا جواب دینا حدیث میں آیا ہے مگر ہمارے گھروں میں اذان ختم ہونے کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنے کا رواج ہے' اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اذان کے وقت سننے والوں کو اس کا جواب دینا مستحب ہے جو کلمات مؤذن کہے سننے والے بھی کہیں اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کا جواب' لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سے دیں اور اذان ختم ہونے کے بعد دعائے ماثورہ اللھم رب هذه الدعوۃ التامة الخ پڑھیں۔ کلمہ طیبہ پڑھنا اذان کے بعد ثابت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ سنت ماثورہ کی اتباع اولیٰ اور پسندیدہ ہے۔ (خواتین کے فقہی مسائل ص ۹۸)

اذان کے وقت پانی پینا

سوال: ایک دن مغرب کی اذان کے وقت پانی پینے لگی تو میری ایک دوست نے کہا کہ اذان کے وقت پانی پینے سے سخت گناہ ہوتا ہے' میں نے وقتی طور پر اس کی بات مان لی لیکن دل میں یہ عہد کرلیا کہ اس مسئلہ کو آپ کی خدمت میں پیش کروں گی؟

جواب: مغرب کی اذان یا کسی بھی اذان کے وقت پانی پینا جائز ہے۔ آپ کی دوست کا خیال صحیح نہیں۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

اثناء تلاوت اذان شروع ہوجائے تو کیا حکم ہے

سوال: ۔ قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہو اور اس اثناء میں اذان شروع ہوجاتے تو تلاوت

کرتا رہے یا اذان کا جواب دے۔ بینوا توجروا۔

جواب:۔ مسجد میں ہو تو تلاوت جاری رکھنے کی اجازت ہے۔ مکان میں ہو تو تلاوت موقوف کر کے اذان کا جواب دینا چاہئے البتہ دوسرے محلہ کی مسجد کی اذان ہو تو مکان میں بھی تلاوت جاری رکھنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

(واذاسمع المسنون منه) ای الا ذان وهومالالحن فیه ولاتلحین (امسک) حتی عن التلاوة لیجیب المؤذن ولو فی المسجد وهؤلاء فضل و فی الفوائد یمضی علی قراء ته ان کان فی المسجد و ان کان فی بیته فکذالک ان لم یکن اذان مسجده (قوله ان لم یکن اذان مسجده) ای فتندب اجابته (طحطاوی علی مراقی الفلاح) ص ۱۱۶ باب الاذان ص ۱۱۷، ذکر و تسبیح ہر حال میں بند کر کے اذان کا جواب دیا جائے مسجد میں ہو یا گھر میں فقط واللہ اعلم بالصواب. فتاویٰ رحیمیه ج ۴ ص ۹۸

اذان کے دوران تلاوت بند کرنے کا حکم

سوال: سنا ہے کہ اذان کے وقت تلاوت معطل کر کے اذان سننا چاہیے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مختلف مساجد سے وقفہ وقفہ سے آدھ گھنٹے تک اذانیں ہوتی رہتی ہیں تو کیا جب تک اذان کی آواز آتی رہے اس وقت تک تلاوت معطل رکھی جائے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ اذان کے وقت تلاوت بند کردی جائے۔ اپنے محلہ کی مسجد کی اذان کا جواب دینا ضروری ہے جس کے بعد مختلف اذانوں کا جواب ضروری نہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ان میں سے جو اذان سب سے پہلے سنو اس کا جواب دیا جائے اور اگر قرآن پڑھتے رہیں تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

اذان کے وقت ریڈیو سے تلاوت سننا

سوال: ایک طرف مسجد سے تلاوت یا اذان ہو رہی ہے اور دوسری طرف ریڈیو پر اذان یا تلاوت ہو رہی ہے تو کیا ریڈیو بند کر دینا چاہیے یا نہیں؟

جواب: ریڈیو کی تلاوت عموماً جو ریڈیو پر نشر کرنے سے پہلے ریکارڈ کر لی جاتی ہے تلاوت کا حکم نہیں رکھتی اس لیے اذان سن کر فوراً بند کر دینا چاہیے اور یوں بھی اذان سن کر تلاوت بند کرنے کا حکم ہے۔

ریڈیو وغیرہ سے اذان کا حکم

سوال:۔ آج کل ریڈیو میں پانچ وقت اذان دی جاتی ہے۔ کیا اس اذان پر اکتفاء کر کے

نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں' اسی طرح ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کی کیسٹوں کے ذریعے دی گئی اذان کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ شریعت مقدسہ میں اذان دینے والے کا عاقل ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ صبی لایعقل کی اذان کالمعدوم ہے۔ چونکہ ریڈیو ٹیپ ریکارڈ اور ٹی وی میں یہ شرائط موجود نہیں اس لئے ٹیپ ریکارڈ یا ریڈیو وغیرہ کی اذان اذان نہیں' اسی سے اذان کی سنیت ادا نہ ہوگی۔

قال العلامة ابوبكر الكاسانیؒ: واما اذان الصبی الذی لایعقل فلا یجزئ ويعاد لان ما يصدر لاعن عقل لايعتد به كصوت الطيور. (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۵۰ فصل بیان سنن الاذان)

قال العلامة ابن عابدینؒ: ان اذان الصبی الذی لایعقل لایجزی ويعاد لان مايصدر لامن عقل لايعتد به كصوت الطيور. (ردالمحتار ج ۱ ص ۲۹۰ باب الاذان) فتاویٰ حقانیہ ج ۳ ص ۵۹

ٹیپ ریکارڈ سے دی ہوئی اذان صحیح ہے یا نہیں

سوال:۔ ٹیپ ریکارڈ میں اذان ٹیپ کر لی جائے اور ہر نماز کے وقت اس کو چالو کر دیں تو اس طرح ٹیپ میں دی ہوئی اذان صحیح ہے یا نہیں؟ اور اسی ٹیپ پر دی ہوئی اذان پر نماز پڑھی جائے تو وہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ بینوا وا جروا۔

جواب:۔ ٹیپ ریکارڈ سے اذان دی جائے گی تو وہ اذان معتبر نہیں ہوگی۔ (۱) پھر سے اذان دینا ضروری ہے اگر صحیح طریقہ سے دوبارہ اذان نہ دی گئی تو وہ نماز بغیر اذان کے پڑھی ہوئی شمار ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(۱) وجہ یہ ہے کہ اذان دینے والے کے لئے اہلیت شرط ہے وہ اوقات سے واقف ہو متورع ہو دین دار ہو یہ چیزیں ٹیپ ریکارڈ میں نہیں پائی جاتیں۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۹۹

دوران اذان تلاوت کرنا یا نماز پڑھنا

سوال: دوران اذان نماز پڑھنا درست ہے؟

جواب: اگر نماز پہلے سے شروع کر رکھی ہو تو پڑھتا رہے ورنہ اذان کے بعد شروع کرے۔

عورت اذان کا جواب دے؟

سوال: کیا عورتوں کو بھی اذان کا جواب دینا چاہیے؟

جواب: جی جہاں' مگر حیض ونفاس والی جواب نہ دیں۔ عورتوں کو اذان کا جواب دینے کی بڑی فضیلت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے۔ (ملخص)

اذان کے بعد دعا قبول ہوتی ہے

سوال: سنا ہے کہ اذان کے بعد جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے؟

جواب: جی ہاں' یہ وقت قبولیت کا ہے۔ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے مؤذن اور اذان کے بارے میں کچھ بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آخر میں فرمایا کہ جو کچھ مؤذن کہتا ہے وہی کہو (اس کا جواب دو) اور آخر میں جو مانگو گے دیا جائے گا۔ (الحدیث' ملخص)

نومولود کے کان میں دینا کافی ہے یا نہیں؟

سوال: بچہ کی ولادت کے بعد ایک عورت نے اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت کہی تو یہ کافی ہے یا نہیں یا دوبارہ مرد کو اذان دینا ہوگا' ایسا سنا ہے کہ عورت کو اذان دینا مکروہ ہے تو کیا یہ اذان بھی مکروہ ہوگی' اس وقت کوئی مرد وہاں نہ تھا اس لیے عورت نے اذان و اقامت کہی؟

جواب: نومولود کے کان میں صالح متقی مرد اذان اور اقامت کہے تو بہتر ہے لیکن اگر عورت نے اذان اور اقامت کہہ دی تو وہ بھی کافی ہے' اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں نماز کے لیے جو اذان ہے وہ اذان دینا عورت کے لیے مکروہ ہے کہ اس میں بلند آواز کی جاتی ہے اور یہ بات عورت کے لیے مناسب نہیں' جیسے درمختار میں ہے۔ (جلد ا' صفحہ ۳۶۴) اگر نماز کے لیے عورت نے اذان دی تو اس کا اعادہ کیا جائے۔ (درمختار) اور نومولود کے کان میں اذان و اقامت کہنے کے وقت آواز بلند کرنا نہیں ہے اس لیے عورت کی اذان و اقامت کافی ہے' اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

نومولود بچے کے کانوں میں اذان دینے کا طریقہ

سوال: نومولود بچے کے کانوں میں اذان دینے کا کیا حکم ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: نومولود بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہنا سنت ہے' طریقہ یہ ہے کہ بچے کو ہاتھوں پر اٹھا کر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور حسب معمول حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت دائیں طرف اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیرا جائے۔

لما قال العلامة السندی: فیرفع المولود عند الولادة علی یدیه مستقبل القبلة ویوذن فی اذنه الیمنی ویقیم فی الیسری ویلتفت فیهما

بالصلوة لجهة اليمين وبالفلاح لجهة السار وفائدة الاذان في اذنه انه يدفع ام الصبيان عنه. (تقريرات الرافعی ج ۱ ص ۴۵ باب الاذان)
قال العلامة الشيخ السيد احمد الطحطاویؒ: يستحب ان يقول عند سماع الاولى من الشهادتين للنبی صلى الله عليه وسلم صلى الله عليک يا رسول الله وعند سماع الثانية قرت عينی بک يا رسول الله اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابهاميه على عينيه. (طحطاوی حاشيه مراقی الفلاح ص ۱۶۵ باب الاذان) ومثله في السعاية ج ۲ ص ۱۱۱ باب الاذان. فتاویٰ حقانیه ج3 ص 61.

سینما دیکھنے اور قوالی سننے والے کی اذان واقامت

سوال۔ایک شخص نمازی ہے مگر سینما بینی میں مبتلا ہے اور قوالی سننے کا بھی شوقین ہے' گاہے گاہے وہ اذان واقامت کہے تو کوئی حرج ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب۔مصلیوں میں اس سے افضل اور پرہیز گار شخص اذان واقامت کہنے والا کوئی موجود ہے تو وہ اذان واقامت کہے اور اگر اس سے کوئی افضل موجود نہیں تو اس کی اذان واقامت جائز ہے۔

واذان امراة وخنثی وفاسق ولو عالما لكنه اولى بامامة واذان من جاهل تقی قال في الشامية تحت قوله من جاهل تقی ای حيث لم يوجد عالم تقی. در مختار مع الشامی باب الاذان مطلب في المؤذن' كان غير محتسب في اذانه ج۲ص۲۹۳۔فتاویٰ رحیمیہ ج4 ص110۔

اہل تشیع کی اذان کا جواب دیا جائے؟

سوال: شیعہ کی اذان کا جواب دیا جائے یا نہیں؟

جواب: نہیں دیا جائے۔(خیر الفتاویٰ)

اوقات نماز

نماز کو مقررہ وقت سے موخر کرنا

سوال: ہمارے علاقہ کی مساجد میں جماعت کے اوقات مقرر ہیں' لیکن بعض اوقات امام صاحب وقت مقررہ سے تاخیر کر کے آتے ہیں جس کی وجہ سے بعض لوگ دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے چلے جاتے ہیں۔ کیا نمازوں کو مقررہ وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا شرعاً جائز ہے؟

جواب:۔ نمازوں کیلئے مقرر شدہ اوقات حتمی نہیں بلکہ نمازیوں کی سہولت کو مدنظر رکھ کر مقرر کئے جاتے ہیں' اگر ان اوقات میں کچھ تقدیم وتاخیر ہو جائے' (بشرطیکہ مکروہ وقت داخل نہ ہو) تو کوئی حرج نہیں۔ تاہم اگر امام تنخواہ دار ہو تو دیگر دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے مقررہ وقت سے تاخیر کرنا کراہت سے خالی نہیں' اگرچہ بہتر یہی ہے کہ نماز مستحب وقت میں پڑھی جائے۔

قال الحصکفیؒ: (ویجلس بینھما) بقدر مایحضر الملازمون مراعیاً لوقت الندب (الافی المغرب) (الدرالمختار علی صدر ردالمحتار ج۱ ص۳۸۹ باب الاذان)

وفی الهندية: وینتظر المؤذن الناس ويقيم للضعيف المستعجل ولا ينتظر رئيس المحلة و کبیرها کذا فی معراج الدراية' ینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ويقيم فی وسطه حتیٰ یفرغ المتوضی من وضوئه والمصلی من صلوته والمعتصر من قضاء حاجته کذا فی التاتارخانية.(الهندية ج ۱ ص ۵۷ باب الاذان) ومثله فی البحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۵ باب الاذان. فتاویٰ حقانیه ج ۳ ص ۳۳.

وقت سے پہلے نماز پڑھنا درست نہیں

سوال: جس طرح وقت گزرنے کے بعد قضا نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح وقت سے پہلے پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: نماز کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ اس نماز کا وقت داخل ہو چکا ہو پھر جو نماز وقت کے اندر پڑھی گئی وہ تو ادا ہوئی اور جو وقت نکلنے کے بعد پڑھی گئی وہ قضاء ہوئی اور جو وقت سے

پہلے پڑھی گئی وہ نہ ادا ہے اور نہ قضاء بلکہ سرے سے نماز ہوئی ہی نہیں؟ (مفتی یوسف لدھیانوی)

صبح صادق کے بعد نوافل پڑھنا

سوال:۔ ہماری مسجد کے بعض مصلی فجر کے فرض اور سنت سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو پڑھتے ہیں تو ان کا یہ فعل ازروئے شرع کیسا ہے؟ ان کو روکنے پر بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی قضا پڑھتے ہیں۔ تو کیا قضا نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب:۔ مذہب حنفی میں صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب تک فجر کی فرض وسنت کے علاوہ تحیۃ المسجد' تحیۃ الوضو وغیرہ نوافل پڑھنا جائز نہیں ہے۔ قضا نماز پڑھنا جائز ہے لیکن لوگوں سے چھپ کر پڑھی جائے۔ لوگوں کے سامنے پڑھنا ممنوع ہے۔ لہٰذا ان حضرات کو اگر اس وقت قضا نماز پڑھنا ہی ہے تو گھر میں پڑھیں مسجد میں لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں' درمختار میں ہے۔

(وکذا الحکم من کراهة نفل وواجب لعینه (بعد طلوع فجر سوی سنته لشغل الوقت به تقدیراً الخ (در مختار مع الشامی ج ۱ ص ۳۴۹ کتاب الصلاة) فقط والله اعلم بالصواب. فتاویٰ رحیمیه ج ۴ ص ۸۶.

اشراق کی نماز کا وقت

سوال:۔ اشراق کی نماز کا وقت کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ اشراق کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد تقریباً بارہ پندرہ منٹ پر شروع ہو جاتا ہے۔

اولها عند طلوع الشمس الی آن ترتفع الشمس وتبیض قدر رمح او معین (طحطاوی علی الفلاح ص ۱۰۶ فصل فی الاوقات المکروهة) فقط والله اعلم بالصواب ۳ جمادی الثانی ۱۴۰۲) فتاویٰ رحیمیه ج ۴ ص ۸۲.

نماز اشراق کا وقت کب ہوتا ہے؟

سوال: ہماری مسجد میں اکثر اشراق کی نماز پر جھگڑا ہوتا ہے' بعض حضرات سورج نکلنے کے ۱۵ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں' اس کا کہنا ہے کہ پورا سورج ۱۵ منٹ میں نکلتا ہے اس لیے پورے ۱۵ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے؟ آپ فرمائیں کہ اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے؟

جواب: سورج کے نکلنے کے بعد جب تک دھوپ زرد ہے نماز مکروہ ہے اور دھوپ کی زردی کے وقت مختلف موسموں میں کم وبیش ہوسکتا ہے' عام موسموں میں ۱۵۔۲۰ منٹ میں ختم ہوتی ہے اس لیے اتنا وقفہ ضروری ہے جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہوجاتی ہے۔ پس اصل مدار زردی ختم ہونے پر ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

زوال کے وقت کی تعریف

سوال: نماز پڑھنے کا مکروہ وقت یعنی زوال کے بارے میں مختلف لوگوں کے مختلف خیالات ہیں؟

۱۔ زوال صرف ایک یا دو منٹ کے لیے ہوتا ہے؟

۲۔ زوال ۲۰ یا ۲۵ منٹ کے لیے ہوتا ہے؟

۳۔ جمعہ کے دن زوال نہیں ہوتا؟

۴۔ زوال کے لیے احتیاطاً آٹھ دس منٹ کافی ہے؟

جواب: اوقات کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد نماز جائز ہے۔ زوال میں تو زیادہ منٹ نہیں لگتے لیکن احتیاطاً نصف النہار سے ۵ منٹ قبل اور ۵ منٹ بعد نماز میں توقف کرنا چاہیے۔ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جمعہ کے دن استوا کے وقت نماز درست ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی اور احتیاط پر مبنی ہے۔ اسی لیے عمل اسی پر ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

دو وقتوں کی نمازیں اکٹھی ادا کرنا صحیح نہیں

سوال: کیا بارش یا کسی عذر کی بناء پر دو نمازیں اکٹھی پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: سفر میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرنے کی متعدد احادیث ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں بغیر سفر کے بغیر خوف کے بغیر بارش کے اکٹھی پڑھیں۔ اس قسم کی تمام احادیث ہمارے نزدیک اس پر معمول ہیں کہ ظہر کی نماز کو مؤخر کرکے اس کے اخیر وقت میں پڑھا اور عصر کی نماز کو اول وقت میں ادا کیا۔ اسی طرح مغرب اس کے اخیر وقت میں پڑھی اور عشاء اس کے اول وقت میں' گویا دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئیں۔ بارش کی وجہ سے دو نمازوں کو جمع کرنا کسی حدیث میں میری نظر سے نہیں گزرا۔ علامہ شوکانی نے ''نیل الاوطار'' میں اس کی سختی سے تردید کی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

حرام کی کمائی سے کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوتی

سوال: اگر کوئی شخص رشوت اور سود کے ذریعے حاصل کی گئی ناجائز اور حرام دولت سے مسجد تعمیر کرے تو کیا اس مسجد کا شمار صدقہ جاریہ میں ہوگا؟

جواب: (نعوذ باللہ) رشوت اور سود کو صدقہ جاریہ سمجھنا کفر ہے' حرام کی کمائی سے کوئی بھی عبادت کی جائے وہ قبول نہیں ہوتی بلکہ کرنے والے کے لیے موجب لعنت ہوتی ہے۔ (مفتی یوسف لدھیانویؒ)

مکروہ اوقات نماز

یعنی وہ اوقات جن میں نماز کی اجازت نہیں

جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں۔

سوال۔ان الصلوٰۃ النافلۃ نصف النہار یوم الجمعۃ ھل تباح اوتکرہ.

جواب۔القول وباللہ التوفیق ان الا حتیاط فی عدم التنفل فی ساعۃ الزوال یوم الجمعۃ کما علیہ الشروح المتون ومذھب الامام راجح من حیث الدلیل فینبغی علیہ التعویل.

لاتجوز الصلوٰۃ عند طلوع الشمس ولا عندقیا مہا فی الظھیرۃ ولا عند غروبہا لحدیث عقبہ بن عامر الخ (ھدایہ باب المواقیت ج ۱ ص ۸۰) ظفیر وکرہ تحریما الخ صلوۃ مطلقا الخ مع شروق الخ واستواء الا یوم الجمعۃ علی قول الثانی المصحح المعتمد کذافی الاشباہ (در مختار) رواہ الشافعی فی مسندہ نہی عن الصلوۃ نصف النہار حتی تزول الشمس الا یوم الجمعۃ قال الحافظ ابن حجر فی اسنادہ انقطاع الخ قولہ المصحح المعتمد اعترض بان المتون والشروح علی خلافہ الخ شراح الھدایہ انتصر والقول الامام واجابوا عن الحدیث المذکور الخ (ردالمحتار کتاب الصلوۃ ج ۱ ص ۲۴۳ وج ص ۳۴۵ ط س ج ۱ ص ۳۷۰...... ۳۷۱ ظفیر. فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۵۸.

فجر کی سنتوں سے پہلے نفل پڑھنا درست نہیں' قضاء پڑھ سکتے ہیں

سوال: فجر کی سنتوں سے پہلے دو نفل پڑھنا چاہئیں یا نہیں؟

جواب: صبح صادق ہونے کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے۔ البتہ کوئی قضاء نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند جلد۲ص ۵۹)

استواءشمس (زوال) کے وقت نماز پڑھنا درست نہیں

سوال: چاشت وغیرہ نوافل بارہ بجے پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ جنتری میں زوال یا قضاء نماز کا وقت بارہ بج کر چوبیس منٹ لکھا ہے؟

جواب: زوال کے وقت نوافل وغیرہ کچھ نہیں پڑھنی چاہیے اور نہ ایسے وقت میں کہ دوران نماز زوال کا وقت ہو جائے۔ لہٰذا جس گھڑی کے مطابق زوال کا وقت ۱۲ بج کر ۲۴ منٹ ہے اس کے مطابق اگر بارہ بجے نفل یا قضاء نماز اس طرح پڑھے کہ زوال سے پہلے پہلے اس کو ختم کردے تو یہ جائز ہے مگر جب زوال کا وقت قریب آ جائے تو اس وقت کوئی نماز شروع نہ کرے تا کہ ایسا نہ ہو کہ نماز کے درمیان میں زوال کا وقت ہو جائے۔ (فقط مفتی عزیز الرحمٰن)

جمعہ کے دن دوپہر میں نفل درست ہے یا نہیں؟

سوال: جمعہ کے دن دوپہر کے وقت نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے یا مباح ہے؟

جواب: احتیاط اسی میں ہے کہ جمعہ کے دن زوال کے بعد نفل نہ پڑھی جائے جیسا کہ فقہ کے متون اور شروحات میں ہے۔ امام صاحب کا مسلک دلیل کے اعتبار سے راجح ہے۔ لہٰذا اسی پر عمل کیا جائے۔ (مفتی عزیز الرحمٰنؒ)

فجر کی نماز کے بعد فجر کی سنت پڑھنا

فجر سے پہلے اور فجر کے بعد نیز عصر کے بعد قضا اور نوافل پڑھنا

ایک شخص صبح کی نماز کیلئے مسجد گیا' جماعت کھڑی ہوگئی تھی وضو کر کے فارغ ہوا تو امام صاحب قعدہ میں تھے وہ شخص جماعت میں شریک ہوگیا' فجر کی سنت پڑھنے کا موقع نہ ملا تو جماعت کے بعد وہ فجر کی سنت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر فجر کے بعد نہ پڑھ سکتا ہو تو طلوع آفتاب کے بعد

پڑھنا کیسا ہے؟ اسی طرح فجر وعصر کے بعد نوافل اور قضاء نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ حوالہ اور عبارت نقل فرما کر جواب عنایت فرمائیں تو بہت بہتر ہوگا۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ فجر کی سنت فجر کی نماز کے بعد پڑھنا سخت مکروہ ہے مراقی الفلاح میں ہے۔

ویکره التنفل (بعد صلوته) ای فرض الصبح (و) یکره التنفل (بعد صلاة) فرض (العصر) وان لم تتغیرالشمس لقوله علیه السلام لا صلوة بعد صلوة العصر.

حتی تغرب الشمس ولا صلوة بعد صلوة الفجر حتیٰ تطلع الشمس رواه الشیخان. طحطاوی میں ھے. (قوله بعد صلوته) ای فرض الصبح ولو سنة سواء ترکها بعذر اوبدونه (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۰۱ فصل فی الاوقات المکروهة)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اگرچہ فجر کی سنت ہو اور عصر کی نماز کے بعد بھی نفل نماز مکروہ ہے اگرچہ آفتاب میں تغیر پیدا نہ ہوا ہو حدیث میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عصر کی نماز کے بعد آفتاب غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں ہے اور فجر کی نماز کے بعد آفتاب طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں بخاری ومسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ (مراقی الفلاح وطحطاوی)

طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک فجر کی سنت قضا کر لینا امام محمدؒ کے نزدیک پسندیدہ اور بہتر ہے اور اگر فجر کی سنت وفرض دونوں قضا ہو گئیں اور اسی روز زوال سے پہلے قضا کرے تو فرض اور سنت دونوں کی قضا کرے، زوال کے بعد قضا کرے تو اصح قول کے مطابق اسی فرض کی قضا کرے، درمختار میں ہے۔

(ولا یقضیها الا بطریق لتبعیة القضاء فرضها قبل الزوال لابعده) فی الاصح لورود الخبر بقضائها فی الوقت المهمل بخلاف القیاس فغیره علیه لا یقاس. شامی میں ہے (قوله ولا یقضیها الا بطریق التبعیة الخ) ای لا یقضی سنة الفجر الا اذا فاتت مع الفجر فیقضیها تبعا لقضائه لو قبل الزوال وامام اذافاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراهة النفل بعد الصبح، وامام بعد

طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمد رحمه الله احب الى ان يقضيها الى الزوال كما فى الدرر قيل هذا قريب من الاتفاق لان قوله احب الى دليل علىٰ انه لو لم يفعل لا لوم عليه وقال لا يقضى وان قضى فلا باس به كذا فى الخبازيه (قوله لورود الخبر) وهو ماروى انه صلى الله عليه وسلم قضا ها مع الفرض غداة ليلة التعريس بعد ارتفاع الشمس كما رواه مسلم فى حديث طويل (شامى ص ۲۴۶ ج ۱ باب ادراک الفريضة) (طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۲۴۶ باب ادراک الفريضة)

ترمذی شریف میں ایک روایت ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے " ان النبى صلى لله عليه وسلم مادخل عليها بعد العصر الا صلى ركعتين" یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ کا معمول یہ تھا کہ عصر کے بعد جب مکان میں تشریف لاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے (ترمذی شریف ص۲۶ ج ۱ باب ماجاء فى الصلوٰة بعد العصر) ممکن ہے اس روایت سے کسی کو یہ اشکال ہو کہ اس روایت سے عصر کے بعد نفل پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے حالانکہ آپ مکروہ کہتے ہیں' جواب یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت پر ان احادیث کو ترجیح دی جائے گی جن میں نہی وارد ہے کیونکہ وہ قولی احادیث ہیں اور یہ فعلی حدیث ہے اور قولی احادیث کو فعلی احادیث پر ترجیح ہوتی ہے۔ایک جواب حضرت شیخ الہندؒ نے دیا ہے۔

فالا ولى ان يقال انه صلى الله عليه وسلم كان من خصوصياة الصلوٰة بعد العصرو ولا تجوز لغيره من الناس والبداهة تدل على انها خصوصياته صلى الله عليه وسلم لا نها لولم تكن من خصوصياته لما زجر عمر رضى الله عنه الناس على الصلوٰة بعد العصر وقد نقل عنه انه كان يضرب بالدرة على الصلوٰة بعد العصر یعنی بہتر یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ عصر کے بعد نماز پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے دوسرے لوگوں کیلئے (یعنی امت کیلئے) جائز نہیں ہے اور بداہۃ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہا اگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہ ہوتی تو حضرت عمرؓ عصر کے بعد نماز پڑھنے والوں کو ہر گز نہ ڈانٹتے۔

حضرت عمرؓ سے یہاں تک مروی ہے کہ عصر کے بعد نماز پڑھنے والے کو درہ سے مارتے تھے۔

(التقریر للترمذی ص۹ مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی یہ رسالہ ترمذی شریف کے ساتھ طبع ہوا ہے)

قضا نماز فرائض کے معنی میں ہے لہٰذا فجر کی نماز سے پہلے اور نماز کے بعد اور اسی طرح عصر کی نماز کے بعد قضا پڑھنا جائز ہے مگر لوگوں کے دیکھتے ہوئے نہ پڑھے اپنے گناہ پر لوگوں کو گواہ بناتا ہے۔ یا ان کو بدگمانی یا غلط فہمی میں مبتلا کرتا ہے۔

کبیری شرح منیہ میں ہے (واما الوقتان) الآخران من الخمسة (فانه یکره فیها التطوع) فقط (ولا یکره فیهما الفرض) ای اللازم عملا الی قوله یعنی الفوائت وصلوٰة الجنازه وسجدة التلاوة ...... (هما) ای الوقتان المذکوران (مابعد طلوع الفجر الی ان ترتفع الشمس) فانه یکره فی هذا الوقت النوافل کلها (الاسنة الفجر) لما روی مسلم عن حفصة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا طلع الفجر لا یصلی الا رکعتین خفیفتین وفی ابی داؤد والترمذی واللفظ له عن ابن عمر رضی الله عنه لا صلوٰة بعد الفجر الا سجدتین. (وما بعد صلوٰة العصر الی غروب الشمس الخ) (کبیری شرح منیة ص ۲۳۸، ص ۲۳۹ الشرط الخامس) الاختیار لتعلیل المختار میں ہے وجوزان یصلی فی هذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة ولا یصلی رکعتی الطواف، لان النهی لمعنی فی غیره وهو شغل جمیع الوقت بالفرض، اذ ثواب الفرض اعظم فلا یظهر النهی فی حق فرض مثله وظهر فی رکعتی الطواف لانه دونه (الاختیار لتعلیل المختار اوقات ص ۴۱ ج ۱ (هدایه اولین ص ۷۰) در محتار مع رد المختار ص ۳۴۹ ج ۱) فقط والله اعلم بالصواب. فتاویٰ رحیمیه ج ۴ ص ۸۷ تا ۸۹.

فجر اور ظہر کی سنتوں کی قضاء میں فرق کیوں ہے؟

سوال: فجر کی دو رکعت سنت اور ظہر کی چار سنت فرض سے پہلے سنت مؤکدہ ہیں لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ فجر کی سنت کی قضاء طلوع شمس کے بعد ہے نماز فجر کے بعد نہیں اور ظہر کی سنتوں کو فرض کے بعد ضرور ادا کیا جائے اور فجر کی سنتیں طلوع شمس کے بعد اگر نہ پڑھی جائیں تو اس پر کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت طلوع شمس کے بعد باقی نہیں رہتا۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند)

زوال اور دوپہر میں تلاوت اور نفل کا کیا حکم ہے؟

سوال: عین زوال کے وقت یا دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف اور نوافل کا کیا حکم ہے؟

جواب: عین زوال کے وقت یا یوں کہئے کہ استواء اور دوپہر کے وقت تلاوت قرآن شریف درست ہے اور نوافل امام ابوحنیفہؒ کے مسلک میں ناجائز ہیں۔ امام ابو یوسفؒ جواز کے قائل ہیں۔ (کمافی الدرالمختار وشامی) درمختار میں قول ثانی کو ترجیح دی ہے جبکہ شامی فرماتے ہیں کہ شراح ہدایہ نے امام کے قول کو ترجیح دی ہے اور احتیاط امام صاحب کے قول میں ہے اور امام ابو یوسف کا قول وسعت کا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۲ ص ۶۱)

آفتاب طلوع ہوتے ہی نماز درست نہیں

سوال: آفتاب نکلنے پر فوراً نماز درست ہے یا نہیں؟ اشراق کا وقت تو نیزہ برابر آفتاب اونچا ہونے پر ہوتا ہے؟

جواب: آفتاب نکلتے ہی فوراً نماز درست نہیں بلکہ بقدر ایک یا دو نیزہ کے آفتاب بلند ہونا چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۲)

پانچوں نمازوں کے اوقات

پانچوں نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟ کب وقت شروع ہوتا ہے اور کب ختم ہوتا ہے؟

جواب: صبح ہوتے وقت مشرق کی سمت میں آسمان کی لمبائی پر کچھ سفیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اُجالا ہو جاتا ہے تو جب سے چوڑائی میں سفیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے اور جب سورج کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن اول وقت میں جلد ہی نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ (خواتین کیلئے)

دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ مغرب سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا مشرق کی سمت مڑنے لگے تو بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی اور دوپہر کے وقت کی ایک آسان پہچان یہ ہے کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے تو جب سایہ گھٹنا رک جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے‘ پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا۔ بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا

ہے۔ جتنا سایہ ٹھیک دوپہر میں ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب ہر چیز کا سایہ دگنا ہو جائے اس وقت تک ظہر کی نماز کا وقت رہتا ہے۔

مثلاً ایک گز لکڑی (گاڑ دی جائے اور اس) کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انچ ہو تو جب اس کا سایہ دو گز چار انچ ہو جائے گا اس وقت تک ظہر کا وقت رہے گا اور یہیں سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے تو دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے اتنی تاخیر ہو جائے تو پڑھ ضرور لے قضاء نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا کوئی اور نماز اس وقت میں پڑھنا درست نہیں ہے نہ قضاء نہ نفل وغیرہ (دھوپ زرد ہونے کے وقت) کوئی نماز نہ پڑھے۔

جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ پھر جب تک مغرب کی سمت کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ جب یہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے اس لیے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات گزرنے سے پہلے پہلے ہی نماز پڑھ لیں۔ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

کیا ظہر و عصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے؟

سوال: اگر ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جب اس بات کا خیال ہو کہ عصر کے وقت شروع سے آخر تک دنیاوی امور سے فرصت نہ ملے گی یا سفر وغیرہ میں جا رہے ہوں تو کیا ایک ساتھ دو نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: ظہر و عصر کی نمازیں ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی عصر کی نماز اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا جمع ظہر و عصر (ایک ساتھ پڑھنا) کا جائز نہیں۔ اسی طرح سوائے مزدلفہ کے مغرب و عشاء جمع نہیں ہو سکتی چاہے سفر ہو یا حضر یعنی مقیم ہو یا مسافر (یا کوئی اور مجبوری ہو)۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۲ ص ۶۶)

نماز کے عمومی مسائل

خواتین کی نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال۔خواتین کے نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب۔ باوضو پاک جگہ قبلہ رو کھڑے ہوکر نماز کی نیت کرے (اس وقت جو بھی نماز پڑھنی ہو اس کی نیت کرے) نیت دل کے ارادہ کا نام ہے' اگر زبان سے بھی کہہ لے تو بھی یہ درست ہے' نیت کر کے اللہ اکبر کہے اس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں' تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ دوپٹہ سے' باہر نکالے بغیر کاندھوں تک اٹھائے' پھر دونوں ہاتھوں کو سینہ پر اس طرح باندھے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آجائے' اس کے بعد ثناء یعنی "سبحانک اللھم" پھر سورہ الحمد پڑھے' جسے سورہ فاتحہ کہتے ہیں جب "ولا الضالین" کہے تو اس کے فوراً بعد آمین کہے' اس کے بعد "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر قرآن مجید کی کوئی سورہ پڑھے یا کہیں سے بھی کم سے کم قرآن مجید کی تین آیتیں پڑھ لے' اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے' یعنی اس طرح جھک جائے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر دونوں گھٹنوں پر رکھ دے اور دونوں بازو پہلو سے ملائے رہے اور رکوع میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی العظیم" کہے' اس کے بعد "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے کھڑی ہو جائے' پھر کھڑے ہی کھڑے "ربنا لک الحمد" کہے' جب خوب سیدھی کھڑی ہو جائے اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدے میں جائے' زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ رکھے' پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح چہرہ رکھے کہ پہلے ناک پھر ماتھا رکھا جائے اور ہاتھ اس طرح رکھے کہ دونوں بانہیں زمین پر بچھ جائیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کر دے' مگر پاؤں کھڑے نہ رکھے' بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب سمٹ کر سجدے کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور کہنیاں دونوں پہلوؤں سے مل جائیں اور سجدے میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" کہے۔

اس کے بعد اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں اپنی رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رخ ہوں' پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جائے اس میں بھی کم از کم

تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلی" کہے اور یہ سجدہ بھی اس طرح کرے جس طرح ابھی اوپر بیان ہوا (دوسرے سجدہ کے ختم پر ایک رکعت ہو گئی) دوسرے سجدہ کے بعد دوسری رکعت کیلئے اللہ اکبر کہتی ہوئی سیدھی کھڑی ہو جائے اور اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے سیدھی کھڑے ہو کر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھے اور "ولا الضالین" کے فوراً بعد آمین کہے پھر قرآن مجید کی کوئی سورہ یا کسی بھی جگہ سے کم از کم تین آیت پڑھے۔ اس کے بعد اس طرح ایک رکوع اور دو سجدے کرے جس طرح پچھلی رکعت میں بیان ہوا' دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا بتایا یعنی دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور پچھلے دھڑ کے بائیں حصہ پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رخ ہوں' بیٹھ جائے تو تشہد یعنی التحیات آخر تک پڑھے' التحیات پڑھتے ہوئے "اشھد ان لا الہ اللہ" پر جب پہنچے تو داہنے کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر گول حلقہ بنا دے اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کر لے اور جب "لا الہ" کہے تو شہادت کی انگلی اٹھا دے اور "الا اللہ" کہے تو اس انگلی کو جھکا دے' مگر دونوں انگلیاں بند کرنے اور انگوٹھے سے بیچ کی انگلی کو ملانے سے جو شکل بن گئی اس کو آخر نماز تک باقی رکھے' التحیات سے فارغ ہو کر درود پڑھے پھر کوئی دعا پڑھے جو قرآن وحدیث میں آئی ہو اس کے بعد داہنی طرف منہ کرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور نماز سے نکلنے کی نیت کرے اور علیکم (تم پر) کہتے ہوئے ان فرشتوں پر سلام کی نیت کرے جو داہنی طرف ہوں پھر اس طرح جو بائیں طرف ہوں یہ دو رکعت نماز ختم ہو گئی۔

اگر کسی کو چار رکعت نماز پڑھنی ہے تو دوسری رکعت میں بیٹھ کر "عبدہ ورسولہ" تک پڑھ کر کھڑی ہو جائے اس کے بعد دو رکعتیں اور پڑھے تیسری رکعت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر شروع کر دے اسکے بعد سورہ فاتحہ پھر اور کوئی سورہ پڑھے' پھر رکوع اور دونوں سجدے اس طرح کرے جس طرح پہلے بیان ہوا' تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر چوتھی رکعت کیلئے کھڑی ہو جائے اور کھڑے ہوتے ہوئے زمین پر ہاتھ سے ٹیک نہ لگائے اس رکعت کو شروع کرتے ہوئے بھی "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھے اور اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے پھر دوسری کوئی سورہ پڑھے پھر اسی طرح رکوع اور دو سجدے کرے جس طرح پہلے بیان ہوا' چوتھی رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے جیسے دوسری رکعت پر بیٹھی تھی اور التحیات پوری پڑھ کر درود شریف پھر دعا پڑھے اور اس کے بعد دونوں طرف

سلام پھیر دے۔ دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت میں ثناء اور تعوذ یعنی ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' نہیں پڑھا جاتا' بلکہ یہ رکعتیں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' سے شروع کی جاتی ہیں اور فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ یا کم از کم تین آیات پڑھنا واجب ہے' یہ طریقہ دوبار چار رکعت پڑھنے کا معلوم ہوا' اگر کسی کو تین رکعات فرض نماز مغرب پڑھنا ہے تو وہ دوسری رکعت میں بیٹھ کر ''عبدہ ورسولہ'' تک التحیات پڑھے پھر کھڑی ہو جائے اور تیسری رکعت میں ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' اور اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے اس کے بعد رکوع اور دونوں سجدے کر کے بیٹھ جائے اور پوری التحیات اور درود شریف اور دعا ترتیب وار پڑھے اور پھر سلام پھیر دے۔ خواتین کے فقہی مسائل ص95 تا98۔

تکبیر تحریمہ عورت کیلئے بھی ضروری ہے؟

سوال: عورت کو تکبیر تحریمہ نماز شروع کرتے وقت کہنا فرض ہے یا نہیں؟

جواب: سب کو کہنا چاہتے ہیں اس میں مردوں کی تخصیص نہیں ہے۔ (کما فی عامۃ کتب الفقہ) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۱۱۲)

ٹرین میں حتی الوسع استقبال قبلہ ضروری ہے

سوال: ٹرین میں نماز کے دوران قبلہ رخ ہونا ذرا مشکل ہوتا ہے تو وہاں قیام فرض ہے یا نہیں؟

جواب: ٹرین میں نماز پڑھنے میں حتی الوسع کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے لیکن عورت پردے کے اہتمام کے ساتھ نماز پڑھے اور کھڑی نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ (دارالعلوم دیوبند جلد ۲ ص ۱۱۲)

عورتوں کا بغیر عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں

سوال: یہاں رواج ہے کہ عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں' نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: جب تک کھڑے ہونے کی طاقت ہو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا بلا عذر عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا کسی طرح درست نہیں ہے' اس طرح نماز نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۲ ص ۱۱۳)

چارپائی پر نماز پڑھنا درست ہے؟

سوال: چارپائی پر نماز درست ہے یا نہیں؟ ڈھیلی پر یا سخت پر پڑھیں؟

جواب: چارپائی پر ہر حالت میں نماز درست ہو جائے گی۔ اگر چہ وہ بہت سخت نہ ہو کیونکہ اگر وہ ڈھیلی بھی ہے تو جس وقت گھٹنے سجدہ کے لیے ٹکائیں گے تو سجدے کی جگہ سخت ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۲ص ۱۱۳)

سجدے میں دونوں پاؤں اُٹھنے کا حکم

سوال: سجدے میں اگر دونوں پیر زمین سے اُٹھ جائیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر تھوڑی دیر تک اُٹھے رہیں تو کچھ خلل تو نہیں آئے گا؟

جواب: دونوں پیروں کا ز... پر رکھنا سجدہ میں ضروری ہے لیکن اگر زمین پر رکھنے کے بعد پھر دونوں قدم زمین سے اُٹھ گئے یا اُٹھنے کے بعد پھر زمین پر رکھ دیئے تو نماز ہو جائے گی۔ (لیکن مجبوری اور حالت حمل میں گنجائش ہے) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۲ص ۱۱۴)

سجدہ کی حالت میں عورتوں کی مسنون کیفیت کیا ہے

سوال:۔ سجدہ میں عورتوں کو کیا کیفیت اختیار کرنی چاہئے کیا عورتیں بھی مردوں کی ہیئت کی طرح سجدہ کریں گی یا عورتوں کیلئے سجدہ کی کوئی خاص ہیئت ہے؟ خاص کر قدمین میں اس کی ہیئت کیا ہونی چاہئے؟

جواب۔ سجدہ میں عورتوں کی کیفیت مردوں سے الگ ہے' بہتر یہ ہے کہ عورتیں سجدہ کرتے وقت قدمین کو نہ اٹھائیں' پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا کر سجدہ کریں جبکہ بازوؤں کو جسم کے ساتھ ملا کر زمین پر رکھیں یعنی جو کیفیت زیادہ استر ہو اختیار کریں۔

قال الحصکفیؒ: (والمرأة تنخفض) فلا تبدی عضديها (وتلصق بطنها بفخذيها لانه استرو حرنا فی الخرائن انها تخالف الرجل فی خمسة وعشرين. ذكر فی البحرانها لا تنصب اصابع القدمين كما ذكره فی المجتبیٰ (ردالمحتارج ۱ ص ۵۰۴ باب صفة الصلوٰة) والمرأة لا تجافی فی ركوعها وسجودها وتقعد علی رجليها وفی السجدة تفترش بطنها علی فخذيها كذا فی الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية ج ۱ ص ۷۵ الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة) ومثله فی البحر الرائق ج ۱ ص ۳۲۱ باب صفة الصلوٰة. فتاویٰ حقانيه ج ۳ ص ۷۴.

نفل نماز میں قعدہ اولیٰ واجب ہے

سوال: چار رکعت والی نفل نماز میں قعدہ اولیٰ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: واجب ہے۔کمافی الدرالمختار (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہے

سوال: ہر مکروہ تحریمی فعل سے نماز کا اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: مکروہ تحریمی فعل سے بے شک نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔کمافی الدرالمختار۔

تشہد میں انگلی اُٹھا کر کس لفظ پر گرائی جائے

سوال: نماز میں التحیات پڑھتے وقت جو انگلی اشھد ان لا الہ پر اٹھائی جاتی ہے وہ کس وقت گرانی چاہیے؟

جواب: شرح منیہ میں امام حلوائی سے نقل کیا ہے کہ لا الہ پر انگلی کو اُٹھائے اور الا اللہ پر نیچے رکھ دے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں رکوع کی ہیئت

سوال: بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رکوع کی حالت میں کولہوں کو ایڑی سے اوپر اٹھانا چاہیے یا نہیں یا سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے؟

جواب: سر کو خوب جھکا دینا کافی ہے اور رکوع کی کامل حالت بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں یہ ہے کہ رکوع میں پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے لیکن اگر تھوڑا سا بھی سر کو جھکا دے کہ ساتھ ساتھ کچھ کمر بھی جھک جائے تو یہ بھی کافی ہے۔ کمافی الشامیۃ عن البر جندی. فقط (مفتی عزیز الرحمٰن)

نماز کی حالت میں نگاہ کہاں ہونی چاہیے؟

سوال: نماز کی حالت میں نگاہ کہاں رکھنی چاہیے؟

جواب: آداب نماز میں سے ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر رکھیں اور حالت رکوع میں پیر کی پشت کی طرف اور سجدے کی حالت میں ناک کے کنارے کی طرف اور قعود و تشہد کی حالت میں اپنی گود کی طرف نظر رکھیں۔ (درمختار) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۲)

نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا

سوال: فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر کسی دُعا کا پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: فرائض کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھنا بِسْمِ اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ھُوالرحمٰن الرحیم اذھب عنی الھم والحزن. (حصن حصین) میں مذکور ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

عورتیں جہری نماز میں قرأت جہر سے کریں یا آہستہ؟

سوال: عورتیں سری و جہری نمازوں میں قرأت جہری کریں یا آہستہ کریں؟

جواب: عورتیں سب نمازوں میں قرأت آہستہ کریں۔ (کما فی الکبیری) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۱۹۰)

کیا عورت اور مرد ایک مصلے یا چٹائی پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: ایک چٹائی پر مرد و عورت خواہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کریں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر ہر ایک اپنی نماز علیحدہ پڑھتا ہے تو نماز صحیح ہے۔ مگر اجنبی عورت کے برابر کھڑا ہونا برا ہے اور اگر نماز میں شرکت ہے تو نماز نہ ہوگی۔

عورتوں کی نماز کے چند مسائل

بچہ اگر ماں کا سر درمیان نماز ننگا کردے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

سوال: چھ ماہ سے لے کر تین سال کی عمر کے بچے کی اماں نماز پڑھ رہی ہے' بچہ ماں کے سجدے کی جگہ لیٹ جاتا ہے' جب ماں سجدے میں جاتی ہے تو بچہ ماں کے اوپر پیٹھ پر بیٹھ جاتا ہے اور سر سے دوپٹہ اتار دیتا ہے اور بالوں کو بھی بکھیر دیتا ہے' کیا اس حالت میں ماں کی نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: نماز کے دوران سر کھل جائے اور تین بار سبحان اللہ کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے اور اگر کھلتے فوراً ڈھک لیا تو نماز ہوگئی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

خواتین کیلئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

سوال: کیا خواتین گھر پر نماز کا وقت ہو جانے پر اذان سنے بغیر نماز پڑھ سکتی ہیں یا اذان کا انتظار کرنا ضروری ہے؟

جواب: وقت ہو جانے کے بعد خواتین کے لیے اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ ان کو اذان کا انتظار ضروری نہیں۔ البتہ اگر وقت کا پتہ نہ چلے تو اذان کا انتظار کریں۔ (آپ کے مسائل جلد ۲)

عورتوں کا چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: عورتوں یا لڑکیوں کو چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر باپردہ جگہ ہو تو جائز ہے مگر گھر میں ان کی نماز افضل ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۲)

عورتوں کی امامت کرانا مکروہ ہے؟

سوال: اسلام میں عورت بھی امامت کے فرائض انجام دے سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن حدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

جواب: عورت مردوں کی امامت تو نہیں کر سکتی اگر عورتوں کی امامت کرے تو یہ مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل جلد۲)

عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہیے؟

سوال: عورتوں کو اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ عام طور پر سننے میں آیا ہے کہ پہلے مرد نماز پڑھ کر گھر آ جائیں تو اس کے بعد عورتوں کو پڑھنی چاہیے؟

جواب: فجر کی نماز تو عورتوں کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ دوسری نمازیں مسجد کی جماعت کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ (آپ کے مسائل جلد۲)

نسوانی مدرسہ میں طالبات کا باجماعت نماز ادا کرنا جب کہ مسجد شرعی موجود ہو؟

سوال: ایک مدرسہ کے احاطہ میں طلبہ کے لیے شرعی مسجد بنائی گئی تھی مگر فی الحال اس مدرسہ کو طالبات کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے' اب وہاں صرف طالبات مقیم ہیں' اس مسجد میں مدرسہ کے دو تین ذمہ دار حضرات نماز باجماعت ادا کریں اور تمام طالبات مسجد کی بالائی منزل میں اقتداء کر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں تو یہ طریقہ کیسا ہے؟ (بینوا توجروا)

جواب: عورتوں کے حق میں جماعت نہ مطلوب ہے نہ وہ اس کی مامور اور مکلف ہیں۔ وہ تو فرداً فرداً ہی نماز ادا کریں۔ مسجد آباد رہے' وقت پر اذان بھی ہو اور جماعت بھی ہو' اس مقصد سے کم از کم دو تین ذمہ دار حضرات پردہ کے اہتمام کے ساتھ مسجد میں نماز باجماعت ادا کر لیں۔ اگر وقت میں زیادہ گنجائش نہ ہو تو وہاں صرف فرض ادا کر لیں اور سنت اپنے مقام (کمرہ) میں ادا کر لیں۔ فقط والسلام (فتاویٰ رحیمیہ جلد۴ ص ۱۵۷)

مفسدات الصلوٰۃ

نماز کے مفسدات ومکروہات وغیرہ کا بیان

نماز میں قہقہہ سے وضواور نماز دونوں فاسد ہوتے ہیں

سوال: نماز میں قہقہہ لگانا وضواور نماز دونوں کوفاسد کرتا ہے یا صرف نماز کو؟

جواب: نماز میں قہقہہ لگانے سے وضواور نماز دونوں فاسد ہوجاتی ہیں۔(جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قہقہہ لگانے والے نمازیوں کو وضواور نماز دونوں لوٹانے کا حکم فرمایا تھا) اور الدر المختار میں یہ مسئلہ نواقض وضو میں صراحت سے موجود ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۴ص ۴۸)

سجدہ میں پاؤں اُٹھ جانے سے نماز نہ ہونے کا مطلب

سوال: بعض اردو کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں اُٹھ جائیں تو نماز نہ ہوگی' کم ازکم ایک انگلی پاؤں کی زمین پر ٹکی رہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: یہ مسئلہ دونوں پاؤں اُٹھنے کا درمختار اور شامی میں بھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالکل پورے سجدے میں دونوں قدم اٹھے رہیں تو سجدہ نہ ہوگا اور جب سجدہ نہ ہوا تو نماز نہ ہوئی' کم ازکم ایک انگلی کسی وقت سجدہ میں زمین پر ٹھہر جائے' یہ نہیں کہ اگر زمین سے دونوں پاؤں اٹھ گئے تو اٹھتے ہی نماز فاسد ہوجائے گی بلکہ اگر اسی سجدہ میں پھر رکھ لیے تو نماز ہوجائے گی۔مطلب یہ ہے کہ اگر پورے سجدے میں بالکل اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۴ص ۴۸)

نماز کی حالت میں عورت مرد کا یا مرد عورت کا بوسہ لے لے تو؟

سوال: زید کہتا ہے کہ مرد نماز میں تھا' عورت نے آکر اس کا بوسہ لے لیا اس سے مرد کو خواہش پیدا ہوئی تو نماز جاتی رہی' اگرچہ یہ اس کا اپنا فعل نہ تھا اور اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی مرد نے بوسہ لیا عورت کو خواہش ہوگئی تو عورت کی نماز نہ جائے گی' اگرچہ یہ بھی اس کا اپنا فعل نہیں ہے' زید کا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: درمختار میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ نماز میں لے لیا یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے اس کا بوسہ لیا' خواہ شہوت ہو یا نہ ہو تو عورت کی نماز

فاسد ہو جائے گی اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا عورت نے اس کا بوسہ لے لیا اور مرد کو شہوت ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد ہوگئی اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۴ ص۶۰)

یہ الگ بات ہے کہ اس طرح بوسہ لینا گناہ کی بات ہے۔

نامحرم مرد کی اقتداء عورتیں پردہ کے پیچھے سے کرسکتی ہیں

سوال: اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھا رہا ہے اور مستورات کسی پردہ یا دیوار کے پیچھے فاصلہ سے مقتدی بن کر نماز پڑھیں تو ان عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ان عورتوں کی نماز درست ہے۔ (کیونکہ مکروہ اس وقت ہے جب امام بغیر کسی محرم یا آدمی صرف ان عورتوں کو الگ جگہ میں نماز پڑھائے) (کمافی الدرالمختار)

نماز میں بلند آواز سے یااللہ کہنا کیسا ہے؟

سوال۔ ایک شخص کی عادت ہے کہ نماز میں زور زور سے "یااللہ" بولتا ہے تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ یہ عادت مکروہ اور واجب الترک ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

المصلی اذا مر بآیة فیها ذکر النار اوذکر الموت فوقف عندها وتعوذ من النار واستغفرا ومر بایة فیها ذکر الرحمة وقف عندها اوسئل الله الرحمة فها هنا ثلاث مسائل مسئالة المنفرد والجواب فیها انه ان کان فی التوطع فهو حسن وان کان فی الفرائض یکره' الخ فتاویٰ تاتارخانیه' الفصل الرابع فی بیان مایکره للمصلی ان یفعل فی صلاته وما لایکره ج ا ص ۵٦۵. فتاویٰ رحیمیه ج ۵ ص ١٢٦.

بحالت نماز لکھی ہوئی چیز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

سوال: اگر گھر یا مسجد کی دیوار پر کچھ لکھا ہو (قبلہ کی سمت میں) اور نمازی نماز پڑھتے ہوئے اسے دیکھ کر دل ہی دل میں پڑھ لے اور سمجھ جائے' تو کیا کسی لکھی ہوئی چیز کے پڑھ لینے سے نماز فاسد ہو جائے گی؟

جواب: قصداً وارادتاً دل سے پڑھنا اور سمجھنا مکروہ ہے' البتہ نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر پڑھنے میں زبان کو حرکت ہوئی تو یہ تلفظ ہوا' اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور بلا قصد وارادہ اتفاقاً نظر پڑ جائے تو معاف ہے' مکروہ نہیں' مگر نظر نہ جمائے رکھے۔ (درمختار' بحرالرائق' شامی' مراقی' الفلاح وغیرہ میں یہ مسئلہ تفصیل سے باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا میں مذکور ہے) (فتاویٰ رحیمیہ جلد۵ ص۱۴۵)

مورتیوں کے سامنے نماز

سوال: پلاسٹک کے کھلونے' ہاتھی' شیر وغیرہ جانوروں کی مورتیوں کی شکل میں ہوتے ہیں' ان کو سامنے رکھ کر ہم نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: یہ بت پرستی کے مشابہ ہے اس لیے جائز نہیں اور ان مورتیوں کی خرید اور فروخت بھی ناجائز ہے۔

ٹی وی والے کمرے میں نماز یا تہجد پڑھنا

سوال: کیا جس کمرہ میں ٹی وی رکھا ہو اور شام کے بعد ٹی وی بند کر دیا جائے تو رات کو نماز یا نماز تہجد پڑھنا جائز ہے؟ یعنی جس کمرہ میں ٹی وی پڑا ہوا ہو؟

جواب: گھر میں ٹی وی رکھنا ہی جائز نہیں ہے جہاں تک مسئلے کا تعلق ہے جس وقت آپ نماز پڑھ رہے ہیں اس وقت ٹی وی بند ہے تو اس کمرے میں آپ کی نماز بلا کراہت صحیح ہے۔ اگر ٹی وی چل رہا ہے تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جو جگہ لہو ولعب کے لیے مخصوص ہو اس میں بھی نماز مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۲)

نمازی کے آگے کتا اور عورت کے گزرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال۔ اگر بحالت نماز سامنے سے عورت یا کتا گزر جائے تو اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ عورت اور کتے کا نمازی کے سامنے سے گزرنا مفسد نماز نہیں۔

قال ابن عابدين: (قوله ولوامرأة او كلب) بيان للاطلاق والشاربة الى الرد على الظاهرية بقولهم يقطع الصلوة مرور المرأة والكلب والحمار وعلىٰ احمد فى الكلب الاسود. (رد المحتار ج ۱ ص ۴۲۹ باب مايفسد الصلوة. (مارفى موضع سجوده لا تفسد) سواء المراة والكلب والحمار لقوله صلى الله عليه وسلم لا يقطع الصلوة شى وادرو اما استطعتم فانما هو شيطان (وان اثم المار) (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ج ۱ ص ۱۸۷) فتاوىٰ حقانيه ج ۳ ص ۲۲۸.

قالین اور فوم کے گدوں پر نماز کا حکم

سوال۔ ہمارے محلے کی مسجد میں ایک صاحب خیر نے نمازیوں کیلئے قالین بچھایا ہے

جو بہت نرم ہے' کیا اس قالین پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ نماز میں زمین پر سجدہ کرنا ضروری ہے یعنی زمین کی صلابت اور سختی کا ادراک ضروری ہے۔ لہٰذا اگر قالین پر سجدہ کے دوران نیچے کی زمین کی سختی کا ادراک ہوسکتا ہے تو نماز جائز ہو ورنہ نہیں' چونکہ آج کل کے قالینوں میں زمین کی سختی کا ادراک ہوتا ہے۔ اس لئے قالین کارپٹ' دری وغیرہ پر نماز پڑھنا جائز ہے البتہ موٹے اور لچکدار فوم پر نماز جائز نہیں۔

لما قال العلامة الحصكفیؒ: لا يصح لعدم السجود على محله وبشرط طهارة المكان وان يجدحجم الارض' قال ابن عابدينؒ: (تحت قوله ان لجدحجم الارض) ...... اوحشيش الا ان وجد حجمه ومن هنايعلم الجواز على الطواحة القطن فان وجد الحجم جاز والا فلا. (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۰۱ فصل اذا اراد الشروع)

قال العلامة ابن نجيمؒ: والا صل كما انه يجوز السجود على الارض يجوز على ماهو بمعنى الارض مما تجد جبهته حجمه وتستقر عليه وتفسير وجدان الحجم ان الساجد لوبالغ لايتسفل رأسه ابلغ من ذلک. (البحر الرائق ج ۱ ص ۳۱۹ باب صفة الصلوٰة) فتاویٰ حقانيه ج ۳ ص ۸۳.

اندھیرے میں نماز پڑھنا

سوال: میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اندھیرے میں نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں' میری سہیلی کہتی ہے کہ اندھیرے میں نماز ہو جاتی ہے' کیا یہ درست ہے؟

جواب: اگر اندھیرے کی وجہ سے قبلہ رخ غلط نہ ہو تو کوئی حرج نہیں' نماز ہو جائے گی۔ (یہ مسئلہ گھٹا ٹوپ اندھیرے کے بارے میں ہے ورنہ عام اندھیری جگہ میں (جہاں کچھ نظر آ رہا ہو) عورت کے لئے نماز پڑھنا اُجالے سے زیادہ بہتر ہے)

گھریلو سامان سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

سوال: ہمارے گھر میں تین کمرے ہیں' تینوں میں سامان ہے' ہم سب گھر والے نماز پڑھتے ہیں تو ہمارے سامنے سامان ہوتا ہے مثلاً شوکیس' ٹی وی وغیرہ لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے

وقت سامنے کوئی چیز نہیں ہونی چاہیے' صرف دیوار ہو لیکن ہم مجبور ہیں' گھر چھوٹا ہے' میں نے جب سے یہ سنا ہے' بڑی پریشان ہوں؟

جواب: سامنے سامان ہو تو نماز میں کوئی حرج نہیں' لوگ بالکل غلط کہتے ہیں۔ البتہ ٹی وی کا گھر میں رکھنا گناہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھ لی

سوال: ایک شخص کی جیب میں ایک شیشی تھی جس میں پیشاب تھا اسے ٹیسٹ کرانے لے جا رہا تھا' نماز کا وقت ہو گیا تو اس نے بھول سے جیب میں شیشی ہونے کی حالت میں ہی نماز پڑھ لی' شیشی بالکل بند تھی' نماز ہو گئی یا لوٹانا ضروری ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز نہیں ہوئی' واجب الاعادہ ہے کیونکہ یہ شخص حامل نجاست ہے۔ کتب فقہ میں ہے کہ نجاست لے کر نماز پڑھی تو نہ ہو گی۔ عمدۃ الفقہ میں ہے کہ اگر وہ نجاست اپنے معدن سے الگ ہو تو خواہ وہ کسی چیز میں بند ہو نماز کی مانع ہو گی۔ پس اگر کسی نے اس حال میں نماز پڑھی کہ اس کی آستین یا جیب میں شیشی ہو جس میں شراب یا پیشاب ہو تو نماز جائز نہ ہو گی' خواہ وہ بھری ہوئی ہو یا نہیں اگر چہ اس شیشی کا منہ بند ہو کیونکہ وہ پیشاب یا شراب اپنے معدن میں نہیں ہے۔

عمدۃ الفقہ (صفحہ ۲/۲۴۶) (معدن سے مراد جہاں وہ چیز بنے یا پیدا ہو) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۴ ص ۵۲)

صلوٰۃ المسافر (مسافر کی نماز)

عورت کا وطن اصلی سسرال ہے یا والدین کا گھر اور اگر کوئی وطن اقامت سے دس بارہ میل سفر کرے تو مسافر ہو گا یا نہیں

سوال۔ عورت کا وطن اصلی اس کی سسرال ہے یا والدین کا گھر وطن ولادت سے کیا مراد ہے' مطلقاً یا وہ جگہ جس کو عرف میں وطن کہتے ہیں اگر کوئی شخص کسی جگہ ملازم ہو اور اس کا وطن وہاں سے سفر شرعی کی مسافت پر ہو تو اگر یہ شخص ملازمت کی جگہ سے دس بارہ میل کا سفر کرے تو مسافر ہے یا نہیں۔

جواب۔ (۱) وطن اصلی کے معنی یہ لکھتے ہیں کہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اسی وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو اور اس کی زوجہ وہاں رہتی

ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کر کے عورت کو لے آیا تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہو جائے۔ حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے اور اس کو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔ اگر دو زوجہ دو شہروں میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ ولو کان ببلدتین فایتھما دخل صار مقیما۔ شامی۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں رہنا اور ہونا بہتر ہے۔ محض نکاح کر کے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے۔

(۲) عورت تابع مرد کے ہے شوہر اس کا اس کو جہاں رکھے وہی اس کا وطن ہوگا۔ (۳) وطن ولادت وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا اور اس کے والدین وہاں رہتے ہیں' ملازمت کی جگہ جہاں وہ مقیم ہے اور بوجہ اقامت کے نماز پوری پڑھتا ہے تو جب تک وہاں سے مسافت شرعیہ کے سفر کے ارادہ سے نہ نکلے گا قصر نہ کرے گا۔

(۲) والمعتبر نیة المتبوع لانه الا صل لا التابع کامراة وفاھا مھر المعجل (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج۱ ص ۷۴۴) ظفیر ویبطل وطن الاقامة بمثله وبالوطن الا صلی وبانشاء السفر (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۴۳ س ج ۲ ص ۱۳۳ ظفیر. فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۳۶.

جہاں نکاح کیا وہ جگہ وطن اصلی ہے یا نہیں؟

سوال: درمختار میں وطن اصلی میں اس جگہ کو بھی لکھا ہے کہ جہاں نکاح کیا ہو تو کیا وہ شہر مطلقاً اس کا وطن اصلی بنے گا یا اس کا کچھ اور مطلب ہے؟

جواب: فقہاء وطن اصلی کے یہ معنی لکھتے ہیں کہ وہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو۔ لہٰذا نکاح کرنے کی جگہ وطن اصلی اس وقت بنتی ہے جب وہاں رہنا مقصود ہو اور اس کی زوجہ وہاں رہتی ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کر کے عورت کو لے آئے تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن بن جائے۔ الحاصل یہ ہے کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے وہاں اس کو رہنا مقصود ہو تو وہ بھی وطن اصلی ہے اور اگر دو بیویاں دو شہروں میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ (کما فی الشامیة) (فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ ص ۱۷۷)

وطن اصلی کی آبادی کی حدود سے نکلتے ہی سفر شروع ہوگا

سوال۔ بسا اوقات وطن اصلی کے حدود ممتد رہتے ہیں' ایسی حالت میں سفر کی ابتداء کہاں سے ہونی چاہئے؟

جواب۔ جائے اقامت کی آبادی کی حدود سے نکلتے ہی سفر شروع ہوگا' بڑے شہروں میں محصول چونگی کے مراکز سے عموماً شہر کے حدود شروع ہوتے ہیں' تاہم بعض جگہوں پر تقدیم وتاخیر بھی ممکن ہے۔

قال عبدالله التمرتاشیؒ: من خرج من عمارة موضع اقامته قاصداً مسيرة ثلثه ايام وليا ليها بالسير الواسط مع الاستراحات المعتادة صلى الفرض الرباعی رکعتين الخ (الدر المختار علی صدر ردالمحتار ج ۲ ص ۱۲۴ باب صلوٰة المسافر) وفی الهندية: الصحيح ماذكرانه يعتبر مجاوزة عمران المصر' الخ (الهندية ج ۱ ص ۱۳۹' الفصل الخمس عشر فی الصلوٰة المسافر ومثله فی البحر الرائق ج ۲ ص ۱۲۸ باب المسافر. فتاویٰ حقانيه ج ۳ ص ۳۵۲.

عورت شادی کے بعد والدین کے گھر جا کر قصر پڑھے یا نہیں؟

سوال: نکاح کے بعد جب عورت اپنے شوہر کے ہاں چلی جائے اور پھر والدین کے ہاں آئے جو کہ شرعی مسافت سفر کے فاصلے پر رہتے ہوں اور عورت کا ارادہ پندرہ دن سے کم قیام کا ہو تو قصر کرے یا پوری نماز پڑھے؟

جواب: وہاں پر بھی عورت پوری نماز پڑھے گی کیونکہ وہ بھی اس کا وطن اصلی ہے۔ (چونکہ وطن اصلی وہ ہے جہاں انسان پیدا ہوا ہو یا وہاں شادی کی ہو یا کسی جگہ کو ٹھکانہ بنالے) (کمافی الدرالمختار) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۴ ص ۳۲۰)

مسافر کی نماز

سوال: کیا مسافر اور مقیم کی نماز میں فرق ہے؟ سنتوں اور نفلوں کا بھی ہے یا صرف فرضوں کا ہے؟

جواب: اگر کوئی عورت یا مرد اپنے اقامت والے شہر سے اڑتالیس میل دور کسی اور جگہ کے سفر کے ارادے سے گھر سے نکلے تو شہر سے باہر نکلتے ہی وہ شرعی طور پر مسافر بن جائیں گے اور اس کے بعد جس نماز کا وقت ہوگا وہ اگر ظہر' عصر یا عشاء کی نماز ہے تو فرض نماز چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھی جائے گی' اسے قصر کہتے ہیں اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر سفر میں چل رہے ہیں تو سنت چھوڑی جاسکتی ہے اور اگر دوسرے شہر پہنچ گئے یا کہیں اطمینان سے ٹھہر گئے تو پڑھ لینا چاہیے لیکن فرصت واطمینان نہیں تو نہ پڑھیں۔ البتہ وتر نہیں چھوڑی جائے گی لیکن سنتوں کو چھوڑنا بھی درست

ہے مگر مذکورہ تفصیل کے مطابق پڑھ لینا اولیٰ ہے۔

جب مطلوبہ منزل پر پہنچ جائیں تو پھر اگر وہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو بدستور مسافر رہیں گے یا کسی قسم کی نیت نہیں کی بلکہ کسی کام سے پہنچے ہیں اور نیت یہ ہے کہ کام ہوتے ہی روانہ ہو جائیں گے تو جب تک کسی نیت کے نتیجے پر نہ پہنچیں گے مسافر ہی رہیں گے اور قصر نماز پڑھیں گے۔

اور اگر پندرہ دن یا پندرہ دن سے زائد ٹھہرنے کی نیت ہو تو مقیم کہلائیں گے اور وہاں کے اصل رہائشی لوگوں کی طرح پوری نماز پڑھیں گے۔ واللہ اعلم (ملخص)

مسافر کتنی مسافت پر قضا کرے

سوال۔ مسافر کو کتنے کوس پر قصر کرنا چاہئے اور ہر کوس کتنے میل کتنے قدم پختہ کا ہوگا۔

جواب۔ سفر اگر تین منزل یعنی تین دن کا ہو تو مسافر پر قصر لازم ہے اور بعض فقہاء نے منازل کے عوض فراسخ اور میل سے تحدید فرمائی ہے۔ اس میں تین قول ہیں۔ بعض نے ۲۱ فرسخ یعنی ۶۳ میل اور بعض نے ۱۸ فرسخ یعنی ۵۴ میل اور بعض نے ۱۵ فرسخ یعنی ۴۵ میل مقرر کئے ہیں اور مفتی بہ قول ثانی یا ثالث ہے۔ **قال فی الشامی ثم اختلفوا فقیل احد وعشرون وقیل ثمانیة عشرو قیل خمسة عشر الفتوی علی الثانی لانه الاوسط وفی المجتبی فتوی ائمة خوارزم علی الثالث.** اور مذہب ثالث یہ ہے کہ تین دن میں جس قدر مسافت طے ہوتی ہو عادتاً اس میں قصر واجب ہے اور میل چار ہزار ذراع کا ہے یا چار ہزار قدم کا' کذا فی الشامی۔

ردالمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۷۳۵' ط س ج ۲ ص ۱۲۱۲۳ ظفیر. الفر سخ ثلاثه امیال والمیل اربعة الآف ذراع (ردا لمحتار باب صلاة المسافر ج ۱ ص ۸۳۵' ط س ج ۲ ص ۱۲۳) ظفیر. فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۱۱.

کرفیو کی وجہ سے قصر واتمام کا حکم

سوال۔ ایک شخص کسی شہر میں ضروری کام کیلئے گیا مگر اتفاق سے وہاں کرفیو نافذ تھا جس کی وجہ سے پندرہ دن سے قبل وہاں سے نکلنا ممکن نہ رہا' تو کیا یہ شخص وہاں مقیم تصور ہوگا یا مسافر؟

جواب۔ جب کسی شہر میں پندرہ دن کا قیام یقینی ہو تو وہاں آدمی مقیم متصور ہوگا صورت مسئولہ میں چونکہ کرفیو کی وجہ سے پندرہ دن سے قبل نکلنا ممکن نہ رہا اگرچہ یہ اتفاقیہ حادثہ ہے تب بھی یہ شخص

مقیم متصور ہوگا۔

قال العلامة برهان الدين المرغينانيؒ: ولا يزال على حكم السفر حتىٰ ينوى الاقامة فى بلدة اوقرية خمسة عشر يوما اواكثر. (الهدايه ج ا ص ۱۳۲ باب المسافر)

قال الشيخ وهبة الزحيلى: ولا يزال المسافر على حكم السفر حتى ينوى الاقامة مدة معينة ستذكرها. (الفقه الاسلامى وادلته ج ۲ ص ۳۲۵ الثالث الموضع الذى يبداء منه الخ) ومثله فى كبيرى ص ۵۳۹ فصل فى صلوٰة المسافر. فتاویٰ حقانيه ج ۴ ص ۳۷۵.

قضاء الفوائت

قضاء عمری کی حقیقت (فوت شدہ نمازوں کی قضاء کا بیان)

سوال۔ رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں بعض لوگ ''قضاء عمری'' کے نام سے دو رکعات باجماعت پڑھتے ہیں' پڑھنے والوں کا یہ نظریہ ہوتا ہے کہ اس سے عمر بھر کی قضاء شدہ نمازوں سے ذمہ فارغ ہوجاتا ہے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب۔ نماز کی قضا بذات خود امر مشروع ہے لیکن مروجہ قضاء عمری کی یہ رسم بعض پٹھانوں کے علاقہ تک محدود ہے جو کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں بلکہ عام قواعد اور اصول سے متصادم ہے۔ علماء دیوبند نے اس کو بدعت سیئہ میں شمار کیا ہے جو کہ عوام کیلئے مہلک ہے اور خواص کو اس کی ضرورت نہیں' اس لئے کسی جگہ اس میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔

لما قال العلامہ عزیز الرحمٰنؒ فی فتاویٰ: قضاء عمری عند الحنفیہ مشروع نیست پس التزام آں خصوصاً درآخر جمعہ رمضان المبارک کہ چہار رکعت نفل بہ نیت قضاء عمری ادا کردہ شود شرعاً بے اصل است وایں چنیں اعتقاد کردن کہ از چہار رکعت نفل صلوٰۃ فائتہ عمر حاصل شود خلاف نصوص صحیحہ وصریحہ وقواعد شرعیہ ہست۔ (عزیز الفتاویٰ ج ا ص ۲۵۴ المعروف بدار العلوم دیوبند' فصل فی خطاء الفوائت ۲)

لما قال المفتی کفایت اللہ: پس قضائے عمری کی نماز بے اصل ہے اور جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج ۳ ص ۳۳۸ قضاء نمازیں) فتاویٰ حقانیہ ج ۳ ص ۳۰۱

نماز قصر قضاء ہوئی تو وطن میں آکر بھی قصر ہی پڑھی جائیگی

سوال: سفر کے دوران قصر نماز قضاء ہو جائے تو کیا گھر آنے کے بعد بھی اسے قصر پڑھا جائے گا یا مکمل؟

جواب: نماز قصر کی قضاء قصر ہی پڑھنی چاہیے۔ (جیسا کہ فتاویٰ شامی باب قضاء الفوائت میں مذکور ہے)۔ (دار العلوم دیو بند جلد ۴ ص ۳۱۶)

قضاء ادا نہ ہو سکی اور مرض الموت نے آن گھیرا

سوال: اگر قضاء کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہو جائے اور فدیہ کی طاقت نہ ہو تو مواخذے سے بری ہونے کی کیا صورت ہے؟

جواب: فوت شدہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ دینا بھی عذاب ساقط ہونے کا موجب ہو سکتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے اور اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ جو چاہے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند جلد ۴ ص ۲۵۸)

قضاء روضے اور نماز توبہ سے معاف نہیں ہوتے

سوال: کیا فوت شدہ روزے اور نمازیں توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

جواب: صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی قضاء لازم ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند)

پچاس سال کی قضا نمازیں اور اس کی ادائیگی

سوال۔ زید کی اکثر نمازیں ابتدائے شباب سے چالیس برس تک قضا ہوئی ہیں اور اب وہ توبہ کے بعد نمازی ہو گیا کیا ان قضا نمازوں کا تدارک توبہ و تضرع سے ہو سکتا ہے یا ہر نماز کے بعد بطور قضاء عمری نماز ادا کرنی چاہئے اور اگر اس کی زندگی تلافی مافات نہ کر سکے تو کیا باوجود توبہ یہ بار عظیم اس کی گردن پر رہے گا۔ حدیث میں تو التائب من الذنب کمن لا ذنب له آیا ہے۔

جواب۔ زید کو گزشتہ تمام نمازوں کی قضاء کرنا لازم ہے اور جس طرح آئندہ کی نمازیں اس کے ذمہ فرض ہیں اسی طرح فوت شدہ نمازوں کو ادا کرنا لازم ہے۔ ان کی قضاء کی جو صورت سہل معلوم ہو اختیار کرے کہ ہر ایک وقت کے فرض کے ساتھ وہی نماز قضاء کر لیا کرے یا دو دو چار چار ایک وقت میں قضاء کر لیا کرے اور اگر زندگی میں تلافی مافات نہ ہو سکے تو آخر میں وصیت کرنا ادائے فدیہ کیلئے لازم ہے تاکہ ورثہ بعد میں باقی ماندہ نمازوں کا فدیہ ادا کر دیں اور حدیث التائب من الذنب کمن

لا ذنب له کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کی تاخیر کرنے اور وقت پر ترک کرنے کا جو گناہ ہوا وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا اور نیز واضح ہو کہ جیسے حقوق عباد کی توبہ ہے کہ وہ حقوق ادا کرے اور جس کا جو کچھ حق ہے وہ دے جب توبہ قبول ہوگی۔ اسی طرح حقوق اللہ مثل نماز و روزہ زکوٰۃ وغیرہ جو ادا نہیں ہوئی ان کی توبہ یہ ہے کہ انکو ادا کرے پس بدون ادا کئے وہ تائب ہی نہ ہوا جو التائب من الذنب کمن لا ذنب له کے حکم میں داخل ہو واللہ ولی التوفیق۔ (فتاویٰ دار العلوم ج۴ص ۲۵۷)

وقضاء الفرض والواجب والسنة فرض وواجب وسنة لف ونشر مرتب وجميع اوقات العمر وقت للقضاء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب قضاء الفوائت ج ١ ص ٦٨٠ ط س ج ٢ ص ٦٦ ظفير (٥) مشكوة باب التوبه والاستغفار ص ١٢٢١٦ ظفير.

نفل نمازیں

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا

سوال۔ نفل نماز پڑھنے کی کیفیت کیا ہے؟ کیا عذر یا بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نماز پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ نفل نماز بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ البتہ بیٹھ کر نفل پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے مقابلہ میں نصف ہوتا ہے۔

قال الامام البخاریؒ: عن عمران بن حصين قال سئالت النبى صلى الله عليه وسلم عن صلوٰة الرجل وهو قاعد فقال من صلى قائماً فهو افضل من صلى قاعداً فله نصف اجرا لقائم . (الحدیث) (الجامع الصحیح البخاری ج ا ص ۱۵۰ ابواب تقصیر الصلوٰۃ)

جبکہ معذور کو بیٹھ کر پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا۔

قال علائو الدين الحصكفیؒ: ويتنفل مع قدرته على القيام قاعدالا مضطجعاً الا بعذر ابتداءً وكذابناءً بعد الشروع بلا كراهة كعكسه . (الدر المختار علی صدر رد المحتار ج۲ ص ۳۶ باب السنن والنوافل۔

قال ابن نجيم المصرى رحمه الله. ويتنفل قاعداً مع قدرته على

القيام ابتداءً وبناءً وقد حكى فيه اجماع العلماء وبعد عدة اسطر قال واما اذا صلاه مع عجزه فلا ينقص عن ثوابه قائماً (البحر الرائق جلد ۲ ص ۶۲ باب النوافل) فتاویٰ حقانیه ج ۳ ص ۲۶۳)

نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: میں نفل اکثر پڑھتی ہوں' میں یہ آپ کو سچ بتادوں کہ نماز بہت کم پڑھتی ہوں لیکن جب بھی پڑھتی ہوں تو اس کے ساتھ نفل ضرور پڑھتی ہوں' گزارش یہ ہے کہ میں نفل کھڑے ہوکر جس طرح فرض اور سنت پڑھتے ہیں اسی طرح پڑھتی تھی' لیکن میری خالہ اور نانی نے کہا کہ نفل ہمیشہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور اکثر لوگوں نے کہا کہ نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں' مجھے تسلی نہیں ہوئی آپ یہ بتائیں کہ نفل کس طرح پڑھنے چاہئیں؟

جواب: آپ کی نانی خالہ غلط کہتی ہیں یہ لوگوں کی اپنی ایجاد ہے کہ تمام نمازوں میں وہ پوری نماز کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں مگر نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ نفل بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ضرور ہے لیکن بیٹھ کر نفل پڑھنے سے ثواب آدھا ملتا ہے اس لیے نفل کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے۔ پنج وقتہ نماز کی پابندی ہر مسلمان کو کرنی چاہیے اس سے کوتاہی کرنا دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب ولعنت کا موجب ہے۔ (آپ کے مسائل)

کیا عورت تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے؟

سوال: اگر عورت پانچ وقت کی نمازوں کی پابند ہے' کیا وہ پانچوں نمازوں میں تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے اور کیا عصر اور فجر کی نماز سے پہلے تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہے؟

جواب: عصر اور عشاء سے پہلے پڑھ سکتی ہے' صبح صادق کے بعد سے نماز فجر تک صرف فجر کی سنتیں پڑھی جاتی ہے' دوسرے نوافل درست نہیں۔ سنتوں میں تحیۃ الوضو کی نیت کرنے سے وہ بھی ادا ہوجائے گا اور مغرب سے پہلے پڑھنا اچھا نہیں کیونکہ اس سے نماز مغرب میں تاخیر ہوجائے گی اس لیے نماز مغرب سے پہلے بھی تحیۃ الوضو کی نماز نہ پڑھی جائے۔ بہر حال اس مسئلہ میں مرد وعورت کا ایک ہی حکم ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۲)

نماز تراویح

روزہ اور تراویح کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

سوال: روزہ اور تراویح کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ کیا روزہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تراویح پڑھی جائے؟

جواب: رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں دن کی عبادت روزہ ہے اور رات کی عبادت تراویح اور حدیث شریف میں دونوں کو ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے اس ماہ مبارک کے روزہ کو فرض کیا اور اس میں رات کے قیام کو نفلی عبادت بنایا ہے۔ (مشکوٰۃ' صفحہ ۱۷۳) اس لیے دونوں عبادتیں کرنا ضروری ہیں۔ روزہ فرض ہے اور تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۳ ص ۳۱)

جو شخص روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ بھی تراویح پڑھے

سوال: اگر کوئی شخص بوجہ بیماری رمضان المبارک کے روزہ نہ رکھ سکے تو وہ کیا کرے؟ نیز یہ بھی فرمائیے کہ ایسے شخص کی تراویح کا کیا بنے گا' وہ تراویح پڑھے گا یا نہیں؟

جواب: جو شخص بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے' تندرست ہونے کے بعد روزوں کی قضاء رکھ لیا کرے اور اگر بیماری ایسی ہو کہ اس سے اچھا ہونے کی امید نہیں تو ہر روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار فدیہ دے دیا کرے اور تراویح پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے تراویح ضرور پڑھنا چاہیے۔ تراویح مستقل عبادت ہے یہ نہیں کہ جو روزہ رکھے وہی تراویح پڑھے۔ (آپ کے مسائل جلد ۳ ص ۳۲)

بیس تراویح کا ثبوت صحیح حدیث سے

سوال: بیس تراویح کا ثبوت صحیح حدیث سے بحوالہ تحریر فرمائیں؟

جواب: موطا امام مالک باب ماجاء فی قیام رمضان میں یزید بن رومان سے روایت ہے:

كان يقومون فى زمان عمر بن الخطاب فى رمضان بثلث وعشرين

رکعۃ اور امام بیہقی (۲۔۴۹۶) نے حضرت سائب بن یزید صحابیؓ سے بھی بسند صحیح یہ حدیث نقل کی ہے۔ (نصب الرایہ صفحہ ۱۵۴ ج ۲)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے بیس تراویح کا معمول چلا آتا ہے اور یہی نصاب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً حضرات خلفائے راشدین کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں ہو سکتی کہ وہ دین کے کسی معاملہ میں کسی ایسی بات پر بھی متفق ہو سکتے تھے جو منشائے خداوندی اور منشائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

اجماع کا لفظ تم نے علماء دین کی زبان سے سنا ہوگا اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی زمانے میں تمام مجتہدین کسی مسئلہ پر اتفاق کریں۔ بایں طور کہ ایک بھی خارج نہ ہو اس لیے کہ یہ صورت نہ صرف یہ کہ واقع نہیں بلکہ عادتاً ممکن بھی نہیں بلکہ اجماع کا مطلب یہ ہے کہ خلیفہ ذو رائے حضرات کے مشورہ سے یا بغیر مشورہ کے کسی چیز کا حکم کرے اور اسے نافذ کرے۔ یہاں تک کہ وہ شائع ہو جائے اور جہاں میں مستحکم ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لازم پکڑو میری سنت کو اور میرے بعد کے خلفائے راشدین کی سنت کو۔ (الحدیث) (ازالۃ الخفاء صفحہ ۳۲)

آپ غور فرمائیں گے تو بیس تراویح کے مسئلہ میں یہی صورت پیش آئی کہ خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمت کو بیس تراویح پر جمع کیا اور مسلمانوں نے اس کا التزام کیا۔ یہاں تک کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے الفاظ میں شائع شد و در عالم مستحکم گشت' یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے بیس تراویح کو بجا طور پر اجماع سے تعبیر کیا ہے۔ ملک العلماء کاسانیؒ فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ماہ رمضان میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء پر جمع کیا وہ ان کو ہر رات بیس رکعتیں پڑھاتے تھے اور اس پر کسی نے نکیر نہیں کی۔ پس یہ ان کی جانب سے بیس تراویح پر اجماع ہوا۔ (بدائع الصنائع صفحہ ۲۸۸ ج ۱)

اور موفق ابن قدامہ الحنبلی (ج ۱ صفحہ ۸۰۳) میں فرماتے ہیں: وھذا کالاجماع (اور یہ اجماع کی طرح ہے) اور یہی وجہ ہے کہ آئمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل) بیس تراویح پر متفق ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتب فقہ سے واضح ہے۔ آئمہ اربعہ کا اتفاق بجا خود اس بات کی دلیل ہے کہ بیس تراویح کا مسئلہ سلف سے تواتر کے ساتھ منقول چلا آتا ہے۔

اس ناکارہ کی ناقص رائے ہے کہ جو مسائل خلفائے راشدین سے تواتر کے ساتھ منقول

ہوں اور جب سے اب تک انہیں اُمت محمد یہ (علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ والسلام) کے تعامل کی حیثیت حاصل ہو ان کا ثبوت کسی دلیل و برہان کا محتاج نہیں بلکہ ان کی نقل متواتر اور تعامل مسلسل ہی سوثبوت کا ایک ثبوت ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۳ ص ۳۵)

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

تراویح نماز جیسے مردوں کے ذمہ ہے ویسے ہی عورتوں کے ذمہ بھی ہے

سوال: کیا تراویح کی نماز عورتوں کے لیے ضروری ہے جو عورتیں اس میں کوتاہی کرتی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: تراویح سنت ہے اور تراویح کی نماز جیسے مردوں کے ذمہ ہے ایسے ہی عورتوں کے ذمہ بھی ہے مگر اکثر عورتیں اس میں کوتاہی اور غفلت کرتی ہیں یہ بہت بری بات ہے۔ (آپ کے مسائل جلد ۳ ص ۸۰)

عورتوں کا تراویح پڑھنے کا طریقہ

سوال: عورتوں کا تراویح پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ وہ تراویح میں کس طرح قرآن پاک ختم کریں؟

جواب: کوئی حافظ محرم ہو تو اس سے گھر پر قرآن کریم سن لیا کریں اور اگر نامحرم ہو تو پس پردہ رہ کر سنا کریں۔ اگر گھر پر حافظ کا انتظام نہ ہو سکے تو الم ترکیف سے تراویح پڑھ لیا کریں۔ (آپ کے مسائل جلد ۳ ص ۸۱)

عورتیں وتر کی جماعت کریں یا نہیں۔

سوال۔ وتر کی جماعت عورتیں کریں یا نہیں؟

(۲) وتر کی جماعت عورتیں نہ کریں (ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح الخ (درمختار علی الشامی ج ۱ ص ۵۲۸) فقط۔ فتاویٰ دار العلوم ج ۴ ص ۲۲۰)

کیا حافظ قرآن عورت عورتوں کی تراویح کی امامت کر سکتی ہے؟

سوال: عورت اگر حافظ ہو تو کیا وہ تراویح پڑھا سکتی ہے اور عورت کے تراویح پڑھانے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگر کرائیں تو امام آگے کھڑی نہ ہو۔ جیسا کہ امام کا مصلیٰ الگ ہوتا ہے بلکہ صف ہی میں ذرا کو آگے ہو کر کھڑی ہو اور عورت تراویح سنائے تو کسی مرد کو (خواہ اس کا محرم ہو) اس کی نماز میں شریک ہونا جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل جلد ۳ ص ۸۱)

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ (صلوٰۃ التسبیح کا بیان)
کب پڑھی جائے؟

سوال: صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح معروفہ پندرہ مرتبہ قرأت سے پہلے اور دس مرتبہ قرأت کے بعد ہے۔ جیسا کہ شامی میں منقول ہے اور حدیث میں دوسرے سجدے کے بعد دس مرتبہ پڑھنا وارد ہے' احناف کے نزدیک کس پر عمل ہے کہ سجدے کے بعد پڑھے تو تکبیر کہہ کر پھر پڑھ کر کھڑا ہو یا اور کسی طرح کرے؟

جواب: شامی میں دونوں صورتیں لکھی ہیں اور دونوں منقول ہیں لیکن بہتر صورت وہ ہے جو احادیث مشہور کے موافق ہے کہ قرأت کے بعد پندرہ بار اور دوسرے سجدے سے اُٹھ کر بیٹھ جائے اور دس بار تسبیح مذکور پڑھے' پھر اٹھے (یہ صورت پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بارے میں ہے) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۴ ص ۲۲۹) (جیسا کہ مشکوٰۃ باب صلوٰۃ التسبیح میں وارد ہے)

صلوٰۃ التسبیح کی تسبیحات ایک جگہ بھول جائے
تو کیا دوسری جگہ دگنی پڑھ سکتے ہیں؟

سوال: صلوٰۃ التسبیح میں اگر کسی موقع کی تسبیح بھول کر دوسرے رکن میں تکبیر کہتے ہوئے چلے جائیں اور اس رکن میں دگنی تسبیح پڑھ لیں تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب: اس میں کچھ حرج نہیں اور سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۴ ص ۲۳۰)

صلوٰۃ التسبیح کی تسبیح میں زیادتی کرنے کے متعلق

سوال: صلوٰۃ التسبیح کی تسبیح سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے ساتھ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کی زیادتی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: حدیث کی روایتوں میں محض مذکورہ بالا الفاظ ہی آئے ہیں مگر بعض روایات میں پچھلے الفاظ بھی منقول ہیں۔ لہٰذا پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتے ہیں۔ احیاء العلوم میں مذکورہ زیادتی سے پڑھنے کو مستحسن بتلایا ہے۔ (آپ کے مسائل اور اُن کا حل)

صلوٰۃ التسبیح میں تسبیح کے اوقات

سوال۔ صلوٰۃ التسبیح کی پہلی اور تیسری رکعت میں تسبیح کس وقت پڑھے۔ شافعیہ کے نزدیک

جلسہ استراحت میں ہے حنفیہ کے نزدیک کس وقت ہے اور راجح قول کیا ہے۔

جواب۔ یہی راجح اور معمول بہ ہے کہ بیٹھ کر تسبیح پڑھ کر اٹھ کر فاتحہ اور سورہ کے بعد تسبیح 15 دفعہ پڑھے۔

صلوٰۃ التسبیح کی جماعت مکروہ ہے

سوال۔ صلوٰۃ التسبیح کی جماعت درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ جماعت نوافل کی خواہ صلوٰۃ التسبیح ہو یا کوئی دوسرے نوافل اگر بتداعی ہو مکروہ ہے۔

فبعد انشاء خمسة عشر مرة ثم بعد القراة وفي ركوعه والرفع منه الخ وقال انها المختار من الروايتين والرواية الثانية ان يقتصر في القيام على خمسة عشر مرة بعد القراة (ردالمحتار والنوافل مطلب في صلاة التسبيح ج ١ ص ٦٤٣ ط س ج ٢ ص ٢٧ ولا يصلى الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان اى يكره ذالك لوعلى سبيل التداعى ان يقتدى اربعة بواحد (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ١ ص ٦٦٣ ط س ج ٢ ص ٢٨ ظفير. (فتاوىٰ دارالعلوم ج ٤ ص ٢٢٨)

صلوٰۃ العیدین (عید کی نماز)

نماز عیدین میں عورتوں کی جماعت مکروہ ہے

سوال۔ عیدین کی نماز میں گوشہ نشین عورتوں کو مکان میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور عورتوں کو مردوں کی مانند جماعت سے نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو عورت امام ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو عورت امام صف میں عورتوں کی برابر کھڑی ہو یا مردوں کے امام کے مانند۔

جواب۔ درمختار میں ہے ویکرہ تحرما جماعة النساء۔ الخ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگرچہ فرض وواجب میں ہو یا سنت ونفل میں؛ کذا فی الشامی؛ پھر اگر عورتیں جماعت کریں باوجود کراہت تحریمی کے تو امام ان کا وسط میں برابر عورتوں کے کھڑی ہو آگے نہ ہو۔ کما فی الدر المختار فان فعلن تقف الامام وسطهن فلو تقدمت اثمت الخ پھر آگے یہ لکھا ہے کہ عورتوں کو مردوں کی جماعت میں جمعہ وعیدین کیلئے آکر شریک ہونا بھی مکروہ ہے۔

الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۸ ط س ج ۱ ص ۱۲/۵۶۵ ظفیر. افادان الكراهة فی کل ماتشرع فیه جماعة الرجال فرضا اونفلا (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۸ ط س ج ۱ ص ۵۶۵ ظفیر. (فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ ص ۱۴۵)

تکبیرات تشریق عورتوں کیلئے نہیں

سوال: تکبیرات تشریق عورتوں کیلئے درست ہیں یا نہیں؟

جواب: امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق عورتوں کیلئے تکبیرات تشریق کا حکم نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۶۷)

عورتوں کو عیدگاہ جانا مکروہ وممنوع ہے

سوال: مردوں کی طرح عورتوں کو عیدگاہ میں نماز کے لیے جانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: اس زمانے میں بلکہ بہت زمانہ پہلے ہی صحابہ کرامؓ کے زمانے میں عورتوں کا مسجد و عیدگاہ جانا ممنوع ہو چکا تھا جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ فقہاء نے بھی اس مسئلے کو وضاحت سے لکھا ہے۔ البتہ بعض فقہاء نے بوڑھی عورتوں کے لیے مسجد وغیرہ جانے کی گنجائش لکھی ہے۔ بعض نے اس کو بھی منع فرمایا ہے۔ (الدرالمختار) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۵ ص ۱۶۷)

نماز کے متفرق مسائل

سچے دل سے نماز پڑھنے کی کیا پہچان ہے؟

سوال: نماز سچے دل سے پڑھنے اور دکھلاوے کی پڑھنے دونوں کی کیا پہچان ہے؟

جواب: سچے دل سے نماز پڑھنے کی پہچان یہ ہے کہ جس وقت کوئی دیکھنے والا اور کہنے سننے والا موجود نہ ہو اس وقت بھی نماز کو پورے آداب اور خشوع کے ساتھ پڑھے۔ (جیسا کہ مجموعہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے)۔ واللہ اعلم (امداد المفتیین)

رکوع وسجدہ کرنے سے ریح خارج ہو جاتی ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

سوال: مجھے سخت ریاحی تکلیف ہے نماز میں جب رکوع اور سجدہ میں جاتی ہوں اور پیٹ پر دباؤ پڑتا ہے تو پیٹ پر دباؤ کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے میں نماز کس طرح ادا کروں اس کی بڑی فکر رہتی ہے احقر کی رہنمائی فرمائیں؟

جواب: پیٹ پر دباؤ پڑنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو آپ اس طرح نماز ادا کریں کہ پیٹ پر دباؤ نہ آئے اور وضو کی حفاظت ہو سکے۔ اگر رکوع اور سجدہ کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہو تو آپ بیٹھ کر رکوع وسجدہ کا اشارہ کر کے نماز ادا کریں سجدہ کا اشارہ رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکا ہوا ہو۔ جیسا کہ درمختار اور طحطاوی علی المراقی میں سلس البول اور زخم والے شخص کے لیے نماز اور رکوع کے سجدہ کے لیے اشارہ اور قدرت قیام ہونے پر قیام اور نہ ہونے پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ (باب صفۃ الصلوٰۃ باب صلوٰۃ المریض) واللہ اعلم۔ (فتاویٰ رحیمیہ)

فجر کی نماز میں سنت پڑھے بغیر فرض شروع کر دی تو کیا کریں؟

سوال: فجر کے فرض شروع کرتے وقت یاد آ گیا کہ سنت نہیں پڑھی' ایسی حالت میں فرض توڑ کر سنت نماز پڑھے یا نہیں؟

جواب: نہیں سنت کے لیے فرض نہ توڑے' بحرالرائق میں ہے کہ اگر فرض نماز میں یاد آ گیا کہ سنت نہیں پڑھی ہے تو سنت کے لیے فرض نہ توڑے۔ (بحرالرائق' صفحہ ۲/۴۸)

وتر کے بعد نفل کس طرح پڑھے

سوال۔ وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح ثابت ہیں۔

جواب۔ دونوں طرح درست ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دو چند ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کے بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا اور دوسروں کو نصف ثواب ملتا ہے احادیث سے یہ ثابت ہے۔

الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۳ ط س ج ۲ ص ۱۶' ۱۲ ظفیر. ویتفل مع قدرته علی القیام قاعدالا مضطجعا الا بعذر ابتداء وکذا بناء بعد الشروع بلا کراهة فی الاصح کعکسه وفیه اجر غیر النبی صلی الله علیه وسلم علی النصف الا بعذر (الدرا لمختار علی هامش ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۵۳ ط س ج ۲ ص ۳۶ ظفیر. فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۷۷)

مریضہ اور مریض کی نماز بحالت نجاست

سوال: وہ بیمار جو بستر پر ہو چلنے پھرنے سے معذور ہو اس کا جسم اور کپڑے ناپاک رہتے ہوں کیا وہ ایسی ناپاکی کے ساتھ بستر پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ ہر نماز کے لیے پاکی حاصل کرنا مشکل ہے اس میں کوئی گنجائش ہو تو تحریر فرمائیں؟ نیز کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نہ تو خود استنجاء کی طاقت ہوتی ہے نہ کوئی استنجاء کرانے والا ہوتا ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: جسم اور کپڑے پاک کرنے کی صورت نہ ہو تو ایسی بیماری کی حالت میں بھی نماز ادا

کرے چھوڑے نہیں' انشاء اللہ ادا ہو جائے گی' اسی طرح اگر ایسا شخص جس کے لیے ستر دیکھنا جائز نہیں ہے اور خود استنجاء کرنے سے بالکل عاجز ہے تو ایسے وقت میں استنجاء ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی حالت میں نماز پڑھے' نماز قضاء نہ کرے۔ (طحطاوی علی مراقی)

حالت سفر میں سنتوں کا حکم

سوال: چند روز ہوئے ٹرین میں' میں نے مغرب کی نماز باجماعت پڑھی۔ بعد میں میں نے سنت اور نفل پڑھی اس لیے کہ سہولت تھی' بعض ساتھیوں کا کہنا ہے کہ سفر میں سنت' نفل کے درجے میں ہے اور نفل پڑھنے کی ضرورت نہیں' میں نے کہا کہ سفر میں صرف فرض نمازوں کا قصر ہے باقی سنت اور نفل اگر موقع ہو تو پوری پڑھنی چاہیے' آپ تحریر فرمائیں کہ سفر میں سنت اور نوافل کا کیا حکم ہے؟

جواب: سنتوں میں قصر نہیں ہے۔ جب اطمینان کی حالت ہو جلدی نہ ہو اور ساتھیوں سے الگ ہونے کا ڈر بھی نہ ہو اور ساتھیوں کو انتظار کی زحمت بھی نہ ہو تو مؤکدہ سنتیں خصوصاً فجر اور مغرب کی سنت نہ چھوڑے' ہاں اگر اطمینان نہ ہو تو نہ پڑھے۔ بعض کے نزدیک اطمینان ہو تب بھی مؤکدہ سنتیں ترک کرنا جائز ہے لیکن مختار یہ ہے کہ نہ چھوڑے۔ عالمگیری میں ہے کہ:

محیط سرخسی میں ہے کہ سنت میں قصر نہیں ہے۔ الخ اور بعض فقہاء نے مسافروں کے لیے سنت چھوڑنے کو جائز کہا ہے' مختار قول یہ ہے کہ خوف کی حالت میں نہ پڑھے' سکون اور امن کی حالت میں پڑھے۔ یہ سب وجیز الکردی میں مذکور ہے۔ (ایضاً فتاویٰ شامی) اور رسائل الارکان میں ہے کہ تمام سنتیں پڑھے' سوائے سفر میں چلنے کی حالت میں۔ الخ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ)

مرد اور عورت کی نماز میں کہاں کہاں فرق ہے

سوال۔ بعض عورتیں مردوں کی طرح رکوع وسجدہ وقعدہ کرتی ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ امید ہے کہ وضاحت کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں گے۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ جو عورتیں مردوں کی طرح رکوع' سجدہ' قعدہ کرتی ہیں یہ غلط ہے' مرد وعورت کی نماز میں چند چیزوں کے اندر فرق ہے اور وہ یہ ہیں تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائیں' عورتوں صرف کندھوں تک' کنز الدقائق میں ہے۔

واذا اراد الدخول فی الصلوۃ کبرو رفع یدیہ حذاء اذنیہ (کنز مع بحر ج اص ۳۰۵ (فصل) واذا ارادہ الدخول الخ) مراقی الفلاح میں ہے (اذا ارادالرجل الدخول

فی الصلوٰۃ) ای صلاۃ کانت (اخرج کفیہ من کمیہ) بخلاف المراۃ ...... (ثم رفعھما حذاء اذنیہ) حتی یحاذی بابھا میہ شحمتی اذنیہ ولا یفرج اصابعہ ولا یضمھا واذا کان بہ عذر یرفع بقدر الامکان والمراۃ الحرۃ حذومنکبیھا (مراقی الفلاح مع طحطاوی ص ۱۵۲ فصل فی کیفیۃ ترکیب الصلوٰۃ)

(۲) مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے گٹے پر اس طرح رکھے کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کا گٹا پکڑے۔ اور بقیہ تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھے اور بائیں ہاتھ کی تمام انگلیاں دائیں ہاتھ کی کلائی کے نیچے رکھے نیچے کی طرف لٹکی ہوئی نہ رہیں' اور عورت سینہ پر ہاتھ رکھے اس طرح کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھ دے حلقہ نہ بنائے' درمختار میں ہے

(ووضع) الرجل (یمینہ علیٰ یسارہ تحت سرتہ آخذ ارسغھا بخنصرہ وابھامہ) ھو المختار وتضع المراۃ والخنثی الکف علی الکف تحت ثدیھا (درمختار مع شامی فصل واذا اراد الشروع الخ ص ۴۵۴ جلد اول)

(۳) رکوع کا فرق مرد رکوع میں اتنا جھکے کہ سر پیٹھ اور سرین برابر ہو جائیں اور عورت تھوڑا سا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں پیٹھ سیدھی نہ کرے۔ مرد گھٹنے پر انگلیاں کھلی رکھے اور ہاتھ پر زور دیتے ہوئے مضبوطی کے ساتھ گھٹنوں کو پکڑے اور اپنی اپنی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھ دے اور ہاتھ پر زور نہ دے اور پاؤں قدرے جھکے ہوئے رکھے مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کرے' مرد اپنے بازوؤں کو پہلو سے الگ رکھے اور کھل کر رکوع کرے اور عورت اپنے بازو کو پہلو سے خوب ملائے اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ملا دے اور جتنا ہو سکے سکڑ کر رکوع کرے' درمختار میں ہے۔

ثم یکبر للرکوع (ویضع یدیہ) معتمداً بھما (علی رکبتیہ ویفرج اصابعہ) للتمکن ویسن ان یلصق کعبیہ وینصف ساقیہ (ویبسط ظھرہ) ویسویٰ ظھرہ بعجزہ (غیر رافع ولا منکس راسہ) شامی میں ہے. قال فی المعراج وفی المجتبی ھذا کلہ فی حق الرجل اما المرأۃ فتنحنی فی الرکوع یسیراً ولا تفرج ولکن تضم وتضع یدیھا علی رکبتیھا وضعا وتحنی رکبتیھا ولا تجافی عضد یھا لان ذلک استرلھا (درمختار وشامی ج ۱ ص ۴۶۰' ۴۶۱ ایضا) فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۷۳)

سجدہ کا فرق

مرد سجدہ کی حالت میں پیٹ کو رانوں سے، بازو کو بغل سے جدا رکھے اور کہنیاں اور کلائی زمین سے علیحدہ (اٹھی ہوئی) رکھے اور عورتیں پیٹ رانوں سے اور بازوؤں کو بغل سے ملا ہوا رکھیں اور کہنیاں اور کلائیاں زمین پر بچھا کر سجدہ کریں، نیز مرد سجدہ میں دونوں پاؤں کھڑے رکھ کر انگلیاں قبلہ رخ رکھے عورتیں پاؤں کھڑا نہ کریں بلکہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں اور خوب سمٹ کر سجدہ کریں اور دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر قبلہ رخ رکھیں۔

کنز الدقائق میں ہے وابدی ضبعیه وجا فی بطنه عن فخذیه ووجه اصابع رجلیه نحو القبلة وسبح فیه ثلاثا والمراة تنخفض وتلزق بطنها بفخذیها (قوله والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذیها) لانه استرلها فانها عورة مستورة ویدل علیه ماروا ابوداؤد فی مراسیله انه علیه الصلوٰة والسلام مرعلی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعداللحم الی الارض فان المرأة لیست فی ذلک کالرجل (بحر الرائق فصل واذا ارادالاخول الخ ص ۳۲۰، ۳۲۱ ج ۱) ویزاد علی العشرة انها لا تنصب اصابع القدمین (بحرالرائق ص ۳۲۱ ایضاً)

جلسہ وقعدہ کا فرق

مرد جلسہ وقعدہ میں اپنا داہنا پیر کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے، دونوں ہاتھ زانو پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں نیچے کی طرف نہ ہو جائیں اور عورتیں اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھیں۔

واذافرغ من سجدتی الرکعة الثانية افترش رجله الیسری فجلس علیها ونصب یمناه ووجهه اصابعه نحو القبلة ووضع یدیه علی فخذیه وبسط اصابعه وهی تتورک (کنز الدقائق مع بحر ج ۱ ص ۳۲۳ ایضاً) بحرالرائق میں ہے وذکر الشارح المراة تخالف الرجل فی عشر خصال ترفع یدیها الیٰ منکبها وتضع یمینها علی شمالها تحت ثدیها ولا تجافی بطنها عن فخذیها وتضع یدیها علی فخذیها تبلغ رؤس اصابعهارکبتیها ولا تفتح ابطیها فی السجود وتجلس متور کة فی

التشهد ولا تفرج اصابعها فی الرکوع ولا توم الرجل وتکرہ جماعتهن وتقوم الامام وسطهن اہ ویزاد علی العشر انها لا تنصب اصابع القدمین کما ذکرہ فی المجتبی ولا یستجب فی حقها الاسفار بالفجر کما قدمناہ فی محله ولا یستحب فی حقها الجهر بالقراۃ فی الصلوٰۃ الجهریة بل قدمناہ فی شروط الصلوٰۃ انه لوقیل بالفساد اذا جهرت الامکن علی القول بان صوتها عورۃ والتتبع یقتضی اکثر من هذا فالا حسن عدم الحصر (بحر الرائق ص ۳۲۱ ج ۱ ایضاً)

نوٹ۔ عورتیں مسنون طریقہ کے مطابق سجدہ کرسکیں اس کیلئے مناسب صورت یہ معلوم ہوتی ہے کہ رکوع سجدہ میں جاتے ہوئے زمین کا سہارا لے کر اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں اور فوراً سجدہ کریں' عورتوں میں سجدہ کا یہی طریقہ چلا آرہا ہے مسنون طریقہ کے مطابق سجدہ کرنے کیلئے یہ طریقہ اختیار کرنا معین ہے لہٰذا اسے بدعت نہیں کہا جاسکتا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۷۳)

پیر کھول کر عورت کی نماز ہوگی یا نہیں؟

سوال: کتاب صلوٰۃ الرحمٰن میں لکھا ہے کہ نماز کے اندر اگر عورت کے پیر کا چوتھائی حصہ کھل جائے تو نماز ہوگی' عورتوں کو موزے پہن کر نماز پڑھنا چاہیے؟ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: درمختار میں لکھا ہے کہ معتمد یہ ہے کہ عورت کے دونوں پیر ستر نہیں ہیں' ان کے کھلنے سے نماز میں فرق نہیں آتا اور صلوٰۃ الرحمٰن میں جو لکھا ہے یہ بھی ایک قول ہے۔ مراد اس سے پیر کا باطنی حصہ ہے (جو شلوار وغیرہ میں چھپا ہوتا ہے) نہ کہ ظاہری حصہ۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۲ ص ۱۰٦)

ساڑھی میں نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال: عورتوں کی نماز ساڑھی یا لہنگے میں درست ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ان لوگوں کے ہاں اسے پہننے کا رواج ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ نماز ہو جاتی ہے' البتہ اتنا ضروری ہے کہ ستر مکمل ڈھکا ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم جلد ۲ ص ۱۰۷)

کپڑے کی موٹائی کیا ہونی چاہیے؟

سوال: کپڑے کی موٹائی میں کیا شرط ہے؟ اگر بدن جھلکتا ہو مگر جلد کا رنگ معلوم نہ ہوتا ہو تو

نماز درست ہے یا نہیں؟ اگر رنگت یا کسی اور وجہ سے معلوم نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب جلد کا رنگ معلوم نہ ہو تو اس میں ستر ثابت ہے اور ایسے کپڑے میں نماز صحیح ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

زبان سے نماز کی نیت کرنا

سوال: کیا زبان سے نیت کرنا نماز کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے؟ یا صرف دل میں نیت کرنا کافی ہے یا زبان سے نیت کرنا بدعت ہے؟

جواب: دل سے نیت کرنا نماز کے صحیح ہونے کے لیے کافی ہے۔ (زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں) اور بدعت بھی نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

فرض نماز بیوی کیساتھ پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

سوال: اپنی بیوی کے ساتھ فرض نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: پڑھ سکتا ہے اگر اکٹھے پڑھیں تو بیوی کو پیچھے کھڑا کر کے پڑھیں کیونکہ شامیہ میں ہے کہ اگر عورت شوہر کے ساتھ گھر میں نماز پڑھے تو اگر اس کے پاؤں شوہر کے پاؤں کے برابر ہوں تو نماز نہ ہوگی۔ اگر اس کے پاؤں شوہر کے پاؤں کے پیچھے ہوں یا وہ شوہر سے پیچھے ہو کر اقتداء کرے تو نماز درست ہو جائے گی۔ الخ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

گھر میں اپنی عورت کے ساتھ نماز باجماعت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال۔ مسجد میں جماعت نہ ملے تو گھر میں عورت کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھے یا تنہا پڑھے؟

جواب۔ مسجد میں جماعت ہوگئی یا شرعی عذر کی بناء پر مسجد میں نہ جاسکے تو گھر میں بیوی والدہ، بہن وغیرہ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنا بہتر ہے۔ ایک عورت ہو تب بھی پیچھے کھڑی رہے۔ مرد کی طرح برابر میں کھڑی ہو جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔ مگر یہ بھی یاد رکھئے کہ بلا عذر شرعی گھر میں نماز پڑھنے کی عادت بنانا گناہ ہے۔ عادت بنانے والا سخت گنہگار ہے اور بروئے حدیث منافق کہلانے کا مستحق ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ولقد رأیتنا مایتخلف عن الصلوٰۃ الا منافق قد علم نفاقه اومریض ان کان المریض لیمشی بین رجلین حتیٰ یاتی الصلوٰۃ۔ یعنی میں نے یہ حالت دیکھی ہے کہ صرف وہی شخص جماعت سے پیچھے رہ جاتا تھا جو ایسا منافق ہوتا تھا جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا تھا۔ یا یہ کہ ایسا بیمار ہو جو دو آدمیوں کے سہارے بھی مسجد میں نہ پہنچ

سکے۔ (مشکوۃ شریف باب الجماعۃ ص۹۶)

پھر آپؐ نے فرمایا۔ ولوانکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی حذا المتخلف فی بیته لترکتم سنة نبیکم ولو ترکتم سنة نبیکم لضللتم۔ یعنی جس طرح یہ پس ماندہ اور پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے اگر تم بھی اسی طرح گھروں میں نماز پڑھنے لگے تو بے شک تم اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دیا تو بلاشبہ گمراہ ہو گئے۔ (مشکوۃ باب الجماعۃ ص۹۷) فتاویٰ رحیمیہ ج۴ ص۱۳۴)

غیر عورت برقعہ کے ساتھ اقتداء کرسکتی ہے یا نہیں

سوال۔ اپنی بی بی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

سوال۔ غیر عورت برقعہ کے ساتھ اقتداء کرسکتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ درست ہے فی الدرالمختار اما اذا کان معهن واحد ممن ذکر اوامهن فی المسجد لا یکره۔ لیکن اس کو پیچھے کھڑی کرے برابر میں کھڑی نہ کرے۔

المراة اذا صلت مع زوجها فی البیت ان کان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتهما بالجماعة وان کان قدما ها خلف قدم الزوج الا انها طویلة تقع راس المرأة فی السجود قبل راس الزوج جازت صلاتهما لان العبرة للقدم (ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۵ ط س ج ۱ ص ۵۷۳) ظفیر. (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۴۱)

ازواج مطہرات مسجد کی جماعت میں شریک ہوتی تھیں یا نہیں؟

سوال: ازواج مطہرات اور خواص صحابہ کی مستورات پنج وقتہ جماعت اور جمعہ وعیدین میں شرکت کرتی تھیں یا نہیں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں نماز پنج گانہ و جمعہ وعیدین میں حاضر ہوتی تھیں مگر ایسے نہیں کہ جس طرح مرد حضرات پابندی سے حاضر ہوتے تھے حتیٰ کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد اس میں زیادہ تنگی ہوئی۔ حتیٰ کہ بعد میں حضرت عمرؓ نے عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا تو عورتوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں شکایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت عطا فرمائی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منع فرماتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عورتوں کی حمایت نہ کی بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید فرمائی اور گویا

ہو نہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی حالت کا مشاہدہ فرماتے کہ جواب ان کی حالت ہے تو ضرور ان کو منع فرما دیتے۔ (مسلم باب خروج النساء الی المساجد) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

عورتوں کا مسجد میں آ کر نماز پڑھنا

سوال: بعض جگہوں پر متولی امام عالم یا مسلمان مسجد میں عورتوں کے لیے فرض یا تراویح کی جماعت کا انتظام کرتے ہیں اور بعض اوقات رات کو یا دن کو محرم کے ساتھ یا بلا محرم کے دور دراز سے عورتیں مسجد میں آ کر جماعت سے الگ جگہ میں نماز پڑھتی تھیں۔ وہ استدلال کرتے ہیں کہ مکہ میں مسجد حرام میں عورتیں اور مرد ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں مسجد میں جماعت سے نماز پڑھتی تھی مذکورہ حقیقت صحیح ہے تو کیوں نہیں آتیں؟ بحوالہ کتب جواب عنایت کریں؟

جواب: عورتوں کے لیے جہاں تک ممکن ہو مخفی مقام پر اور چھپ کر نماز پڑھنے میں زیادہ فضیلت اور ثواب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک خاتون بیت (کمرہ) میں نماز پڑھے یہ صحن کی نماز سے بہتر ہے۔ (بخاری) اور کمرہ کے اندر چھوٹی کوٹھری میں نماز پڑھے یہ کمرہ کی نماز سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۹۱ ج ۱)

فرض نماز ذمہ باقی رکھ کر نوافل میں مشغول ہونا

سوال: اگر کسی کے ذمہ فرض نماز چند سال کی ادا کرنا باقی ہو اور وہ شخص فرض نماز ادا نہ کرتا ہو بلکہ نوافل پڑھتا ہو تو اس کو نفل نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فرائض مانند اصل (جڑ بنیاد) کے ہیں اور نوافل مثل شاخوں کے جس طرح شاخیں بدوں اصل (جڑ) کے قائم نہیں رہ سکتیں نوافل بھی بلا فرائض کے بے سہارا اور بے حقیقت ہیں اور جس طرح شاخوں سے جڑ کو رونق حاصل ہوتی ہے نوافل بھی فرائض کے ساتھ نور علی نور کے درجہ میں ہیں۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے: "وماتقرب الی عبد بشئی احب الخ" (یعنی) اور میرا بندہ میری پسندیدہ چیزوں (عملوں) میں سے کسی بھی چیز (عمل) کے ذریعے مجھ سے اس قدر قریب نہیں ہوتا جس قدر ان چیزوں کی ادائیگی کے ذریعے قریب ہوتا ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مجھے محبوب ہو جاتا ہے اور جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ

چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کے سوال کو پورا کردوں اور جو مانگے اسے دے دوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو اسے آفات و بلیات سے پناہ دوں۔ (بخاری شریف)

اگر فرائض کی کمی ہوگی اور ان میں کچھ قصور ہوگا تو نوافل کے ذریعہ پوری کی جائے گی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: یعنی اگر کسی بندہ کی فرض نمازوں میں کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھو میرے بندہ کے پاس نوافل بھی ہیں' اگر ہوں گے تو ان کے ذریعے فرض نمازوں کی کمی پوری کردی جائے گی۔

پھر اس کے بعد باقی اعمال روزہ' زکوٰۃ وغیرہ کا بھی اسی طریقہ پر حساب ہوگا۔ یعنی فرضوں کی کمی' اور خامی نفلی چیزوں سے پوری کی جائے گی۔ (مشکوٰۃ)

بہرحال سب سے زیادہ حق تعالیٰ کا قرب اور نزدیکی بندہ کو فرائض کے ذریعے حاصل ہوتی ہے' نوافل دوسرے درجہ میں ہے اور فرائض کے ساتھ مفید ہوں گے بلا فرائض کے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: ''نوافل درجب فرائض ہیچ اعتبار نیست ادائے فرض از فرائض در وقتے از اوقات بہ از ادائے نوافل ہزار سالہ است اگر بنیت خالص ادا شود ہر نفلیکہ باشد از صلوٰۃ و صوم و فکر و ذکر و امثال انیہا...... الخ'' (یعنی وہ عمل جس سے بارگاہ الٰہی میں قرب حاصل ہوتا ہے فرض ہیں یا نفل فرضوں کے مقابلہ میں نفلوں کا کچھ اعتبار نہیں' ایک فرض کا ادا کرنا ہزار سالہ نفلوں کے ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ ہزار سالہ نفل خالص نیت سے ادا کیے جائیں' خواہ نوافل از قسم روزہ و ذکر و فکر وغیرہ ہوں)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمام شب جاگے اور صبح کی نماز با جماعت چھوٹ جائے اس سے بہتر ہے کہ تمام سو ہو جائے اور فجر کی نماز با جماعت ادا کرے۔

زکوٰۃ کی نیت سے ایک دانہ (۴ رتی) کا دینا بہتر ہے اس سونے کے پہاڑ سے جو بطریق صدقہ و نافلہ دیا گیا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی' صفحہ ۴۳' ج ۱)

حضرت امام ربانی مزید فرماتے ہیں: ''در آدائے فرض اہتمام تمام باید نمودہ و در حل و حرمت احتیاط باید مرمود و عبادات نافلہ در جب عبادات فرائض کالمطروح فی الطریق اند و از اعتبار ساقط اند اکثر مردم این وقت در ترویج نوافل اند و در تخریب فرائض در ایتاں نوافل عبادات اہتمام در اندہ فرائض را خوار و بے اعتبار شمرند الخ''

یعنی خاص کر ادائے فرض اور حل و حرمت میں بڑی احتیاط بجالانی چاہیے اور عبادات فرائض کے مقابلہ میں عبادات نوافل ایسے ہیں جیسے راستے کی گری پڑی چیز جس کی کوئی عظمت نہیں ہوتی

مگراس زمانے میں اگرلوگ نفلوں کورواج دیتے ہیں اور فرائض کوخوار اور بے اعتبار جانتے ہیں۔
لہٰذا جس کے ذمہ فرض نمازوں کی قضاء ہے ان کو لازم ہے کہ اس کی ادائیگی کی فکر کریں اور نفلوں کے بجائے قضاء نمازیں پڑھ لیا کریں کہ قیامت میں فرضوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ ہاں فرضوں کی کامل مکمل ادائیگی کرتے ہوئے جس قدر بھی نوافل ادا کیے جائیں بہتر ہوگا۔ جولوگ فرض کے ساتھ نوافل پڑھتے رہتے ہیں اللہ پاک کی بارگاہ میں نزدیک ہوجاتے ہیں اوران کی طبائع و اعضاء و جوارح ہاتھ' پاؤں' آنکھ' کان وغیرہ نیکیوں سے مانوس ہوجاتے ہیں اور گناہ کے کام چھوٹتے چلے جاتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے نامہ اعمال میں فرائض کے ساتھ نوافل کا بھی ذخیرہ ہے جس طرح نوافل بلافرائض مقبول نہیں اسی طرح فرائض میں سے بعض کا ادا کرلینا کافی نہیں ہے۔ تاوقتیکہ سب ہی کو ادا کرے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے:

ترجمہ: ''یعنی چار چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض قرار دیا ہے جو شخص ان چار میں سے تین ادا کرے وہ اس کے لیے کچھ مفید نہیں ہوسکتیں۔ تاوقتیکہ سب نہ کرے۔ نماز اور زکوٰۃ اور صوم رمضان اور حج بیت اللہ۔'' (مسند احمد)

یہ اس لیے کہ جس مسلمان پر حق تعالیٰ نے جتنی چیزیں فرض کی ہیں ان فرضوں پر اسلام کا قصر (محل) قائم ہے۔ ان فرضوں میں سے ایک بھی چھوڑنے سے دین کا محل خطرے میں پڑ جاتا ہے جس طرح محل کے بعض ستون گر جانے سے دوسرے ستون بھی متزلزل ہوجاتے ہیں اس لیے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ''ومن لم یزک فلا صلوٰۃ لہ'' یعنی جو شخص زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی نماز قبول نہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

دو پیسے کے بدلے سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا

سوال: تبلیغی جماعت والے عام طور پر بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن دو پیسے ناحق لیے ہوئے کے بدلے سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لے لیا جائے گا' کیا ان کی یہ بات درست ہے اور دو پیسے سے مراد کون سے پیسے ہیں؟

جواب: کتب فقہ میں ''دانق'' ذکر ہے کہ ایک دانق کے بدلے سات سو جماعت سے پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب وضع کرلیا جائے گا اور علامہ قشیریؒ نے سات سو مقبول نماز کا لکھا ہے۔
دانق تقریباً سات رتی کا ہوتا ہے تو گویا سات رتی چاندی کے برابر ناحق لی ہوئی مالیت کے بدلے سات سو مقبول نمازوں کا ثواب وضع کرلیا جائے گا۔ کسی زمانے میں جب کہ چاندی سستی ہوگی تو

ہوسکتا ہے کہ اتنی چاندی اس وقت کے روپے کے بدلے میں آ جاتی ہو اس لیے دو پیسے مشہور ہو گئے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرور اتنا ہی ثواب وضع کیا جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے مظلوم کو اپنے پاس سے دے کر ظالم کو معاف کر دیں گے۔ واللہ اعلم۔ (فتاویٰ شامی ج ۱ صفحہ ۳۲۳)

نماز میں وساوس سے بچنے کی ایک ترکیب

سوال: نماز میں گمراہ کن وساوس آنے کیسے ہیں اور ان کا دفعیہ کیا ہے؟ نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آتی؟ وضاحت سے ارشاد فرمائیں؟

جواب: نماز میں تلاوت و تسبیح وغیرہ کی طرف دھیان رکھے، ہر لفظ کو منہ سے نکالنے سے پہلے یہ خیال کرے کہ اب میں یہ لفظ منہ سے نکال رہا ہوں سوچ سوچ کر۔

بیمار کو نماز کیلئے کس طرح لٹایا جائے؟

سوال: ایک عورت بیمار ہے، وہ بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتی اس کو نماز پڑھنے کے لیے کس طرح لٹایا جائے؟

جواب: اس کو چت لٹا کر پاؤں قبلہ کی طرف کر لیے جائیں اور سر وغیرہ کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ دیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۷۰)

میاں بیوی ایک مصلی پر نماز پڑھیں تو نماز کا حکم

سوال: جب میاں بیوی ایک دوسرے کے محاذاۃ میں (برابر میں) ہوں اور نماز بغیر جماعت کے ادا کر رہے ہوں، یعنی ایک ہی مصلے پر یا جائے نماز پر تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ نیز محرم کے ساتھ محاذاۃ میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: محاذاۃ مفسدہ (برابر میں آنے کی وجہ سے نماز کا فاسد ہونے) کی شرائط میں سے ہے کہ مرد و عورت دونوں تکبیر تحریمہ میں شرکت رکھتے ہوں، یعنی دونوں باہم امام و مقتدی ہوں یا کسی تیسرے شخص کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں، اگر یہ شرط نہیں ہوگی تو محاذاۃ مفسد نہیں ہوگی۔

پس صورت مسئولہ میں میاں بیوی اگر ایک جائے نماز پر برابر کھڑے بدون جماعت کے اپنی اپنی نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز فاسد نہیں۔ (لمحاذاة المصلية لمصل ليس في صلوتها مكروهة لامفسدة) (درمختار) پس اگر سب شرائط موجود ہوں تو محرم عورت کی محاذات بھی مفسدہ ہے۔

شامی میں ہے: ولو محرمة اوزوجة (ج ۱ صفحہ ۵۳۶) واللہ اعلم

باریک کپڑے میں نماز کا حکم

سوال: (۱) آج کل عام رواج ہے کہ باریک کپڑا سر پر ہوتا ہے اور عورت نماز پڑھتی ہے،

کیا اس سے نماز ہو جاتی ہے؟ (۲) اور یہ بھی عام رواج ہے کہ قمیص کی آستین آدھی ہوتی ہے' کیا اس قمیص سے عورتوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: (۱) اگر کپڑا اتنا باریک ہے کہ بال نظر آتے ہیں تو اسے اوڑھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی' دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ (۲) اگر دوران نماز آدھی آستینیں ننگی رہیں تو نماز نہ ہوگی' قمیص سے یا دوپٹہ سے ان کا ڈھانپنا ضروری ہے۔

رکوع اور سجود سے ہوا خارج ہو جاتی ہو تو اشارے سے نماز پڑھ لے

سوال: زید کو ناسور کی تکلیف تھی۔ آپریشن کرانے سے اس کو آرام آ گیا' اب زید نماز میں رکوع اور سجدہ کرتا ہے تو اس کی ہوا خارج ہوتی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس کو اس سے نجات مشکل اور رکوع و سجود کے بغیر وضو سالم رہتا ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ زید نماز کو رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرے یا اشارہ کر کے نماز پڑھے؟

جواب: فتاویٰ شامی ج ا صفحہ ۴۸۳ میں ہے کہ اس طرح کے شخص کو اشارہ کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہیے۔

قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی

سوال: کیا تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے؟ یہاں پر اکثر مصری اصحاب اور دیگر عرب بھی ایسا کرتے ہیں' میرا خیال ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

جواب: دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۶۸)

کتنی مالیت کی چیز ضائع ہو رہی ہو تو نماز توڑنا درست ہے؟

سوال: بہشتی زیور میں ہے جب ایسی چیز ضائع ہونے یا خراب ہونے کا ڈر ہو کہ جس کی قیمت تین چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کے لیے نماز کا توڑ دینا درست ہے (ج ۲ صفحہ ۲۷) کیا اب بھی یہی حکم ہے کہ اتنی مالیت کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ سکتے ہیں؟

جواب: اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایک درہم کی مالیت کے ضائع ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو نماز توڑنا درست ہے۔ تالیف بہشتی زیور کے وقت درہم کی مالیت تین' چار آنے تھی کیونکہ چاندی کا بھاؤ تقریباً ایک روپیہ تولہ تھا اور درہم کا وزن تقریباً تین ماشہ اور ایک رتی تھا۔ لیکن اب چاندی مہنگی ہے تو اب کے بھاؤ میں تین ماشہ ایک رتی قیمت لگائی جائے گی۔ مثلاً اگر جیسا کہ آج کل چاندی ایک سو بیس (۱۲۰) روپے تولہ ہے تو درہم کی قیمت تقریباً ۲۹'۳۰ روپے بنتی ہے۔ پس اتنی قیمت کی

چیز ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ دینا درست ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری' ج ا' صفحہ ۵۷)

وتروں میں دعائے قنوت کی جگہ تین دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھنے کا حکم

سوال: ایک شخص کو دعائے قنوت یاد نہیں تو وہ اس کے قائم مقام کون سی دعا پڑھ سکتا ہے؟ علاوہ ازیں یہ جو مشہور ہے کہ تین بار قل ھو اللہ احد پڑھے یہ کس حد تک صحیح ہے؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ سورۃ اخلاص بالکل نہیں پڑھ سکتا؟ صحیح صورت حال سے مطلع فرمائیں؟

جواب: معروف دعائے قنوت نہ ہو تو اس کی جگہ کوئی اور ماثورہ دعا پڑھ سکتے ہیں' کوئی دعا یاد نہ ہو تو قل ھو اللہ احد بہ نیت ثناء دعا پڑھ لیں تو بھی واجب ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ شامی' ج ا' صفحہ ۶۳۴)

ایک قول یہ بھی ہے کہ قنوت سے مراد طول صلوٰۃ ہے اس کے مطابق سورۃ اخلاص کے تکرار سے واجب قنوت کا ادا ہو جانا ظاہر ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قنوت سے مراد دعا ہے اور سورۃ اخلاص گو بظاہر دعا نہیں لیکن توحید و ثناء باری تعالیٰ پر مستمل اور ثناء علی الکریم کا دعا ہونا متعدد مواقع پر حضرات علماء کرام نے لکھا ہے اس لیے سورۃ اخلاص اگر اسی نیت سے پڑھی جائے تو یہ بھی قائم مقام دعا کے ہو جائے گی۔ بالکل نہ پڑھنے کی بات درست نہیں۔ (خیر الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۱۹)

دعا قنوت کے بعد درُود شریف پڑھنا

سوال: آج تک ہمارا معمول یہ رہا ہے کہ دعائے قنوت پڑھ کر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں مگر اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دعائے قنوت کے بعد درُود شریف بھی پڑھیں پھر رکوع میں جائیں؟

جواب: طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے کہ قنوت کے بعد درُود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ لہٰذا پڑھ لینا چاہیے' اگر اس کے ساتھ نہ بھی پڑھیں تو کوئی کراہت نہیں ہے۔

(طحطاوی صفحہ ۲۰۹) (خیر الفتاویٰ ج ۲ ص ۵۲۰)

قضاء نمازوں کی ادائیگی میں تاخیر کرنا

سوال: عوام میں مشہور ہے کہ جو نماز قضاء ہو جائے اس کو کسی اور نماز کے وقت ادا نہ کرے بلکہ دوسرے دن اسی نماز کے وقت میں قضاء کرے' مثلاً آج کی عشاء قضاء ہو جائے تو اس کو آئندہ دن کی عشاء کے ساتھ قضاء کرتے ہیں' کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ غلط ہے۔ مکروہ اوقات کے علاوہ ہر وقت قضاء پڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا قضاء نماز اولین فرصت میں ادا کر لی جائے' خواہ کسی نماز کا وقت ہو' بلا عذر نماز کی قضاء کو آئندہ تک مؤخر کرنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم (خیر الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۰۷)

آیت سجدہ پڑھے بغیر نماز میں سجدہ تلاوت کرلیا
آیت سجدہ پڑھ کر بھی نماز میں سجدہ تلاوت نہیں کیا

سوال: (الف) تراویح کی نماز میں امام صاحب نے سورہ علق پڑھی اور آیت سجدہ باقی رکھ کر سجدہ تلاوت کرلیا اور حسب قاعدہ نماز ختم کردی تو یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں اور ان دونوں رکعتوں کا شمار تراویح میں ہوگا یا نہیں؟

(ب) دوسری دو رکعتوں میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہیں کیا' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب کہ آیت سجدہ پڑھی نہیں گئی تو سجدہ بھی واجب نہیں ہوا۔ اس لیے جو سجدہ کیا گیا وہ فضول اور بے موقع ہوا ہے لیکن اس سے نماز فاسد نہ ہوگی اور ان دو رکعتوں کا شمار تراویح میں ہوگا۔ اگر نماز میں سجدہ کیا تو ادا نہیں ہوگا لیکن نماز باطل نہ ہوگی۔ (مالا بدمنہ' صفحہ ۷۱)

(ب) دوسرے دوگانہ میں سجدہ تلاوت واجب ہوا ہے اور نماز ہی کے اندر اس کا ادا کرنا ضروری تھا مگر نماز میں ادا کرنے سے رہ گیا' اس لیے ساقط ہوگیا' خارج نماز میں قضاء نہیں کیا جاسکتا' اگر قصداً ترک کیا جائے تو آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے۔

واذا تلاها فی الصلوٰة سجدها فیها لاخارجها لمامه ......الخ

(درمختار' قولہ اذالم یسجد الم الخ' شامی ۱/۲۲۷)

اگر صورت مذکورہ میں امام نے سجدہ کی آیات کے بعد دو یا تین آیتوں سے زائد نہیں پڑھا تھا اور رکوع کرلیا تھا اور اس میں امام اور مقتدیوں نے سجدہ تلاوت ادا کرنے کی نیت بھی کرلی ہو تو سب کا سجدہ ادا ہوگیا' اگر امام نے رکوع میں سجدہ کرنے کی نیت نہیں کی تو پھر سجدہ میں بلانیت بھی سب کا سجدہ ادا ہوجائے گا لیکن اگر تین آیتوں سے زائد پڑھنے کے بعد رکوع کیا ہے تو سجدہ تلاوت ادا نہیں ہوا۔ لہٰذا اس خطا کی خدا سے معافی چاہیے۔

(قوله نعم لورکع وسجدلها ای للصلوٰة فوراً ناب ای سجود المقتدی حق السجود التلاوت بلانية تبعالسجودامامه) (شامی' صفحه ۲۲۷) فقط واللّٰه اعلم بالصواب). (فتاویٰ رحیمیه)

باب سجود السہو

نماز میں اگر سجدہ تلاوت بھول جائے

سوال۔اگر نماز میں سجدہ تلاوت بھول جائے اور دوسری رکعت میں یاد آئے تو کس طریق سے ادا کرے۔

جواب۔اگر سجدہ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی تو دوسری تیسری رکعت میں جب یاد آئے کر لے۔اور پھر سجدہ سہو کرے۔

المصلی اذانسی سجدة التلاوة فی موضعها ثم ذکرها فی الرکوع اوالسجود اوفی القعود فانه یخیر لها ساجد اثم یعود الی ماکان فیه ویعیده استحسانا وان لم یعد جازت صلوته کذا فی الظهیریة فی فصل السهو (عالمگیری کشوری کتاب الصلاة باب ثالث عشر فی سجود التلاوة ج ۱ ص ۱۳۲ ط س ج ۱ ص ۱۳۴) (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۷)

سجدہ سہو بھول سے ایک ہی کیا تو نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

سوال:امام صاحب سے سہو ہونے پر سجدہ سہو کیا لیکن سجدہ سہو صرف ایک کیا' نماز کا وقت گزر جانے پر خیال آیا کہ سجدہ سہو بھی سہواً ایک ہی کیا ہے تو اب نماز کا اعادہ کس طرح کیا جائے؟ آیا ان مقتدیوں کو جمع کر کے نماز پڑھی جائے یا فرداً فرداً پڑھی جائے' مقتدیوں کو جمع کرنا ممکن ہے اگر اعادہ نماز کی ضرورت نہ ہو تو بھی تحریر فرمائیں؟

جواب:سجدہ سہو میں دو سجدے کرنا واجب ہے۔لہٰذا ایک سجدہ رہ جانے سے نماز ناقص اور واجب الاعادا ہوتی ہے۔

یجب سجد تان الخ نور ایضاً (صفحه ۱۱۵) وان النقص اذا دخل فی صلوٰة الامام ولم یجبرو وجبت الاعادة علی المقتدی ایضاً (شامی ۱/۴۲۵)

ایسی صورت میں نماز منتشر ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو نماز کا اعادہ باجماعت ضروری ہے۔منتشر ہونے کے بعد سب کو جمع کرنا ضروری نہیں' فرداً فرداً ادا کر لینا کافی ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۵ ص ۱۹۶)

وتر کی تین رکعات ہیں ''ایک'' نہیں

سوال:ہماری باجی ایک مذہبی تقریب میں گئیں اور واپس آ کر بتایا کہ وہاں جن صاحبہ نے

تقریر کی تھی یہ بھی بتایا کہ تین رکعت وتر پڑھنا صحیح نہیں بلکہ ایک رکعت وتر پڑھنی چاہیے' اس مسئلہ کی وضاحت فرمادیں کیونکہ گھر والے اس بارے میں کافی تذبذب کا شکار ہو رہے ہیں؟

جواب: واضح رہے کہ وتر کی تین رکعت ہی ہیں' جو کہ ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھی جائیں گی۔ یعنی آخری رکعت میں ہی سلام پھیرا جائے گا۔ اس بارے میں بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ وتر تین کے بجائے ایک رکعت ہے۔ محض غلط فہمی اور حدیث کو نہ سمجھنے کی بناء پر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین رکعت ہی وتر پڑھنا ثابت ہے۔

(۱) حضرت ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے معمولات کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے آپ کو تہجد کی نماز پڑھتے دیکھا۔ اس حدیث کے آخر میں فرمایا کہ ''اوتر بثلاث'' کہ آپ نے تین رکعت وتر ادا فرمائیں۔ (صحیح مسلم' صفحہ ۱/۲۶۱)

(۲) اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رات کی نماز کی کیفیت بیان فرماتی ہیں اور آخر میں فرماتی ہیں: ''ثم اوتر بثلاث لایفصل بینهن'' کہ ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی فصل نہیں کیا۔'' یعنی انہوں نے تین رکعتیں ایک ساتھ پڑھیں۔ (مسند احمد)

(۳) اسی طرح صحیح بخاری اور ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے چار رکعت پڑھتے جس کے حسن اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو' پھر دوبارہ آپ چار رکعت پڑھا کرتے اور پھر آپ تین رکعت پڑھتے۔ (صحیح بخاری' کتاب التہجد' صفحہ ۱/۱۵۴)

اس روایت میں بھی تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعتیں تہجد کے علاوہ پڑھتے تھے۔ (اور یہی وتر تھی)

(۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں ''سبح اسم'' (سورۃ الاعلیٰ) دوسری رکعت میں قل یایها الکافرون اور تیسری رکعت میں قل هو الله احد پڑھتے تھے۔ (ترمذی شریف)

قارئین اگر وتر ایک رکعت ہوتی تو تین رکعتوں کی سورتیں بیان کرنا کیا معنی رکھتا۔

(۵) اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی وتر کی تینوں رکعتوں میں پڑھی جانے والی سورتوں کی تفصیل مروی ہے۔ (ترمذی' صفحہ ۱/۸۶)

(۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کئی احادیث ایسی مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعت ادا فرماتے تھے۔

البتہ بعض روایات میں "ایتار برکعة واحدة" یا "الوتر رکعة من آخر اللیل" کا لفظ آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تہجد کے ساتھ آخر شفع یعنی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت ملا کر اسے تین رکعت وتر بنالو اور اسی پر صحابہؓ نے عمل کیا اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ ایک رکعت اکیلی پڑھی جائے۔

کیونکہ حضرت ابن عباسؓ نے "الوتر رکعة من آخر اللیل" والی حدیث روایت کی ہے۔ حالانکہ خود ان سے تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا ثابت ہے اور وہ وتر کی مثال مغرب کی نماز سے دیتے تھے۔ (دیکھئے صحیح مسلم اور موطا امام محمدؒ صفحہ ۱۴۶)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مطلب احناف نے اس حدیث سے لیا ہے صحابہ بھی اس کے قائل تھے۔

اس کے علاوہ اگر ایک آدھ صحابی سے تین رکعت نماز دو سلاموں کے ساتھ پڑھنا مروی ہے تو وہ ان کا اپنا اجتہاد ہے اور اتنی ساری احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے عمل اور صحابہ کے تین رکعت پڑھنے کے سامنے اس اجتہاد کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اور یہ تو کہیں بھی ثابت نہیں جو آج کل کے نام نہاد اہلحدیث کرتے ہیں۔ صرف ایک رکعت وتر پڑھی اور چل دیئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "بتیراء" نماز پڑھنے سے منع فرمایا وہ یہ کہ "کوئی شخص ایک رکعت وتر پڑھے" (دیکھئے نصب الرایہ وغیرہ)

اور اس حدیث کی ایک سند حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں نقل کی ہے جو انتہائی ثقات روایتوں پر مشتمل ہے۔ دیکھئے (معارف السنن' صفحہ ۲/۲۳۴ تا ۲/۲۳۸) ان تمام روایات اور دلائل کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ وتر ایک رکعت نہیں بلکہ تین رکعت ہے اور مخالف فریق کے دلائل انتہائی کمزور ہیں۔ لہٰذا سنت نبویہ یہی تین رکعات وتر ہیں۔

کتاب الجنائز

سیلاب میں عورت بہہ کر آئی ہو تو کفن دفن اور نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

سوال۔ سیلاب میں کوئی عورت بہہ کر آ گئی ہو اور بدن پر کپڑے نہ ہوں اور ایسی کوئی علامت نہ ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ مسلمان ہے یا غیر مسلم تو اس کے کفن کا کیا حکم ہے؟ نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ صورت مذکورہ میں جب مسلمان ہونے کی کوئی علامت نہ ہو تو مسنون طریقہ کی رعایت کئے بغیر اس کو نہلا کر کسی جگہ دفن کر دیا جائے اور اگر کسی قرینہ سے دل گواہی دیتا ہو کہ مسلمان ہوگی تو نماز پڑھی جائے اور مسلمان کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔

درمختار میں ہے (فروع) لولم یدرا مسلم ام کافرولا علامة فان فی دارناغسل وصلی علیه والا لا (قوله فان فی دار ناالخ) افاد بذکر التفصیل فی المکان بعد انتفاء العلامة ان العلامة مقدمة وعند فقدها یعتبر المکان فی الصحیح لانه یحصل به غلبة الظن کما فی النهر عن البدائع وفیها ان علامة المسلمین اربعة الختان والخضاب ولبس السواد وحلق العانة اه قلت فی زماننا لبس السواد لم یبق علامة (درمختار مع الشامی ج ۱ ص ۸۰۷ باب صلوة الجنائز قبیل مطلب فی الکفن) فقط والله اعلم بالصواب. (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۳۴)

کفن دیتے ہوئے عورت کے بال کیسے رکھے جائیں؟

سوال: کفن کے وقت عورت کے سر کے بالوں کو کیسے رکھا جائے؟

جواب: بالوں کی دو لٹیں بنا کر نیچے سے نکال کر سینہ پر رکھ دی جائیں۔ جیسا کہ (رسائل الارکان صفحہ ۱۵۴) پر لکھا ہوا ہے۔ واللہ اعلم (خیر الفتاویٰ)

مرنے والے کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں یا محمد رسول اللہ کی؟

سوال: حدیث میں ہے کہ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو تو اب صرف لا الہ الا

اللہ ہی مراد ہے یا پورا کلمہ کہا جائے؟

جواب: پورے کلمے کی تلقین میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور اگر صرف لا الہ الا اللہ کی تلقین پر اکتفاء کریں تو بھی جائز ہے۔ (اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مردے کے سامنے کلمہ کا ذکر کیا جائے مرنے والے کو یہ نہ کہا جائے کہ کلمہ پڑھو کیونکہ اس وقت اس کی جو حالت ہے ممکن ہے کہ چڑ کر کہہ دے کہ نہیں پڑھتا۔) (ملخص فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۵ص ۱۷۵)

حالت نزع میں عورت کو مہندی لگانا یا سرمہ یا کنگھی کرنا

سوال: عورت کو نزع کی حالت میں مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں؟

جواب: نہ مسنون ہے نہ درست بلکہ ناجائز ہے۔ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے کہ عورت کی اس وقت تزئین' بالوں میں کنگھی وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے۔) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۵ص ۱۷۵)

لڑکی کا غسل

سوال: لڑکی کو کون غسل دے؟ جواب: اگر لڑکی نابالغ ہے اس طرح کہ مراہقہ بھی نہیں تو عورت ہو یا مرد غسل دے سکتے ہیں (لیکن عورتوں کو دینا بہتر ہے) لیکن اگر لڑکی مراہقہ ہو تو اس کا حکم بھی بالغہ لڑکی کی طرح ہے کہ اسے صرف عورتیں ہی غسل دے سکتی ہیں کوئی مرد نہیں دے سکتا۔ حتیٰ کہ شوہر بھی نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر کوئی عورت موجود نہ ہو تو اس کا کوئی محرم مرد ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اسے تیمم کرا دے اور کفن میں لپیٹ کر نماز کے بعد دفن کر دیں۔ (جیسا کہ تفصیل درمختار و دیگر کتب فقہ میں موجود ہے) (دارالعلوم دیوبند ص۱۷۸ ج ۵)

خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے

سوال۔ خنثیٰ مشکل کو غسل کون دے سکتا ہے؟ جواب۔ خنثیٰ مشکل کو غسل کوئی نہیں دے سکتا' نہ مرد اور نہ عورت بلکہ اس کو تیمم کرایا جائے گا۔ ویمم الخنثیٰ المشکل لو مراهقا درمختار۔

الدرالمختار علی ھامش ردالمختار باب صلاۃ الجنائز ج ا ص ۸۰۶ ط س ج ۲ ص ۲۰۶' ۱۲ ظفیر۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ ص ۱۷۷)

میت کے غسل کیلئے گھر کے برتنوں میں پانی گرم کرنا اور اس میں غسل دینا درست ہے

سوال: آج کل کے لوگوں میں یہ طریقہ ہے کہ میت کے غسل کے وقت اپنے گھر کے پاک برتن استعمال نہیں کرتے' یہ رسم کیسی ہے؟ جواب: گھر کے پاک برتنوں میں پانی گرم کرنے اور

غسل دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۷۸)

مرنے کے بعد شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو دیکھ سکتی ہے

سوال: اگر بیوی مرجائے یا شوہر مرجائے تو شوہر کو یا بیوی کو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر زوجہ مرجائے تو اس کا شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے اور بیوی بھی اپنے مرحوم شوہر کا چہرہ دیکھ سکتی ہے۔ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے) (ملخص فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۸۸)

شوہر اپنی بیوی کو کندھا دے سکتا ہے اور بضرورت قبر میں بھی اُتار سکتا ہے

سوال: شوہر کو بیوی کے جنازے کو ہاتھ لگانا اور قبر میں اُتارنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کے مرنے کے بعد اس کا شوہر شرعاً اس سے اجنبی ہو جاتا ہے اور نکاح کا علاقہ منقطع ہو جاتا ہے اس لیے غسل دینا اور ہاتھ لگانا فقہاء نے ممنوع لکھا ہے۔ (جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے) لیکن بیوی کا چہرہ دیکھنا اور جنازے کو کندھا دینا درست ہے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو اسے قبر میں بھی اُتارنا درست ہے کیونکہ قبر کے اندر اُتارنے میں کفن حائل ہوتا ہے کفن کے اوپر سے ہاتھ لگانا درست ہے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ کتب فقہ میں مفصلاً موجود ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۹۶)

میت کو غسل کس طرح دیا جائے؟

سوال: اگر میت کو غسل دینا ہو تو کس طرح سے دیں اور کس طور سے نہلائیں؟ اگر کسی نے بغیر شرعی ترتیب کے غسل دے دیا تو غسل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: میت کے غسل کی کیفیت یہ ہے کہ استنجاء کرانے کے بعد اس کو وضو کرایا جائے اور اس کے سر اور تمام بدن پر بیری کے پتوں میں پکا ہوا پانی ڈالا جائے اس کے سر کے بال (خطمی) خوشبو سے دھوئے جائیں، پہلے بائیں کروٹ پر لٹا کر داہنی کروٹ پر سے پانی بہا دیا جائے، پھر دائیں کروٹ دھوئی جائے، پھر اس کو کسی سہارے سے بٹھایا جائے اور آہستہ آہستہ اس کے پیٹ کو ملا جائے جو کچھ نجاست نکلے اس کو دھویا جائے پھر اس کو لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے۔ اس میں صرف ایک بار بدن کو دھونا ہے، باقی سب امور سنت ہیں، اگر بغیر ترتیب بھی غسل دیا گیا تو غسل ادا ہو جائے گا مگر بہتر یہ ہے کہ موافق سنت غسل دیا جائے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۵ ص ۱۸۱)

لڑکے اور لڑکیوں کے کفن کی تعداد کیا ہے؟

سوال: لڑکے اور لڑکیوں کے کفن کی تعداد کیا ہے؟ جواب: لڑکوں اور لڑکیوں کا کفن بالغین

کے موافق ہو تو بہتر ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ایک یا دو کپڑے ہیں' البتہ مراہق کا کفن بالغوں کے مطابق ہی ہوگا۔ (یہ تمام تفصیل درمختار وغیرہ میں ہے) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۵ ص ۱۸۳)

کفن مسنون کیا ہے؟

سوال: عورت اور مرد کا کفن مسنون کیا ہے؟

جواب: مرد کی میت کیلئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں' کفنی' ازار' چادر اور عورت کے لیے پانچ کپڑے ہیں۔ دوپٹہ' سینہ بند' کفنی' ازار' چادر اور کفنی گردن سے لے کر ٹخنوں تک۔ ازار یعنی تہبند سر سے پیروں تک اور چادر ایک ہاتھ زیادہ ہوتی ہے تہبند سے۔ البتہ اس کا عرض اتنا ہو کہ میت اچھی طرح لپٹ سکے اور دوپٹہ ایک ہاتھ کا' سینہ بند سینہ سے لے کر رانوں تک ہوتا ہے۔ یہ کفن مسنون ہے۔ (ملخص) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد۵ ص ۱۸۷)

بعض کفن کے ساتھ ایک ٹکڑا کپڑا جائے نماز کے طور پر دیتے ہیں یہ بے اصل ہے اور اسراف ہے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن)

غیر محرم مرد کا چہرہ عورتیں نہیں دیکھ سکتیں

سوال: ہمارے ہاں رواج ہے کہ مردے کا چہرہ سب عورتیں دیکھتی ہیں چاہے محرم ہو یا نہ محرم؟ یہ رواج صحیح ہے یا غلط؟

جواب: غیر محرم عورتوں کو جیسا کہ زندگی میں اجنبی مرد کا چہرہ دیکھنا ممنوع ہے' مرنے کے بعد بھی ممنوع ہے۔ (کمافی حدیث ابن اُم مکتوم) اور غیر محرم عورت کا چہرہ مردوں کو دیکھنا حرام ہے۔ اس میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ (ملخص) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۵ ص ۱۸۹)

اگر دورانِ سفر عورت انتقال کر جائے تو اس کو کون غسل دے؟

سوال: ہم تین افراد ہم سفر تھے اور سفر ہمارا ریگستان کا تھا' میرے ساتھ میرا اچھا شفیق دوست بھی تھا جس کی بیوی کا انتقال ہوگیا تھا' اب آپ یہ بتائیں کہ اس کو کون غسل دے؟

جواب: یہ واضح کہ نامحرم مرد کو عورت اور عورتوں کو مرد غسل نہیں دے سکتے۔ خدانخواستہ ایسی صورت اگر پیش آجائے کہ عورت کو غسل دینے والی کوئی عورت نہ ہو یا مرد کو غسل دینے والا کوئی مرد نہ ہو تو تیمم کرادیا جائے۔ اگر عورت کا کوئی محرم مرد یا مرد کی کوئی محرم عورت ہو تو وہ تیمم کرائے۔ اگر محرم نہ ہو تو اجنبی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔

صورت مسئولہ میں شوہر کپڑا ہاتھ پر لپیٹ کر تیمم کرا دے۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل کسی عالم سے سمجھ لی جائے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل ج ۳ ص ۱۱۷)

بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے

سوال۔ کیا عورت اپنے خاوند کو مرنے کے بعد غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ شوہر کے مرنے کے بعد دونوں کا نکاح من کل الوجوہ ختم نہیں ہوتا' عورت ایام عدت میں من وجہ شوہر کے نکاح میں ہوتی ہے اس لئے شوہر کے مرنے کے بعد وہ اسے غسل دے سکتی ہے۔

لما قال العلامة الحصكفیؒ: وهی لا تمنع من ذلک قال ابن عابدين اخت قوله وهی لا تمنع من ذلک) ای من تغسيل زوجها ذخل بها اولا. ردالمختار ج ۲ ص ۱۹۸ كتاب الجنائز مطلب فی حديث كل سبب الخ)

لما قال العلامه ابن نجيمؒ: والزوجة تغسل زوجها دخل بها اولا بشرط بقاء الزوجية عند الغسل. (البحرالرائق ج ۲ ص ۱۷۴ باب الجنائز)

شوہر بیوی کو کفن نہیں پہنا سکتا

سوال۔ کیا کوئی شوہر اپنی بیوی کے مرنے کے بعد اسے کفن پہنا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ بیوی کے مرنے کے بعد میاں بیوی دونوں کا رشتہ ازدواج ختم ہو جاتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کیلئے اجنبی بن جاتے ہیں اس لئے مرد کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو کفن پہنائے تاہم دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال العلامة الحصكفیؒ: ويمنع زوجها من غسلها ومسها لامن النظراليها على الاصح. الدرالمختار على صدر ردالمختار ج ۲ ص ۱۹۸ كتاب الجنائز مطلب فی حديث كل سبب.

لما قال الشيخ وهبة الزحيلی: قال الحنفية لا يجوز للرجل غسل زوجتها ومسها لانقطاع النكاح ويجوز له النظر اليها فی الاصح لان النظر اخف من المس. (الفقه الاسلامی وادلته ج ۲ ص ۴۵۸ كتاب الجنائز ثانيا صفة الغاسل ومثله فی امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۸۵ باب الجنائز. (فتاویٰ حقانيه ج ۳ ص ۴۵۸)

بیوہ کو تیجا پر نیا دوپٹہ اوڑھانا

سوال: ہماری طرف رواج ہے جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی بیوی کو اس کے متعلقین نیا دوپٹہ تیجا میں اوڑھاتے ہیں' اس طرح ہر بیوی کے پاس نئے سفید دوپٹے کئی کئی آجاتے ہیں' اگر نئے سفید دوپٹہ کے عوض کچھ روپیہ نقد مدد کے لیے دے دیں تو اس میں کچھ حرج تو نہیں اور ہر شوہر کے انتقال پر چونکہ سوگ چار ماہ دس دن مناتے ہوئے زینت کرنا عورت کو منع ہے اس لیے دوپٹے اوڑھانے میں کیا راز پوشیدہ ہے؟ اس میں مسئلہ مذکورہ کی خلاف ورزی تو نہیں ہوتی' وضاحت فرمائیں؟

جواب: بیوہ کو تیجے میں نیا دوپٹہ اوڑھانے کی رسم جو آپ نے لکھی ہے یہ بھی غلط اور خلاف شریعت ہے۔ بیوی کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور اس دوران بیوہ کو نیا کپڑا پہننے کی اجازت نہیں۔ معلوم نہیں کہ اس رسم کے جاری کرنے والوں کا منشاء کیا ہوگا' ممکن ہے دوسری قوموں سے یہ رسم مسلمانوں میں آئی ہو یا مقصود بیوہ کی خدمت کرنا ہو' بہرحال یہ رسم خلاف شرع ہے۔ اس کو ترک کر دینا چاہیے' بیوہ کی خدمت اور اشک شوئی کے لیے اگر نقد روپیہ پیسہ دے دیا جائے تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں' رسم اس کو بھی نہیں بنانا چاہیے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۱۴۰)

اگر عورت اپنی آبرو بچانے کیلئے ماری جائے تو شہید ہوگی

سوال: اگر کوئی عورت اپنی عزت بچانے کیلئے اپنی جان قربان کر دے تو کیا یہ خودکشی ہوگی؟ اور اسے اس بات کی آخرت میں سزا ملے گی یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی عورت اپنی عزت بچانے کے لیے ماری جائے تو شہید ہوگی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۱۴۹)

انسانی لاش کی چیر پھاڑ اور اس پر تجربات کرنا جائز نہیں

سوال: آج کل جو ڈاکٹر بنتے ہیں مختلف قسم کے تجربات کرتے ہیں' جن میں پوسٹ مارٹم بھی شامل ہے' جس میں انسانی اعضاء کی بے حرمتی ہوتی ہے' کہاں تک درست ہے؟ قرون اولیٰ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا' بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مسلمان کی لاش پر تجربات نہیں کیے جاسکتے اور غیر مسلم کی لاش پر کر سکتے ہیں' یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب: کسی انسانی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں نہ مسلمان کی نہ غیر مسلم کی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۱۴۹)

نماز جنازہ

وضع حمل میں وفات پانے والی ماں اور اس کے بچے کی نماز کا طریقہ

سوال۔ زچگی (حالت وضع حمل) میں ایک عورت اور اس کا نومولود بچہ دونوں وفات پا گئے ہیں۔ اب دونوں کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھی جائے یا الگ الگ؟

جواب۔ دونوں کی نماز جنازہ الگ الگ پڑھنا اولیٰ ہے ایک ساتھ پڑھنی ہو تو امام کے آگے پہلے بچہ کا اور پھر اس کی ماں کا جنازہ رکھا جائے یا بچہ کی پائنتی پر ماں کا جنازہ رکھا جائے یہ بھی جائز ہے دونوں کی ایک ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں اولاً بالغ کی دعا اور پھر نابالغ کی دعا پڑھی جائے۔ بقی مااذا کان فیھم مکلفون وصغار والظاھر انہ یاتی بدعاء الصغار بعد دعاء المکلفین کما مر۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۴۵ باب احکام الجنائز) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۴)

حاملہ عورت کا ایک ہی جنازہ ہوتا ہے

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک عورت فوت ہوگئی اس کے پیٹ میں بچہ تھا' یعنی زچگی کی تکلیف کے باعث فوت ہوگئی' اس کا بچہ پیدا نہیں ہوا' ہمارے امام صاحب نے ان کا جنازہ پڑھایا' اب کئی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے دو جنازے ہونے چاہئیں تھے' دلائل اس طرح دیتے ہیں کہ فرض کرو ایک آدمی حاملہ عورت کو قتل کرتا ہے تو اس پر دو قتل کا الزام ہے؟

جواب: جو لوگ کہتے ہیں کہ دو جنازے ہونے چاہئے تھے وہ غلط کہتے ہیں' جنازہ ایک ہی ہوگا اور دو مردوں کا اکٹھا جنازہ بھی پڑھا جا سکتا ہے جبکہ ماں کے پیٹ ہی میں مر گیا ہو اس کا جنازہ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۱۹۱)

نماز جنازہ میں عورتوں کی شرکت

سوال: کیا عورت نماز جنازہ میں شرکت کر سکتی ہے یعنی جماعت کے پیچھے عورتیں کھڑی ہو سکتی ہیں؟

جواب: جنازہ مردوں کو پڑھنا چاہیے' عورتوں کو نہیں' تاہم اگر جماعت کے پیچھے کھڑی ہو جائیں تو نماز ان کی بھی ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۲۰۵)

عورت مزار پر جائے تو نکاح رہے یا باطل ہو جائے؟

سوال۔ عورت اور مرد کسی بزرگ کے مزار پر جائے تو عورت نکاح سے نکل جائے گی؟ بینوا توجروا۔

جواب۔عورت کیلئے مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔"مالا بدمنہ" میں ہے "زیارت قبور مرداں راجائزاست نہ زنان را" یعنی زیارت قبور مردوں کیلئے جائز ہے۔عورتوں کیلئے جائز نہیں۔(ص ۷۹) علماء بریلوی بھی ناجائز کہتے ہیں۔مولانا حکیم محمد حشمت علی بریلوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "مگر اس زمانے میں مستورات کو زیارت قبور کیلئے جانا مکروہ بلکہ حرام ہے۔(جمع المسائل ص ۱۱۰ ج ۱)

اور مولانا رضا خان بریلوی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا اتباع غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا۔(جمل النور ص ۸٬۷) (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۸۹)

مردہ عورت خواب میں بچہ پیدا ہونے کی خبر دے تو کیا کریں؟

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک حاملہ عورت کا انتقال ہو گیا' اس کو دفن کر دیا گیا' رات کو ایک دیندار شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ عورت کہہ رہی ہے کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے' اس بناء پر اس کے گھر والے پریشان ہیں' کیا قبر کھود کر دیکھا جائے؟ شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اس صورت میں قبر کھودنے کی اجازت نہیں ہے۔قاضی خان میں ہے کہ اگر کسی حاملہ کا انتقال ہو جائے اور اس کے ایام حمل پورے ہو چکے تھے بچہ پیٹ میں حرکت کرتا تھا مگر اسے نکالا نہیں گیا اور اسی حالت میں عورت کو دفن کر دیا گیا پھر اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ کہہ رہی ہے کہ میرے بچہ پیدا ہوا ہے تو قبر کھولی نہیں جائے گی کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ اگر بچہ جنا بھی ہو تو وہ مردہ ہوگا۔(فتاویٰ قاضی خان) واللہ اعلم۔(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۱۲۲)

عورت کے پیٹ سے بچہ کا کچھ حصہ نکلا اور وہ مرگئی

سوال۔عورت کے پیٹ سے لڑکے کا ایک پیر پیدا ہوا اور دونوں مر گئے تو لڑکے کو اس کے پیٹ سے جدا کر دیا جائے یا ایک ہی غسل میں دفن کر دیں۔

جواب۔لڑکے کو جدا نہ کیا جائے صرف عورت کا غسل وکفن ونماز پڑھنا کافی ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند' مسائل متفرقات' ج ۵ ص ۴۶۹۔خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۱۹۔

پیدائش کے وقت زندگی کے آثار معلوم ہوئے مگر بعد میں نہیں تو جنازے کا کیا حکم ہے؟

سوال: بچہ کی پیدائش کے وقت زندگی کے آثار معلوم ہوئے تھے لیکن جب پورے طور پر پیدا ہو گیا تو آثار معلوم نہ ہوئے تو اب کیا کیا جائے؟ نام رکھا جائے؟ جنازہ پڑھا جائے یا نہیں؟

اور اگر مردہ ہی پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

جواب: بچہ کے بدن کا اکثر حصہ باہر آنے تک زندگی کے آثار باقی رہیں۔ یعنی سر کی طرف سے پیدا ہو تو سینہ تک' پاؤں کی طرف سے پیدا ہو تو ناف تک نکلے' اس وقت تک آثار حیات باقی ہوں تو بچہ زندہ شمار ہوگا اور مسنون طریقہ سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے گی اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے گا اور اگر اکثر حصہ نکلنے سے پہلے مر جائے تو مردہ شمار ہوگا' اس کو دھو کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر بلا نماز جنازہ دفن کر دیا جائے اور دونوں صورتوں میں نام رکھ لیا جائے۔ جیسا کہ درمختار وغیرہ میں لکھا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ)

حائضہ عورت کا میت کے پاس ٹھہرنا

سوال: میت کے قریب حائضہ عورت کا موجود ہونا کیسا ہے؟

جواب: اولیٰ یہی ہے کہ حائضہ عورت قریب نہ رہے (اور نہ ہی کوئی غیر مسلم' مسلمان میت کے قریب ہو) درمختار میں ہے کہ میت کے پاس سے جنبی' حائضہ اور نفساء چلے جائیں۔ الخ۔ مراقی الفلاح میں اس کی ایک وجہ لکھی ہے کہ فرشتہ رحمت ان کی موجودگی میں نہیں آتا۔ بعض فقہاء کے نزدیک ان کو نہ نکالا جائے کیونکہ بسا اوقات نکالنا ممکن نہیں ہوتا اور میت کے قریب ان کی ضرورت رہتی ہے۔ (مثلاً وہ میت کے اقارب' ماں' بہن' بیٹی' بیوہ وغیرہ ہوں) بہشتی زیور میں ہے کہ میت کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت جس کو نہانے کی ضرورت ہے اس کے پاس نہ رہے۔ (بہشتی زیور صفحہ ۶۱ حصہ دوئم اور صفحہ ۶۴) پر ہے کہ میت کو حیض و نفاس والی عورت نہ نہلائے کیونکہ یہ مکروہ اور منع ہے۔ الخ' واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۲۳)

عورت کا کفن اس کے ماں باپ' بھائی کے ذمے ہے یا شوہر کے؟

سوال: عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کا کفن کس کے ذمے ہے؟ عورت کے ماں باپ کہتے ہیں کہ لڑکی کا انتقال ہو جائے اور اس کے ماں باپ زندہ ہوں تو ان کے ذمے اس کا کفن ہے یا بھائی زندہ ہو تو اس کے ذمے ہے' کیا یہ بات صحیح ہے؟ یا پھر عورت کے مال میں سے اس کا خرچ لیا جائے یا شوہر سے لیا جائے؟

جواب: عورت کے انتقال کے وقت اگر اس کا شوہر زندہ ہو تو اس صورت میں عورت چاہے مالدار ہو' اس کا کفن شوہر کے ذمے ہے۔ ماں باپ کے ذمہ لازم نہیں ہوتا۔ فتاویٰ شامی میں ہے کہ اس کا کفن شوہر کے ذمے ہے' چاہے عورت مالدار ہو۔ (کتاب الفرائض) مفید الوارثین میں ہے

کہ اگر عورت کا شوہر موجود ہے تو عورت کا کفن اس کے ذمے واجب ہے' عورت کے ترکے میں سے اس کا خرچ نہ لیا جائے۔ اگر شوہر نہیں ہو تو مرنے والی کے ترکہ سے مال اور خرچ لیا جائے۔ مفید الوارثین (فصل اول تجہیز و تکفین کا بیان) واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۶۲)

بیوی کو شوہر غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟

حضرت علیؓ کے حضرت فاطمہؓ کو غسل دینے کی کیا حقیقت ہے؟

سوال: بیوی خاوند کو یا خاوند بیوی کو غسل دے سکتے ہیں یا نہیں؟ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل دیا تھا یا نہیں؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: بیوی خاوند کو غسل دے سکتی ہے ہاتھ بھی لگا سکتی ہے' خاوند صرف چہرہ دیکھ سکتا ہے' غسل نہیں دے سکتا اور نہ ہی بلا حائل چھو سکتا ہے۔ (کمافی الشامیہ وغیرہ)

حضرت فاطمہؓ کو غسل حضرت اُم ایمنؓ نے دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت اس حیثیت سے ہے کہ آپ سامان غسل وغیرہ میں تعاون فرما رہے تھے۔ شرح المجمع میں ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا تھا جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آیا تھیں۔ غسل کی جو روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے وہ اس پر محمول ہے کہ آپ نے غسل کا انتظام و تعاون فرمایا۔ الخ (فتاویٰ شامی' صفحہ ۸۱۳/۱) اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود غسل دے رہے تھے تو پھر یہ حضرت علیؓ کی خصوصیت پر محمول ہے اور ان کا نکاح و رشتہ برقرار رہنے کی وجہ سے ہے کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے موت سے ہر رشتہ اور نسب منقطع ہو جاتے ہیں۔ سوائے میرے نسب اور سبب کے۔ (الحدیث) واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۵۷' فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۵ ص ۱۸۲)

نابالغہ بچی جس کا باپ مرزائی

مگر ماں مسلمان ہو اس کا جنازہ مسلمان پڑھیں؟

سوال: ایک جگہ ایک نابالغہ بچی فوت ہوئی جس کا باپ مرزائی اور ماں مسلمان تھی' اس کا جنازہ پڑھنے پر اختلاف ہوا' ماں نے کہا میں مرزائی سے نہیں پڑھواؤں گی' مولوی صاحب (سنی) نے بھی منع کر دیا مگر ماں نے کہا آپ نہیں پڑھاؤ گے تو بغیر جنازہ دفن کر دوں گی مگر قادیانی سے نہیں پڑھواؤں گی' اس پر مولوی صاحب نے اس کا جنازہ پڑھا دیا' مسلمانوں نے پڑھا' ایک شخص

کہتا ہے یہ سب کافر ہو گئے' کیا اس کا کہنا صحیح ہے؟

جواب: اس لڑکی کا جنازہ مسلمانوں کو ہی پڑھانا چاہیے تھا۔ لہٰذا جنہوں نے پڑھا درست کیا ہے۔ اس سے کوئی کافر نہ ہوگا (بلکہ ایسے بچوں کا جنازہ مسلمانوں کا حق ہے) (مفتی خیر محمد عفی عنہ)

مطلقہ رجعیہ اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟

سوال: کیا مطلقہ اپنے مرحوم خاوند کو غسل دے سکتی ہے؟

جواب: اصل تو مرد عزیز و اقارب کو غسل دینا چاہیے لیکن بہر حال اگر رجعیہ ہو اور عدت میں ہو تو غسل دے سکتی ہے۔ تبیین الحقائق (ص ۱/۲۳۵)

اگر طلاق رجعی دی ہو اور مر گیا تو عورت اسے غسل دے سکتی ہے کیونکہ زوجیت کا رشتہ ختم نہیں ہوا لیکن اگر طلاق بائن دی ہو تو غسل نہیں دے سکتی۔ الخ واللہ اعلم (مفتی محمد انور صاحب)

کنواری عورت کی بہشت میں شادی ہوگی یا نہیں؟

سوال: جو عورت نیک سیرت اور اچھے اعمال کے ساتھ کنوارے پن میں ہی اس دار فانی سے کوچ کر جائے تو جنت کے اندر اس کا اعزاز کیا ہوگا؟ جیسا کہ مردوں کے لیے حوریں ہوں گی؟

جواب: غیر شادی شدہ لڑکی کے نکاح سے متعلق کوئی روایت نظر سے نہیں گزری۔ البتہ قرآنی آیت: اور تمہارے لیے جنت میں وہ کچھ ہوگا جسے دل چاہے اور آنکھوں کو لذت ہو (پ ۲۴) کے عموم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ان کو یہ خواہش ہوئی تو پوری کی جائے گی۔ واللہ اعظم (مفتی عبدالستار صاحب)

میت سے سوال کس زبان میں ہوگا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین' مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قبر میں میت سے سوال کس زبان میں ہوتا ہے' عربی میں یا میت کی اپنی زبان میں؟ بینوا توجروا

جواب: بعون اللہ بعض کا قول ہے کہ سریانی زبان میں سوال ہوتا ہے لیکن علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ ظاہر حدیث یہ ہے کہ سوال عربی میں ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہر ایک سے اس کی زبان میں خطاب ہو۔ تفصیل کے لیے شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور' صفحہ ۷۵) ملاحظہ کریں۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۱۰۹)

باب الزکوٰۃ

مہر پر زکوٰۃ کا حکم

سوال۔ دین مہر نکاح کی زکوٰۃ مرد عورت کے ذمہ واجب ہے یا نہیں اور مہر ادا نہیں ہوا لہٰذا کسی صورت سے ہو مہر کے اوپر زکوٰۃ کا ہونا لازم ہے یا نہیں؟

جواب۔ مرد جب دین مہر عورت کو دے دے اور وہ مقدار نصاب ہو اور اس پر سال بھی گزر جائے تب عورت کے ذمہ اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر وہ مقدار نصاب نہیں بلکہ اس سے کم ہے اور عورت کے پاس اتنی مقدار موجود ہے جس کو مہر کے ساتھ ملا کر پورا نصاب ہو سکتا ہے تو اس کو ملا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ اگر نصاب پورا نہیں ہو سکتا تو اس پر زکوٰۃ نہیں' اسی طرح وصول ہونے سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں۔ فتاویٰ محمودیہ' باب زکوٰۃ النقدین: ج ۳ ص ۸۷۔ خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۲۲۔

زکوٰۃ کا حکم کب نازل ہوا؟

سوال: زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں کتنی بار آیا ہے؟ اور کون سے سن ہجری میں اس کا حکم نازل ہوا؟

جواب: درمختار اور شامی میں ہے زکوٰۃ کا حکم کلام مجید میں نماز کے ساتھ ۳۲ جگہ آیا ہے۔ نماز کے علاوہ ذکر آیا ہو تو اس کو نہیں لکھا۔ قرآن مجید میں ملاحظہ کر لیا جائے اور ہجرت کے دوسرے سال میں زکوٰۃ فرض ہوئی۔ (کذا فی الدر المختار والشامی) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۶ ص ۴۷)

مقدار نصاب زکوٰۃ کی کیا ہے؟

سوال: زکوٰۃ میں زیور وغیرہ کتنا ہو کہ اس کی زکوٰۃ نکالی جائے اور ایک مرتبہ دینے سے تا عمر معافی ہوگی یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ مقدار نصاب کیا ہے؟

جواب: زیور میں زکوٰۃ واجب ہے' چاندی کا نصاب دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی ہے اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے اور اگر زیور دونوں طرح کا ہو تو سونے کی قیمت چاندی میں ملا کر اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بنتی ہو تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ (یا سونا چاندی اور بقدر رقم گھر کی غیر ضروری زائد اشیاء جو شرعی ضرورت نہیں' مثلاً ٹی وی یا گھر میں کام نہ آنے

والے یا سال میں ایک آدھ مرتبہ استعمال ہونے والے بڑے برتن وغیرہ ان سب کی قیمت بھی اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی) اور اس مال پر سال بھی گزرا ہو کل مال میں سے زکوٰۃ اڑھائی فیصد نکالی جائے گی اور زکوٰۃ کا نصاب مال موجود رہے تو ہر سال زکوٰۃ دینی ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ جس کے پاس ضروریات اصلیہ کے ماسوا نصاب کے برابر روپیہ زیور وغیرہ ہو تو وہ مالک نصاب ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (ملخص) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۴۸)

عورت اپنے شوہر کو اطلاع دیئے بغیر اپنے زیور وغیرہ کی زکوٰۃ دے سکتی ہے

سوال: جس عورت کے پاس جہیز کا زیور ہو وہ بغیر اطلاع اپنے خاوند کو دیئے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: جہیز کا زیور عورت کا مملوکہ ہے اس کی زکوٰۃ اس کے ذمہ لازم ہے خاوند سے اجازت لینے اور اطلاع کرنے کی ضرورت نہیں۔ (فقہاء کی تصریح کے مطابق جہیز میں دیا ہوا سامان زیور وغیرہ عورت کی ملکیت بن جاتا ہے جسے اس سے کوئی بھی نہیں لے سکتا اور وہ اس میں تصرف کرنے کی مختار ہوتی ہے۔) (الدرالمختار) (خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۲۲)

بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا

سوال: بیوی اگر صاحب نصاب ہو تو اس کی وجہ سے شوہر بھی صاحب نصاب سمجھا جائے گا یا نہیں؟ قربانی اور زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟

جواب: بیوی کے صاحب نصاب ہونے سے شوہر صاحب نصاب نہیں ہوتا اور قربانی وغیرہ اس کے ذمہ واجب نہیں۔ (بلکہ بیوی خود اپنے مال سے قربانی کرے گی اور زکوٰۃ دے گی چاہے اسے زیور بیچنا پڑے) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۵۲)

کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر زیور بیچ کر زکوٰۃ دے؟

سوال: ہندہ کے پاس جو زیور ہے اس پر کئی سال کی زکوٰۃ واجب ہے اور ہندہ کے پاس سوائے اس کے کہ زیور فروخت کرے زکوٰۃ ادا کرے اور کوئی آمدنی نہیں ہے یا ہندہ کا خاوند ادا کرے مگر وہ ٹالتا رہتا ہے اور زیور فروخت کرنے پر راضی نہیں۔ کیا ہندہ زیور اس کی مرضی کے بغیر فروخت کر کے زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے؟

جواب: اگر زیور شوہر کا بنوایا ہوا ہے اور ہمارے عرف کے مطابق اس نے ہندہ کی ملکیت

میں نہیں دیا تو وہ شوہر کا ہے اور شوہر ہی اس کی زکوٰۃ کا ذمہ دار ہے لیکن اگر وہ زیور بھی ہے جو ماں باپ کے پاس سے جہیز میں ملا ہے تو وہ ہندہ کی ملکیت ہے اس میں سے کچھ زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دے دے، شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۹۳)

زکوٰۃ کے ڈر سے غیر مسلم لکھوانا

سوال: ایک صاحب نے ایک بیوہ عورت کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ اپنے کو بینک میں غیر مسلم لکھوا دیں تو زکوٰۃ نہیں کٹے گی، کیا ایسا کرنے سے ایمان پر اثر نہیں ہوگا؟

جواب: کسی شخص کا اپنے آپ کو غیر مسلم لکھوانا کفر ہے اور زکوٰۃ سے بچنے کے لیے ایسا کرنا ڈبل کفر ہے اور کسی کو کفر کا مشورہ دینا بھی کفر ہے۔ پس جس شخص نے بیوہ کو غیر مسلم لکھوانے کا مشورہ دیا اسے اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے اور اگر بیوہ نے اس کے کفریہ مشورہ پر عمل کر لیا ہو تو اس کو بھی از سر نو ایمان کی تجدید کرنی چاہیے اسی کے ساتھ حکومت کو بھی اپنے اس نظام زکوٰۃ پر نظر ثانی کرنی چاہیے جو لوگوں کو مرتد کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ اس کی آسان صورت یہ ہے کہ حکومت مسلمانوں کے مال سے جتنی مقدار زکوٰۃ کے نام سے وصول کرتی ہے (یعنی اڑھائی فیصد) اتنی ہی مقدار غیر مسلموں کے مال سے رفاہی ٹیکس کے نام سے وصول کیا کرے۔ اس صورت میں کسی کو زکوٰۃ سے فرار کی راہ نہیں ملے گی اور غیر مسلموں پر رفاہی ٹیکس کا عائد کرنا کوئی ظلم وزیادتی بھی نہیں کیونکہ حکومت کے رفاہی کاموں سے استفادہ میں غیر مسلم برادری بھی برابر کی شریک ہے اور اس فنڈ کو غیر مسلم معذوروں کی مدد و اعانت اور خبر گیری میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۳۴۳)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے

نابالغ بچے کے مال پر زکوٰۃ

سوال۔ حکومت نے بینک اکاؤنٹ میں سے زکوٰۃ منہا کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں تو یہ فرمائیں کہ چھوٹے بچوں کے نام سے ان کے مستقبل کیلئے جو رقم بینک میں جمع کرائی جاتی ہے یا مختلف تقریبات میں ان کو رقم ملتی ہے اور وہ بھی بینک میں جمع ہوتی ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ نابالغ بچے کے مال میں زکوٰۃ نہیں۔ حکومت اگر نابالغ بچے کے مال سے زکوٰۃ کاٹ لیتی ہے تو یہ صحیح نہیں۔ ایضاً: ج ۳ ص ۳۴۴، خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۲۵۔

اگر نابالغ بچیوں کے نام سونا کر دیا تو زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

سوال: میری تین بیٹیاں ہیں۔ عمر ۱۲ سال ۱۰ سال اور ۸ سال ہے۔ میں نے ان کی شادی کے لیے ۲۰ تولہ سونا لے رکھا ہے اس کے علاوہ اور دوسری چیزیں مثلاً برتن' کپڑے وغیرہ بھی آہستہ آہستہ جمع کر رہے ہیں' کیا ان چیزوں پر بھی زکوٰۃ دینا پڑے گی' بچیوں کے نام پر کوئی پیسہ وغیرہ جمع نہیں ہے؟

جواب: اگر آپ نے اس سونے کا مالک اپنی بچیوں کو بنا دیا ہے تو ان کے جوان ہونے تک تو ان پر زکوٰۃ نہیں' جوان ہونے کے بعد ان میں جو صاحب نصاب ہوں ان پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر بچیوں کو مالک نہیں بنایا' ملکیت آپ ہی کی ہے تو اس سونے پر زکوٰۃ فرض ہے' برتن' کپڑے وغیرہ استعمال کی جو چیزیں آپ نے ان کے لیے لے رکھی ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۴۴۵)

زیور کی زکوٰۃ

سوال: جبکہ مرد حضرات پیسہ کماتے ہیں تو بیوی کے زیورات کی زکوٰۃ شوہر کو دینی چاہیے یا بیوی کو اپنے جیب خرچ سے جوڑ کر اگر شوہر زکوٰۃ ادا نہ کریں اگرچہ بیوی چاہتی ہو اور بیوی کے پاس پیسہ بھی نہ ہو کہ زکوٰۃ دے سکے تو گناہ کس کو ملے گا؟

جواب: زیور اگر بیوی کی ملکیت ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ واجب ہے اور زکوٰۃ نہ دینے پر وہی گناہگار ہوگی' شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا لازم نہیں۔ بیوی یا تو اپنا جیب خرچ بچا کر زکوٰۃ ادا کرے یا زیورات کا ایک حصہ زکوٰۃ میں دے دیا کرے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۴۴۷)

بیوی کے زیور کی زکوٰۃ کا مطالبہ کس سے ہوگا؟

سوال: اگر شوہر کی ذاتی ملکیت میں کوئی زیور ایسا نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو لیکن جب اس کی بیوی شادی ہو کر اس کے گھر آئے تو اتنا زیور لے آئے کہ اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہو اور بیوی شوہر کے یہ حالات جانتے ہوئے بھی کہ وہ مقروض بھی ہے اور اس کی اتنی تنخواہ بہرحال نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم نکال سکے تو کیا شوہر پر بغیر بیوی کی طرف سے کسی قربانی کے زکوٰۃ و قربانی واجب رہے گی اور اللہ تعالیٰ شوہر ہی کا گریبان پکڑیں گے اور کیا بیوی صاحبہ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جائیں گی کہ شوہر ہی ان کے آقا ہیں اور انہی سے سوال و جواب کیے جائیں؟

جواب: چونکہ زیور بیوی کی ملکیت ہے اس لیے قربانی و زکوٰۃ کا مطالبہ بھی اسی سے ہوگا اور اگر وہ ادا نہیں کرتی تو گناہ گار بھی وہی ہوگی' شوہر سے اس کا مطالبہ نہیں ہوگا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۳۴۶)

شوہر بیوی کے زیور کی زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے

سوال: میں نے شادی کے وقت اپنی بیوی کو حق المہر میں ۱۳ تولے سونا دیا تھا' کیا یہ جائز ہے؟ اور ۳ تولے سونا وہ اپنے میکے سے لائی تھی' چنانچہ کل سونا ۱۶ تولے پڑا۔ اب میری بیوی اگر زکوٰۃ ۱۶ تولے پر نہیں دے سکتی تو کیا اس کی یہ زکوٰۃ میں اپنے خرچہ سے دے سکتا ہوں اور پھر یاد رہے کہ یہ حق المہر بھی میں نے ہی ادا کیا تھا؟

جواب: چونکہ سونا آپ کی بیوی کی ملکیت ہے اس لیے اس کی زکوٰۃ تو اسی کے ذمہ ہے لیکن اگر آپ اس کے کہنے پر اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیں تو ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۴۴۸)

بیٹی کیلئے زیور پر زکوٰۃ

سوال: میں زکوٰۃ کے بارے میں کچھ زیادہ محتاط ہوں اس لیے اس فرض کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی ہوں تو قبلہ میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ ماں اگر اپنا زیور اپنی لڑکی کے لیے اُٹھا رکھے یا یہ نیت کرے کہ یہ سونا میں اپنی بیٹی کو جہیز میں دوں گی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اور جب یہ زیور یا سونا لڑکی کو ملے تو وہ اس کو پہن کر یا استعمال میں لاکر زکوٰۃ ادا کرے' آپ یہ وضاحت فرمائیں کہ لڑکی کے لیے کوئی زیور بنوا کر رکھا جائے تو زکوٰۃ دی جائے یا نہیں؟

جواب: اگر لڑکی کو زیور کا مالک بنا دیا تو جب تک وہ لڑکی نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ بالغ ہونے کے بعد لڑکی کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہوگی جبکہ صرف یہ زیور یا اس کے ساتھ کچھ نقدی نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے۔ صرف یہ نیت کرنے سے کہ یہ زیور لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ جب تک کہ لڑکی کو اس کا مالک نہ بنا دیا جائے اور لڑکی کو مالک بنا دینے کے بعد پھر اس زیور کا خود پہننا جائز نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۴۵۰)

زکوٰۃ کا نصاب اور شرائط

نصاب زکوٰۃ کیا ہے

سوال۔ نصاب زکوٰۃ کیا ہے مفصل تحریر فرمائیے۔

جواب۔ نصاب نقرہ ساڑھے باون تولہ ہوتا ہے کیونکہ شریعت میں دراہم کے اندر وزن سبعہ معتبر ہے اس کی تصریح کتب فقہ میں ہے اور وزن سبعہ یہ ہے کہ دس دراہم برابر سات مثقال کے ہوں اس

حساب سے دوسو درہم برابر ۱۴۰ مثقال کے ہوئے اور مثقال وزن معروف ساڑھے چار ماشہ ہے چنانچہ اس کی تصریح بہت جگہ موجود ہے۔ اور علماء کبار نے اس کو اختیار کیا ہے پس دوسو درہم برابر ۶۳۰ ماشہ کے ہوئے اس کو ۱۲ پر تقسیم کرنے سے ۵۲' ۲/۱ تولہ خارج قسمت نکلا یہی نصاب فقہ ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ردالمحتار ج ۲ ص ۳۸' ط' س ج ۲ ص ۲۹۵' ۱۲' ظفیر' فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۶۸۔

ساڑھے سات تولے سونے سے کم پر نقدی ملا کر زکوٰۃ واجب ہے

سوال: میری چار لڑکیاں بالغ ہیں' ہر ایک کے پاس کم و بیش چار تولہ سونا ہے۔ میں نے ہمیشہ کے لیے دے دیا تھا اور ہر ایک کے پاس روپیہ چار سو ریال چھ سو ایک ہزار ریال جمع رہتا ہے کیا ان سب پر زکوٰۃ' قربانی' فطرہ علیحدہ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: آپ نے جو صورت لکھی ہے اس میں آپ کی سب لڑکیوں پر الگ الگ زکوٰۃ' قربانی' صدقہ فطر لازم ہے کیونکہ سونا اگرچہ نصاب سے کم ہے مگر نقدی کے ساتھ سونے کی قیمت ملائی جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی (۶۱۲٫۳۵ گرام) کی قیمت بن جاتی ہے۔ (کیونکہ یہ بھی نصاب زکوٰۃ ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ وغیرہ واجب ہیں) (آپ کے مسائل اور انکا حل جلد ۳ ص ۳۶۲)

زیور کے نگ پر زکوٰۃ نہیں سونے کے کھوٹ پر ہے

سوال: کیا زکوٰۃ خالص سونے پر لگائیں گے یا زیورات میں ان کے نگ وغیرہ کے وزن کو شامل کریں گے؟ اور سونے کے کھوٹ کا کیا حکم ہے؟

جواب: سونے میں جو نگ وغیرہ لگاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ ان کو الگ کیا جا سکتا ہے البتہ جو کھوٹ ملا دیتے ہیں وہ سونے کے وزن ہی میں شمار ہوگا' اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۷۴)

دلہن کو جو زیور دیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس پر ہے

سوال۔ بعض اقوام میں نابالغ اولاد کا نکاح کر دیتے ہیں۔ دولہا کا باپ دلہن کو جو زیور چڑھاتا ہے اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے۔

جواب۔ وہ زیور جو دولہا کا باپ دیتا ہے وہ زیور ہمارے عرف میں دلہن کی ملک نہیں ہے لہٰذا اس کی زکوٰۃ دولہا کے باپ کے ذمہ ہے۔ (جہاں عرف میں وہ زیور دلہن کی ملک قرار پاتا ہے اس کی زکوٰۃ دلہن پر ہوگی۔ ظفیر) فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۶۶۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت

سوال: کیا زکوٰۃ ماہ رمضان میں ہی نکالنی چاہیے یا کسی ضرورت مند کو ہم زکوٰۃ کی رقم ماہ شعبان میں دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ میں اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ کچھ لوگوں کو جنہیں میں یہ رقم دیتی ہوں ان کا کہنا ہے کہ رمضان میں تقریباً ہر چیز مہنگی ہو جاتی ہے اس لیے اگر رقم رمضان سے پہلے مل جائے تو بچوں وغیرہ کے لیے چیزیں آسانی سے خریدی جاسکتی ہیں؟

جواب: زکوٰۃ کے لیے کوئی مہینہ مقرر نہیں ہے اس لیے شعبان یا اور کسی مہینے میں بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور زکوٰۃ کا جو مہینہ مقرر ہو اس سے پہلے بھی زکوٰۃ دینا صحیح ہے۔ (یعنی سال اگر شعبان میں پورا ہو رہا ہے تو رجب یا اس سے پہلے بھی دی جاسکتی ہے) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۷۸)

بکریوں کی زکوٰۃ

سوال۔ بکریوں کی زکوٰۃ میں بچوں کی زکوٰۃ آئے گی اور بچے بڑوں کے ساتھ شمار ہوں گے یا نہیں؟

جواب۔ بڑوں کے ساتھ شمار ہوں گے' زکوٰۃ سب کی آئے گی۔

جانوروں کی زکوٰۃ

سوال۔ ایک شخص کے پاس چار بھینس اور چار بیل' تین گائے ایک گھوڑا۔ ایک اونٹ تخمیناً ایک ہزار روپے کی مالیت کے ہیں' ان کو گھاس مول خرید کر کھلایا جاتا ہے' کیا ان جانوروں میں زکوٰۃ شرعی ہے یا نہیں؟

جواب۔ اگر وہ جانور تجارت کیلئے نہیں ہیں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ فقط۔

ولا فی حمل (الی قوله) الاتبعا لکبیر (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۲۶' س' ج ۲ ص ۲۸۲) ظفیر.

(۲) ولیس فی دورالسکنی وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکوة لانها مشغولة بالحاجة الاصلیة (هدایة ج ۱ ص ۱۶۹ ط س ج ۲ ص ۲۶۴' ۲۶۵ ولا فی ثیاب البدن (الی قوله ونحوها وکذالکتب وان لم تکن لا صلها اذا لم تنو للتجارة الخ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۰ ط' س' ج ۲ص ۲۶۴' ۲۶۵) وشرط حولان الحول

وتنمية لمال كالدر اهم والدنا نير الخ اونية التجارة (درمختار مختصرا ط س ج ۲ ص ۲۶۷ ظفير. فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۸۵.

شادی کیلئے جمع شدہ رقم میں زکوٰۃ کا حکم

سوال۔ایک شخص نے شادی کیلئے کچھ رقم جمع کی ہے جو کہ نصاب سے متجاوز ہے اور یہ رقم کئی سال اس شخص کے پاس موجود رہی لیکن پورے وسائل میسر نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک شادی نہیں کی جب کہ یہ رقم ضرورت شادی کیلئے مختص ہے کیا اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

جواب۔جب تک یہ رقم خرچ نہ ہو تو شادی کی ضروریات کی وجہ سے وجوب زکوٰۃ متاثر نہیں ہوتی اور اس شخص پر باقاعدہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔اسی طرح اگر والد نے اپنی اولاد کی شادی کیلئے رقم جمع کی ہو اور نصاب زکوٰۃ تک پہنچتی ہو تو حولان حول کے بعد اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے۔

وسبب لزوم ادائها توجه الخطاب يعنى قوله تعالىٰ: واتواالزكوٰة. وشرطه اى شرط افتراض ادائها حولان الحول وهو فى ملكه وثمنية المال كالدراهم والدنا نير لتعينهما للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكوٰة كيفما امسكهما ولولنفقة عياله. (الدرالمختار على صدر رد المحتار ج ۲ ص ۲۶۷ كتاب الزكوٰة)

وشرط وجوب ادائها اى افتراضها حولان الحول وهو فى ملكه اى فى ثمنية انمال كاالدراهم والدنا نير. (حاشية الطحطاوى ص ۳۸۹ كتاب الزكوٰة' حاشية الطحطاوى) ومثله فى الهندية ج ۱ ص ۱۷۵ كتاب الزكوٰة. فتاوىٰ حقانيه ج ۳ ص ۴۹۴).

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

بغیر بتائے زکوٰۃ دینا

سوال: معاشرے میں بہت سے اصحاب ایسے ہیں جو زکوٰۃ لینا باعث شرم سمجھتے ہیں۔اگرچہ یہ نظریہ غلط ہے' تو کیا اسے اصحاب کو بغیر بتائے اس مد میں سے کسی دوسرے طریقے سے ادا کی جا سکتی ہے۔مثلاً ان کے بچوں کے کپڑے بنوا دیئے جائیں' ان کے بچوں کی تعلیم میں امداد کی جائے' اس صورت میں جبکہ زکوٰۃ دینے والے پر اور رقم ممکن نہ ہو؟

جواب: زکوٰۃ دیتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے۔ ہدیہ یا تحفہ کے عنوان سے ادا کی جائے اور ادا کرتے وقت نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۹۲)

سوال: کسی دوست احباب کی ہم زکوٰۃ کی رقم سے مدد کریں اور اس کو احساس ہوجانے کی وجہ سے ہم بتائیں نہیں تو زکوٰۃ ہوجائے گی؟

جواب: مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے' اسے کسی بھی عنوان سے زکوٰۃ دے دی جائے اور نیت زکوٰۃ کی کرلی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۹۴)

تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ دینا

سوال: اگر کسی عورت نے اپنی کل رقم یا سونا جو اس کے پاس ہیں اس پر سالانہ زکوٰۃ نہ نکالی ہو بلکہ ہر مہینہ کچھ نہ کچھ کسی ضرورت مند کو دے دیتی ہو' کبھی نقد' کبھی اناج وغیرہ اور اس کا حساب بھی اپنے پاس نہ رکھتی ہو تو اس کا ایسا کرنا زکوٰۃ دینے میں شمار ہوگا یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ کی نیت سے جو کچھ دیتی ہے اتنی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی لیکن یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اس کی زکوٰۃ ہوگئی یا نہیں؟ اس لیے کہ حساب کر کے جتنی زکوٰۃ نکلتی ہو وہ ادا کرنی چاہیے۔ البتہ یہ اختیار ہے کہ اکٹھی دے دی جائے یا تھوڑی تھوڑی کر کے سال بھر میں ادا کردی جائے مگر حساب رکھنا چاہیے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے جو چیز زکوٰۃ کی نیت سے دی جائے وقتاً فوقتاً دیتے رہے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۳۹۴)

سوال: اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوٰۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر نکالتا رہے تو کیا یہ عمل درست ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی؟

جواب: ہر مہینے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ نکالتے رہنا درست ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟

سوال: (۱) میری شادی تیرہ سال پہلے ہوئی تھی اس پر میں نے اپنی بیوی کو چھ تولہ سونا اور بیس تولہ چاندی تحفہ کے طور پر دی تھی۔

(الف) اس مالیت پر کتنی زکوٰۃ ہوگی؟ (ب) دو سال بعد اس مالیت میں سونا ایک تولہ کم ہوگیا' یعنی بعد میں ۵ تولہ سونا اور ۲۰ تولے چاندی رہ گئی ہے' اس کو تقریباً ۱۱ سال ہوگئے ہیں جس کی کوئی زکوٰۃ نہیں دی گئی' اب اس کی کتنی زکوٰۃ دیں' حساب کر کے بتائیں اگر سونا دیں تو کتنا دینا ہے؟

(۲) میری بہن کے پاس ۹ تولہ سونا ہے اور ۲۰ تولے چاندی ہے اور یہ سترہ سال سے ہے' آپ بتائیں کہ اس کو اب کتنی زکوٰۃ دینی ہے؟

جواب: دونوں مسئلوں کا ایک ہی جواب ہے آپ کی بیوی اور آپ کی بہن کی ملکیت میں جس تاریخ کو سونا اور چاندی آئے' ہر سال اس قمری تاریخ کو ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی رہی جوانہوں نے ادانہیں کی اس لیے تمام گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا ان کے ذمہ لازم ہے۔ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سال سونے اور چاندی کی جو مقدار تھی اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے' پھر دوسرے سال اس چالیسویں حصے کی مقدار منہا کر کے باقی ماندہ کا چالیسواں حصہ نکالا جائے' اسی طرح سترہ سال کا حساب لگایا جائے۔ ان باقی تمام سالوں کی زکوٰۃ کا مجموعہ جتنی مقدار سونا اور چاندی کی بنے وہ زکوٰۃ میں ادا کردی جائے۔ آپ کی بہن کے پاس سترہ سال پہلے ۹ تولے سونا اور ۲۰ تولے چاندی تھی' میں نے سترہ سال کی زکوٰۃ کا حساب لگایا تو سونے کے زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۳۴۷ گرام بنی اور چاندی کی زکوٰۃ کی مجموعی مقدار ۸۱٫۶۰۱ گرام بنی۔ لہٰذا ۹ تولے سونے اور ۲۰ تولے چاندی کی زکوٰۃ میں مندرجہ بالا مقدار کا ادا کرنا آپ کی بہن کے ذمہ لازم ہے اور آپ کی بیوی کے ذمہ گیارہ سال کی زکوٰۃ میں ۱۴٫۷۹۵ گرام سونا اور ۲۵٫۵۰۹ گرام چاندی کا ادا کرنا لازم ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد۳ ص ۳۹۷)

استعمال شدہ چیز زکوٰۃ کے طور پر دینا

سوال: ایک شخص ایک چیز چھ ماہ استعمال کرتا ہے' چھ ماہ استعمال کے بعد وہی چیز اپنے دل میں زکوٰۃ کی نیت کر کے آدھی قیمت پر بغیر بتائے مستحق زکوٰۃ کو دے دیتا ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: اگر بازار میں فروخت کی جائے اور اتنی قیمت مل جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ کی ادائیگی

سوال: کیا زکوٰۃ کی رقم مستحقین کو اشیاء کی شکل میں بھی دی جا سکتی ہے؟

جواب: دی جا سکتی ہے لیکن اس میں یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ ردی قسم کی چیزیں زکوٰۃ میں نہ دی جائیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

پیسے نہ ہوں تو زیور بیچ کر زکوٰۃ ادا کرے

سوال: زکوٰۃ دینا صرف بیوی پر فرض ہے وہ تو کما کر نہیں لاتی پھر وہ کس طرح زکوٰۃ دے جب کہ شوہر اس کو صرف اتنی ہی رقم دیتا ہے کہ جو گھر کی ضروریات کے لیے ہوتی ہے؟

جواب: اگر پیسے نہ ہوں تو زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دیا کرے یا زیور ہی کا چالیسواں حصہ دینا ممکن ہو تو وہ دے دیا کرے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد۳ ص ۵۰۳)

بیوی خود زکوٰۃ ادا کرے چاہے زیور بیچنا پڑے

سوال: میرے تمام زیورات کی تعداد تقریباً آٹھ تولہ سونا ہے لیکن اس کے علاوہ میرے پاس نہ تو قربانی کے لیے اور نہ ہی زکوٰۃ کے لیے کچھ رقم ہے لہٰذا میں نے ایک سیٹ اپنی بچی کے نام رکھ چھوڑا ہے وہ اب زیر استعمال بھی نہیں اور شوہر زکوٰۃ دینے پر راضی نہیں اور کہتا ہے تمہارا زیور ہے تم جانو' مگر اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ پہن سکوں تبدیل یا فروخت بھی نہیں کر سکتی' اب بچی والے زیور کی زکوٰۃ کون دے گا؟ بھائی کے دیئے ہوئے اڑھائی ہزار روپے زکوٰۃ نکال دیتی ہوں؟

جواب: جو زیور آپ نے بچی کی ملکیت کر دیا ہے وہ جب تک نابالغ ہے اس پر زکوٰۃ نہیں لیکن ملکیت کر دینے کے بعد آپ کے لیے اس کا استعمال جائز نہیں' باقی زیور اگر نقدی ملا کر حد زکوٰۃ تک پہنچتا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے' اگر نقد روپیہ نہ ہو تو زیور فروخت کر کے زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔ اگر شوہر آپ کے کہنے پر آپ کی طرف سے زکوٰۃ ادا کر دیا کرے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی مگر اس کے ذمہ فرض نہیں' فرض آپ کے ذمہ ہے' زکوٰۃ ادا کرنے کی گنجائش ہو تو اتنا زیور ہی نہ رکھا جائے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یہ جواب تو اس صورت میں ہے کہ زیور آپ کی ملکیت ہے لیکن آپ نے جو یہ لکھا ہے اس میں میری صرف اتنی ملکیت ہے کہ میں پہن سکوں تبدیل یا فروخت بھی نہیں کر سکتی۔ اس فقرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیور دراصل شوہر کی ملکیت ہے اور آپ کو صرف پہننے کے لیے دیا گیا ہے۔ اگر یہی مطلب ہے تو اس زیور کی زکوٰۃ آپ کے شوہر پر فرض ہے آپ پر نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۵۰۳)

غریب والدہ نصاب بھر سونے کی زکوٰۃ زیور بیچ کر دے

سوال: والدہ صاحبہ کے پاس قابل زکوٰۃ زیور ہے' ان کی اپنی کوئی آمدنی نہیں بلکہ اولاد پر گزر اوقات ہے اس صورت میں زکوٰۃ ان کے زیور پر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ یہ زیور نصاب کی مالیت کو پہنچتا ہو' زیور بیچ کر زکوٰۃ دی جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۵۰۳)

شوہر کے فوت ہونے پر زکوٰۃ کس طرح ادا کریں؟

سوال: ہماری ایک عزیز ہیں' ان کے شوہر فوت ہو گئے ہیں اور ان پر بارہ ہزار کا قرضہ ہے جبکہ ان کے

پاس تھوڑا بہت سونا ہے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ان کی زکوٰۃ دینی چاہیے اگر دینی ہے تو کتنی ہے؟

جواب: شوہر کا چھوڑا ہوا ترکہ صرف اس کی اہلیہ کا نہیں بلکہ سب سے پہلے اس کے شوہر کا قرضہ ادا کیا جائے۔ پھر اسے شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے اور پھر ان وارثوں میں سے جو بالغ ہوں ان کا حصہ نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳' ص۵۰۴)

مصارف زکوٰۃ

(زکوٰۃ کی رقم صرف کرنے کی جگہیں)

لڑکے کے پاس رقم ہو مگر اس کی والدہ محتاج غریب ہو تو اس کی والدہ کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

سوال۔ ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کی بیوہ عورت اور دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے' عورت کے پاس ایک زمین ہے اس پر مکان بنانا چاہتی ہے مگر غریب محتاج ہے کچھ رقم نہیں ہے' اس عورت کو زکوٰۃ کی رقم دینا کیسا ہے؟ ایک شخص نے عورت کے بیٹے کو رکشا خریدنے کیلئے بیس ہزار روپے دیئے ہیں وہ رقم اس لڑکے کے پاس موجود ہے تو اس حالت میں اس لڑکے کی والدہ کو زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ صورت مسئولہ میں بیس ہزار روپے لڑکے کو ہی دیئے ہوں اور لڑکے نے وہ رقم اپنے ہی پاس رکھی ہو اپنی والدہ کو مالک بنا کر نہ دیئے ہوں' ور اس کی والدہ غریب محتاج ہو تو ایسی صورت میں اس عورت کو زکوٰۃ کی رقم دینا جائز ہے۔ البتہ یہ خیال میں رہے کہ یکمشت اتنی رقم نہ دی جائے جس سے وہ عورت صاحب نصاب بن جائے' مکان بنانے کیلئے وقتاً فوقتاً تھوڑی رقم دیتے رہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۱۸۷۔

خوشدامن (ساس) کو زکوٰۃ دینی درست ہے یا نہیں؟

سوال: خوشدامن کو زکوٰۃ دینی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اپنی خوشدامن کو جب کہ وہ مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ دینا جائز اور درست ہے مگر اس کو بالکل مالک بنا دیا جائے کہ وہ جہاں چاہے خرچ کرے (ساس چونکہ مصارف ممنوعہ (جن کو زکوٰۃ دینا منع ہے) میں داخل نہیں ہے اس لیے زکوٰۃ دینا جائز ہے) (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۱۲۷)

ہندو اور پیشہ ور فقیروں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں

سوال: جو لوگ گداگری کا پیشہ کرتے ہیں ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں؟ بعض فقیر ہندو ہوتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: ایسے فقیروں کو جن کا پیشہ مانگنے کا ہے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر متمول (مالدار) ہوتے ہیں' زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیو بند جلد ۶ ص ۱۲۴)

ہندو فقیر کو اللہ کے واسطے دینا درست ہے مگر زکوٰۃ دینا جائز نہیں' وہ مسلمان کا حق ہے۔

بیوہ اور بچوں کو ترکہ ملنے پر زکوٰۃ

س۔ ایک بیوہ عورت ہے جس کی اولاد نرینہ تین ہیں' اسے اپنے شوہر کے ترکہ میں تقریباً چالیس ہزار روپے ملے' اس نے وہ رقم بینک میں فکسڈ ڈپازٹ رکھوادی اور اس پر جو سود یا اب منافع ملتا ہے اس سے اس کا گزر اوقات ہوتا ہے کیا اس کے اوپر زکوٰۃ واجب ہے؟ (یاد رہے کہ اس کے علاوہ ان کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں)

ج۔ اس رقم کو شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے' ہر ایک کے حصے میں جو رقم آئے اگر وہ نصاب (ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت) کو پہنچتی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے نابالغ بچوں کے حصے پر نہیں۔ آپ کے مسائل ج ۳ ص ۵۱۷)

زکوٰۃ سے غریب لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام کرنا

سوال: زکوٰۃ کے روپے سے غریب لڑکیوں کی مذہبی تعلیم (ودیگر) تدریس جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ میں تملیک شرط ہے' یعنی کسی محتاج کو اس کا مالک بنادیا جائے' لہٰذا غریب لڑکیوں کو اگر نقد' کپڑا' کھانا دے دیا جائے (یا کتابیں خرید کر ان کی ملکیت کردی جائیں) تو درست ہے مگر معلمہ اور دیگر ملازمین کی تنخواہ زکوٰۃ سے دینی درست نہیں ہے۔

(والتفصیل فی الشامیہ) (فتاویٰ دارالعلوم جلد ۶ ص ۱۴۲)

سگے بھائی اور بہنوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

سوال: والدین حیات ہیں' صاحب نصاب زکوٰۃ اور شرعاً غنی ہیں لیکن معاش کی تنگی ہے تو کیا کوئی مرد یا عورت اپنے نابالغ بہن بھائیوں کو جو کہ معاشی پریشانی میں رہتے ہیں' زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بھائی بہنوں کو جو کہ مالک نصاب نہیں ہیں تو پھر اگرچہ والدین مالدار ہوں تب بھی

ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (جیسا کہ کتب فقہ میں ملتا ہے کہ اگر نوجوان لڑکی جس کے ماں باپ غنی ہوں مگر اس کا اپنا مال نہ ہو چونکہ نفقہ جو ملتا ہے وہ اسے مالدار نہیں بناتا اس لیے زکوٰۃ دینا درست ہے اور شوہر یا ماں باپ کا مالدار ہونا اسے شرعاً غنی نہیں بناتا۔ تاوقتیکہ وہ مالک نصاب نہ ہو۔ (عالمگیری) (فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۱۵۷)

بہو بیٹے کی بیوی مالک نصاب نہ ہو تو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

سوال: ایک خاتون مالدار ہیں مگر ان کا بیٹا معاشی تنگی میں ہے اگرچہ وہ بھی صاحب نصاب ہے لیکن بہو صاحب نصاب نہیں ہے' کیا اسے زکوٰۃ کے پیسوں سے کپڑا وغیرہ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر بہو محتاج ہے تو اسے زکوٰۃ کے پیسے بھی دیئے جا سکتے ہیں اور زکوٰۃ کے پیسوں سے کپڑے وغیرہ بنا کر بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم)

سید کی بیوی کو زکوٰۃ

سوال: ہمارے ایک عزیز جو کہ سید ہیں جسمانی طور پر بالکل معذور ہونے کے باعث کمانے کے قابل نہیں ہیں ان کے گھر کا خرچہ ان کی بیوی جو کہ غیر سید ہیں' بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر اور کچھ قریبی عزیزوں کی مدد سے چلاتی ہیں' سوال یہ ہے کہ چونکہ ان کی بیوی غیر سید ہیں اور گھر کی کفیل ہیں تو باوجود اس کے کہ شوہر اور بچے سید ہیں ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

جواب: بیوی اگر غیر سید ہے اور وہ زکوٰۃ کی مستحق ہے اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں' اس زکوٰۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کر سکتی ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۵۱۱)

سادات لڑکی کی اولاد کو زکوٰۃ

سوال: ہندہ کی شادی زید کے ساتھ ہوئی تھی جس سے اس کے دو بچے ہیں' کچھ عرصہ کے بعد زید نے ہندہ کو طلاق دے دی' بچے ہندہ کے پاس ہیں جو محنت کر کے ان کی پرورش کرتی ہے' زید بچوں کی پرورش کے لیے اس کو کچھ نہیں دیتا' ہندہ سادات سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے یہ بچے صدیقی ہیں' ہندہ کے عزیز اقرباء' بہن بھائی یا ماں باپ ان بچوں کی پرورش وغیرہ کے لیے زکوٰۃ کا روپیہ ہندہ کو دے سکتے ہیں یا نہیں کہ وہ صرف بچوں کے صرف میں لائے کیونکہ ہندہ کے لیے تو زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے؟ شرعی اعتبار سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں؟

جواب: یہ بچے سید نہیں بلکہ صدیقی ہیں اس لیے ان بچوں کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے اور ہندہ اپنے ان بچوں کے لیے زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے' اپنے لیے نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۵۱۲)

بیوی کا شوہر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

سوال: (۱) عام طور پر بیوی کی کل کفالت شوہر کے ذمہ ہے' اگر بدنصیبی سے شوہر غریب ہو جائے اور بیوی مالدار ہو تو شرعاً شوہر کے بیوی پر کیا حقوق عائد ہوتے ہیں؟

(۲) مذکورہ شوہر کی بیوی سے زکوٰۃ لے کر کھانا کیا درست ہوگا؟

جواب: (۱) عورت پر شوہر کے لیے جو حقوق ہیں وہ غربت اور مالداری دونوں میں یکساں ہے' شوہر کے غریب ہونے پر بیوی پر شرعاً یہ حق ہے کہ شوہر کی غربت کے پیش نظر صرف اس قدر نان ونفقہ کا مطالبہ کرے جس کا شوہر متحمل ہو سکے۔ البتہ اخلاقاً بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار کرنے کی اجازت دے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۵۱۵)

شادی شدہ عورت کو زکوٰۃ دینا

سوال: ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے لیکن وہ لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں کیا ان کو خیرات' صدقہ یا زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

جواب: اگر وہ غریب ہے اور مستحق ہے تو جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۵۱۶)

مالدار اولاد والی بیوہ کو زکوٰۃ

سوال: ایک عورت جو کہ بیوہ ہے لیکن اس کے چار پانچ لڑکے برسر روزگار ہیں' اچھی خاصی آمدنی ہوتی ہے' اگر وہ لڑکے ماں کی بالکل مالی امداد نہیں کرتے تو کیا اس عورت کو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟ اگر بالفرض اولاد تھوڑی بہت امداد دیتی ہے جو اس کے لیے ناکافی ہے تب اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس خاتون کے اخراجات اس کے صاحب زادوں کے ذمہ ہیں لیکن اگر وہ نادار ہے اور لڑکے اس کی مالی امداد اتنی نہیں کرتے جو اس کی روزمرہ ضروریات کے لیے کافی ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۵۱۷)

مفلوک الحال بیوہ کو زکوٰۃ دینا

سوال: ہمارے محلے میں ایک بیوہ عورت رہتی ہے اس کی ایک نوجوان بیٹی بھی ہے جو کہ مقامی کالج میں پڑھتی ہے۔ اس بیوہ عورت کا ایک بھائی ہے جو اناج کی دلالی کرتا ہے اور مہینے کے دو ہزار روپے کماتا ہے لیکن اپنی بیوہ بہن اور ماں کو کچھ بھی نہیں دیتا' اس بیوہ عورت کی ماں بالکل ضعیف اور بیمار ہے' ان سب کا خرچ عورت کا بھتیجا اٹھاتا ہے اور اس بھتیجے کی بھی شادی ہوگئی ہے اور اس کی ایک

بچی بھی ہے اب وہ بھتیجا یہ کہتا ہے کہ میں سب کا خرچ نہیں اُٹھا سکتا' اب وہ بیوہ عورت بالکل اکیلی ہوگئی ہے اوراس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں تو کیا اس صورت حال میں اس کا زکوٰۃ لینا جائز ہے؟ اور کیا ہم سب برادری والے مل کر بیوہ عورت کے بھائی کو روپیہ نہ دینے پر اس سے زبردستی کر سکتے ہیں؟

جواب: بھائی کو اگر مقدور ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی بہن کے اخراجات برداشت کرے' اگر وہ نہیں کرتا یا استطاعت نہیں رکھتا اور اس بیوہ کے پاس بھی نصاب کی مقدار سونا' چاندی یا روپیہ پیسہ نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ نادار بھی ہے اور بے سہارا بھی' اس صورت میں اس کو زکوٰۃ وصدقات دینا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل' جلد۳ ص ۵۱۹)

شوہر کے بھائیوں اور بھتیجوں کو زکوٰۃ دینا

سوال۔ میرے شوہر کے چار بھائی ایک بہن ہے' جو سابقہ خاوند سے طلاق لینے کے بعد دوسری جگہ شادی شدہ ہے' مگر سابقہ خاوند سے تین بچے ہیں' جو میرے دوسرے دیور کے ہاں رہتے ہیں اور زیر تعلیم ہیں' اتنی مہنگائی میں جہاں گھر کا خرچہ پورا نہیں ہوتا وہاں ان کو خرچہ دینا بھی ایک مسئلہ ہے علاوہ ازیں میرے بڑے دیور کا انتقال ہو چکا ہے اوران کے بچے بھی زیر تعلیم ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ہم ان بچوں کی تعلیم یا شادی بیاہ پر زکوٰۃ کی مد میں خرچ کر سکتے ہیں اور ہماری زکوٰۃ ادا ہو جائے گی لیکن ان بچوں کو علم نہ ہو کہ زکوٰۃ ہے؟

جواب۔ آپ اپنے شوہر کے بھانجوں اور بھتیجوں کو زکوٰۃ دے سکتی ہیں آپ کے شوہر بھی دے سکتے ہیں زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے ان کو بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے خود نیت کر لینا کافی ہے ان کو خواہ ہدیئے' تحفے کے نام سے دی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ آپ کے مسائل ج ۳ ص ۵۲۰۔

برسر روزگار بیوہ کو زکوٰۃ دینا

سوال: ہمارے علاقے میں ایک بیوہ عورت ہے جو محکمہ تعلیم حکومت پاکستان میں ملازم ہے تنخواہ ماہانہ پانچ سو روپے ہے' ان کا ایک جوان لڑکا بھی سرکاری ملازم ہے' دونوں ایک ساتھ حکومت کے فراہم کردہ سرکاری کوارٹر میں رہتے ہیں' ہمارے علاقہ کی زکوٰۃ کمیٹی نے اس بیوہ عورت کے لیے زکوٰۃ فنڈ سے پچاس روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کیا ہے اور ہر ماہ ادا کیا جاتا ہے کیا بیوہ ہونے کی وجہ سے جبکہ سرکاری ملازمہ ہو زکوٰۃ کی مستحق ہے؟

جواب: اگر وہ مقروض نہیں برسر روزگار ہے تو اس کو زکوٰۃ نہیں لینی چاہیے تاہم اگر وہ صاحب نصاب نہیں تو اس کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل' ج ۳ ص ۵۱۹)

فلاحی ادارے زکوٰۃ کے وکیل ہیں جب تک مستحق کوادا نہ کردیں

سوال: کوئی خدمتی ادارہ یا کوئی وقف ٹرسٹ اور فاؤنڈیشن کو زکوٰۃ دینے سے کیا زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟

جواب: جو فلاحی ادارے زکوٰۃ جمع کرتے ہیں وہ زکوٰۃ کی رقم کے مالک نہیں ہوتے بلکہ زکوٰۃ دہندگان کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں' جب تک ان کے پاس زکوٰۃ کا پیسہ جمع رہے گا وہ بدستور زکوٰۃ دہندگان کی ملک ہوگا' اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوٰۃ دہندگان کی زکوٰۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔ اس لیے جب تک کسی فلاحی ادارے کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو کہ وہ زکوٰۃ کی رقم شریعت کے اصولوں کے مطابق ٹھیک مصرف میں خرچ کرتا ہے اس وقت تک اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔

سوال: اس طرح زکوٰۃ جمع کرنے والے ادارے جمع کی ہوئی زکوٰۃ کی رقم کے خود مالک بن جاتے ہیں یا نہیں اور اس طرح جمع ہوئی زکوٰۃ کی رقم کو وہ جاہیں اس طرح لوگوں کی بھلائی کے کاموں میں خرچ کر سکتے ہیں' مثلاً اس رقم میں سے صاحب زکوٰۃ شخص کو اور درمیانی طبقہ کے صاحب مال شخص کو مکان خریدنے کے لیے یا کاروبار کیلئے بنا منافع آسان قسطوں میں واپس ہونے والے قرض کے طور پر دے سکتے ہیں کیونکہ درمیان طبقہ کے صاحب مال زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہوتے اور زکوٰۃ لینا بھی نہیں چاہیے اس کے مطابق اس کو زکوٰۃ کی رقم قرض کے طور پر دینا مناسب ہے؟

جواب: یہ ادارے اس رقم میں مالکانہ تصرف کرنے کے مجاز نہیں بلکہ صرف فقراء اور محتاجوں کے بانٹنے کے مجاز ہیں اس لیے اس رقم کو قرض پر اُٹھانے کے مجاز نہیں' البتہ اگر مالکان کی طرف سے اجازت ہو تو درست ہے' کسی صاحب نصاب کو مکان خریدنے کے لیے رقم دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی' البتہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ وہ شخص کسی سے قرض لے کر مکان خریدے' اب اس کو قرضہ ادا کرنے کے لیے زکوٰۃ دینا صحیح ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۵۳۱)

طالب علم کو زکوٰۃ دینے سے ادا ہوگی؟

سوال: ایک شخص صاحب نصاب ہے' وہ غریب طالب علم کو تعلیمی خرچ میں زکوٰۃ کی رقم دینا چاہتا ہے اس کے والدین میں اخراجات برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے' اگر برداشت کرے تو گھر کی پونجی چار پانچ ماہ میں ختم ہو جاتی ہے' اور تعلیم ناقص رہتی ہے ایسی حالت میں طالب علم کو ہر ماہ میں یکمشت تعلیم کا خرچہ دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں غریب طالب العلم بالغ ہو یا نابالغ' لیکن اس کا باپ غنی نہ ہو تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ عالمگیری' صفحہ ۱۸۹' ج ۱) فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۱۷۱)

خیرات کے حق دار کون ہیں؟

سوال: خیرات کس کس کو دے سکتے ہیں؟

جواب: نفل خیرات وصدقات سب حاجت مندوں کو دے سکتے ہیں۔ خویش و اقارب مقدم ہیں اور دیندار زیادہ حق دار ہیں۔

سوال: مدارس وانجمن میں خیرات دینا کیسا ہے؟

جواب: مدارس ومساجد اور دینی اداروں میں خیرات دینے کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں سب سے بڑی نیکی یہی ہے کہ اشاعت شریعت اور اس کے کسی حکم کو زندہ کرنے کی کوشش کرے' بالخصوص ایسے زمانہ میں جس میں شعائر اسلام ناپید ہو چکے ہوں' کروڑوں روپے کا راہ خداوندی میں خرچ کرنا دوسری نیت سے لاکھ روپے خرچ کرنے کے برابر نہیں ہے۔ (مکتوبات' مکتوب ۴۸' صفحہ ۶۶ ج ا)

زکوٰۃ وخیرات سے ہسپتال کے اخراجات پورے کئے جاسکتے ہیں؟

سوال۔ زکوٰۃ کے روپوؤں سے ہسپتال چلا سکتے ہیں؟ جس سے سٹاف (کارکنان) کی تنخواہ اور دوائیں وغیرہ خرید کر غرباء کے معالجہ کیلئے وقف کر دیا جائے۔ اس طرح فرد واحد یا چند افراد متفق ہو کر ہسپتال جاری کریں تو کیسا ہے؟

جواب۔ زکوٰۃ کی رقم سے ہسپتال چلانا درست نہیں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی' کیونکہ ادائے زکوٰۃ کیلئے تملیک شرط ہے (یعنی حقدار کو مالک بنادینا) وہ اس صورت میں موجود نہیں۔ **ولا یجوز ان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالا تملیک فیه فتاویٰ عالمگیری فی المصرف ج ا ص ۱۸۸) فقط والله اعلم**. خواتین کے مسائل ج ا ص ۴۴۷۔

سوتیلی والدہ کو زکوٰۃ دینا

سوال۔ سوتیلی والدہ کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب مرحمت فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

جواب۔ سوتیلی والدہ (والد کی منکوحہ) نہ اصول میں داخل ہے نہ فروع میں اور نہ اس کے ساتھ زوجیت کا رشتہ ہے۔ لہٰذا سوتیلی والدہ کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے' اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہو۔ شامی میں ہے ویجوز دفعها لزوجة ابیه وابنه وزوج ابنته تاتارخانیه (شامی ص ۸۶ ج ۲' باب المصرف تحت قوله والی من بینهما ولاد)

عینی شرح کنز میں ہے۔ ولا یدفع ایضاً الی اصله وهم الاباء والا مهات وان علاوهم الاجداد والجدات من قبل الاب والام وکذا لا یدفع الی فرعه وهم الا ولادوان سفل وهم اولاد الاولادوکذا الایدفع الی زوجته بالاتفاق' کذالا تدفع الزوجة الی زوجها عند ابی حنیفة رحمه الله وبه قال احمد رحمه الله فی الاصح الخ (عینی شرح کنز ص ۷۹ ج ۱ باب المصرف) فقط والله اعلم بالصواب.

فتاویٰ رحیمیه ج ۷ ص ۱۹۳)

مال زکوٰۃ سے والد مرحوم کا قرض ادا کرنا؟

سوال: میرے والد صاحب کا انتقال ہوئے ۹ مہینے گزر چکے ہیں' مرحوم کے انتقال سے پہلے کا قرض جوان کے ذمہ تھا' ۳۰۰۰ روپے ہیں' جو چار الگ الگ افراد کا قرض ہے' والد صاحب نے ترکہ میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے اور میرے پاس بھی کوئی بینک بیلنس یا سونا نہیں ہے فی الحال جماعت نے رہنے کے لیے مکان دیا ہے اور ایک کرایہ کی دکان میرے پاس ہے جس سے گھر کے اخراجات پورے ہوتے ہیں' میری مالی حالت کمزور ہے اس بناء پر میں کسی صاحب خیر سے زکوٰۃ کی رقم لے کر والد صاحب کا قرض ادا کروں تو میرے لیے یہ رقم لینا کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں آپ کے والد مرحوم کا قرض ہے اور اس کی ادائیگی کا کوئی انتظام نہیں ہے' والد مرحوم کا قرض ادا کیا جائے ایسا کچھ چھوڑا نہیں ہے اور نہ آپ کی حیثیت قرض ادا کرنے کے قابل ہے' نقد رقم ہے نہ سونا چاندی ہے' مال تجارت (عطر کیسٹ) ہے مگر وہ نصاب سے کم ہے اور حاجت اصلیہ سے زائد اتنا سامان نہیں ہے جو نصاب کے برابر ہو سکے اور قرض خواہوں کا مطالبہ بہت شدید ہے' ایسی حالت میں آپ زکوٰۃ کی رقم یا اللہ رقم مل جاتی ہو تو وہ رقم لے کر آپ اپنے والد مرحوم کا قرض ادا کر سکتے ہیں جتنی رقم آپ کو ملے وہ آپ اپنے پاس جمع نہ رکھیں' فوراً قرض ادا کرتے رہیں۔ مذکورہ حالت میں آپ پر مرحوم والد کا قرض ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔ قرض ان پر تھا آپ پر نہیں' قرض خواہوں کو آپ سے مطالبہ نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر وہ اس کے لیے تیار نہ ہوں اور آپ سے مطالبہ کرنے اور قرض وصول کرنے پر ہی مصر ہوں تو آپ اپنا وقار قائم رکھتے ہوئے مندرجہ بالا صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۱۹۲)

سوتیلی والدہ کو زکوٰۃ دینا

سوال: سوتیلی والدہ کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب مرحمت فرمائیں؟

جواب: سوتیلی والدہ (والد کی منکوحہ) نہ اصول میں داخل ہے نہ فروع میں اور نہ اس کے ساتھ زوجیت کا رشتہ ہے۔ لہٰذا سوتیلی وادہ کو زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہو۔ شامی میں ہے "ویجوز دفعها لزوجة ابیه وابنه وزوج البنته" (تاتارخانیہ) (شامی صفحہ ۸۶ ج ۲ باب المصرف تحت قوله والی من بینهم ولا) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۱۹۳)

مہمان کو بہ نیت زکوٰۃ کھانا دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

سوال: زید کے ہاں مہمان آیا' اس نے تین دن ضیافت کے زکوٰۃ کی نیت سے کھانا دینا شروع کیا اور اس کی ملک کرتا رہا' اس طرح زکوٰۃ ادا ہوگئی یا نہیں؟

جواب: شامی باب الزکوٰۃ میں جو لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ یہ اباحت ہے تملیک نہیں اور کھانا اگر اسے بہ نیت تملیک دے دیا ہے خواہ وہ کھائے یا بیچ دے (یا کسی اور کو کھلا دے) ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ الحاصل بصورت تملیک زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور بصورت اباحت ادا نہ ہوگی۔ (واللہ اعلم) (مفتی عبدالستار صاحب)

نابالغ بچے کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

سوال۔ ایک نابالغ بچہ ہے جس کا باپ غریب اور مستحق زکوٰۃ ہے اس کو زکوٰۃ کی رقم دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں' کیا وہ نابالغ بچہ مالک بن سکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ اگر نابالغ عقلمند اور سمجھدار ہو' قبضہ کو سمجھتا ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور جو بچہ بہت چھوٹا ہو قبضہ کو نہ سمجھتا ہو اور لین دین کے قابل نہ ہو تو ایسے بچہ کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ ہاں اگر بچہ کا ولی اس کی طرف سے قبضہ کر لے تو ادا ہو جائے گی۔ درمختار میں ہے دفع الزکوٰة الی صبیان اقاربه برسم عید......جاز (قوله الی صبیان (قاربه) ای العقلاء والافلا یصح الا بالدفع الی ولی الصغیر (درمختار وشامی ص ۹۶ ج ۲ باب المصرف قبیل باب صدقة الفطر)

نیز شامی میں ہے (قوله تملیکا) وفی التملیک اشارة الی انه لا یصرف الی مجنون وصبی غیرمراهق الااذا قبض لهما من یجوز له قبضه کالاب والوصی وغیرهما ویضرب الی مراهق یعقل الاخذ کما فی المحیط قهستانی وتقدم تمام الکلام علی ذلک اول الزکوٰة (شامی ص ۸۵ ج ۲ باب المصرف)

عمدۃ الفقہ میں ہے اور اگر زکوٰۃ کے مال پر چھوٹے لڑکے نے قبضہ کر لیا اور وہ قریب البلوغ

ہے تو جائز ہے اور اسی طرح اگر ایسے لڑکے کو دیا جو قبضہ کرنے کو سمجھتا ہے یعنی پھینک نہیں دیتا یا کوئی دھوکہ دے کر اس سے نہیں لے لے گا۔ تب بھی جائز ہے اور کم عقل فقیر کو دیا تب بھی جائز ہے۔ (عمدۃ الفقہ ج ۳ ص ۱۳۷) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۱۸۵)

داماد کو زکوٰۃ دینا

سوال: میرے پاس زکوٰۃ کے پیسے ہیں' میرا داماد غریب بھی ہے اور مقروض بھی ہے' میں اس کو پیسے دے سکتا ہوں یا نہیں؟ قرض کی ادائیگی کے بعد وہ بچے ہوئے پیسوں سے اپنے گھر کی مرمت کرنا چاہتا ہے تو وہ کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ اس کے بعد مالدار ہو جائے تو اس کے لیے زکوٰۃ کے پیسوں سے مرمت کیے ہوئے مکان میں رہنا جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: داماد غریب ہو تو زکوٰۃ کے پیسے دے سکتے ہیں اور وہ ان پیسوں سے گھر کی مرمت بھی کرا سکتا ہے اور وہ مستقبل قریب یا بعید میں مالدار ہو جائے تو اس کے بعد وہ اس گھر کو استعمال کرسکتا ہے اس لیے کہ فی الحال تو وہ غریب ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ ص ۸۰)

صدقہ فطر

صدقہ فطر کی مقدار

سوال۔ صدقہ فطر کی مقدار کیا ہے' اور قیمت کی ادائیگی میں سے بصورت تفاوت کون سی قیمت معتبر ہوگی؟

جواب۔ فقہ حنفی کی رو سے نصف صاع یعنی ایک سو چالیس تولہ گندم صدقہ فطر کی مقدار ہے۔ البتہ جو یا کھجور سے ایک صاع یعنی دو سو اسی تولہ ادا کیا جائے گا۔ وفی الھندیۃ: وھی نصف صاع من بر او صاع من شعیر او تمر۔ (ج ا ص ۱۹۱ باب صدقۃ الفطر) اس میں انگریزی کلو اور علاقائی سیر متفاوت ہے اس لئے تولہ کی مقدار سے علاقائی سیر کا تعین آسان ہے۔ ادائیگی میں فقیر کے مفاد کو مدنظر رکھا جائے۔ اگر قیمت میں فائدہ ہو تو مروجہ قیمت ادا کی جائے۔

قال علاؤ الدین الحصکفی رحمه الله: ویقوم فی البلد الذی المال فیه.
(الدر المختار علی صدر ردالمحتار ج ۲ ص ۲۸۶ باب زکوة الغنم)
قال الشیخ ابن الهمام: (ویقومها) ای المالک فی البلد الذی فیه المال الخ
) (فتح القدیر ج ۲ ص ۱٦۷ فصل فی العروض) ومثله فی الهندية ج ا

ص ۱۸۰ الفصل الثانی فی المعروض. فتاویٰ حقانیه ج ۴ ص ۳۴.

صدقہ فطر کن لوگوں پر واجب ہے؟

سوال: (الف) کا کہنا ہے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ پر واجب ہے اور اس کی نابالغ اولاد کا صدقہ فطر بھی اسی کے ذمہ واجب ہے؟ (ب) کا کہنا ہے کہ صدقہ فطر ان لوگوں کے ذمہ ہے جو روزہ رکھتے ہیں اور عاقل بالغ ہیں کس کا کہنا صحیح ہے؟

جواب: الف کا کہنا صحیح ہے اور ب کا کہنا غلط ہے۔ مسئلہ وہی ہے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر اپنی طرف سے اور نابالغ اولاد کا صدقہ باپ پر واجب ہے۔ (جیسا کہ ہدایہ میں حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کے حوالے سے یہی مسئلہ مذکور ہے۔) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۲۰۴)

عورت کا فطرہ کس پر واجب ہے؟

سوال: عورت کا فطرہ کس کے ذمہ ہے؟ باپ کے یا شوہر کے؟ عورت کے پاس مال نہ ہو کیا کرے؟

جواب: عورت اگر صاحب نصاب ہو تو فطرہ اسی پر واجب ہے شوہر اگر اس کی طرف سے ادا کردے گا تو ادا ہو جائے گا باپ پر واجب نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ مرد اپنی بیوی اور بالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر نہیں دے گا۔ اگرچہ وہ اس کی کفالت میں ہو (یعنی دینا ان کی طرف سے ضروری نہیں) ہاں اگر دے دے گا تو ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۲۲)

بیوی کا فطرانہ کس کے ذمہ واجب ہے

سوال۔ کیا بیوی کا فطرانہ شوہر کے ذمے واجب ہے یا وہ خود ادا کرے گی جب کہ اس کا مہر یا مال نصاب کو نہیں پہنچتا ہو؟

جواب۔ جب عورت مالک نصاب ہو تو صدقہ فطر کی ادائیگی کی وہ خود ذمہ دار ہوگی شوہر کے ذمے بیوی کا فطرانہ ادا کرنا لازم نہیں تاہم اگر شوہر نے بیوی کی طرف سے فطرانہ دے دیا تو ادا ہو جائے گا اور اگر وہ نصاب کا مالک نہ ہو تو سرے سے اس پر فطرانہ واجب ہی نہیں۔

لما قال العلامة المرغينانیؒ: ولايودی عن زوجته ولا عن اولاده الكبار وان كانوافی عماله ولوادی عنهم اوعن زوجته اجزاهم استحساناً. (الهدايه ج ۱ ص ۱۹۱ باب صدقة الفطر)

وفی الهندية: ولا يودی عن زوجته ولا عن اولاده الكبار وان كانوا فی عياله ولوا دی عنهم اوعن زوجته اجزاهم استحسانا. (الفتاویٰ الهندية

ج ١ ص ١٩٣ الباب الثامن فی صدقة الفطر) ومثله فی الجوهرة النيرة ج ١ ص ١٦٣ باب صدقة الفطر. فتاویٰ حقانیه ج ۴ ص ٣٧.

کم سنی میں بچی کے نکاح کی وجہ سے اس کے صدقہ فطر کا حکم

سوال۔ بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ بہت کم سنی میں ماں باپ بچی کا نکاح کر دیتے ہیں تو شرعاً ایسی بچی کا صدقہ فطر ماں باپ پر واجب ہے یا سسرال والوں پر؟

جواب۔ جس لڑکی کا نکاح کم سنی میں ہوا ہو تو اس کے صدقہ فطر کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ خود صاحب مال ہو تو صدقہ فطر اسی کے مال سے دیا جائے گا اور صاحب مال نہ ہو تو اگر رخصتی نہ ہوئی ہو تو باپ کے ذمہ ورنہ کسی پر بھی واجب نہیں۔

لما قال العلامة عالم بن العلاء الانصاریٰ رحمه الله: زوج ابنته الصغيرة من رجل وسلمها اليه ثم جاء يوم الفطر لا يجب على الاب. صدقة الفطر. (الفتاویٰ التاتارخانية ج٢ ص ۴٢٦ الفصل الثالث عشر فی صدقة الفطر) لما فی الهندية: زوج ابنته الصغيرة من رجل وسلمها اليه ثم جاء يوم الفطر لا تجب على الاب صدقة الفطر. (الفتاویٰ الهنديه ج ١ ص ١٩٢ باب صدقة الفطر) ومثله فی امداد الفتاویٰ ج٢ ص ٨٠ باب صدقة الفطر. (فتاویٰ حقانیه ج ۴ ص ۴١).

کتاب الصوم

سحری قائم مقام نیت کے ہے یا نہیں؟

سوال۔ بوقت سحری روزہ کی نیت کرنا بھول گیا تو روزہ ہوگا یا نہیں؟

جواب۔ سحری کے وقت یہ ارادہ نہ ہو کہ آج مجھے روزہ رکھنا نہیں ہے تو سحری کرنا یہ بھی روزہ کی نیت ہی ہے جوہرہ میں ہے فالسحور فی شهر رمضان نية ذكره نجم الدين النسفی وكذا اذا تسحر لصوم اخر كان نية له وان تسحر على انه لا يصح صائما لا يكون نية (جوہرۃ ج١ص١۴٠ کتاب الصوم) نوٹ۔ یاد رہے کہ ماہ رمضان میں روزہ کی نیت نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے کر سکتے ہیں۔ اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ ج ٧ ص ٢۴١)

روزہ کی نیت

روزہ کی نیت کب کرے؟

سوال: رمضان المبارک کے روزے کی نیت کس وقت کرنی چاہیے؟

جواب: (۱) بہتر یہ ہے کہ رمضان المبارک کے روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے پہلے کرلی جائے۔

(۲) اگر صبح صادق سے پہلے رمضان شریف کا روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں تھا صبح صادق کے بعد ارادہ ہوا کہ روزہ رکھ ہی لینا چاہیے تو اگر صبح صادق کے بعد کچھ کھایا پیا نہیں تو نیت صحیح ہے۔

(۳) اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے (یعنی نصف النہار شرعی سے پہلے) تک رمضان شریف کے روزے کی نیت کرسکتے ہیں۔

(۴) رمضان شریف کے روزے کی بس اتنی نیت کرلینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو نیت کرے کہ صبح روزہ رکھنا ہے۔ (دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۳۲۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۳۶)

سحری کے وقت نہ اُٹھ سکے تو کیا کرے؟

سوال: اگر کوئی سحری کے لیے نہ اُٹھ سکے تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: بغیر کچھ کھائے پیے روزہ کی نیت کرلے۔ (آپ کے مسائل جلد ۳ ص ۳۴۲)

سحری کا وقت سائرن پر ختم ہوتا ہے یا اذان پر

سوال: رمضان المبارک میں سحری کا آخری وقت کب تک ہوتا ہے؟ یعنی سائرن تک ہوتا ہے یا اذان تک، ہمارے یہاں بہت سے لوگ آنکھ دیر سے کھلنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اذان تک سحری کرتے رہتے ہیں، کیا ان کا یہ طرز عمل صحیح ہے؟

جواب: سحری ختم ہونے کا وقت متعین ہے، سائرن اذان اس کے لیے ایک علامت ہیں، آپ گھڑی دیکھ لیں، اگر سائرن وقت پر بجا ہے تو وقت ختم ہوگیا، اب کچھ کھا پی نہیں سکتے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد ۳ ص ۳۴۴)

دودھ پلانے سے عورت کا روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

سوال۔ اگر کسی عورت نے اپنے شیر خوار بچے کو دودھ پلایا تو آیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا یا نہیں؟

جواب۔ روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مسائل غیر مفسد الصوم: ج ۶ ص ۴۰۸۔

سحری کے وقت اعلان کرنا کیسا ہے

سوال۔ ہمارے گاؤں میں عرصہ دراز سے سحری کے اخیری وقت پر سلام پڑھی جاتی تھی۔ جیسا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) غرض کہ سب انبیاء کرام کے نام لے کر پڑھی جاتی تھی۔ جس سے لوگ اپنے روزہ بند کرنے اور سحری کا اخیری وقت ہونا سمجھتے تھے۔ اب گاؤں میں مولانا صاحب کہتے ہیں کہ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ لہٰذا صحیح سنت تو یہ ہے کہ دو اذان کہی جائے۔ ایک سے سحری کا اخیری وقت معلوم ہو اور دوسری اذان فجر کیلئے۔ وہ بخاری شریف جلد اول سے استدلال کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو سحری کی اذان کیلئے مقرر فرمایا تھا اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو اذان فجر کیلئے۔ صحیح سنت تو یہ ہے۔ اس وقت سے گاؤں میں سلام کا طریقہ بند ہو گیا اور مولانا صاحب کے کہنے سے دو اذان دی جاتی ہے ایک اذان سحری کا اخیری وقت بتلانے کیلئے اور دوسری نماز فجر کیلئے۔

آپ مذکورہ بالا معاملہ کی تفصیل مع حوالہ کتب تحریر فرمائیے کہ بجائے سلام کے اذان کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اخیری وقت کی آگاہی کیلئے کیا کرنا چاہیے؟

جواب۔ سحری بند کرنے کیلئے نہ سلام پڑھنا سنت ہے۔ نہ اذان کہنا لوگ خود بخود سحری کا وقت معلوم کر سکتے ہیں سب کے سب یہاں گھڑیاں ہیں تاہم کسی وقت یا کسی جگہ ضرورت ہو تو ندا کر دینا کافی ہے۔ کہ سحری کا وقت قریب الختم ہے لیکن اس کو مسنون نہ سمجھا جائے۔ حضرت بلالؓ کی روایت میں صبح صادق سے پہلے اذان نہ دینے کا صریح حکم موجود ہے۔ لہٰذا اذان متروک العمل ہے۔

بحرالرائق میں ہے۔ وعند ابی حنیفة رحمه الله ومحمد رحمه الله لا یوذن فی الفجر قبله کما رواه البیهقی انه علیه الصلوٰة و السلام قال یا بلال لا توذن حتی یطلع الفجر. قال فی الامام رجال اسناده ثقات. یعنی حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک صبح صادق سے پہلے اذان نہ کہی جائے کہ سنن بیہقی میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بلالؓ جب تک صبح صادق نہ ہو اذان فجر نہ کہے۔ رواة حدیث معتبر هیں. (ص ۲۶۳، ۲۶۲ ج ۱ باب الاذان تحت قوله ولا یوذن قبل الوقت) فقط والله اعلم بالصواب. فتاویٰ رحیمیه ج ۷ ص ۲۴۳.

سائرن بجتے وقت پانی پینا

سوال: ہمارے یہاں عموماً لوگ سائرن بجنے سے کچھ وقت پہلے سحری کھا کر فارغ ہو جاتے ہیں اور سائرن بجنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں' جیسے ہی سائرن بجتا ہے ایک ایک گلاس پانی پی کر روزہ بند کر لیتے ہیں' کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ میرا مطلب یہ ہے کہ کہیں سائرن بجنے کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا ہے؟

جواب: سائرن ایک منٹ پہلے شروع ہوتا ہے اس لیے اس دوران پانی پی سکتا ہے' بہرحال احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ سائرن بجنے سے پہلے پانی پی لیا جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل)

کن وجوہات سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

دودھ پلانے والی عورت روزہ رکھے یا نہیں؟

سوال۔ جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اس کو روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں؟ جب کہ عورت کمزور ہے۔

جواب۔ اگر بچہ کی طرف سے یا اس عورت کی طرف سے اندیشہ ہو کہ عورت کے روزہ رکھنے کی وجہ سے بچہ ہلاک ہو جائے گا یا عورت بوجہ ضعیف کے ہلاک ہو جائے گی یا اس کے دودھ نہ رہے اور بچہ ہلاک ہو جائے گا تو اس صورت میں عورت رمضان شریف میں روزہ افطار کرے اور بعد میں قضاء کرے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند' مسائل عوارض: ج ۶ ص ۴۶۴۔ خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۲۸۔

دودھ پلانے والی عورت کا روزہ کی قضا کرنا کیسا ہے؟

سوال: ایک ایسی ماں جس کا بچہ سوائے ماں کے دودھ کے کوئی غذا نہ کھا سکتا ہو اس کے لیے ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیونکہ ماں کے روزے کی وجہ سے بچے کے لیے دودھ کی کمی ہو جاتی ہے اور وہ بھوکا رہتا ہے؟

جواب: اگر ماں یا اس کا دودھ پیتا بچہ روزے کا تحمل نہیں کر سکتے تو عورت روزہ چھوڑ سکتی ہے' بعد میں قضاء رکھ لے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۳۵۳)

مجبوری کے ایام میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں

سوال: رمضان میں عورت جتنے دن مجبوری میں ہو اس حالت میں روزے کھانے چاہئیں یا نہیں' اگر کھائیں تو کیا بعد میں ادا کرنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: مجبوری (حیض ونفاس) کی دونوں حالتوں میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں' بعد میں قضاء رکھنا فرض ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۳۵۶)

دوائی کھا کر ایام روکنے والی عورت کا روزہ رکھنا

سوال: رمضان شریف میں بعض خواتین دوائیاں وغیرہ کھا کر اپنے ایام کو روک لیتی ہیں' اس طرح رمضان شریف کے پورے روزے رکھ لیتی ہیں اور فخر یہ بتاتی ہیں کہ ہم نے تو رمضان کے پورے روزے رکھے' کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

جواب: یہ تو واضح ہے کہ جب تک ایام شروع نہیں ہوں گے عورت پاک ہی شمار ہوگی اور اس کو رمضان کے روزے رکھنا صحیح ہوگا' رہا یہ کہ روکنا صحیح ہے یا نہیں تو شرعاً روکنے پر کوئی پابندی نہیں مگر شرط ہے کہ اگر یہ فعل عورت کی صحت کے لیے مضر ہو تو جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۳۷۸)

اگر ایام میں کوئی روزہ کا پوچھے تو کس طرح ٹالیں

سوال: خاص ایام میں جب میری بہنیں اور میں روزہ نہیں رکھتے تو والد' بھائی یا کوئی اور پوچھتا ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ روزہ ہے' ہم باقاعدہ سب کے ساتھ سابق سحری کرتے ہیں' دن میں اگر کچھ کھانا پینا ہوا تو چھپ کر کھاتے ہیں یا کبھی نہیں بھی کھاتے تو کیا ہمیں اس طرح کرنے سے جھوٹ بولنے کا گناہ ملے گا جبکہ ہم ایسا صرف شرم وحیا کی وجہ سے کرتے ہیں؟

جواب: ایسی باتوں میں شرم وحیا تو اچھی بات ہے مگر بجائے یہ کہنے کے کہ ہمارے روزہ ہے کوئی ایسا فقرہ کہا جائے جو جھوٹ نہ ہو' مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے بھی تو سب کے ساتھ سحری کی تھی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' ج ۳ ص ۳۵۹)

کتنی عمر کے بچے سے روزہ رکھوایا جائے؟

سوال: رمضان شریف میں جب سحری کھانے کے لیے اُٹھتے ہیں تو گھر کے نابالغ بچے دس بارہ سال کے بھی اصرار کرتے ہیں کہ ہم بھی روزہ رکھیں گے' اب ہم انہیں منع بھی نہیں کر سکتے مگر ظاہر ہے کہ گرمیوں میں انہیں روزہ رکھنے سے تکلیف بھی ہوتی ہے تو شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے' اگر وہ روزہ رکھ کر دوپہر کو توڑ دیں تو ان پر کوئی کفارہ تو نہیں؟

جواب: جب بچے میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو جائے تو اسے روزہ رکھوانا چاہیے تاکہ ابھی سے اسے عادت ہو اور روزہ معمول بن جائے۔ البتہ طاقت کے لیے کوئی خاص عمر متعین نہیں کیونکہ یہ بنیادی صحت علاقہ اور موسم کے لحاظ سے کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔ البتہ دس سال کی عمر سے سختی سے

روزہ رکھوایا جائے۔ مع ہذا اگر وہ رکھنے کے بعد توڑ دیں تو ان پر قضاء واجب نہ ہوگی۔

یومر الصبی بالصوم ......الخ (درمختار)

(قوله اذا اطاقة) وقد سبع والمشاهد فی...... الخ (شامی ج۲‘ صفحہ۱۰۷) (محمد انور عفااللہ‘ خیر الفتاویٰ جلد۴ ص ۶۳)

عورت نصف قامت پانی سے گزر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا

سوال: ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر عورت جاری پانی سے گزر جائے اور وہ پانی گہرائی کے لحاظ سے اتنا ہو کہ عورت کی ناف تک گزرے تو اس عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اگلے راستے میں پانی رسائی کر جاتا ہے؟

جواب: جب تک پانی اندر پہنچ جانے کا یقین نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

والصائم اذا استقصی فی ......الخ (ج۱‘ صفحہ۱۰۵)

(الجواب صحیح بندہ محمد عبداللہ غفرلہ) (خیر الفتاویٰ جلد۴ ص ۶۷)

حائضہ سحری سے پہلے پاک ہوگی تو روزہ رکھے گی

سوال: کیا فرماتے ہیں‘ علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت رمضان المبارک میں سحری کے وقت حیض سے پاک ہوگی‘ غسل نہیں کیا‘ کیا یہ عورت بغیر غسل کے روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر سحری ختم ہونے سے کچھ دیر قبل پاک ہوگئی ہے تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہوگیا۔

فلوانقطع قبل الصبح فی رمضان بقدر مایسع ......الخ (شامی صفحہ۲۱۷‘ ج۱) (خیر الفتاویٰ جلد۴ ص ۶۹)

وریدی انجکشن مفسد (روزہ کو فاسد کرنے والی) صوم نہیں؟

سوال: کیا وریدی انجکشن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: مفسد صوم وہ چیز ہے جو جوف معدہ یا دماغ تک پہنچ جائے اور وریدی انجکشن کے ذریعے جو دوا پہنچائی جاتی ہے وہ رگوں کے اندر رہتی ہے‘ جوف معدہ یا دماغ تک نہیں پہنچتی اور اس کو ناک یا منہ میں ڈالی جانے والی دوا پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان میں ڈالی جانے والی دوا براہ راست جوف تک پہنچ جاتی ہے۔

او ادھن او اکتحل او احتجم وان وجد طعمه ...... الخ (درالمختار‘ صفحہ ۹۸‘ ج۲‘ مطبوعہ بیروت) (خیر الفتاویٰ)

انہیلر کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

سوال۔ جناب مفتی صاحب! عصر حاضر میں طب کے میدان میں کافی ترقی ہوئی ہے۔ خاص کر دمہ جیسی خطرناک بیماری کے علاج میں انہیلر (ایک خاص قسم کی گیس) کامیاب ایجاد ہے جسے دمہ کے مریض بوقت ضرورت سانس کی رکاوٹ ختم کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔تو کیا اس کا استعمال روزے پر اثر انداز ہوتا ہے یا نہیں؟ وضاحت سے بیان فرمائیں؟

جواب۔مذکورہ انہیلر پمپ کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر روزہ کی حالت میں انتہائی مجبوری کے وقت اس کو استعمال کیا گیا تو رمضان کے بعد اس روزے کی صرف قضا کرنا ہوگی کفارہ نہیں۔ تاہم اگر مریض کی حالت ایسی ہو کہ اس کے بغیر اس کا گزارہ نہ ہوتا ہو تو وہ روزہ نہ رکھے صرف فدیہ دینا ہوگا۔فتاویٰ حقانیہ ج ۴ ص ۱۷۰۔

ساٹھ سالہ مریضہ فدیہ دے سکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مریضہ ہے جسے ٹی بی کا مرض لاحق ہے اور عمر بھی تقریباً ساٹھ سال ہے اور نہایت کمزور ہے' صحت کے آثار نظر نہیں آتے' ڈاکٹروں نے بھی سختی سے منع کیا ہے کہ روزہ نہ رکھیں اور اگر روزہ رکھیں گی تو پھیپھڑوں پر برا اثر ہوگا' ان حالات میں مریضہ پریشان ہے کہ میں کیا کروں؟ اگر فدیہ وغیرہ دینا ہو تو کیسے ادا کیا جائے؟ اور اگر اللہ تبارک وتعالیٰ سال بھر صحت کا موقع نہ دیں تو اس صورت میں کیا کرنا ہوگا؟

جواب: اگر آئندہ زمانہ میں بھی تندرسی کے امکانات نظر نہیں آتے تو فدیہ دینے کی شرعاً اجازت ہے۔

لقولہ تعالیٰ "وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" (الآیہ)

ایک روزے کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۲ ص ۷۵ کتاب الصوم)

روزے کی حالت میں کان میں دوا ڈالنے کا حکم

سوال: ایک شخص نے رمضان المبارک میں روزہ رکھا اور اس کے کان میں تقریباً بارات سے درد تھا' نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر شدت درد کی وجہ سے بھول کر دوا ڈالتا ہے' بعد میں دیگر شخص کے یاد کرانے سے فوری نیچے گرا دیتا ہے اور روئی وغیرہ سے صاف کر لیتا ہے تو آیا اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے یا کہ باقی ہے؟ بصورت اول صرف قضاء ہوگی یا کفارہ بھی واجب ہوگا؟

جواب: صورت مسئولہ میں بہ تقدیر صحت واقعہ شخص مذکورہ کا روزہ فاسدہ نہیں ہوا' ادا ہو گیا ہے اس لیے اس پر اس روزہ کی قضاء ہے نہ کفارہ۔ (خیر الفتاویٰ)

شدت پیاس سے جان پر بن آئے تو افطار کرنے کا حکم

سوال: ہمارے یہاں رمضان المبارک میں تین مختلف ایام میں مختلف اموات ہوئیں' مقامی مولویوں نے بغیر جنازہ کے دفن کرا دیا' بقول ان کے جو حالت روزہ میں شدت پیاس کی وجہ سے فوت ہوا اور روزہ نہ توڑے تو گویا اس نے خودکشی کی' اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ کی حالت میں اگر پیاس اتنی شدید لگے کہ جان خطرہ میں پڑ جائے تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔ اگر کوئی شخص روزہ افطار نہ کرے اور اسی وجہ سے فوت ہو جائے تو یہ خودکشی نہیں بلکہ خود اس پر بھی اجر و ثواب ملے گا اسے خودکشی کہنا جہالت ہے۔ بالفرض اگر یہ خودکشی بھی ہوئی تو بھی خودکشی کرنے والے پر عامۃ المسلمین کو نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔ اس پر نماز جنازہ سے روکنے والوں نے غلطی کی ہے اب وہ اپنے لیے اور مرحومین کے لیے استغفار کریں۔

ویؤ جرلو صبر و مثله ...... الخ (شامی' ج ۲' صفحہ ۱۵۸)

(خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۴۲) (فتاویٰ دار العلوم دیو بند جلد ۶ ص ۲۷۷)

روزے کی حالت میں سر کی مالش کروانا

سوال: زید بے خوابی کا مریض ہے' حکیم نے روغن بادام کی مالش تجویز کی ہے' روزے میں سر کی مالش کرنے سے روزہ میں کوئی فرق تو نہیں آئے گا؟

جواب: مالش کرا سکتے ہیں اس سے روزے میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

ومایدخل من سام ...... الخ (عالمگیری' ج ۱' صفحہ ۱۰۴)

ترجمہ: ''بدن کے مساموں کے ذریعے جو کچھ تیل جسم میں داخل ہوگا اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔'' (خیر الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۲)

شوال کے چھ روزے علیحدہ علیحدہ رکھنے مستحب ہیں

سوال: عید کے بعد کے چھ روزے عید کے فوراً بعد لگاتار رکھے جائیں یا کچھ وقفہ سے بھی رکھ سکتے ہیں؟

جواب: دونوں طرح درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ متفرق رکھے جائیں۔

وندب تفريق صوم الست ...... الخ (شامی ج ۲ صفحہ ۱۷۱)

بعض خواتین یہ چھ روزے رکھنے کے بعد عید مناتی ہیں' نئے کپڑے پہن کر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتی ہیں' ایسا کرنا گناہ اور بدعت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ (مرتب) (خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۴۵)

آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ میں کچھ نقصان تو نہیں آتا

سوال۔ اگر روزہ کی حالت میں کوئی دوا ڈالی جائے تو روزہ میں نقصان آتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔اس صورت میں روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ روزہ صحیح ہے۔ فقط۔ ولوا قطر شیئا من الدواء فی عینہ لا یفسد صومہ عندنا الخ (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب رابع ج ا ص ۱۹۰ ط 'س' ماجدیہ ج ۲ ص ۲۰۳ ظفیر فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۲۵۸۔

صرف یوم عرفہ کا روزہ مکروہ نہیں

سوال: اکیلا عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ مکروہ تو نہیں؟

جواب: مکروہ نہیں بلکہ مستحبات میں شمار کیا گیا ہے۔

والمندوب کا یام لیبض ......الخ (درمختار علی الشامیہ' ج ۲ 'صفحہ ۱۱۴)

(خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۴۷)

حاملہ طبی معائنہ کرائے تو روزے کا حکم

سوال: روزہ دار حاملہ عورت کا دائی معائنہ کرتی ہے۔ جیسا کہ ان کا طریقہ کار ہے یعنی فرج کے اندر ہاتھ داخل کرنا وغیرہ۔ اس صورت میں روزہ باقی رہے گا یا نہیں؟ قضاء لازم ہے یا کفارہ؟

جواب: روزہ میں اس سے احتیاط کی جائے اور اگر انگلی کو پانی یا تیل لگا ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

شامی میں ہے: لو ادخل اصبعة (درمختار علی الشامیہ صفحہ ۹۹' ج ۲)(خیر الفتاویٰ جلد ۴ ص ۷۷ کتاب الصوم)

حاملہ عورت کی رضاعت کی مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ پھر حمل ہو گیا یہ کیا کرے؟

سوال۔ ایک حاملہ عورت بوجہ اندیشہ نقصان حمل روزہ رکھنے سے محروم رہی اور بعد وضع حمل بوجہ رضاعت کے معذور رہی اور رضاعت کی مدت پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حمل پھر قرار پا گیا' اسی طرح پر تواتر قائم ہو گیا تو اب حاملہ روزہ کس طرح رکھے؟ جب اس کا تواتر حمل قائم نہ رہے اس وقت گزشتہ سالوں کے روزے رکھے یا کفارہ ادا کرے؟۔

جواب۔ اگر حالت حمل میں اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یا بچہ کی طرف سے اندیشہ ہے تو جس وقت اس کا تواتر حمل منقطع ہو اسی وقت قضاء کرے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند' مسائل عوارض ج ۶ ص ۴۶۱ خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۲۷۔

بچہ کو روزہ کی حالت میں لقمہ چبا کر دینا

سوال: بچہ چھوٹا ہے' روٹی چبا کر کھلائی جاتی ہے اس کے بغیر نہیں کھا سکتا ہے' ایسی صورت

میں بحالت صوم روٹی چبا کر اس کی والدہ دے دے تو روزے پر کوئی اثر ہوگا؟

جواب: جب بچہ بغیر لقمہ چبائے نہ کھا سکتا ہو اور کوئی نرم غذا بھی نہ ہو تو لقمہ چبانا مکروہ نہیں' ہاں بلا ضرورت چبانا مکروہ ہے' اسی طرح خاوند یا مالک مالکہ ظالم ہوں' کھانے میں نمک مسالہ کم و بیش ہونے پر خفا ہوتے ہوں' گالیاں دیتے ہوں تو زبان سے چکھنے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ مالا بدمنہ میں ہے: "چشیدن چیزے یا خائیدن بے ضرورت روزہ مکروہ است وطعام برائے طفل خائیدن درصورت ضرورت جائز باشد (صفحہ ۹۸) فتاویٰ رحیمیہ جلد۳ ص۱۴۱)

روزہ کی حالت میں منجن ومسواک کرنا درست ہے یا نہیں؟

سوال: روزہ کی حالت میں مسواک کرنا یا مسوڑھوں سے خون نکلنے کی وجہ سے منجن کا استعمال کیسا ہے؟ ان سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا؟

جواب: روزے کی حالت میں مسواک یا منجن کا استعمال جائز ہے' ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن منجن ملنے کے فوراً بعد منہ اندر سے دھولینا چاہیے تاکہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے اور منجن ایسا ہو کہ عادتاً پیٹ میں نہ جاتا ہو مگر بچنا بہرحال اچھا ہے کیونکہ یہ خلاف اولیٰ ہے جس کا مفاد مکروہ تنزیہی ہے۔ (ملخص) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج۶ ص۲۵۶)

سحری کے بعد پان کھا کر سو جانا

سوال: بعض عمر رسیدہ خواتین کو پان کھانے کی عادت ہوتی ہے' اگر کوئی سحری کے بعد پان منہ میں رکھ کر سو جائے اور بعد میں بیدار ہوتے ہی منہ میں جو سرخی وغیرہ ہوا سے تھوک دے اور کلی کرلے تو روزہ درست ہوگا یا نہیں؟

جواب: روزہ درست ہوگیا مگر احتیاطاً ایک قضا روزہ رکھ لے لیکن آئندہ ایسا نہ کریں۔ کیونکہ روزے میں کسی چیز کا چکھنا یا چبانا بلا عذر مکروہ ہے۔ (درمختار) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج۶ ص۲۵۶)

مسوڑھوں کا خون اندر جانے سے روزے کا حکم

سوال: مسوڑھوں کا خون یا مواد کے اندر چلے جانے سے روزہ قائم رہے گا یا نہیں؟

جواب: صحیح یہ ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی۔ اس کی مکمل تفصیل فتاویٰ شامی میں ہے۔ اصل اعتبار اس بات کا ہے کہ خون اور مواد عموماً تھوک سے زائد ہی ہوجاتا ہے۔ اگر ذائقہ وغیرہ محسوس ہوجائے تو روزہ فاسد ہے۔ اسی طرح اگر سوتے وقت داڑھ سے خون نکلا اور پیٹ میں چلا گیا تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج۶ ص۲۶۲)

ذیابیطس شوگر کے مریض کے روزے کا مسئلہ

سوال: زید کی عمر ۵۸ برس ہے اور کئی سال سے ذیابیطس میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے شدید کمزوری ہے اور پانی کی پیاس اس مرض میں سخت تنگ کرتی ہے' روزہ رکھنا بڑا دشوار ہے' خصوصاً سخت گرمی کے موسم میں کیا کریں؟

جواب: ایسے مریض پر کہ وہ روزہ نہ رکھ سکے بوجہ ضعف اور مرض کے افطار کرنا یعنی روزہ نہ رکھنا رمضان میں درست ہے لیکن جب تک صحت کی توقع ہے فدیہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ صحت کے بعد قضاء لازم ہے لیکن اگر صحت کی امید نہ رہے اور مرض کا ازالہ نہ ہو تو ان روزوں کا فدیہ دے دے اور ہر روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ادا کرے۔ (جیسا کہ درمختار میں مریض کے لیے خوف' شدت مرض میں روزہ نہ رکھنے کا حکم ہے اور استطاعت نہ ہونے پر فدیہ ادا کرنے کا اور شامی نے لکھا ہے کہ جب مریض کو مرض سے صحت ہونے کی امید نہ ہے تو روزانہ کا فدیہ ادا کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۲۹۵)

زچہ دودھ پلانے والی عورت کیلئے افطار کا حکم

سوال: ایک عورت جس کی گود میں تین ماہ کی بچی ہے اور دودھ بہت کم ہے' سحری کا کھانا ہضم نہیں ہوتا وہ رمضان کے روزے نہ رکھے تو کیا حکم ہے' یا فدیہ دے؟ اور زچہ اگر کمزور ہو تو کیا کرے؟

جواب: ایسی عورت کے لیے روزوں کا افطار کرنا (نہ رکھنا) درست ہے مگر بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے جس وقت بچی بڑی ہو جائے اور اس کا دودھ چھوٹ جائے اس وقت قضاء کرے۔ اسی طرح زچہ کا جب وضع حمل ہو جائے اور طاقت آ جائے مذکورہ صورت نہ ہو تو وہ اس وقت روزے رکھے ورنہ صورت اول کی طرح کرے لیکن فدیہ دینا کافی نہ ہوگا۔ (جیسا کہ عالمگیری میں ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں جب اپنے نفس پر یا اولاد پر جان کا خوف کریں تو انہیں روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور قضاء واجب ہے اگر کسی دن اسی وجہ سے دن کے درمیان روزہ توڑ دیا تو بھی قضاء ہی واجب ہے کفارہ نہیں)۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۲۹۸)

روزہ کی حالت میں بیوی سے بغلگیر ہونا

سوال۔ اگر کوئی شخص رمضان کے مہینے میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ بغلگیر ہو کر سو جائے اور دونوں میں سے کسی کو انزال نہ ہو تو کیا اس سے روزہ متاثر ہوگا یا نہیں؟ برائے مہربانی فقہ حنفی کی رو سے جواب عنایت فرمائیں؟

جواب۔ روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا' ایک دوسرے کے ساتھ چمٹنا یا بغلگیر ہو کر سو جانا ممنوع نہیں بشرطیکہ اپنے اوپر پوری قدرت ہو اور اگر قدرت نہ ہو تو ایسا نہیں کرنا چاہئے تا کہ کسی محظور میں نہ پڑ جائے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر میاں بیوی دونوں میں سے کسی کا انزال نہ ہوا ہو تو روزہ فاسد نہیں' البتہ دونوں میں سے جس کا بھی انزال ہو جائے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر اس روزہ کی قضا لازم ہو گی۔

لما قال العلامة قاضی ثناء الله پانی پتی رحمه الله: یا زن را بوسه کردیا مس بشهوت کرد اگرا نزال شد روزه فاسد شود والا فاسد نه شود. مالا بدمنه ص ۹۷ کتاب الصوم) فتاویٰ حقانیه ج ۴ ص ۱۷۱.

سحری کے بعد شوہر کا بیوی سے ہم بستر ہونا جائز ہے

سوال: رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد شوہر اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور غسل کب تک کر لینا چاہیے؟

جواب: رمضان المبارک میں سحری کھانے کے بعد اگر صبح صادق سے پہلے اگر کافی وقت باقی ہو تو اپنی زوجہ سے مباشرت کر لینا درست ہے' غرض یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے مباشرت سے فراغت ہو جانی چاہیے' غسل چاہے صبح صادق کے بعد ہو روزے میں کوئی نقصان نہ آئے گا۔ (صبح صادق کا وقت اوقات کے چارٹ سے دیکھا جا سکتا ہے) جیسا کہ سورۃ بقرہ میں رمضان کی راتوں میں مباشرت کو حلال کہا گیا ہے۔ احکام القرآن جصاص میں رفث سے مراد مباشرت لکھا ہے اور فرمایا کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں اور شامی میں ہے کہ اگر فجر سے پہلے جماع کیا اور طلوع کے وقت فارغ ہو گیا تو روزہ برقرار رہے گا۔ الخ (باب مایفسد الصوم ومالا یفسد) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ۶ ص ۲۷۹)

ان چیزوں کی اجمالی تفصیل جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال: وہ کام جس میں بظاہر کھانے پینے یا جسم کو طاقت فراہم کرنے والے اعمال ہوتے ہیں' ان کی اجمالی تفصیل بتا دیں؟

جواب: وہ صورتیں جن سے روزہ نہ تو ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے یہ ہیں:

(۱) بھول کر کھانا پینا۔ (۲) بیوی سے صحبت کرنا۔ (۳) جماع تک پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو تو بوس و کنار کرنا۔ (۴) کان میں پانی ڈالنا یا بے اختیار چلے جانا۔ (۵) خود بخود قے آنا۔

(۶) آنکھوں میں دوائی یا سرمہ لگانا۔ (۷) مسواک کرنا۔ (۸) سر اور بدن میں تیل لگانا۔

(۹) عطر یا پھولوں کی خوشبو سونگھنا۔(۱۰) دھونی دینے کے بعد اگر بتی، لوبان یا عود سونگھنا جبکہ دھواں باقی نہ ہو۔(۱۱) رومال بھگو کر سر پر رکھنا۔(۱۲) کثرت سے نہانا۔(۱۳) بچہ کو دودھ پلانا۔

(۱۴) پان کی سرخی اور دوا کا ذائقہ منہ سے ختم نہ ہونا۔(۱۵) بواسیر کے مسوں کو طہارت کے بعد اندر دبا دینا۔(۱۶) مرگی کا دورہ پڑنا، نکسیر پھوٹنا۔(۱۷) کسی زہریلی چیز کا ڈس لینا۔

(۱۸) دانتوں سے خون نکل آئے اور تھوک سے کم ہو تو نگل لینا حتیٰ کہ اس کا ذائقہ معلوم نہ ہو۔

(۱۹) ناک سڑک کر رینٹ کا حلق میں چلا جانا۔(۲۰) تھوک نگل لینا۔

(۲۱) کلی کے بعد منہ کی تری کا حلق میں لگنا۔(۲۲) کسی بھی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔

(۲۳) گلوکوز چڑھوانا۔(۲۴) خون چڑھوانا۔(۲۵) خالص آکسیجن لینا جس میں ادویات شامل نہ ہوں۔(۲۶) ضرورت کے وقت کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا۔(۲۷) ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنے سے اگر وہ حلق میں نہ جائے۔(۲۸) کسی بچے کو پیار کرنا۔(۲۹) مکھی وغیرہ کا حلق میں چلے جانا۔

(۳۰) خون دینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔(مرتب) (ملخص آپ کے مسائل اور ان کا حل، جلد۳ ص۲۶۶)

روزہ ٹوٹ کر کفارہ واجب ہونے کی تفصیل

سوال: یہ جو لکھا جاتا ہے کہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو قضاء و کفارہ دونوں واجب ہوں گے اس کی کیا تفصیل ہے؟

جواب: جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرنا جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے روزے کی قضاء بھی لازم ہوتی ہے اور روزہ توڑنے کا کفارہ بھی۔ مثلاً جان بوجھ کر کھا پی لیا۔ کسی بزرگ کا تھوک چاٹ لیا یا محبت والے کا تھوک نگل لیا جیسے شوہر بیوی یا بچہ کا۔ مسئلہ معلوم ہو یا نہ ہو جان بوجھ کر شوہر اور بیوی کا ہم بستر ہو جانا جبکہ روزہ یاد ہو، کچے چاول یا گوشت، گندم کھا لینا، سگریٹ، حقہ، بیڑی وغیرہ پینا یا مروجہ طریقے سے نسوار کھانا، ان تمام چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔(ملخص)

روزہ کے متفرق مسائل

روزہ دار کا روزہ رکھ کر ٹیلی ویژن دیکھنا

سوال: رمضان المبارک میں افطار کے قریب جو لوگ ٹیلی ویژن پر مختلف پروگرام دیکھتے ہیں مثلاً انگریزی فلم، موسیقی کے پروگرام وغیرہ تو کیا اس سے روزے میں کوئی فرق نہیں آتا جبکہ ہمارے

یہاں اناؤنسرز خواتین ہوتی ہیں اور ہر پروگرام میں بھی عورتیں ضرور ہوتی ہیں' اس ضمن میں ایک بات یہ ہے کہ جو مولانا صاحب افطار کے قریب تقریر (ٹیلی ویژن پر) فرماتے ہیں اور مسلمان بہو بیٹیاں جب انہیں دیکھتی ہیں تو کیا روزہ برقرار رہے گا اور یہ کسی طرح قابل گرفت نہیں ہوگا؟

جواب: روزہ رکھ کر گناہ کے کام کرنا روزے کے ثواب اور اس کے فوائد کو باطل کر دیتا ہے۔ ٹیلی ویژن کی اصلاح تو عام لوگوں کے بس کی نہیں جن مسلمانوں کے دل میں خدا کا خوف ہے وہ خود ہی اس گناہ سے بچیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص۴۱۴)

پانچ دن روزہ رکھنا حرام ہے

سوال: ہمارے حلقے میں آج کل بہت چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں کہ روزے پانچ دن حرام ہیں (سال میں)؟
(۱) عیدالفطر کے پہلے دن (۲) عیدالفطر کے دوسرے دن (۳) عیدالاضحیٰ کے دن
(۴) عیدالاضحیٰ کے تیسرے دن حالانکہ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے کہ عید کے دوسرے دن (عیدالفطر) روزہ جائز ہے' اصل بات واضح کیجئے؟

جواب: عیدالفطر کے دوسرے دن روزہ جائز ہے اور عیدالاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن ایام تشریق) کا روزہ جائز نہیں۔ گویا پانچ دن کا روزہ جائز نہیں۔ عیدالفطر عیدالاضحیٰ اس کے بعد تین دن ایام تشریق کے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص۴۱۶)

عیدالفطر کی خوشیاں کیوں مناتے ہیں؟

سوال: رمضان کے ختم ہوتے ہی عید کیوں مناتے ہیں؟

جواب: رمضان المبارک ایک بہت بڑی نعمت ہے اور ایک نعمت نہیں بلکہ بہت سی نعمتوں کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس مہینے میں اپنے مالک کو راضی کرنے کے لیے دن رات عبادت کرتے ہیں' دن کو روزہ رکھتے ہیں' رات کو قیام کرتے ہیں اور تسبیح کلمہ اور درود شریف کا ورد کرتے ہیں۔ اس لیے روزہ دار کو روزہ پورا کرنے کی بہت ہی خوشی ہوتی ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں' ایک خوشی جو اسے افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری خوشی جو اسے اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔

یہی وجہ ہے جب رمضان شریف ختم ہوا تو اس سے اگلے دن کا نام عیدالفطر ہوا۔ ہر دن تو ایک ایک روزہ کا افطار ہوتا تھا اور اس کی خوشی ہوتی تھی مگر عیدالفطر کو پورے مہینے کا افطار ہو گیا اور پورے مہینے کے افطار ہی کی اکٹھی خوشی ہوئی۔

دوسری قومیں اپنے تہوار کھیل کود فضول باتوں میں گزار دیتی ہیں مگر اہل اسلام پر تو حق تعالیٰ شانہ کا خاص انعام ہے کہ ان کی خوشی کے دن کو بھی عبادت کا دن بنا دیا۔ چنانچہ رمضان شریف کے بخیر وخوبی اور بشوق عبادت گزارنے کی خوشی منانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تین عبادتیں مقرر فرمائیں۔ ایک نماز عید دوسرے صدقہ فطر اور تیسرے حج بیت اللہ (حج اگرچہ ذوالحجہ میں ادا ہوتا ہے مگر رمضان المبارک ختم ہوتے ہی یکم شوال سے موسم حج شروع ہو جاتا ہے۔) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۲۲)

قضاء روزوں کا بیان

بلوغت کے بعد اگر روزے چھوٹ جائیں تو کیا کیا جائے؟

سوال: بچپن میں مجھے والدین روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ تم پر روزے ابھی فرض نہیں ہیں میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ میں بالغ تھی اور میرے خیال کے مطابق میں نے چار پانچ سال کے بعد روزے رکھنے شروع کیے؟

جواب: بالغ ہونے کے بعد سے جتنے روزے آپ نے نہیں رکھے ان کی قضاء لازم ہے۔ اگر بالغ ہونے کا سال ٹھیک سے یاد نہ ہو تو اپنی عمر کے پندرہویں سال اپنے آپ کو بالغ سمجھتے ہوئے پندرہویں سال سے روزے قضاء کریں۔ ویسے تو اعتبار ماہواری آنے سے ہے اگر اس کا کسی طرح تعین ہو جائے تو اس کے مطابق عمل کریں۔ (مرتب) (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۷۵)

کئی سالوں کے قضاء روزے کس طرح رکھیں

سوال: اگر کئی سال کے روزوں کی قضاء کرنا چاہے تو کس طرح کرے؟

جواب: اگر یاد نہ ہو کہ کس رمضان کے کتنے روزے قضاء ہوئے تو اس طرح نیت کرے کہ سب سے پہلے رمضان کا پہلا روزہ جو میرے ذمہ ہے اس کی قضاء کرتا ہوں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۷۶)

قضاء روزے ذمہ ہوں تو کیا نفل روزے رکھ سکتا ہے؟

سوال: میں نے سنا ہے کہ فرض روزوں کی قضاء جب تک پوری نہ کریں تب تک نفل روزے رکھنے نہیں چاہئیں کیا یہ بات درست ہے؟ مہربانی فرما کر اس کا جواب دیجئے؟

جواب: درست ہے کیونکہ اس کے حق میں فرض کی قضاء زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ تاہم اگر فرض قضاء کو چھوڑ کر نفلی روزے کی نیت سے روزہ رکھا تو نفل روزہ ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۳۸۰)

قضاء روزوں کا فدیہ

عورت کیلئے کفارہ کا طریقہ

سوال۔ اگر عورت کو روزے کا کفارہ ادا کرنے کے دوران حیض آ جائے تو کیا وہ دوبارہ از سر نو روزے رکھے گی یا نہیں۔

جواب۔ ادائے کفارہ کے دوران اگر حیض آ جائے تو اس کے غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے روزوں کی توالی (پے در پے) پر کوئی اثر نہیں پڑتا تاہم حیض کے ختم ہوتے ہی فوراً روزہ رکھا جائے گا تاخیر کی صورت میں استیناف لازم ہوگا۔

قال العلامة شمس الدين سرخسيؒ: فان كانت امرأة فافطرت فيما بين ذلك للحيض لم يكن عليها استقباله. (مبسوط سرخسي ج ۳ ص ۸۱ كتاب الصوم)

قال ابن نجيمؒ: وكذا في كفارة القتل والظهار للنص على التابع الالعذر الحيض لانها لاتجد شهرين عادة لا تحيض فيهما لكنها اذا تطهرت تصل بما مامضىٰ فان لم تصل استقبلت. (البحرالرائق ج ۲ ص ۲۷۷ باب مايفسد الصوم ......الخ) ومثله في فتاوىٰ قاضي خان ج ۱ ص ۱۰۶ الفصل الخامس فيما يفسد الصوم. فتاوىٰ حقانيه ج ۴ ص ۱۸۰.

نہایت بیمار عورت کے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے

سوال: میری والدہ محترمہ نے بوجہ بیماری چھ مہینے روزے چھوڑے ہیں اور اب بھی بیمار ہیں اور روزے رکھنے کے قابل نہیں' ان کا تین مرتبہ رسولی کا آپریشن ہو چکا ہے' اب ان کو یہ فکر لاحق ہے کہ ان روزوں کو کیسے ادا کیا جائے؟ آپ سے درخواست ہے کہ اس کا حل بتا کر مشکور فرمائیں؟ نیز روزوں کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے' کس چیز سے ادا ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آمین

جواب: آپ کی والدہ کو چونکہ روزے رکھنے کی طاقت نہیں ہے اس لیے جتنے روزے ان کے ذمے ہیں ان کا فدیہ ادا کریں' ایک روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ہے یعنی دو سیر گندم یا اس کی قیمت اس حساب سے قضاء شدہ روزہ کا فدیہ دیں اور آئندہ بھی جتنے روزے ان کی زندگی میں آئیں اسی حساب سے ان کا فدیہ دیتی رہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۳۸۲)

قے کا بلاقصد آنا مفسد صوم نہیں

سوال۔ روزہ دار کو اگر قے آجائے اور اس کا کچھ حصہ اندر چلا جائے تو اس کے روزے کی صحت کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب۔ قے کا خود بخود آجانا فسادِ صوم کا سبب نہیں البتہ اگر چنے کی مقدار یا اس سے زائد حصہ خوراک لوٹا دی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ بلاقصد قے کے اندر جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

قال العلامة الحصكفيؒ: وان ذرعه القئى وخرج ولم يعد (لا يفطر مطلقاً) ملا اولا (فان عاد) بلاصنعه (و) لوهومل ء الفم مع تذكره للصوم لا يفسد) قال ابن عابدينؒ: ان كان مل صنعه الفم واعاده اوشيئا منه قلر الحمصة فصا عدا فطر اجماعاالانه خارج. ادخله جونه ولو جود الصنع.
(شامى ج ٢ ص ٤١٤ كتاب الصوم باب مطلب فى الكفارة)

قال ابن الهمام رحمه الله: والكل اما ان خرج اوعادا واعاده فان ذرعه وحرج لا يفطر قل اوكثر لا طلاق ماروينا وان عاد بنفسه وهو ذاكر للصوم ان كان ملء الفم فسد صومه عند ابى يوسفؒ (انه خارج شرعاً حتىٰ انتقصت به الطهارة) وقد دخل وعند محمد لايفسد وهو الصحيح الخ. (فتح القدير ج ٢ ص ٢٥٩ باب مايوجب القضاء والكفارة) ومثله فى البحرالرائق ج ٢ ص ٢٧٤ باب مايفسد الصوم وما لا يفسد. فتاوىٰ حقانيه ج ٤ ص ١٦٤.

اگر کسی کو اُلٹیاں آتی ہوں تو روزوں کا کیا کرے؟

سوال: حمل کے دوران مجھ کو پورے نو مہینے تک اُلٹیاں ہوتی رہتی ہے اور کوشش کے باوجود کسی بھی طرح کم نہیں ہوتیں اب میں بہت کوشش کرتی ہوں کہ خدا میرے روزے پورے کروائے اُٹھ کر سحری کھاتی ہوں اگر نہ کھاؤں تو ہاتھ پیروں میں دم نہیں رہتا اور بچوں کے ساتھ کام کاج ضروری ہے مگر صبح ہوتے ہی منہ بھر کر اُلٹی ہو جاتی ہے اور پھر اتنی جان نہیں ہوتی کہ روزہ رکھ سکوں تو اب مولانا صاحب کیا میں یہ کر سکتی ہوں کہ ایک مسکین کا کھانا روزانہ دے دیا کروں جس سے میرے روزے کا کفارہ پورا ہو جائے؟

جواب: حمل کی حالت تو عارضی ہے اس حالت میں اگر آپ روزہ نہیں رکھ سکیں تو صحت کی حالت میں ان روزوں کی قضاء لازم ہے۔ فدیہ دینے کا حکم اس شخص کے لیے ہے جو نہ فی الحال

روزہ رکھ سکتا ہو اور نہ آئندہ پوری زندگی میں یہ توقع ہو کہ وہ ان روزوں کی قضاء رکھ سکے گا۔ آپ چونکہ دوسرے وقت میں ان روزوں کو قضاء کر سکتی ہیں اس لیے آپ کی طرف سے روزوں کا فدیہ ادا کرنا صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۳ ص ۳۸۳)

نفل نذر اور منت کے روزے

نذر کا روزہ بوجہ خوف بیماری نہ رکھ سکے تو کیا کرے

سوال۔ ایک عورت نے نذر کی کہ اگر میرے اولاد ہو' خداوند کریم مجھ کو اولاد بخشے تو نو ماہ کے روزے رکھوں گی اب اس کے اولاد ہونے لگی اور نذر کے روزے رکھ نہیں سکتی ہے۔ جب روزہ رکھتی ہے بیمار ہو جاتی ہے۔ لہٰذا وہ عورت فدیہ دے سکتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ اس صورت میں ان روزوں کا رکھنا لازم ہے جس وقت ممکن ہو رکھے اور جب کہ رکھنے سے بالکل نا امید ہو جائے اس وقت فدیہ کی وصیت کرے۔

کسی نے اپنے نذر کے روزے پورے نہیں کئے اور انتقال ہو گیا تو کیا حکم ہے

سوال۔ زید نے ایک ماہ کے روزے کی نذر کی۔ بیس روزے پورے ہوئے تھے کہ انتقال ہو گیا اب اس کے ذمہ دس روزے جو باقی ہیں اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہے۔

جواب۔ اگر زید نے کچھ مال چھوڑا ہو اور وصیت ادائے فدیہ کی کر گیا ہو تو دس روزوں کا فدیہ زید کے ترکہ میں سے دیا جائے اور اگر زید نے وصیت نہیں کی تو اگر تبرعاً اس کے ورثاء اسکے روزوں کا فدیہ ادا کر دیں تو یہ اچھا ہے اور امید ہے کہ متوفی کے روزوں کا کفارہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے۔

ولو اخر القضاء حتی صار شیخا فانیا او کان النذر بصیام الابد فعجز الخ فله ان یفطرو یطعم لکل یوم مسکینا علی ماتقدم (عالمگیری مصری کتاب الصوم باب سادس ج ۱ ص ۱۹۶ ط' س' ج ۲ ص ۲۰۹) ظفیر.

ولو قال مریض لله علی ان صوم شهر الممات قبل ان یصح لا شئی علیه وان صح ولو یوما ولم یصم لزمه الوصیة بجمیعه علی الصحیح کالصحیح اذا نذر ذالک ومات قبل تمام الشهر لزمه الوصیة بالجمیع

بالاجماع (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۷۳ ج ۲ ص ۱۷۴ ط' س' ج ۲ ص ۴۳۷. ظفیر. فتاویٰ دارالعلوم ج ٦ ص ۲۹۸.

منت کے روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

سوال: منت کے مانے ہوئے روزے اگر نہ رکھیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟ یا جب وہ کام ہو جائے تو روزہ رکھنا چاہیے یا جب بھی رکھیں؟

جواب: منت کے روزے واجب ہوتے ہیں ان کا ادا کرنا لازم ہے اور ان کو ادا نہ کرنا گناہ ہے' اگر معین دنوں کے روزوں کی منت مانی تھی' تب تو ان معین دنوں کے روزے رکھنا واجب ہے' تاخیر کرنے پر گناہگار ہوگا' اس کو تاخیر پر استغفار کرنا چاہیے مگر تاخیر کرنے سے وہ روزے معاف نہیں ہوں گے بلکہ اتنے روزے دوسرے دنوں میں رکھنا واجب ہے اور اگر دن معین نہیں کیے تھے مطلقاً یوں کہا تھا کہ اتنے دن کے روزے رکھوں گا تو جب بھی ادا کرلے ادا ہو جائیں گے لیکن جتنی جلد ادا کرلے بہتر ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۳۹۵)

کیا جمعۃ الوداع کا روزہ رکھنے سے پچھلے روزے معاف ہو جاتے ہیں؟

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کا روزہ رکھنے سے پہلے تمام روزے معاف ہو جاتے ہیں' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: بالکل غلط اور جھوٹ ہے' پورے رمضان کے روزے رکھنے سے بھی پچھلے روزے معاف نہیں ہوتے بلکہ ان کی قضاء واجب ہے۔ شیطان نے اس قسم کے خیالات لوگوں کے دلوں میں اس لیے پیدا کیے ہیں تاکہ وہ فرائض بجالانے میں کوتاہی کریں ان لوگوں کو اتنا تو سوچنا چاہیے کہ اگر صرف جمعۃ الوداع کا ایک روزہ رکھ لینے سے ساری عمر کے روزے معاف ہو جائیں تو ہر سال رمضان کے روزوں کی فرضیت تو (نعوذ باللہ) ایک فضول بات ہوتی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۳ ص ۳۹۸)

اعتکاف کے مسائل

عورتوں کا اعتکاف بھی جائز ہے

سوال: میں صدق دل سے یہ چاہتی ہوں کہ اس رمضان میں اعتکاف بیٹھوں' برائے مہربانی

عورتوں کے اعتکاف کی شرائط اور طریقے سے آگاہ کریں؟

جواب: عورت بھی اعتکاف کر سکتی ہے' اس کا طریقہ یہ ہے کہ گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہے اس جگہ یا کوئی اور جگہ مناسب ہو تو اس کو مخصوص کر کے وہیں دس دن سنت اعتکاف کی نیت کر کے عبادت میں مصروف ہو جائے۔ سوائے حاجات شرعیہ کے اس جگہ سے نہ اُٹھے' اگر اعتکاف کے دوران عورت کے خاص ایام شروع ہو جائیں تو اعتکاف ختم ہو جائے گا کیونکہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۵ ص ۴۰۴)

عورتوں کا اعتکاف اور اس کی ضروری ہدایات

سوال: کیا عورت رمضان میں اپنے گھر میں یا مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہے؟ اگر کر سکتی ہے تو اسے کس طرح اعتکاف کرنا چاہیے اور اعتکاف کے آداب کو بجالانا چاہیے؟

جواب: سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہیے کہ عورت اعتکاف کر سکتی ہے لیکن اپنے گھر میں اس کا اعتکاف ہوگا' مسجد میں نہیں کر سکتی اس لیے عورت جب رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسنون اعتکاف کرنا چاہے تو رمضان کی بیسویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے اس جگہ پر آجائے جہاں وہ ہمیشہ نماز پڑھا کرتی ہے اور عید کا چاند ثابت ہونے کے بعد اس جگہ سے باہر آئے۔

اعتکاف کی حالت میں دن رات اسی اعتکاف کے مقرر جگہ میں رہے وہیں کھائے پیئے' وہیں سوئے' صرف وضو کرنے اور پیشاب' پاخانے کی ضروریات پوری کرنے کے لیے باہر آسکتی ہے۔ گھر میں اگر کوئی جگہ پہلے سے نماز کے لیے مقرر ہے مثلاً وہاں نماز کے لیے چوکی' تختہ' چٹائی' جائے نماز وغیرہ ڈالی ہوئی ہوں اگرچہ ہر وقت نہ بچھی رہیں مگر نماز وہیں پڑھی جاتی ہو یہ نماز کی جگہ عورت کے لیے مسجد کی طرح ہے۔

اور اگر کوئی جگہ پہلے سے مقرر نہیں ہے تو اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے کوئی جگہ آئندہ نماز کے لیے مقرر کرنی ضروری ہے اس کے بعد اس جگہ اعتکاف کرے تو یہ جگہ عورت کے لیے اس طرح ہے جیسے مردوں کی مسجد' جس طرح بلا عذر مسجد سے باہر آنے سے مرد کا اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عورت کا بھی ٹوٹ جائے گا۔

اعتکاف کی جگہ کو تبدیل کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا چاہے دوسری جگہ بھی اسی مکان میں ہو اور اگر نماز کی جگہ متعین کرنے سے پہلے ہی جہاں دل چاہا بیٹھ گئی تو یہ اعتکاف صحیح نہ ہوگا' عورت کو اپنی نماز کی جگہ تبدیل کرنے کا اختیار ہے۔ مثلاً اعتکاف سے پہلے کسی اور جگہ نماز پڑھتی تھی مگر اعتکاف دوسری جگہ کیا اور اس سے پہلے یہ نیت کر لی کہ آئندہ اسی جگہ نماز پڑھوں گی تو صحیح ہے'

بڑا کمرہ اعتکاف گاہ نہیں ہوسکتا' چھوٹا کمرہ ہوسکتا ہے۔ البتہ بڑے کمرے میں اتنی جگہ مخصوص کی جاسکتی ہے جس میں وہ آرام سے اُٹھ بیٹھ اور سو سکے۔ (ملخص)

خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف میں بیٹھنا

سوال۔ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف رمضان المبارک میں بیٹھ سکتی ہے کہ نہیں؟

جواب۔ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اعتکاف نہ بیٹھے۔ خیر الفتاویٰ' اعتکاف کے مسائل ج ۴ ص ۱۴۴' خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۳۴۔

اعتکاف کے دوران شوہر نے ہمبستری کرلی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا

سوال: اگر عورت کا خاوند اس سے زبردستی ہی سہی ہمبستری کرلے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر خاوند نے حالت اعتکاف میں بیٹھی بیوی سے ہمبستری کرلی تو بیوی کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور خاوند گناہگار ہوگا۔ (فتاویٰ شامی)

عورت اخیر عشرہ کا اعتکاف کرسکتی ہے یا نہیں؟ اعتکاف میں حیض آجائے تو کیا حکم ہے

سوال۔ عورت رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرسکتی ہے یا نہیں؟ اگر اعتکاف کرنا ہو تو کہاں کرے؟ اعتکاف کی حالت میں اگر اسے حیض آجائے تو کیا کرے؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔ عورت بھی یہ مسنون اعتکاف کرسکتی ہے۔ عورت اپنے گھر کی مسجد (جو جگہ نماز کیلئے متعین کی ہے اگر متعین نہ ہو تو اب کرلے) میں اعتکاف کرے اس اعتکاف کے صحیح ہونے کیلئے عورت کا حیض یا نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر اعتکاف کے درمیان حیض آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے۔ حیض کی حالت میں اعتکاف درست نہیں اور پاک ہونے کے بعد کم از کم ایک دن کی (جس روز حیض آیا) روزے کے ساتھ قضا کرے اور اگر ہمت ہو تو پورے دس دنوں یا بقیہ دنوں کے اعتکاف کی روزے کے ساتھ قضا کرے۔

بدائع الصنائع میں ہے ولو حاضت المراۃ فی حال الاعتکاف فسد اعتکافها لان الحيض ینا فی اهلية الا عتكاف لمنا فاتها الصوم ولهذا منعت من العقاد الاعتكاف فتمنع من البقاء (بدائع ص ۱۱٦ ج ۲ كتاب الاعتكاف) فقط والله اعلم بالصواب. فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۸٦.

اعتکاف کے دوران عورت گھر کے کام کاج کرواسکتی ہے

سوال: کیا دوران اعتکاف عورت گھر کے کام کاج کرواسکتی ہے اور اس کے متعلق باتیں کرسکتی ہے یا نہیں؟ مثلاً کسی سے کچھ منگوانا ہو یا گھریلو کوئی ہدایت دینی ہو یا اگر اکیلی ہو تو کھانا پکانا اور دروازہ کھولنے کے لیے جانا آنا کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: مذکورہ تمام امور کی اجازت ہے لیکن اکیلے ہونے کی صورت میں کچھ انتظام کرلینا بہتر ہے تاکہ یکسوئی سے اعتکاف میں بیٹھے۔ اگر انتظام نہ ہو تو کھانا وغیرہ پکاسکتی ہے' صفائی کرسکتی ہے اور جملہ ضرورت کے کام بھی کرسکتی ہے۔ (ملخص)

عورت کا اعتکاف میں کھانا پکانا

سوال۔ اعتکاف کرنے والی عورت گھر کی مسجد میں کھانا پکاسکتی ہے یا نہیں؟ اذان اور وضو کیلئے باہر جانے کی اجازت ہے تو کافی کی اس عبارت کے خلاف ہے؟

جواب۔ اگر اس کا کوئی کھانا پکانے والا نہ ہو تو مسجد بیت میں کھانا پکاسکتی ہے' مسجد بیت پر تمام احکام مسجد کے جاری نہیں ہوتے۔ فتاویٰ محمودیہ باب الاعتکاف ج ۳ ص ۱۶۱ خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۲۵۔

عورت اعتکاف کی جگہ متعین کر کے بدل نہیں سکتی

سوال: (۱) کیا ہر گھر میں عورت کو اعتکاف میں بیٹھنا چاہیے یا محلہ میں ایک عورت بیٹھ جائے؟

(۲) عورت گھر میں جگہ کا تعین کیسے کرے' اگر اندر کرے تو رات کے وقت حبس اور گرمی ہوتی ہے اور باہر کرے تو دھوپ ہوتی ہے؟

(۳) کیا عورتوں کے لیے بھی مردوں کی طرح اعتکاف کی تاکید آئی ہے نہ بیٹھیں تو گناہ گار ہوں گی؟

جواب: (۱) بہتر یہی ہے کہ ایسی مسجد (گھر میں مقرر شدہ) میں اعتکاف کیا جائے جس میں نماز پنجگانہ ہو۔ اگر ایسی مسجد نہیں ہے تو پھر جس کمرے میں بیٹھا جائے اسی میں کوشش کی جائے کہ نماز پنجگانہ ادا ہو۔

(۲) اعتکاف کے لیے جگہ متعین کرنے کے بعد تغیر و تبدیل جائز ہیں' اندر ہو یا باہر بہتر یہ ہے کہ برآمدہ وغیرہ کا تعین کیا جائے یا پنکھے وغیرہ کا انتظام کرلیا جائے۔ اگر زیادہ تکلیف ہو تو ترک کی بھی گنجائش ہے' سرے سے اعتکاف ہی نہ بیٹھے۔

(۳) عورتوں کے لیے بھی مسنون ہے اور اگر بستی میں کوئی اور معتکف ہو تو گناہ نہیں۔

(خیر الفتاویٰ' اعتکاف کے مسائل' جلد ۴ ص ۱۴۲)

باب الحج

پہلے حج یا بیٹی کی شادی

سوال: ایک شخص کے پاس اتنی رقم ہے کہ یا تو وہ حج کرسکتا ہے یا اپنی جوان بیٹی کی شادی کرسکتا ہے' براہ کرم مطلع فرمائیں کہ وہ پہلے حج کرے یا پہلے اپنی بیٹی کی شادی کرے' اگر اس نے اپنی بیٹی کی شادی کردی تو پھر وہ حج نہیں کرسکے گا؟

جواب: اس پر حج فرض ہے اگر نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔ (ملخص: فتاویٰ محمودیہ متفرقات جلد۳ ص ۱۷۸) (آپ کے مسائل اوران کا حل' جلد۴ ص ۳۱)

فریضہ حج اور بیوی کا مہر

سوال: ایک دوست ہیں وہ اس سال حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے والدین سے اجازت لی ہے مگر ان کے ذمہ بیوی کا مہر ۵۰۰۰۰ کا قرضہ ہے' کیا وہ بیوی سے اجازت لیں گے یا معاف کرائیں گے؟ کیونکہ ان کی بیوی پاکستان میں ہے اور وہ دبئی میں ہیں' اب ان کا مہر کیسے معاف ہوگا؟

جواب: آپ کا دوست حج ضرور کرلے' بیوی سے مہر معاف کرانا حج کے لیے کوئی شرط نہیں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل' جلد۴ ص ۳۱)

عورت کا مرد کی طرف سے حج بدل کرنا

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرد کی طرف سے عورت حج بدل کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب۔ حج بدل کیلئے مسلمان عاقل بالغ ہونا ضروری ہے خواہ مرد ہو یا عورت! البتہ اگر عورت نے حج بدل کیا تو فقہاء کی تصریح کے مطابق مکروہ ہے تاہم حج بدل ادا ہوجائے گا۔

وفی الهندية ولوالحج عنه امرأة اوعبدا اوامة باذن السيد جازويكره هكذا فی محيط السرخسی. (الفتاویٰ الهندية ج ۱ ص ۱۵۷ الباب الرابع عشر فی الحج عن الغير)

قال الشيخ ابن الهمام: ويجوز حجاج الحر والامة والحرة وفی الاصل نص علی كراهة المرأة. (فتح القدير ج ۳ ص ۱۵۱ باب الحج عن

الغیر) ومثله فی البحر الرائق ج ۳ ص ۶۲ باب :لحج عن الغیر.

عورت پر حج کی فرضیت

سوال: حج کیا صرف مردوں پر فرض ہے یا عورتوں پر بھی؟

جواب: عورت پر بھی فرض ہے جبکہ کوئی محرم میسر ہو اور اگر محرم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے حج بدل کی وصیت کر دے۔ (آپ کے مسائل' جلد۴' ص ۳۳)

والد کے نافرمان بیٹے کا حج

سوال۔ میرا بڑا لڑکا مجھ کو بہت برا کہتا ہے بات اس طرح سے کرتا ہے کہ میں اس کی اولاد ہوں اور وہ میرا باپ ہے۔ میرا دل اسکی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا ہے اور مجھ کو سخت صدمہ ہے۔ میں اس کیلئے ہر وقت بددعا کرتا ہوں اور خاص کر ہر اذان پر بددعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم اس پر فالج گرائے اور اس کا بیڑا غرق ہو جائے۔ اس کے اس طرز عمل پر سخت پریشان ہوں' جھوٹ بہت بولتا ہے۔ جواب دیجئے کہ اس کا خدا کے گھر کیا حال ہوگا؟ اور یہ حج کرنے کو بھی جانے کو ہے' میں تو اس کو معاف کروں گا نہیں' باپ کے ناراض ہونے پر کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ سنا تو یہ ہے کہ باپ معاف نہ کرے تو حج نہیں ہوتا' میں اس کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔

جواب۔ اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو حج پر تو اس کو جانا لازم ہے اور اس کا فرض بھی سر سے اتر جائے گا۔ لیکن حج پر جانے والے کیلئے ضروری ہے کہ حج پر جانے سے پہلے تمام اہل حقوق کے حقوق ادا کرے اور سب سے حقوق معاف کرائے۔ پس آپ کے بیٹے کو چاہئے کہ وہ آپ کو راضی کر لے اور معافی مانگ لے۔ اگر آپ اس کو معاف نہیں کریں گے تو اس سے اس کا نقصان ہوگا اور آپ کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور اگر معاف کر دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی حالت سدھر جائے' اس میں اس کا بھی فائدہ ہے اور آپ کا بھی۔ آپ کے مسائل ج ۴ ص ۳۴۔

منگنی شدہ لڑکی کا حج کو جانا

سوال: اگر حج کی تیاری مکمل ہو اور لڑکی کی منگنی ہو جائے تو کیا وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حج نہیں کر سکتی؟

جواب: ضرور جا سکتی ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۴' ص ۳۳)

حائضہ عورت کیلئے حج کرنے کا طریقہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر عورت حج کیلئے جائے اور

دوران حج اسے حیض آجائے تو اس عورت کیلئے کیا حکم ہے؟ اور وہ ارکان حج کیسے ادا کرے گی؟

جواب۔ حج کے دوران جب کسی عورت کو حیض شروع ہو جائے تو اس کیلئے شرعی حکم یہ ہے کہ طواف وسعی بین الصفا والمروہ کے علاوہ تمام ارکان حج ادا کرے گی مثلاً وقوف عرفات ومزدلفہ، رمی جمار و ذبح وغیرہ اور جب پاک ہو جائے تو پھر طواف زیارت وغیرہ کرے گی۔

قال العلامة المرغینانیؒ: اذا حاضت المرأة عندالاحرام اغتسلت واحرمت وصنعت کما یصنع الحاج غیر انها لا تطوف بالبیت حتیٰ تطهرلحدیث عائشة رضی الله عنها. (الهدایة ج ۱ ص ۲۴۵ کتاب الحج)

قال ابن العلاء الانصاریؒ: والمراة اذا حاضت فی الحج ان حاضت قبل ان تحرم وانتهت الی المیقات فانها تغسل فتحرم فاذا قدمت مکة وهی حائض تصنع کما یصنع الحاج غیر انها لاتطوف بالبیت وتسعیٰ بین الصفا والمروة وتشهد جمیع المناسک. (الفتاویٰ التاتارخانیة ج ۲ ص ۴۷۱ کتاب الحج) ومثله فی ردالمحتار ج ۲ ص ۵۲۸ قبل باب القران) فتاویٰ حقانیه ج ۴ ص ۲۳۲.

بیوہ حج کیسے کرے؟

سوال: خاوند کا انتقال اگر ایسے وقت ہو کہ حج کے وقت تک اس کی عدت پوری نہ ہوتی ہو تو وہ حج کی بابت کیا کرے؟

جواب: عدت پوری ہونے سے پہلے حج کا سفر نہ کرے۔ (ملخص: فتاویٰ محمودیہ کتاب الحج جلد۳ص ۱۷۷)

بیٹی کی کمائی سے حج

سوال: اگر بیٹی اپنی کمائی سے اپنی ماں کو حج کرانا چاہے تو کیا یہ جائز ہے جبکہ اس کے بیٹے قابل نہیں؟

جواب: بلاشبہ جائز ہے لیکن عورت کا محرم کے بغیر حج جائز نہیں حرام ہے۔ (آپ کے مسائل جلد۴ص ۳۳)

حاملہ عورت کا حج

سوال: کیا حاملہ عورت حج کر سکتی ہے؟ اگر وہ حج کر سکتی ہے تو کیا وہ بچہ یا بچی جو کہ اس کے بطن میں ہے اس کا بھی حج ہوگا یا نہیں؟

جواب: حاملہ عورت حج کر سکتی ہے پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد۴ص ۳۳)

حاملہ بیوی کی وجہ سے شوہر کا حج موخر کرنا

سوال۔احقر کا ایک دوست اس سال حج کیلئے جانا چاہتا ہے میاں بیوی دونوں پر حج فرض ہے' لیکن بیوی حاملہ ہے اور ایام حج میں ولادت کا امکان ہے تو کیا شوہر بیوی کے اس عذر کی وجہ سے اپنا حج موخر کر سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب۔صحیح قول یہ ہے کہ جب حج فرض ہو جائے تو اسی سال حج کیلئے جانا چاہئے بلا عذر شرعی تاخیر نہ کرنا چاہئے حدیث میں ہے۔من اراد الحج فلیتعجل رواہ ابو داؤد عن ابن عباس: یعنی جو حج کا ارادہ رکھے اس کو جلدی کرنا چاہئے۔(زجاجۃ المصابیح ج ۲/ ۹۲ کتاب المناسک) لہٰذا شوہر تو اس سال حج کیلئے چلا جائے وہ اپنا حج موخر نہ کرے اور عورت آئندہ اپنے شوہر یا کسی محرم کے ساتھ حج ادا کرے۔درمختار میں ہے۔(فرض مرة علی الفور) فی العام الاول عند الثانی واصح الروایتین عن الامام (در مختار مع رد المحتار) ۲/ ۱۹۱ کتاب الحج) ہدایہ اولین میں ہے۔ثم هو واجب علی الفور عند ابی یوسف رحمه الله وعن ابی حنیفة رحمه الله ما یدل علیه (هدایة اولین ص ۲۱۲ کتاب الحج) فقط والله اعلم بالصواب. فتاویٰ رحیمیه ج ۶ ص ۴۸.

غیر شادی شدہ شخص کا والدین کی اجازت کے بغیر حج کرنا

سوال:(۱) جو شخص غیر شادی شدہ ہو اور اس کے والدین زندہ ہوں اور والدین نے حج نہیں کیا ہو اور یہ شخص حج کرنا چاہے تو کیا اس کا حج ہو سکتا ہے؟

(۲) اگر والدین اس کو حج پر جانے کی اجازت دیں تو کیا وہ حج کر سکتا ہے؟

جواب: اگر یہ شخص صاحب استطاعت ہو تو خواہ اس کے والدین نے حج نہ کیا ہو اس کے ذمہ حج فرض ہے اور حج فرض کے لیے والدین کی اجازت شرط نہیں۔

جس کا کوئی محرم نہ ہو وہ کسی حج پر جانے والے کیساتھ نکاح کرے

سوال: اگر عورت حج کرنا چاہتی ہے' محرم ساتھ جانے والا کوئی نہیں ہے یا وہ کسی مرد کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتی تو کیا وہ مستورات کی ایسی جماعت کے ساتھ حج پر جا سکتی ہے جن کے محرم مرد ساتھ ہوں' کیا کوئی صورت بغیر محرم مرد کے حج کرنے کی ہے اور اگر کوئی عورت بغیر محرم سفر حج کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ جو محرم ساتھ جائے اس کے کون کون سے اخراجات عورت برداشت کرے اور

اخراجات حج کے علاوہ اگر وہ ذاتی رقم ساتھ لے جاتا ہے تو اس کی کیا صورت اور حکم ہے؟

جواب: بغیر محرم کے حج پر جانا جائز نہیں ہے اگر حج پر جانا ہی ہے تو حج پر جانے والے کسی شخص کے ساتھ نکاح کر لے پھر چلی جائے۔

خاوند کے روکنے کے باوجود عورت حج پر جاسکتی ہے

سوال: میری بیٹی کو عرصہ سے خاوند نے لاتعلق کیا ہوا ہے' بیٹی کے اپنے بیٹے جوان ہیں' وہ اپنی والدہ کو اپنے ماموں یعنی والدہ کے بھائی کے ساتھ حج پر بھیجنا چاہتے ہیں' خاوند نہ طلاق دیتا ہے نہ حج کی اجازت دیتا ہے تو کیا وہ حج پر جاسکتی ہے؟

جواب: حج فرض ہونے کی صورت میں محرم میسر ہونے کی حالت میں جانا ضروری ہے' خاوند کے روکنے کی کوئی حیثیت نہیں۔ ولیس لزوجها منعها عن حجة الاسلام (اھ درمختار)

ای اذا کان معها محرم ...... (شامیه' صفحه ۲۰۰' ج ۲) (محمد انور)

بیوی ناراض ہو کر میکے بیٹھی ہو تو حج کرنے کا حکم

سوال: میری دو بیویاں ہیں جو باہم لڑتی ہیں' ایک غیر آباد ہے اب میرا حج کو جانے کا ارادہ ہے' وہ اجازت نہیں دیتی۔ بعض لوگ کہتے ہیں پہلے گھر آباد کرو پھر حج کو جاؤ' کیا حج کرنا ضروری ہے یا گھر آباد کرنا ضروری ہے؟ کئی مرتبہ گھر آباد کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا آپ ہماری رہنمائی فرمائیں؟

جواب: حج اگر فرض ہے تو اس کی ادائیگی کیجئے' کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے نہ بیوی سے اور نہ کسی اور سے۔ فرض کی ادائیگی ضروری ہے اور گھریلو معاملات کی درستگی کیلئے دوست احباب اور رشتہ داروں سے مشورہ کر کے صحیح صورتحال تک پہنچنے کی سعی کرنی چاہیے۔ (خیر الفتاویٰ)

معتدہ حج پر نہیں جاسکتی

سوال: جو عورت عدت گزار رہی ہو کیا وہ حج کے لیے سفر کر سکتی ہے؟

جواب: معتدہ کو دوران عدت کوئی سفر نہیں کرنا چاہیے نہ حج کے لیے نہ کسی اور غرض کے لیے۔ اگر روکنے کے باوجود چلی گئی تو فرض ادا ہو جائے گا' البتہ اس معصیت پر استغفار لازم ہے۔

المعتده لاتسافر للحج ولا لغیره. (عالمگیری' صفحه ۱۳۸' ج ۲) (محمد انور عفا اللہ)

حالت حیض میں طواف زیارت کر لیا تو سالم اونٹ ذبح کرنا ضروری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت طواف زیارت

سے قبل حائضہ ہوگئی' ابھی پاک نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں روانگی کی تاریخ آ گئی' طواف کیے بغیر ہی واپس وطن آ گئی اس کے حج کیا کا حکم ہے؟ اس کی شرعاً کوئی تلافی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: یہ صورت کثیرالوقوع ہے۔ مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی مستورات حج کی ادائیگی سے محروم رہ جاتی ہیں۔ مصارف اور سفری صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود ان کا حج نہیں ہوتا' طواف زیارت چونکہ فرض ہے جو حائضہ طواف زیارت کیے بغیر واپس آ گئی ہے اس کا حج نہیں ہوا بلکہ خاوند کے پاس نہ جانے کے بارے میں اس کا احرام بھی باقی ہے اور اس پر لازم ہے کہ اسی احرام کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرے۔

درمختار میں ہے: **وبترک اکثرہ بلقی محرماً** (شامیہ' صفحہ ۲۶۴ ج ۲' مطبوعہ رشیدیہ)

اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ: **فان رجع الی اهله فعلیه حتما ان**......اور حج کی سعی نہیں کر چکی تھی تو وہ سعی بھی کرے اور ایسی حائضہ عورت سے پاک ہونے کے بعد اس کے خاوند نے مجامعت بھی کی تو ایک بکری بطور کفارہ حدود حرم میں ذبح کرنا واجب ہے اور اگر یہ فعل متعدد بار کر چکا ہے تو کفارے بھی متعدد واجب ہوں گے۔ الا یہ کہ احرام توڑنے کی نیت سے مجامعت کی ہو۔

وفی الباب واعلم ان المجرم اذنویٰ رفض الاحرام فجعل یصنع ...... (شامی' صفحہ ۲۸۴' ج ۲)

ایسی صورت میں مستورات اور ان کے وارثوں کے لیے سخت مشکلات ہیں اس لیے حکومت پر لازم ہے کہ ایسی معذور عورتوں کے لیے سفر مؤخر کرنے کی مناسب ہدایات متعلقہ محکمہ کو جاری کرے اور اگر بالفرض پاک ہونے تک عورت کا ٹھہرنا کسی طور پر ممکن نہ ہو ایسی حالت ہی میں اگر یہ عورت طواف کرے گی اس کا طواف زیارت ادا ہو جائے گا مگر دوگانہ طواف پاک ہونے تک نہ پڑھے اور اگر حج کے لیے سعی پہلے کر چکی ہو تو اب طواف زیارت کے بعد سعی بھی کرے۔ حائضہ عورت نے چونکہ یہ طواف ناپاکی کی حالت میں کیا ہے اس لیے بطور کفارہ اس پر سالم گائے یا سالم اونٹ کا حدود حرم میں ذبح کرنا لازم ہے تاکہ نقصان کی تلافی ہو سکے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے خوب استغفار کرے اور معافی بھی مانگے۔ شامیہ میں ہے:

نقل بعض المحشین هل تطوف (صفحہ ۱۸۴' ج ۲) (بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ)

عورت کے پاس محرم کا کرایہ نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوگا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جس کی عمر ۷۵ سال ہے وہ حج کرنا چاہتی ہے مگر محرم کا کرایہ نہیں ہے' کیا اس کے حج کرنے کی کوئی صورت

ہوسکتی ہے؟ اگر ہو تو تحریر فرمائیں؟

جواب: جس عورت کے ساتھ محرم نہ ہو یا محرم ہو لیکن اس کے کرایہ کی گنجائش نہ ہو تو اس عورت پر حج فرض نہیں ہے۔

اما شرائط وجوبه فمنها الاسلام ومنها العقل ..... (هندیه' صفحه ۲۱۸' ج ۱' کتاب الحج) (بنده محمد صدیق غفرله) (بنده محمد عبدالله غفرله)

موجودہ دور میں بھی عورت بلا محرم سفر حج نہ کرے

سوال: مکرمی محترمی جناب حضرت مولانا صاحب السلام علیکم۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ جب بھی حج کا زمانہ قریب آتا ہے عورتوں کے لیے حج کا مسئلہ ضرور زیر بحث آتا ہے کہ کیا اس زمانہ میں عورت بغیر محرم کے سفر حج کر سکتی ہے؟ کیونکہ اس زمانہ میں بہت سی ایسی آسانیاں ہوگئی ہیں جن کا پہلے زمانہ میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

مثلاً پہلے زمانہ میں سفر پیدل یا اونٹ اور گھوڑے پر ہوتے تھے جن پر بیٹھنے اور اترنے کے لیے عورت کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور عورت کو سہارا صرف محرم مرد ہی دے سکتا ہے جس کی اس زمانے میں ضرورت نہیں ہے یا اور اس قسم کے دوسرے مسائل ہیں جس میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے؟

مجھے امید ہے کہ آپ جناب اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر میری معروضات پر غور فرما کر قرآن وحدیث اور فقہائے اُمت کے فتاویٰ کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں؟

فقہائے اُمت نے حج کے لیے دو قسم کی شرائط متعین فرمائی ہیں:

پہلی قسم کی شرائط کا تعلق حج کے واجب ہونے سے ہے۔ دوسری قسم کی شرائط کا تعلق ادائے ارکان حج سے ہے۔ ہر مسلمان مرد وعورت جس پر بھی یہ شرائط پوری ہو جائیں گی اس پر حج فرض ہو جائے گا۔ ان شرائط پر تمام فقہائے اُمت متفق ہیں۔ یہ سات شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا (۴) آزاد ہونا (۵) استطاعت اور قدرت ہونا (۶) وقت کا ہونا (۷) دارالحرب میں رہنے والے مسلمان کو حج کی فرضیت کا علم ہونا

ان شرائط میں عورت کے لیے علیحدہ کوئی شرط نہیں ہے جو بھی شرائط پر پورا اترے گا مرد ہو یا عورت اس پر حج فرض ہو جائے گا۔

اب یہ کہ عورت سفر فرض حج محرم کے ساتھ کرے یا بغیر محرم کے' اکثر محدثین کرام نے فرض حج کے سفر میں عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔ ان محدثین کرام میں امام مالکؒ

امام ترمذیؒ' امام بخاریؒ' امام احمدؒ وغیرہ شامل ہیں۔

ان محدثین کرام نے فرمایا ہے کہ فرض حج ادا کرنے کے لیے عورت بغیر محرم کے سفر کرسکتی ہے' مگر شرط یہ ہے کہ عورت تنہا سفر نہ کرے بلکہ اس قافلہ کے ساتھ سفر کرے جس میں ثقہ مرد اور عورتیں شامل ہوں' اس لیے کہ جان بوجھ کر فرض حج ترک کرنے میں گناہ عظیم ہے۔

دوسری قسم کی شرائط کا تعلق حج کے واجبات ادا کرنے سے ہے اور یہ پانچ شرطیں ہیں:

(۱) تندرست ہونا (۲) راستہ کا پر امن ہونا (۳) قید نہ ہونا یا حکومت وقت کی طرف سے پابندی نہ ہونا (۴) عورت کا عدت میں نہ ہونا (۵) ادائے واجبات حج کے وقت عورت کے ساتھ محرم کا ہونا۔

ان پانچ شرائط میں فقہاء کا سب سے زیادہ اختلاف عورت کے لیے محرم کے بارے میں ہے۔

کچھ فقہاء کہتے ہیں کہ عورت کے ساتھ محرم کا ہونا وجوب حج کی شرط ہے لیکن قاضی خان نے تصریح کی ہے کہ یہ وجوب ادا کی شرط ہے۔ محقق ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں اسی کو ترجیح دی ہے کہ یہ وجوب ادائے حج کی شرط ہے اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ بزارؒ نے اپنی سند میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے کہ معبد جہنیؓ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ کوئی عورت اس وقت تک حج نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا خاوند یا محرم نہ ہو تو معبد جہنی نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عورت تو حج کے لیے گئی ہے اور میں یہاں جہاد میں آپؐ کے ساتھ ہوں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ساتھ چھوڑ دو اور اپنی عورت کو جا کر حج کراؤ۔

اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوا کہ ادائے واجبات حج میں محرم کا ہونا ضروری ہے نہ کہ سفر حج میں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معبد جہنی سے یہ فرماتے کہ تم نے بغیر محرم کے اس کو حج کے سفر میں بھیج کر غلطی کی' اب اس کو جا کر حج کراؤ بلکہ یہ فرمایا کہ تم جہاد چھوڑ دو اور جا کر واجبات حج اپنے ساتھ ادا کراؤ۔

اس حدیث کی روشنی میں اور شرائط و واجبات ادائے حج کی روشنی سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کا محرم اگر پہلے سے وہاں موجود ہے یا کسی اور جگہ سے وہاں آ کر اس عورت کے ساتھ حج کرے گا تو یہ عورت بغیر محرم کے فرض حج کے لیے سفر کرسکتی ہے مگر شرط کے ساتھ کہ قافلہ میں ثقہ مرد اور عورتیں شامل ہوں' تنہا مرد کے ساتھ یا ایسے قافلے کے ساتھ جس میں عورتیں شامل نہ ہوں سفر نہیں کرسکتیں۔ اگرچہ ایک حدیث یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت ابوالعاصؓ کو مکہ معظمہ بھیجا کہ تم کسی کے ساتھ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دو اور حضرت ابوالعاصؓ نے غیر محرم کے

ساتھ حضرت زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ پہلی بات یہ کہ وہ زمانہ ایسا شر وفساد کا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں جن کا احترام واکرام تمام اُمت کرتی تھی' ان معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) عورت فرض حج کے لیے بغیر محرم کے اس قافلہ میں سفر کرسکتی ہے کہ جس قافلہ میں ثقہ عورتیں اور مرد شامل ہوں' تنہا سفر نہیں کرسکتیں یا اس قافلہ میں شرکت نہیں کرسکتیں جس میں ثقہ عورتیں شامل نہ ہوں۔

(۲) دوسرے یہ کہ عورت بغیر محرم کے واجبات حج ادا نہیں کرسکتی' چاہے محرم وہاں پہلے سے موجود ہو یا کہیں اور جگہ سے وہاں پہنچ جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر حج فرض ہے تو سفر حج بغیر محرم کے ہوسکتا ہے مگر واجبات حج بغیر محرم کے ادا نہیں ہوسکتے؟ مجھے امید ہے کہ آنجناب قرآن وسنت اور فقہائے اُمت کے فتاویٰ کی روشنی میں میری رہنمائی فرمائیں گے؟

جواب: مذہب حنفی کے مطابق عورت خاوند یا محرم کے بغیر سفر حج نہیں کرسکتی بلکہ مسافت شرعی سے کم سفر بھی اس فتنہ وفساد کے دور میں حضرات شیخینؒ کے فرمان کے مطابق درست ہیں۔

وللذا قال ابو حنیفه و ابو یوسفؒ مرة بکراهة خروجها (اعلاء' صفحہ ۸' ج ۱)

اس قول کی تائید بخاری ومسلم کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

لا یحل لامراة تومن بالله والیوم الاخر...... (اعلاء' ص ۸ ج ۱۰)

ایسے ہی دو یوم کے سفر میں ممانعت وارد ہے: "**کمارواه الشیخان عن ابی سعید الخدری**" لیکن اصل مذہب تین دن کے سفر کے بارے میں ہے کیونکہ اکثر روایات میں تین دنوں کا ذکر ہے جب عام سفر شرعی محرم وخاوند کے بغیر درست نہیں تو اس سے سفر حج کو مستثنیٰ قرار دینے کی بظاہر کوئی وجہ نہیں۔ خصوصاً جبکہ سفر حج کے بارے میں بالتخصیص یہ حکم مؤکد طور پر وارد ہوا ہے۔

حدیث ابن عباس بطریق ابن جریج عن عمرو بن دینار قال ......

(اخرجه الدارقطنی و صححه ابوعوانه)

اور اس حکم کے خلاف کوئی روایت موجود نہیں۔ ازواج مطہرات نے جو سفر حج کیا اس کا جواب امام صاحبؒ سے یہ منقول ہے کہ ازواج مطہرات چونکہ امہات المؤمنین ہیں' اس لیے تمام لوگ ان کے لیے بمنزلہ محارم کے تھے کیونکہ محرم وہی ہوتا ہے جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو۔

امام احمدؒ کا قول حنفیہ کے مطابق: "وتمسک احمد لعموم الحدث فقال اذا لم تجد زوجا" (اعلاء، صفحہ ۹، ج ۱)

نفلی حج میں سب حضرات محرم کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ جب یہ تخصیص کسی روایت سے ثابت نہیں تو معتبر نہیں ہونی چاہیے۔ باقی جناب نے نفس وجوب اور وجوب ادا کی بحث چھیڑی ہے وہ یہاں چنداں مفید نہیں کیونکہ وجوب ادا کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ سفر تو بغیر محرم کے کرے اور ارکان حج کی ادائیگی کے وقت محرم یا شوہر ساتھ ہو جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت پر زادوراحلہ قدرت کے بعد نفس فرضیت ایک قول کے مطابق ہو جائے گی لیکن گھر سے حج کی ادائیگی کے لیے روانگی کا وجوب محرم یا زوج مہیا ہونے کے بعد ہوگا جبکہ دوسرے حضرات کا فرمان یہ ہے کہ زادوراحلہ پر قدرت کے باوجود محرم کے بغیر حج فرض ہی نہیں۔

جس حدیث میں ابن عباسؓ سے آپ نے استدلال کیا ہے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس کے الفاظ درج ذیل نقل کیے ہیں؟

لاتسافر المراۃ الامع ذی محرم ...... (اعلاء صفحہ ۱۰، ج ۱، فتح، صفحہ ۴۴، ج ۴)

حدیث پاک کے ان الفاظ سے اس امر کی وضاحت ہوگئی کہ یہ صاحب ابھی جہاد میں شریک نہ تھے اور ان کی بیوی کا بھی سفر شروع نہ ہوا تھا صرف پروگرام تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخرج معھا بظاہر ایک واقعہ ہی ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ اس کے قریب قریب ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سفر ہجرت کنانہ بن ربیع کے ساتھ کیا۔ مقام بطن یاجج سے حضرت زید بن حارثہؓ اور ایک انصاریؓ کے ساتھ کیا۔ ان دونوں حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام بطن سے وصولی کے لیے بھیجا تھا۔ مسئلہ ہجرت سے اس پر استدلال محل نظر ہے۔ اولاً اس لیے کہ بغیر محرم کے سفر کا ممنوع ہونا سابقاً ثابت نہیں، ثانیاً یہ سب کارروائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی۔ آپ کا حکم خود شریعت ہے۔ ثالثاً حضرات نے حج اور ہجرت میں فرق بیان کیا ہے۔ حاشیہ ابی داؤد میں ہے:

والفرق بینھما ان اقامتھا فی دار الکفر حرام اذا لم تستطع ......علی اللہ اخی (صفحہ ۲۴۲، ج ۱)

حضرات فقہاء ومحدثین کی ایک جماعت نے محرم کو استطاعت سبیل میں شمار کیا ہے۔

ذھب الحسن والنخعی وابوحنیفہ واصحابہ و احمد واسحٰق ...... الخ (اعلاء، صفحہ ۱۰، ج ۱)

علامہ ابن منذرؒ فرماتے ہیں: امام مالک اور امام شافعی وغیرہ حضرات نے جو شرائط ثقہ عورتوں وغیرہ کی لگائی ہیں اس سلسلہ میں ان حضرات کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

قال ابن المنذر و ظاهر الحديث ...... (اعلاء صفحہ ۱۰ ج ۱۰)

امام ابوبکر رازیؒ فرماتے ہیں:

اسقط الشافعی اشتراط المحرم ......الخ (اعلاء ص ۱۱ ج ۱۰)

لوجاز لها ذلک لقال علیه السلام امض ......الخ (اعلاء صفحہ ۱۱ ج ۱۰)

محرم کی شرط میں جوا تارنے اور سوار کرنے میں جو سہارے کا تذکرہ کیا جاتا ہے یہ اس حکم کی حکمت تو ہوسکتی ہے اسے علت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ لہٰذا اس پر حکم کا مدار نہیں' اصل علت تو فرمان نبویؐ ہے۔ نفس سفر میں اگرچہ بہت سہولتیں میسر ہیں' تاہم اس دور میں خطرات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جہاز کا اغوا' بم دھماکوں کا سلسلہ' نیز بیماری کا عذر بھی پیش آسکتا ہے۔

(بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ): (الجواب صحیح: بندہ عبدالستار غفرلہ)

عورت کو حج بدل پر بھیجنا خلاف اولیٰ ہے

سوال: زید پر حج فرض تھا مگر اس نے غفلت کی وجہ سے حج ادا نہیں کیا اب وہ ایسا بیمار ہوگیا ہے کہ گھر سے مسجد تک آنا بھی اس کے لیے مشکل ہے' اس کے رشتہ داروں میں اس کی پھوپھی ہے جو بہت نیک ہے اور قرآن پاک پڑھاتی ہے' زید اس کو حج بدل پر بھیجنا چاہتا ہے' کیا اسے بھیجنا درست ہے؟

جواب: افضل و بہتر تو یہ ہے کہ کسی ایسے مرد کو حج بدل کے لیے بھیجیں جو نیک ہو' خوف خدا رکھتا ہو' حج کے مسائل کو خوب جانتا ہو اور اپنا حج ادا کر چکا ہو۔ مذکورہ عورت کو بھیجنے سے بھی فرض ادا ہو جائے گا۔

(فجاز حج الصرورن) بمهملة من له......الخ (صفحہ ۲۶۱'۲۶۲' شامی ج ۲)

بیویوں کے تنہا رہ جانے کی بناء پر کسی کو حج پر بھیجنا

سوال: ایک شخص کی دو عورتیں ہیں' اولاد نہیں ہے' ماں باپ فوت ہو چکے ہیں اور حقیقی بھائی بھی نہیں ہیں اور وہ شخص زمانہ کی رفتار کو دیکھ کر زوجین کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتا اور دنیا کا کاروبار نہ سنبھلنے کی وجہ سے کسی اور کو روانہ کرے تو فریضہ حج ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں شخص مذکور کے لیے اپنی جگہ حج پر دوسرا آدمی بھیجنا جائز نہیں ہے۔ خلیفہ بنانا حج میں اس وقت جائز ہوتا ہے جب خود جانے سے عاجز ہو اور صورت مسئولہ میں عجز نہیں ہے کیونکہ دنیاوی کاروبار کے لیے ملازم رکھ سکتا ہے اور اپنی عورت کو ان کے والدین کے ہاں چھوڑ جائے۔ اگر توفیق ہو تو ان کو بھی ساتھ لے جائے۔ (خیر محمد عفا اللہ عنہ۔ مہتمم خیر المدارس ملتان)

بغیر محرم کے ہم عمر بوڑھی عورتوں کے ساتھ سفر حج پر جانا

سوال: زینب حج بیت اللہ کا ارادہ رکھتی ہے مگر اس کا خاوند زید ساتھ جانے سے انکاری ہے' رضا و رغبت سے زینب کو حج بیت اللہ کی اجازت دیتا ہے' زینب کی عمر پچپن سال کی ہے' ہم عمر عورتیں اور بھی اس کے ساتھ تیار ہیں مگر کوئی محرم ساتھ نہیں تو زینب بغیر محرم کے حج کر سکتی ہے؟

جواب: اگر زید ساتھ جانے سے انکاری ہے تو زینب کسی دوسرے محرم کو ساتھ لے کر فریضہ حج ادا کر سکتی ہے۔ محرم کا خرچ بھی زینب کے ذمہ ہوگا' اگر کوئی محرم بھی نہیں جاتا اور زید بھی ساتھ جانے کے لیے تیار نہیں تو ایسی صورت میں زینب کو سفر حج کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔

قال فی البحر بعد نقل الاحادیث .... الخ

قال فی البدائع فی شرائط .... الخ (اھ' صفحہ ۳۳۸' ج ۲)

وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا لاتحجن امراۃ ......الخ (صفحہ ۹۷' ج ۲)

وفی الدر المختار (صفحہ ۱۴۵' ج ۲) ومع زوج اور محرم .... الخ

محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہے جس سے عمر بھر نکاح جائز نہیں' جیسے باپ' بھائی' لڑکا وغیرہ۔

(بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ' خادم الافتاء' خیر المدارس ملتان)

(الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ)

حائضہ حج کیسے کرے؟

سوال: ایک عورت اپنے محرم کے ساتھ حج کو جا رہی ہے' عمرہ کا احرام باندھنے لگی تو اس کو حیض آ گیا اب وہ احرام باندھے یا نہ؟

کیا وہ حضرت عائشہؓ کی حدیث کے تحت مکہ میں احرام کھول سکتی ہے' اگر کھول دے تو کب اس کا احرام باندھے اور کہاں سے؟

اگر وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے بغیر احرام عمرہ مکہ میں داخل ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ اگر بغیر احرام داخل ہونے پر دم واجب ہے تو اس دم سے بری ہونے کی کیا صورت ہے؟ اگر وہ مکہ سے مدینہ چلی جائے اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آ جائے تو دم ساقط ہو جائے گا؟

جواب: حائضہ احرام باندھے گی اور حالت احرام ہی میں رہے گی' اگر پاک ہونے سے پہلے ایام حج شروع ہو گئے تو اب عمرے کا احرام کھول دے اور حج کا احرام باندھ کر منیٰ کو چلی جائے اور

افعال حج کو بجالائے' بعد از فراغت عن الحج عمرہ کرسکتی ہے' احرام خواہ تنعیم سے باندھے یا دوسرے میقات عمرہ سے البتہ پہلے عمرے کا احرام توڑنے کی وجہ سے اس پر دم لازم ہوگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا احرام عمرہ باندھ کر مکہ میں داخل ہوئی تھیں' بغیر احرام نہیں۔ پس یہ حائضہ بھی احرام باندھ کر داخل ہو ورنہ دم واجب ہوگا اور اگر پاک ہونے کے بعد کسی میقات پر اگر دوبارہ احرام باندھ لے اور تلبیہ پڑھ لے تو دم ساقط ہو جائے گا' بشرطیکہ مکہ مکرمہ میں قبل ازیں عمرہ یا حج نہ کیا ہو۔

(الجواب صحیح: بندہ محمد اسحاق غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان' بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ)

بوڑھی عورت بھی بغیر محرم کے عمرہ کا سفر نہ کرے

سوال: ایک عورت بیوہ جس کی عمر ۵۰ سال ہے وہ حجاز مقدس کا سفر برائے عمرہ بغیر محرم کے صرف قریبی ہمسایوں کے ساتھ کرنا چاہتی ہے' کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عورت مذکورہ کے لیے یہ سفر جائز نہیں۔

لما فی الصحیحین لاتسافر امراۃ ثلاثاً الا ولھا محرم (بحر کتاب الحج' ج ۲)

محمد انور عفا اللہ عنہ (الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ)

کیا بچے پر بیت اللہ دیکھنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ بچہ کو حج پر لے جانا مناسب نہیں ہے کیونکہ اس پر بیت اللہ شریف دیکھنے سے حج فرض ہو جائے گا اور اگر بڑا ہو کر مالدار نہ ہوا اور مر گیا تو گناہ گار ہوگا؟ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: بچہ اگر حج کر کے چلا آئے تو محض بیت اللہ دیکھنے کی وجہ سے اس پر بالغ ہونے کے بعد میں اس پر حج فرض نہیں ہوگا۔ ہاں اگر بلوغ کے بعد مالدار بھی ہو جائے تو فرض ہو جائے گا اور اس کا سبب مالدار ہونا ہے' نہ کہ بچپن میں بیت اللہ دیکھنا۔ واللہ اعلم (مفتی عبدالکریم کمتھلویؒ)

بحالت احرام عورت کو مردانہ جوتا پہننا کیسا ہے؟

سوال: حج کے سفر میں عورت کو جہاز میں چڑھنے اترنے کی حالت میں اس اندیشہ سے کہ زنانہ جوتا بھیڑ میں کسی کے پیر سے دب گیا تو عورت گر جائے گی' مردانہ جوتا پہننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ اندیشہ محض وہم ہے' ہزاروں عورتیں زنانہ جوتا پہن کر حج کر چکی ہیں' کوئی بھی نہیں گری۔ (علامہ ظفر احمد عثمانیؒ)

حج کے اعمال

حجاج کو رخصت کرنے کیلئے عورتوں کا اسٹیشن جانا

سوال۔ بعض جگہ یہ رواج ہے کہ حجاج کرام جب حج کیلئے جاتے ہیں تو سٹیشن تک رخصت کرنے کیلئے عورتیں بھی جاتی ہیں' اسٹیشن پر مرد اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے بے پردگی ہوتی ہے شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ یہ رسم مذموم اور بہت سی برائیوں پر مشتمل ہے۔ لہٰذا قابل ترک ہے حج کے نام پر لوگوں نے عورتوں کا اجتماع اور اختلاط وغیرہ بہت سی ناجائز اور مکروہ رسومات ایجاد کر رکھی ہیں جو بجائے ثواب کے لعنت کی مستوجب بن رہی ہیں' اس لئے اس رسم کو قطعاً بند کر دینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۱۳۶۔

حج کے دوران عورتوں کیلئے احکام

سوال: میرا اسی سال حج کا ارادہ ہے مگر میں اس بات سے بہت پریشان ہوں کہ اگر حج کے دوران عورتوں کے خاص ایام شروع ہو جائیں تو کیا کرنا چاہیے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چالیس نمازوں کا حکم ہے' اس دوران اگر ایام شروع ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟

جواب: آپ کی پریشانی مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ حج کے افعال میں سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے کوئی چیز ایسی نہیں جس میں عورتوں کے خاص ایام رکاوٹ ہوں اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے ایام شروع ہو جائیں تو عورت غسل یا وضو کر کے حج کا احرام باندھ لے احرام سے پہلے دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں' وہ نہ پڑھے' حاجی کے لیے مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلا طواف (جسے طواف۔ قدوم کہا جاتا ہے) سنت ہے۔ اگر عورت خاص ایام میں ہو تو یہ طواف چھوڑ دے' منیٰ جانے سے پہلے پاک ہو گئی تو طواف کر لے ورنہ ضرورت نہیں اور نہ اس پر اس کا کفارہ ہی لازم ہے۔

دوسرا طواف دس تاریخ کو کیا جاتا ہے جسے طواف زیارت کہتے ہیں' یہ حج کا فرض ہے۔ اگر عورت اس دوران خاص ایام میں ہو تو طواف میں تاخیر کرے' پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

تیسرا طواف مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے وقت کیا جاتا ہے۔ یہ واجب ہے لیکن اس دوران عورت خاص ایام میں ہو تو اس طواف کو بھی چھوڑ دے اس سے یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے۔

باقی منیٰ' عرفات' مزدلفہ میں جو مناسک ادا کیے جاتے ہیں ان کیلئے عورت کا پاک ہونا کوئی شرط نہیں۔

اور اگر عورت نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو پاک ہونے تک عمرہ کا طواف اور سعی نہ کرے اور اگر اس صورت میں اس کو عمرہ کے افعال ادا کرنے کا موقع نہیں ملا کہ منیٰ کی روانگی کا وقت آ گیا تو عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے اور یہ عمرہ جو توڑ دیا تھا اس کی جگہ بعد میں عمرہ کرے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چالیس نمازیں پڑھنا مردوں کے لیے مستحب ہے' عورتوں کے لیے نہیں۔ عورتوں کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے اور ان کو مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

عورت کا باریک دوپٹہ پہن کر حرمین شریفین آنا

سوال: بعض ہماری بہنوں کو دیکھا گیا ہے کہ حرم میں نماز کے لیے اس حالت میں آتی ہیں کہ باریک دوپٹہ پہن کر اور بغیر پردے کے آتی ہیں۔ اسی حالت میں نماز وطواف وغیرہ کرتی ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ منع ہے تو کہتی ہیں کہ یہاں کوئی منع نہیں' اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے تو پوچھنا یہ ہے کہ وہاں کیا پردہ نہیں ہوتا' کیا وہاں اس طرح نماز وطواف ادا ہو جاتا ہے جس میں بال تک نظر آتے ہیں؟

جواب: آپ کے سوال کے جواب میں چند مسائل کا معلوم ہونا ضروری ہے:

اول: عورت کا ایسا کپڑا پہن کر باہر نکلنا حرام ہے جس سے بدن نظر آتا ہو یا سر کے بال نظر آتے ہوں۔

دوم: ایسے باریک دوپٹہ میں نماز بھی نہیں ہوتی جس سے بال نظر آتے ہوں۔

سوم: مکہ ومدینہ جا کر عام عورتیں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہیں اور مسجد نبویؐ میں چالیس نمازیں پوری کرنا ضروری سمجھتی ہیں۔ یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ حرمین شریفین میں نماز باجماعت کی فضیلت صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کو وہاں جا کر بھی اپنے گھر نماز پڑھنے کا حکم ہے اور گھر میں نماز پڑھنا مسجد کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خود بنفس نفیس نماز پڑھا رہے تھے اس وقت یہ فرما رہے تھے کہ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مقتدی ہوں جب اس جماعت کے بجائے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہو تو آج کی جماعت عورت کے لیے کیسے افضل ہو سکتی ہے؟

حاصل یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جا کر عورتوں کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہیے اور یہ گھر کی نماز ان کے لیے حرم کی نماز سے افضل ہے' حرم شریف میں ان کو طواف کے لیے آنا چاہیے۔ (ملخص)

ارکان حج ادا کرنے کی نیت سے حیض روکنے والی دوا استعمال کرنا

سوال۔ یہاں برطانیہ میں ماہواری (حیض) کو روکنے والی گولیاں ملتی ہیں بعض عورتیں رمضان المبارک اور ایام حج میں ان کو استعمال کرتی ہیں تاکہ روزہ قضا نہ ہو اور حج کے تمام ارکان ادا کر سکے تو اس نیت سے ان گولیوں کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ ماہواری (حیض) فطری چیز ہے اس کے روکنے سے صحت پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے اس لئے رمضان میں گولیاں استعمال نہ کرے بعد میں روزوں کی قضا کر لے' حج میں بھی استعمال نہ کرنا چاہئے' طواف زیارت کے سوا تمام افعال ادا کر سکتی ہے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد طواف زیارت بھی کر سکتی ہے البتہ اگر وقت کم ہو اور طواف زیارت کا وقت نہ مل سکتا ہو اور باوجود کوشش کے حکومت سے مہلت ملنے کا امکان نہ ہو تو استعمال کی گنجائش ہے مگر صحت پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہے اور اس کا مشاہدہ بھی ہے اس لئے حتیٰ الامکان استعمال نہ کرے' الا یہ کہ بالکل ہی مجبور ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۱۳۶۔

حج وعمرہ کے دوران ایام حیض کو دوا سے بند کرنا

سوال: کیا شرعاً یہ جائز ہے کہ عمرہ یا حج کے دوران خواتین کوئی ایسی دوا استعمال کریں کہ جس سے ایام نہ آئیں اور وہ اپنا عمرہ یا حج صحیح طور پر ادا کر لیں؟

جواب: جائز ہے لیکن جبکہ ''ایام'' حج وعمرہ سے مانع نہیں تو انہیں بند کرنے کا اہتمام کیوں کیا جائے؟ ایام کی حالت میں صرف طواف جائز نہیں باقی تمام افعال جائز ہیں۔ (ملخص)

رمی

(شیطان کو کنکریاں مارنا)

رمی جمار کب افضل ہے

سوال۔ رمی جمار کس وقت افضل ہے۔ بارھویں ذی الحجہ کو منیٰ سے مکہ جانا ہو تو بغرض آسانی عورتیں زوال سے پہلے رمی کر سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب۔ رمی کا وقت دسویں کی صبح صادق سے شروع ہو کر گیارھویں کی صبح تک ہے مگر مسنون وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے۔ (عورتوں کیلئے رمی قبل از طلوع وزوال بلا کراہت جائز ہے) زوال سے غروب تک کا وقت مباح ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت

مکروہ ہے گیارھویں' بارھویں کی رمی کا وقت زوال کے بعد سے ہے۔لہٰذا قبل از زوال رمی معتبر نہیں زوال کے بعد دوبارہ کرنی ہوگی نہ کرنے پر دم لازم ہوگا عورت بھی زوال کے بعد کرے ازدہام کی بنا پر زوال کے بعد رمی جمار نہ کرسکے تو مغرب کے بعد رمی کرے۔عورتوں کیلئے رات کا وقت افضل ہے۔ایک دن زیادہ قیام کر کے تیرھویں کے زوال کے بعد رمی سے فارغ ہو کر مکہ جائے تیرھویں کی صبح کو بھی رمی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔خلاصہ یہ کہ گیارھویں بارھویں تیرھویں کی رمی کا وقت زوال کے بعد سے ہے لہٰذا زوال سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔(ان وقت الرمی فی هذا الیوم بعد الزوال عرف بفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یجوز قبلہ (مبسوط ج ۴ ص ۶۸ باب رمی الجمار زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ج ا ص ۱۹۰)

سوال۔چھ آدمی حج کو گئے۔عمرہ سے فارغ ہوئے۔گرانی کی وجہ سے قربانی نہ کرسکے اپنے وطن خطوط لکھے کہ ہماری طرف سے چھ حصے اور ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرو کیا یہ صحیح ہے؟ کیا سب علیحدہ علیحدہ قربانی کریں یا ایک سب کیلئے کافی ہے یا مکہ میں قربانی ضروری ہے۔

جواب۔ہر ایک حاجی پر قربانی واجب نہیں قارن و متمتع پر دم شکر واجب ہے مفرد پر واجب نہیں مستحب ہے اور قربانی حرم کی حد میں ہو سکتی ہے۔حرم کے باہر جائز نہیں جس حاجی کے پاس قربانی کی رقم نہ ہو یا سامان نہ ہو جس کو بیچ کر قربانی کا جانور خریدے ایسے عاجز آدمی قران یا تمتع کرے تو اس پر بجائے قربانی کے دس روزے رکھنے واجب ہیں۔تین روزے حج کے مہینوں میں یکم شوال سے دسویں ذی الحجہ تک رکھنا ضروری ہے۔بہتر ہے کہ ساتویں۔آٹھویں۔نویں کو روزہ رکھنے اور بقیہ سات روزے تیرھویں ذی الحجہ کے بعد گھر آ کر رکھے اس کی بھی گنجائش ہے' دسویں ذی الحجہ سے پہلے تین روزے نہ رکھے تو قربانی کرنی پڑے گی۔قارن و متمتع پر دم شکر واجب ہے اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ یا ایک بکری کافی ہے۔فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۹۷۔

کیا ہجوم کے وقت خواتین کی کنکریاں دوسرا مار سکتا ہے؟

سوال: خواتین کو کنکریاں خود مارنی چاہئیں' دن کو رش ہو تو رات کو مارنی چاہئیں' کیا خواتین خود مارنے کے بجائے دوسروں سے کنکریاں مروا سکتی ہیں؟

جواب: رات کے وقت رش نہیں ہوتا' عورتوں کو اس وقت (رمی کرنی چاہیے) خواتین کی جگہ کسی دوسرے کا رمی کرنا صحیح نہیں۔البتہ کوئی ایسا مریض ہو کہ رمی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی جگہ رمی کرنا جائز ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۴ ص ۱۳۲)

عورتوں کی طرف سے اگر مرد حالت مجبوری میں رمی جمار کرے تو کیا حکم ہے

سوال۔ زید نے رمی جمرات ثلاثہ ۱۲ تاریخ کو عورتوں کی طرف سے وکالۃ کی' کیونکہ قافلہ چل رہا تھا' عورتوں کا رمی کرنا بہت دشوار تھا' یہ رمی صحیح ہوئی یا نہیں' بحالت عدم صحت دم واجب ہے یا نہیں؟

محرم چشمہ لگا سکتا ہے یا نہیں

سوال۔ محرم چشمہ لگا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ رمی جمار واجب ہے اور ترک واجب اگر بسبب کسی عذر کے ہو تو اس میں کچھ نہیں آتا کما فی ردالمحتار۔ وکذا کل واجب اذا ترکہ بعذر لا شئی علیہ کما فی البحر. شامی. وھکذا فی باب المناسک وغیرہ۔ پس اس صورت میں بسبب عذر ازدحام کے جو عورتوں کی رمی ترک ہوئی تو اس میں دم واجب نہ ہوگا۔ لگا سکتا ہے۔ المائدہ ۱۳ ظفیر۔ لو ترک شیئا من الواجبات بعذر لا شئی علیہ علی ما فی البدائع (ردالمحتار باب الجنایات ج ۲ ص ۲۷۵' ط س' ج ۲ ص ۵۴۴) ظفیر۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۳۳۹۔

عورتوں اور ضعفاء کا بارہویں اور تیرہویں کی درمیانی شب میں رمی کرنا

سوال: عورتوں اور ضعفاء کے لیے تو رات کو کنکریاں مارنا جائز ہے لیکن بارہویں ذوالحجہ کو اگر وہ غروب آفتاب کے بعد ٹھہریں اور رات کو رمی کریں تو کیا ان پر تیرہویں کی رمی بھی لازم ہوتی ہے؟ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

جواب: بارہویں تاریخ کو بھی عورتیں و دیگر ضعفاء و کمزور حضرات رات کو رمی کر سکتے ہیں۔ بارہویں تاریخ کو منیٰ سے غروب آفتاب کے بعد بھی تیرہویں کی فجر سے پہلے کراہت کے ساتھ جائز ہے اس لیے تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہونے سے پہلے منیٰ سے نکل جائیں تو تیرہویں تاریخ کی رمی لازم نہیں ہوگی اور اس کے چھوڑنے پر دم واجب نہیں آئے گا۔ ہاں اگر تیرہویں کی فجر بھی منیٰ میں ہوگئی تو پھر تیرہویں کی رمی بھی واجب ہو جاتی ہے اس کے چھوڑنے سے دم لازم آئے گا۔

کنکریاں مارنے کیلئے ماہواری سے پاک ہونا ضروری نہیں

سوال۔کیا تمام دنوں کی کنکریاں مارنے کیلئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا ضروری ہے؟
جواب۔تمام دنوں کی کنکریاں مارنے کیلئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے'اس حالت میں بھی رمی کرنا جائز ہے۔خواتین کا حج ص ۸۲۔خواتین کے فقہی مسائل ص ۱۵۲۔

رمی جمار کے وقت پاکٹ گر گیا تو کیا اس کو اٹھا سکتے ہیں

سوال۔جمرات کی رمی کرتے وقت میرے گلے میں جو پاکٹ لٹکا ہوا تھا گر گیا' میں نے اسے اٹھالیا یہ تو میں نے سنا تھا کہ کنکری گر جائے تو نہیں اٹھانی چاہئے کہ وہ مردود ہوتی ہے' لیکن ایک عورت مجھ سے کہتی ہے کہ جو بھی چیز وہاں گرے مردود ہوتی ہے' کیا یہ صحیح ہے؟
جواب۔حامداً ومصلیاً ومسلماً: جس کنکری سے رمی کی گئی ہو اور وہ کنکری جمرے کے قریب گری ہوئی ہو وہ کنکری وہاں سے اٹھا کر اس سے رمی کرنا مکروہ ہے کہ وہ مردود ہے۔معلم الحجاج میں ہے۔''مسئلہ: مزدلفہ سے سات کنکریاں مثل کھجور کی گٹھلی یا چنے اور لوبئے کے دانے کے برابر اٹھانا رمی کرنے کیلئے مستحب ہے اور کسی جگہ سے یا راستہ سے بھی اٹھانا جائز ہے مگر جمرے (جس جگہ پر کنکری ماری جاتی ہے) کے پاس نہ اٹھائے' حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکری اٹھالی جاتی ہیں اور جس کا حج قبول نہیں ہوتا اس کی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں لہٰذا جو کنکریاں وہاں پڑی ہوتی ہیں وہ مردود ہیں ان کو نہ اٹھائے' اگر کوئی ان کو اٹھا کر مارے گا تو جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔(معلم الحجاج ص ۱۸۴) مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی اور کنکریاں اٹھانا۔
ہر گری ہوئی چیز کو مردود کہنا صحیح نہیں ہے۔لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ نے اپنا گرا ہوا جو پاکٹ اٹھایا ہے اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۹۰۔

حلق

(بال منڈوانا)

رات کے وقت رمی کرنا

سوال۔رمی جمرات کے وقت کافی رش ہوتا ہے اور حجاج پاؤں تلے دب کر مر جاتے ہیں تو کیا کمزور مرد عورت بجائے دن کے رات کے کسی حصے میں رمی کر سکتے ہیں؟ جبکہ وہاں کے علماء کا کہنا ہے کہ چوبیس گھنٹے رمی جمار کر سکتے ہیں۔

جواب۔ طاقت ور مردوں کو رات کے وقت رمی کرنا مکروہ ہے۔ البتہ عورتیں اور کمزور مرد اگر عذر کی بنا پر رات کو رمی کریں تو ان کیلئے نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۴۳۔

شوہر یا باپ کا اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹنا

سوال: کیا شوہر یا باپ اپنی بیوی یا بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے؟

جواب: احرام کھولنے کے لیے شوہر اپنی بیوی کے اور باپ اپنی بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے۔ عورتیں یہ کام خود بھی کرلیا کرتی ہیں۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل' جلد ۴ص ۱۴۴)

طواف زیارت وطواف وداع

حائضہ عورت طواف زیارت کرے یا نہیں

سوال۔ حائضہ عورت بدوں طواف زیارت کئے ہوئے چلی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب۔ بدوں طواف زیارت کئے ہوئے حج ادا نہیں ہوتا۔ زندگی میں کبھی بھی یہ طواف کرنا ہوگا۔ جب طواف کرے گی اس وقت حج ادا ہو جائے گا۔ جب تک طواف زیارت نہ کرے گی حج ادا نہ ہوگا اور مرد پر عورت حرام رہے گی (یعنی صحبت نہیں کر سکے گا) وہ پاک ہونے تک صبر کرے پاک ہونے کے بعد طواف کر کے آئے۔ لاعلمی اور مسئلہ سے ناواقفیت کی بناء پر (بحالت حیض) طواف زیارت کرے گی تو حج ادا ہو جائے گا لیکن توبہ واستغفار لازم ہوگا اور اونٹ یا گائے ذبح کرنی پڑے گی۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ص ۹۷۔

کیا ضعیف مرد یا عورت ۷ یا ۸ ذوالحجہ کو طواف زیارت کر سکتے ہیں؟

سوال: کوئی مرد یا عورت جو نہایت کمزوری کی حالت میں ہوں اور ۱۰ ذوالحجہ یا ۱۱ ذوالحجہ کو حرم شریف میں بہت رش ہوتا ہے تو کیا ایسا شخص سات یا آٹھ ذوالحجہ کو طواف زیارت کر سکتا ہے یا نہیں تاکہ آنے جانے کے سفر سے بچ جائے۔ نیز اگر کوئی تیرہ یا چودہ تاریخ کو طواف زیارت کرلے تو کیا فرض ادا ہو جائے گا؟

جواب: طواف زیارت کا وقت ذوالحجہ کی دسویں تاریخ (یوم النحر) کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے طواف زیارت جائز نہیں اور اس کو بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے ادا کرلینا واجب ہے۔ پس اگر بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہوگیا اور اس نے طواف

زیارت نہیں کیا تو اس کے ذمے دم لازم آئے گا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل' جلد۴ص ۱۴۵)

تیرہویں کو صبح سے پہلے منیٰ سے نکل جائے تو رمی لازم نہیں

سوال۔ مسئلہ یہ ہے کہ بارہویں تاریخ کو ہم یعنی عورتوں نے رات کو رمی کا فعل ادا کیا اور پھر غروب کے بعد وہاں سے نکلے۔ پوچھنا میں یہ چاہتی ہوں کہ غروب کے بعد نکلنے سے تیرہ کا ٹھہرنا ضروری تو نہیں ہو گیا؟ کیونکہ بعض لوگوں نے وہاں بتلایا کہ بارہ کو منیٰ سے دیر سے نکلنے پر تیرہ کی رمی کرنا واجب ہو جاتی ہے اور یہ بھی بتلائیں کہ ہمارے ان عملوں سے کوئی حج میں نقص وفساد تو نہیں آیا؟ اگر آیا تو اس کا تاوان کیا ہے؟

جواب۔ بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے کے بعد منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے مگر اس صورت میں تیرہویں تاریخ کی رمی لازم نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ صبح صادق سے پہلے منیٰ سے نکل گیا ہو اور اگر منی میں تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہوگئی تو اب تیرہویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہوگئی اب اگر رمی کے بغیر منی سے جائے گا تو دم لازم ہوگا۔ آپ کے مسائل ج ۴ص ۱۴۸۔

خواتین کو طواف زیارت ترک نہیں کرنا چاہیے

سوال: بعض خواتین طواف زیارت خصوصی ایام کے باعث وقت مقررہ پر نہیں کرسکتیں اوران کی فلائٹ بھی پہلے ہوتی ہے' کیا ایسی خواتین کو فلائٹ چھوڑ دینی چاہیے یا طواف زیارت چھوڑ دینا چاہیے؟

جواب: طواف زیارت حج کا رکن عظیم ہے جب تک طواف زیارت نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے حلال نہیں ہوتے بلکہ اس معاملہ میں احرام بدستور باقی رہتا ہے اس لیے خواتین کو ہرگز طواف زیارت ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ پرواز چھوڑ دینی چاہیے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل' جلد۴ص ۱۴۶)

عورت کا ایام خاص کی وجہ سے بغیر طواف زیارت کے آنا

سوال: اگر کسی عورت کی ۱۲ ذوالحجہ کی فلائٹ ہے اور وہ اپنے خاص ایام میں ہے تو کیا طواف زیارت ترک کر کے وطن آ جائے اور دم دے دے یا کوئی مانع چیز (دوائی وغیرہ) استعمال کر کے طواف ادا کرے؟ برائے مہربانی واضح فرمائیں کہ ایسی صورت میں کیا کرے؟

جواب: بڑا طواف حج کا فرض ہے وہ جب تک ادا نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے حلال نہیں ہوتے اور احرام ختم نہیں ہوتا' اگر کوئی شخص اس طواف کے بغیر آ جائے تو اس پر لازم ہے کہ نیا احرام باندھے بغیر واپس آ جائے اور جا کر طواف کرے جب تک نہیں کرے گا میاں

بیوی کے تعلق کے حق میں احرام میں رہے گا اور اس کا حج بھی نہیں ہوتا' اس کا کوئی بدل بھی نہیں' دم دینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ واپس جا کر طواف کرنا ضروری ہوگا۔

جو خواتین ان دنوں میں ناپاک ہوں ان کو چاہیے کہ اپنا سفر ملتوی کر دیں اور جب تک پاک ہو کر طواف نہیں کر لیں مکہ مکرمہ سے واپس نہ جائیں۔ اگر کوئی تدبیر ایام کے روکنے کی ہو سکتی ہے تو پہلے سے اس کا اختیار کر لینا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۴ ص ۱۴۷)

حج بدل

(دوسرے کی جگہ حج کرنا)

حج بدل کا طریقہ

سوال۔ ایک آدمی حج بدل کرنے جا رہا ہے وہ کون سا حج کرے۔ حج تمتع کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر تمتع نہ کر سکتا ہو تو حج بدل کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟ دوسری کون سی چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟ اس میں خاص ارکان کیا کیا ہیں' وہ بتلائیں۔

جواب۔ حج بدل کرنے والا ''افراد کی نیت کرے'' قران اور تمتع'' کی اجازت نہیں۔ ہاں جس کی طرف سے حج کرے۔ اس نے ''قران'' (ایک ہی احرام سے حج و عمرہ کرنا) یا ''تمتع''...... (کہ پہلے عمرہ کا احرم باندھے عمرہ سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھے اور حج کرے) اجازت دی ہو تو اس کے مطابق عمل کر سکتا ہے (مگر دم قران دم تمتع خود کے ذمہ ہے) مختصر یہ کہ بلا اجازت کے قران و تمتع نہیں کر سکتا۔ یہ بھی خیال رہے کہ حج بدل جانے والا قیام و طعام اور سفر وغیرہ کے خرچ میں احتیاط کرے۔ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ امانت ہے اس میں احتیاط ضروری ہے۔ غیر مناسب فضول خرچ نہ کرے۔ اجازت کے بغیر خیرات بھی نہ کرے۔ دم جنایت بھی اپنے ذمہ رکھے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۱۲۳۔

حج بدل کی شرائط

سوال: حج بدل کی کیا شرائط ہیں؟ کیا سعودی عرب میں ملازم شخص کسی پاکستانی کی طرف سے حج کر سکتا ہے یا کہ نہیں؟

جواب: جس شخص پر حج فرض ہوا اور اس نے ادائیگی حج کے لیے وصیت بھی کی تھی تو اس کا حج

بدل اس کے وطن سے ہوسکتا ہے' سعودی عرب سے جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر بغیر وصیت کے یا بغیر فرضیت کے کوئی شخص اپنے عزیز کی جانب سے حج بدل کرتا ہے تو وہ حج نفل برائے ایصال ثواب ہے وہ ہر جگہ سے صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۴ ص ۶۸)

حج بدل کون کرسکتا ہے؟

سوال: حج بدل کون شخص ادا کرسکتا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حج بدل صرف وہ آدمی کرسکتا ہے جس نے اپنا حج ادا کرلیا ہو اگر کسی کے ذمہ حج فرض نہیں تو کیا وہ شخص حج بدل ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: حنفی مسلک کے مطابق جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کا کسی کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۴ ص ۶۹)

حج بدل کیلئے کیسے شخص کو بھیجے

سوال۔ ایک صاحب مال عورت نے اپنے رشتہ دار کا حج بدل کرانے کیلئے ایسے شخص کو بھیجا جس نے اس سے پہلے حج نہیں کیا ہے تو یہ حج بدل ہوا یا نہیں؟

(۲) حج میں جانے والا غریب تھا اس پر حج فرض نہ تھا وہ حج بدل کو جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور یہ حج خود کا ہوگا یا حج بدل والے کا؟ اب وہ حج کرنے کے بعد مالدار ہوگیا تو خود کو فرض حج ادا کرنا ہوگا یا نہیں؟

(۳) حج بدل جانے والا مالدار تھا اس پر حج فرض تھا لیکن ادا نہ کیا تھا تو اس صورت میں خود کا حج ہوا یا حج بدل ہوا؟ اگر نہ ہوا تو کیا خود کو حج کیلئے جانا پڑے گا۔ حج بدل میں حاجی کو بھیجنا اولیٰ ہے یا غیر حاجی کو؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ (۱) صورت مسئولہ میں حج ہوگیا دوبارہ حج کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) جاسکتا ہے لیکن بہتر نہیں ہے۔ اس صورت میں حج بدل کرانے والے کا حج ہوگا' البتہ مالدار ہوجانے کے بعد خود کو حج کیلئے جانا ہوگا۔

(۳) یہ حج' حج بدل کرانے والے کا ہوا نہ کہ حج کرنے والے کا اس کو اپنے حج کیلئے جانا ضروری ہے۔ شامی میں ہے۔

"قال فی الفتح بعد ما اطال فی الاستدلال والذی یقتضیه النظر ان حج الصرورة عن غیره ان کان بعده تحقق الوجوب علیه یملک الزاد والراحلة والصحة فهو مکروه کراهة تحریم الخ (ج ۲ ص ۳۳۱ باب الحج عن الغیر)

جس پر حج فرض ہوچکا ہو اس کو حج بدل کیلئے بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے اور جانے والے کیلئے

مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ اپنے فریضہ حج کو اپنے ذمہ رکھ کر دوسرے کی طرف سے (حج بدل کو) جاتا ہے اولاً اس کو اپنے فریضہ حج سے سبکدوش ہونا چاہئے تھا۔ حج بدل کیلئے اولیٰ یہ ہے کہ جس نے اپنا فرض حج کرلیا ہو اور احکام حج سے واقف ہو اس کو بھیجنا چاہئے۔ حج بدل کے مسائل بہت مشکل اور نازک ہیں جاہل آدمی اکثر غلطی کر کے حج بدل فاسد و برباد کر دیتا ہے۔ (شامی ج ۲ ص ۳۳۱)

لكنه يشترط لصحة النيابة اهلية المامور لصحة الافعال ثم فرع عليه بقوله مجاز حج الصرورة قال في الشامية تحت قول لصحة الافعال عبر بالصحة دون الوجوب ليعم المراهق فانه اهل الصحة دون الوجوب قوله ثم فرع عليه اى على ان الشرط هو الا هلية دون اشتراط ان يكون المأ سور قد حج عن نفسه باب الحج عن الغير. (فتاویٰ رحیمیہ ج ۸ ص ۱۲۱)

بغیر وصیت کے حج بدل کرنا

سوال: حج بدل میں کسی کی وصیت نہیں ہے' کوئی آدمی اپنی مرضی سے مرحوم ماں باپ' پیر' استاد یعنی کسی کی طرف سے حج بدل کرتا ہے' استطاعت بھی ہے آیا وہ مرد حج ادا کرسکتا ہے؟ اور وہ قربانی بھی کرنا چاہے تو کرسکتا ہے؟ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں؟

جواب: اگر وصیت نہ ہو تو جیسا حج چاہے کرسکتا ہے وہ حج بدل نہیں ہوگا بلکہ برائے ایصال ثواب ہوگا جس کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کو پہنچادے گا جس کی طرف سے وہ کیا گیا ہے' قربانی بھی اسی طرح برائے ایصال ثواب کی جاسکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۱۲۵)

میت کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں؟

سوال: ایک متوفی پر حج فرض تھا مگر وہ حج ادا نہ کرسکا اب اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص حج ادا کرسکتا ہے؟

جواب: میت کی طرف سے حج بدل کرسکتے ہیں' اگر اس نے وصیت کی تھی تو اس کے تہائی ترکہ سے اس کا حج بدل ادا کیا جائے گا اور اگر تہائی سے ممکن نہ ہو تو پھر اگر سب ورثاء بالغ اور حاضر ہوں اور کل مال سے حج بدل کی اجازت دے دیں تو کل مال سے بھی اسی صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تھی تو پھر ورثاء کی صوابدید اور رضا پر ہے' بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس صورت میں بھی اس کا حج قبول فرما کر اس کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد ۴ ص ۷۰)

والدہ کا حج بدل

سوال: میری والدہ محترمہ کا انتقال گزشتہ سال ہوگیا' کیا میں ان کی طرف سے حج بدل کرسکتا

ہوں؟ جبکہ میں نے اس سے قبل حج نہیں کیا ہے' کیا مجھے پہلے اپنا حج اور پھر والدہ کی طرف سے حج کرنا پڑے گا یا پہلے صرف والدہ کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ حج بدل ایسا شخص کرے جس نے اپنا حج کیا ہو' جس نے اپنا حج نہ کیا اس کا حج بدل پر جانا مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' ج ۴ص ۷۳)

بیوی کی طرف سے حج بدل

سوال: میری امی کو حج کا بڑا ارمان تھا (اللہ انہیں جنت نصیب کرے) اب اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے ان شاء اللہ' تو کیا میں یہ نیت کرلوں کہ اس کا ثواب میرے ساتھ ساتھ میری امی کو بھی پہنچے گا؟ اس کے لیے کیا نیت کروں؟ نیز میرے ساتھ ابو جائیں گے جنہوں نے پہلے ہی سے حج کیا ہوا ہے تو کیا وہ حج بدل کی نیت (امی کے لیے) کرسکتے ہیں؟

جواب: آپ اپنی طرف سے حج کریں اور ان کی طرف سے عمرہ کریں' آپ کے والد صاحب ان کی طرف سے حج بدل کردیں تو ان کی طرف سے حج ہوجائے گا۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ص ۷۴)

مرد کی طرف سے عورت حج بدل کرسکتی ہے یا نہیں

سوال۔ زید متوفی کی طرف سے کوئی عورت حج بدل کرسکتی ہے یا نہیں۔

جواب۔ مرد کی طرف سے عورت حج بدل کرسکتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مرد سے ہی حج بدل کرایا جائے۔

در مختار فجاز حج الضرورة الخ والمرأة الخ وغیرهم اولی الخ

درمختار فقط. فتاویٰ دار العلوم ج ٦ ص ۳۴۱.

ایسی عورت کا حج بدل جس پر حج فرض نہیں تھا

سوال: میری پھوپھی مرحومہ (جنہوں نے مجھے ماں بن کر پالا تھا) اور ان کا کوئی حق میں ادا نہ کرسکا (کیونکہ جب اس قابل ہوا تو وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں) مالی حالات اور دیگر حالات کی بناء پر ان پر حج فرض نہیں تھا' کیا میں ان کے ایصال ثواب کے لیے ان کی طرف سے کسی خاتون کو ہی حج بدل کرواسکتا ہوں؟ کیا یہ حج کوئی مرد بھی کرسکتا ہے؟

جواب: آپ مرحومہ کی طرف سے حج بدل کرسکتے ہیں مگر چونکہ آپ کی پھوپھی پر حج فرض نہیں تھا نہ ان کی طرف سے وصیت تھی اس لیے ان کی طرف سے آپ جو حج کرائیں گے وہ نفل ہوگا۔

کسی خاتون کی طرف سے حج بدل کرانا ہو تو ضروری نہیں کہ کوئی خاتون ہی حج بدل کرے'

عورت کی طرف سے مرد بھی حج بدل کرسکتا ہے اور مرد کی طرف سے عورت بھی کرسکتی ہے۔

حج بدل کوئی بھی کرسکتا ہے غریب ہو یا امیر

سوال: حج بدل کا کیا طریقہ ہے؟ کون شخص حج بدل کے لیے جاسکتا ہے؟ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کو حج بدل پر نہیں بھیجنا چاہیے کیونکہ غریب آدمی پر حج فرض ہی نہیں ہوتا تو حج بدل کے لیے بھی نہیں جاسکتا' امیر کا بھیجنا بہتر ہے یا غریب کا؟

جواب: جس شخص نے اپنا حج نہیں کیا ہے اس کو حج بدل کے لیے بھیجنے سے حج بدل ادا ہو جاتا ہے لیکن ایسے شخص کو حج پر بھیجنا مکروہ ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو بھیجا جائے جو پہلے حج کر چکا ہو' خواہ وہ غریب ہو یا امیر' غریب یا امیر کی بحث اس مسئلہ میں نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۴ص ۷۶)

بغیر محرم کے حج

محرم کسے کہتے ہیں؟

سوال: ایک میاں بیوی اکٹھے حج کے لیے جارہے ہیں' میاں مرد صالح پرہیزگار ہے' بیوی کے ایک رشتہ دار عورت ان میاں بیوی کے ہمراہ حج پر جانا چاہتی ہے اور وہ رشتہ دار عورت ایسی ہے جس کا نکاح بیوی کی زندگی یا دوران نکاح اس کے میاں سے نہیں ہوسکتا' مثلاً بیوی کی بھتیجی' بیوی کی بھانجی' بیوی کی سگی بہن؟

جواب: محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح نہ ہوسکے۔ بیوی کی بہن' بھانجی اور بھتیجی' شوہر کے لیے نامحرم ہیں' ان کے ساتھ جانا جائز نہیں۔ (ملخص) (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۴ص ۸۰)

کراچی سے جدہ تک بغیر محرم کے سفر

سوال: اگر کوئی عورت حج کے لیے مکہ مکرمہ کا ارادہ رکھتی ہو جبکہ اس کا محرم ساتھ نہیں آسکتا مگر یہ کہ کراچی سے سوار کراسکتا ہے جبکہ اس عورت کا بھائی جدہ ایئرپورٹ پر موجود ہے' ایسی عورت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب: کراچی سے جدہ تک بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ اس کے ذمہ بھی ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۴ص ۸۰)

بہنوئی یا کسی اور غیر محرم کے ساتھ حج یا سفر کرنا

سوال: اگر بہنوئی کے ساتھ حج یا کسی اور ایسے سفر پر جہاں محرم کے ساتھ جانا ہوتا ہے جاسکتے ہیں یا نہیں جبکہ بہن بھی ساتھ جارہی ہو؟

جواب: بہنوئی یا کسی اور غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل' جلد۴ص ۸۰)

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ اگر میاں بیوی حج کو جانا چاہتے ہوں تو ان کے ہمراہ بیوی کی بہن بھی بطور محرم جاسکتی ہے؟ شرعی طور پر ایک بیوی کی موجودگی میں اس کی ہمشیرہ سے نکاح جائز نہیں' اس لحاظ سے تو سالی محرم ہی ہوئی' بہر حال اگر حکومت پاکستان اس مسئلہ کی وضاحت اخباروں میں شائع کرادے تو بہت سے لوگ ذہنی پریشانی سے بچ جائیں گے؟

جواب: محرم وہ ہے جس سے نکاح کسی حال میں بھی جائز نہ ہو' سالی محرم نہیں۔ چنانچہ شوہر اگر بیوی کو طلاق دے یا بیوی کا انتقال ہو جائے تو سالی کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے اور نامحرم کو ساتھ لے جانے سے حاجی مجرم بن جاتا ہے۔ (ملخص)

کیا عورت ان عورتوں کے ساتھ حج کیلئے جاسکتی ہے جو اپنے محرم کے ساتھ جارہی ہیں

سوال۔ ایک بیوہ عورت جس کا کوئی محرم ساتھ نہیں ہے حج کو جانا چاہتی ہے باقی اور عورتیں اپنے اپنے خاوندوں کے ہمراہ جارہی ہیں۔ زنانہ ساتھ دیکھ کر یہ بھی تیار ہوگئی تو کیا بغیر محرم جاسکتی ہے اور اگر کوئی منع کرے تو اس کی کیا سزا ہے۔ جواب۔ جب تک اس عورت بیوہ کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو اس وقت تک اس پر حج فرض نہیں ہے اور جانا جائز نہیں ہے۔

ومع زوج اومحرم الخ مع وجوب النفقة علیها لمحرمها الخ لامرائة حرة ولو عجوزا فی سفر (ایضاً ج ۲ ص ۱۹۸ ط' س ج ۲ ص ۴۶۴) ہدایہ میں ممانعت کی صراحت موجود ہے۔ دیکھئے فتح القدیر کتاب الحج ج ۲ ص ۱۲۸ ظفیر۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۳۳۲۔

عورت کا ایسی عورت کے ساتھ سفر حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو

سوال: ایک خاتون بالفرض حج پر جانا چاہتی ہیں' شوہر کا انتقال ہوگیا' کسی اور محرم کا انتظام نہیں ہو پاتا' کیا یہ خاتون کسی ایسے مرد کے ساتھ جاسکتی ہیں جس کے ساتھ اس کی بیوی ہو' یا کسی ایسی خاتون کے ساتھ جاسکتی ہیں جن کے ساتھ ان کا محرم ہو؟

جواب: عورت کے لیے محرم کے بغیر حج پر جانا جائز نہیں ہے اور نہ مذکورہ صورت کے تحت جانا جائز ہے۔ جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے کہ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے اور بغیر محرم ممانعت کی صراحت موجود ہے۔ (فتح القدیر کتاب الحج) (ملخص: مفتی عزیز الرحمٰن)

اگر عورت کو مرنے تک محرم حج کیلئے نہ ملے تو حج کی وصیت کرے

سوال: ہماری والدہ صاحبہ پر حج فرض ہو چکا ہے جبکہ ان کے ساتھ حج پر جانے کے لیے کوئی محرم نہیں

ملتا تو کیا اس صورت میں وہ کسی غیر محرم کے ساتھ حج کے لیے جاسکتی ہیں؟ نیز ان کی عمر تقریباً ۶۲ سال ہے؟

جواب: عورت بغیر محرم کے حج کے لیے نہیں جاسکتی۔ اس عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ اگر محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے۔ لہٰذا اس صورت میں نامحرم کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے۔ اگر چلی گئی تو حج تو ادا ہو جائے گا البتہ گناہ گار ہوگی۔ اگر آخر حیات تک اسے جانے کے لیے محرم میسر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج بدل کرایا جائے۔

احرام باندھنے کے مسائل

عورت حالت احرام میں چہرہ کس چیز سے ڈھانپے

سوال۔ عورت حالت احرام میں چہرہ کس چیز سے ڈھانپے؟ بمبئی میں جو کھجور کا پنکھا چہرہ ڈھانپنے کیلئے فروخت ہوتا ہے اس کو مولانا موصوف نے ناکافی لکھا ہے۔

جواب۔ ہاں وہ پنکھا تو ناکافی ہے بہتر صورت یہ ہے کہ چھجے دار ٹوپی سر پر رکھ کر اوپر سے برقعہ اوڑھ لے اس صورت میں چہرہ پر کپڑا نہ پڑے گا۔ امداد الاحکام ج ۲ ص ۱۷۹۔

عورتوں کا احرام میں چہرے کو کھلا رکھنا

سوال: میں نے سنا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ عورت کا احرام چہرے میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کھلا رکھنا چاہیے حالانکہ قرآن وحدیث میں عورت کو چہرہ کھولنے سے سختی سے منع فرمایا ہے؟ لہٰذا ایسی صورت کیا ہوگی جس سے اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے اور چہرہ بھی ڈھکا رہے؟ کیونکہ مجھے امید ہے کہ اس کی کوئی صورت شریعت مطہرہ میں ضرور بتائی گئی ہوگی؟

جواب: یہ صحیح ہے کہ احرام کی حالت میں چہرے کو ڈھکنا جائز نہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ احرام کی حالت میں عورت کو پردے کی چھوٹ ہوگئی نہیں بلکہ جہاں تک ضروری ہو پردہ ضروری ہے یا تو سر پر کوئی چھجا سا لگایا جائے اور اس کے اوپر سے کپڑا اس طرح ڈالا جائے کہ پردہ ہو جائے مگر کپڑا چہرے کو نہ لگے یا عورت ہاتھ میں پنکھا وغیرہ رکھے اور اسے چہرے کے آگے کرلیا کرے اس میں شبہ نہیں کہ حج کے طویل اور پرہجوم سفر میں عورت کے لیے پردہ کی پابندی بڑی مشکل ہے لیکن جہاں تک ہوسکے پردہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے اور جو اپنے بس سے باہر ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

عورت کے احرام کی کیا نوعیت ہے اور وہ احرام کہاں سے باندھے؟

سوال: مردوں کے لیے احرام دو چادروں کی شکل میں ہوتا ہے عورتوں کے لیے احرام کی کیا

شکل ہوگی: اور کیا احرام مجھے اور میرے بچوں کو گھر سے باندھنا ہوگا جبکہ میں برقعہ کی حالت میں ہوں؟

جواب: مردوں کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے ممنوع ہیں اس لیے وہ احرام باندھنے سے پہلے دو چادریں پہن لیتے ہیں' عورتوں کو احرام باندھنے کے لیے کسی خاص قسم کا لباس پہننا لازم نہیں اس لیے وہ معمول کے کپڑوں میں احرام باندھتی ہیں۔ البتہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہوتا ہے اس لیے احرام کی حالت میں وہ چہرے کو اس طرح نہ ڈھکیں کہ کپڑا ان کے چہرے کو لگے مگر نامحرموں سے چہرے کو چھپانا بھی لازم ہے اس لیے ان کو چاہیے کہ سر پر کوئی ایسی چیز باندھ لیں جو چھجہ کی طرح آگے کو بڑھی ہوئی ہو'اس پر نقاب ڈال لیں تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے کو نہ لگے اور پردہ بھی ہوجائے۔ حج کا احرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے' گھر سے باندھنا ضروری نہیں۔

عورت کا احرام کے اوپر سے سر کا مسح کرنا غلط ہے

سوال: آج کل دیکھا گیا ہے کہ عورتیں جو احرام باندھتی ہیں تو بال بالکل ڈھک جاتے ہیں اور اس کا سر سے بار بار اتارنا عورتوں کے لیے مشکل ہوتا ہے تو آیا سر کا مسح اسی کپڑے کے اوپر ٹھیک ہے یا نہیں؟

جواب: عورتیں جو سر پر رومال باندھتی ہیں شرعاً اس کا احرام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ رومال صرف اس لیے باندھا جاتا ہے کہ بال بکھریں اور ٹوٹیں نہیں' عورتوں کو اس رومال پر مسح کرنا صحیح نہیں بلکہ رومال اتار کر سر پر مسح کرنا لازم ہے اگر رومال پر مسح کیا اور سر پر مسح نہیں کیا تو نہ وضو ہوگا نہ نماز ہوگی' نہ طواف ہوگا نہ حج ہوگا نہ عمرہ' کیونکہ یہ افعال بغیر وضو جائز نہیں اور سر پر مسح کرنا فرض ہے۔ بغیر مسح کے وضو نہیں ہوتا ہے۔

عورت کا ماہواری کی حالت میں احرام باندھنا

سوال: جدہ روانگی سے قبل ماہواری کی حالت میں احرام باندھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: حیض کی حالت میں عورت احرام باندھ سکتی ہے' بغیر دوگانہ پڑھے حج یا عمرہ کی نیت کرلے اور تلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لے۔

حج میں پردہ

سوال: آج کل لوگ حج پر جاتے ہیں' عورتوں کے ساتھ' کوئی پردہ نہیں کرتا ہے' حالت احرام میں یہ جواب دیا جاتا ہے کہ اگر پردہ کرایا جائے تو منہ کے اوپر کپڑا لگے گا تو اس کے لیے کیا کیا جائے؟

جواب: پردہ کا اہتمام تو حج کے موقع پر بھی ہونا چاہیے۔ احرام کی حالت میں عورت پیشانی سے اوپر کوئی چھجا سا لگائے تاکہ پردہ بھی ہوجائے اور کپڑا چہرے کو لگے بھی نہیں۔

شوہر کے پاس جدہ جانے والی عورت پر احرام باندھنا لازم نہیں

سوال: میں کئی سال سے جدہ سعودیہ میں مقیم ہوں۔ میں نے اپنی بیوی کے لیے ویزاارسال کیا تھا جس کا مقصد وزٹ اور حج تھا' میں انہیں لینے پاکستان گیا اور واپس آیا۔ ذہن تھا کہ وہ گھومنے پھرنے کے ساتھ حج کرلیں گی اور میں توسیع کرالوں گا' اس لیے کراچی سے احرام نہیں باندھا اور پھر ہم جدہ پہنچے' دودن وہاں رہے' تیسرے دن عمرہ کیا اور بعد میں حج بھی کیا' پھر وہ لوگ واپس چلے گئے' میرا خیال تھا کہ بیوی وزٹ ویزے پر آرہی اس لیے احرام کی ضرورت نہیں حالانکہ ہمارے دونوں مقصد تھے اور بیوی کا مقصد مجھ سے ملنے کے ساتھ حج زیادہ مقصد تھا۔ بہرحال اب بتائیں کہ احرام جدہ سے پہلے نہ باندھنے کی وجہ سے دم تو واجب نہیں ہوا؟

جواب: مندرجہ بالاصورت میں چونکہ آپ کا قیام جدہ میں ہے اور آپ کی اہلیہ آپ کے پاس اصلاحاً جدہ گئی تھی اور ویزے کا مدعا بھی یہی تھا' گواصل مقصود حج کرنا ہی تھا اس لیے میرے خیال میں اس کو میقات سے احرام باندھنا لازم نہیں تھا اور نہ اس پر دم لازم ہوا۔

بوقت احرام بیوی ساتھ ہوتو صحبت کرنا اور پھر غسل کرنا مسنون ہے

سوال۔ گزشتہ سال میں حج کو گیا تھا اس وقت جہاز میں مولانا نے مجھے بتایا کہ یلملم پہاڑ آنے کے وقت ایک سیٹی بجائی جائے گی کہ احرام باندھ لو تب اگر اپنے ساتھ اپنی بیوی ہو اور سونے بیٹھنے کا علیحدہ انتظام ہو تو پہلے اپنی بیوی سے صحبت کرے' اس کے بعد غسل کرے' پھر احرام باندھے سوال یہ ہے کہ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً! ہاں اگر احرام کے وقت بیوی ساتھ ہو اور کوئی عذر اور کوئی مانع نہ ہو تو صحبت کرنا مسنون اور مستحب ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ "ومن المستحب عند ارادة الاحرام جماع زوجة اوجاريته ان كانت معه ولا مانع عن الجامع فانه من السنة' هكذا فى البحرالرائق (ج ا ص ۳۲۰ كتاب الحج باب الاحرام تحت قوله واذاردت ان تحرم الخ) فقط والله اعلم بالصواب. فتاویٰ رحیمیه ج ۸ ص ۸۷.

احرام والے کے لیے بیوی کب حلال ہوتی ہے؟

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ طواف زیارت کرنے والے پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے؟ بحوالہ

تحریر فرمائیں اور کیا قربانی سے پہلے طواف زیارت کیا جا سکتا ہے؟

جواب: جب تک طواف زیارت نہ کرے بیوی حلال نہیں ہوتی' گویا بیوی کے حق میں احرام باقی رہتا ہے' قربانی سے پہلے طواف زیارت جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ بعد میں کرے۔

طواف

عمرہ کے طواف کے دوران بالغ ہونیوالی لڑکی کیا کرے؟

سوال: ایک بچی اپنے والدین کے ہمراہ عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئی' روانہ ہونے کے وقت بچی بلوغت کو نہیں پہنچی تھی' اس کی عمر تقریباً ۱۲ برس تھی۔ مکہ مکرمہ پہنچنے پر عمرہ کا طواف کیا اور پھر سعی کی اور سعی کے بعد بچی نے اپنی والدہ کو حیض کے آنے کی اطلاع دی' ناواقفیت کی وجہ سے بڑی گھبراہٹ کے عالم میں اس کی ماں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کب سے شروع ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ طواف کے دوران شروع ہوا' گویا اسی حالت حیض میں اس نے پورا یا طواف کا بیشتر حصہ ادا کیا اور پھر اسی حالت میں سعی بھی کی ایسی صورت میں اس بچی کے اس فعل پر جو ناواقفیت کے عالم میں ہوا کوئی چیز واجب ہوگی؟ اگر ہوگی تو کیا چیز ادا کرنی ہوگی؟

جواب: اس کو چاہیے تھا کہ عمرہ کا احرام نہ کھولتی بلکہ پاک ہونے کے بعد دوبارہ طواف اور سعی کرتی' بہرحال اس نے چونکہ احرام نابالغی کی حالت میں باندھا تھا اس لیے اس پر دم جنایت نہیں' مناسک ملاعلی قاری میں ہے:

''اور اگر بچے نے ممنوعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں' خواہ یہ ارتکاب بلوغ کے بعد ہو کیونکہ وہ اس سے پہلے مکلف نہیں تھا۔''

حج مبرور اور اس کی علامت

سوال: حج مبرور کس کو کہتے ہیں اور اس کی کیا علامت ہے؟

جواب: حج مبرور یعنی مقبول حج وہ حج ہے کہ حاجی گناہوں سے توبہ واستغفار کرے اور کامل ارکان فرائض واجبات سنن اور مستحبات کے ساتھ ادا کرے' بحالت احرام ممنوعات سے اجتناب کرتی رہے۔ ریا ونمود اور مال حرام سے بچے اور جملہ اخراجات (کھانا' پینا' پہننا وغیرہ) حلال مال سے ہو پھر حج کے بعد دینی حالت بہتر ہو تو سمجھئے کہ حج مقبول اور مبرور ہوا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۱۲۹)

عورت کا حج بدل کون کرے؟

سوال: کیا عورت حج بدل میں عورت کو بھیجے یا کسی مرد کو بھی بھیج سکتی ہے؟ نیز کیا حج بدل میں کسی حاجی کو بھیجے یا اسے جس نے ابھی حج نہ کیا ہو؟ کسے بھیجنا ضروری ہے؟ حج بدل پر جانے والا اگر آتے جاتے راستہ میں انتقال کر جائے یا حج کرنے کے بعد واپس اپنے مقام پر نہ لوٹے' یہ حج قبول ہوتا ہے یا نہیں؟ سنا ہے کہ مکہ اور مدینہ کے رہائشی بھی حج بدل کرتے ہیں' کیا اس طرح حج بدل صحیح ہے؟

جواب: عورت کا حج بدل عورت کر سکتی ہے مگر حج بدل مرد کرے تو افضل ہے اور جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس سے حج بدل کرانا مکروہ ہے اس لیے اولیٰ یہی ہے کہ حج بدل میں اس کو بھیجا جائے جس نے اپنا حج کر لیا ہو' اگر حج بدل کرنے والا حج کی ادائیگی سے پہلے مر جائے تو حج ادا نہیں ہوا لیکن حج کرنے کے بعد وہاں یا راستہ میں انتقال کر جائے تو حج ادا ہو گیا۔ اگر اتنی رقم ہو کہ مکہ یا مدینہ سے حج کرایا جا سکتا ہو تو وہاں سے ہی کرا دیا جائے یا کوئی بلا وصیت اپنی طرف سے شرعاً حج کرائے تو جہاں سے چاہے کرا سکتا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۱۲۳)

لڑکی اپنے والد کے ماموں کے ساتھ حج کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال: والد کے ماموں کے ساتھ لڑکی حج پر جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس سے اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: والد کا ماموں محرم ہے' اس سے نکاح حرام ہے' البتہ اس کے ساتھ حج اور سفر درست ہے لیکن محرم کے ساتھ سفر کرنے میں یہ بھی شرط ہے کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو' محرم دین دار' پابند' شریف ہو' فاسق نہ ہو' لاابالی اور بے پروا محرم کے ساتھ سفر کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ فتاویٰ شامی میں جہاں فاسق کے ساتھ سفر کا ذکر کیا ہے وہاں اس بات کو عام رکھا ہے کہ وہ فاسق چاہے شوہر ہو یا محرم ہو۔

شرح لباب میں ہے کہ اگر وہ ایسا بے پروا ہو کہ اس کو فکر نہ ہو' ان لوگوں سے حفاظت نہیں ہو سکتی اور جس میں مردانگی غیرت نہ ہو اس کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں چاہے وہ شوہر ہی کیوں نہ ہو۔ (شامی' صفحہ ۲/۱۹۹) (فتاویٰ رحیمیہ)

ہوائی جہاز کے چند گھنٹوں کے سفر میں بھی عورت کیساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے

سوال: سفر حج میں عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ (اگرچہ خلاف بھی ہو رہا ہے) لیکن دبئی' افریقہ' انگلینڈ اور امریکہ وغیرہ دور دراز کے سفر اکثری حالت میں بلا محرم

کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ چند گھنٹوں یا زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو روز کا سفر ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سفر شرعی یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ دور جانے کے ارادے سے نکلا جائے تو سفر کے احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ مثلاً نماز میں قصر عورت کے لیے شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا خواہ سفر چند گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہو اور سفر خواہ حج کا ہو یا تجارت یا سیر و تفریح کے لیے ہو ان سب کا حکم یہی ہے کیونکہ حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر (یہ پیدل چلنے سے مسافت کی مدت ہے) نہ کرے۔ سوائے یہ کہ اس کے ساتھ باپ' بیٹا' شوہر' بھائی یا قریبی محرم ہو۔ واللہ اعلم (مسلم شریف) (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۵۹)

عدت کی حالت میں حج پر جانا درست ہے یا نہیں؟

سوال: میاں بیوی دونوں اس سال حج پر جانے والے تھے کہ شوہر کا انتقال ۲۹ رمضان المبارک کو ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اب اس کی بیوہ حج پر جا سکتی ہے یا نہیں؟ عورت کے ساتھ اس کے والد حج پر جانے کے لیے تیار ہیں' وہ اپنے مرحوم داماد کی طرف سے حج بدل کے لیے جائیں گے اور وہ اپنا فرض حج ادا کر چکے ہیں۔ ایک بات واضح رہے کہ اگر عورت اس سال حج کے لیے جا نہ سکے گی تو آئندہ سال دو دشواریاں ہیں کہ اول منظوری ملے یا نہ ملے' دوم یہ کہ محرم ملے یا نہیں ملے کیونکہ اس کے والد بہت عمر رسیدہ ہیں ان امور کو پیش نظر رکھ کر جواب مرحمت فرمائیں؟

جواب: عدت کی حالت میں عورت کو حج کے لیے سفر کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ اگر جائے گی تو گناہ گار ہوگی' آئندہ سال یا جب منظوری مل جائے تو محرم کے ہمراہ حج کے لیے جائے۔ اگر خدانخواستہ آخر تک اجازت نہ ملی یا محرم نہ مل سکا تو حج بدل کی وصیت کر جائے۔ شامی وغیرہ میں ہے کہ عورت کیسی بھی ہو' عدت میں حج پر نہیں جا سکتی۔

معلم الحجاج میں ہے کہ عورت کے لیے حج پر جانا اس وقت واجب ہے جب عدت میں نہ ہو' اگر عدت میں ہو تو جانا واجب نہیں۔ عدت چاہے موت کی ہو یا فسخ نکاح کی' طلاق رجعی ہو یا طلاق بائن کی' سب کا حکم ایک ہے۔ (معلم الحجاج' صفحہ ۹۸)

بہشتی زیور میں ہے کہ اگر عورت عدت میں ہو تو عدت چھوڑ کر حج کو جانا درست نہیں ہے۔

واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ ص ۶۵)

حالت احرام میں بام' ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال

سوال: وکس اور بام جو درد سر یا سردی کی وجہ سے لگایا جاتا ہے اور اسی طرح دوسرے بام یا

دوائیں جن میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے مرض یا درد کی وجہ سے احرام کی حالت میں لگانا کیسا ہے؟ لگانے پر جزاء ہے یا نہیں؟ اسی طرح منجن یا ٹوتھ پیسٹ جس میں لونگ' کافور یا الائچی وغیرہ یا خوشبودار دواڈالی جاتی ہے ایسے ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

جواب: وکس بام خوشبودار چیز ہے اور اس کی خوشبو تیز ہے اگر پوری پیشانی پر لگایا تو دم لازم ہوگا۔ فقہاء نے ہتھیلی کو بڑا عضو شمار کیا ہے ہاتھ کے تابع نہیں کیا ہے۔ (دیکھئے معلم الحجاج ص ۲۴۴) اس لیے پیشانی بھی بڑا عضو ہونا چاہیے۔ غنیۃ الناسک میں ہے کہ خوشبودار دوا لگائی یا خوشبو بطور دوا لگالی اور وہ پکی ہوئی بھی اور زخم پر لگائی تو صدقہ واجب ہے جبکہ زخم پورے یا اکثر عضو پر نہ ہو مگر اس نے اس پر بار بار لگایا تو دم واجب ہوگا۔ الخ۔ معلم الحجاج میں ہے کہ اگر زخم بڑے عضو کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو دم واجب ہے ورنہ صدقہ واجب ہے۔

اور درد کی وجہ سے بام لگایا تب بھی یہی حکم رہے گا۔ معلم الحجاج میں ہے کہ جنایت قصداً کی یا بھول کر یا خطاً کی' جانتے بوجھتے کی یا لاعلمی میں' خوشی سے کی یا زبردستی کروائی گئی' سوتے کی یا جاگتے' نشہ میں ہو یا بے ہوش ہو' مالدار ہو یا غریب' معذور ہو یا غیر معذور سب صورتوں میں جزاء واجب ہے۔ الخ (صفحہ ۲۳۲)

اور منجن ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں لونگ' کافور' الائچی یا خوشبودار چیز مغلوب ہو یعنی کم ہو تو ایسا منجن احرام کی حالت میں استعمال کرنا مکروہ ہوگا مگر صدقہ واجب نہ ہوگا اور اگر منجن یا ٹوتھ پیسٹ میں خوشبودار چیز غالب ہو تو چونکہ منجن یا ٹوتھ پیسٹ پورے منہ کے اندر لگ جائے گا لہٰذا دم واجب ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ احرام کی حالت میں مسواک ہی استعمال کرلے' منجن یا ٹوتھ پیسٹ استعمال نہ کریں اس سے سنت بھی ادا نہ ہوگی۔ لہٰذا مسواک ہی کو اختیار کرنا چاہیے۔

ولو اکل طیبا کثیرا وھو ان یلتصق باکثرمنه یجب الدم وان کان قلیلا بان لم یلتصق باکثر فمه فعلیه الصدقة الخ. واللہ اعلم (فتاویٰ رحیمیہ)

الحمد للہ جلد ۵ ختم ہوئی